درس قرآن

تیسری منزل

سورۃ یُونُس — ھُود — یُوسُف — اَلرَّعْدُ — اِبْرَاھِیم — اَلْحِجْر — اَلنَّحْل

سوا دس پارے سے چودھویں پارے تک

مُرَتّبہ

درس قرآن بورڈ

شائع کردہ

ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلین بلڈنگ ۱۰۶ امیکلوڈ روڈ لاہور

25920

درس قرآن بورڈ

اوارہ اصلاح و تبلیغ لاہور نے درس قرآن مجید کی ترتیب و تدوین کے لیے ایک بورڈ مقرر کیا ہوا ہے۔ اس بورڈ کے مندرجہ ذیل حضرات نے اس تیسری منزل کو مرتب کیا۔

۱۔ مولانا خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی مرحوم

سابق صدر شعبہ اسلامیات و عربی۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ۔ لاہور

۲۔ مولانا حافظ مرغوب احمد صاحب توفیق مرحوم

مولوی فاضل منشی فاضل۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل
سابق صدر اسلامیات و عربی ڈھاکہ یونیورسٹی

۳۔ عبدالواحد صاحب ایم۔ اے
سابق انسپکٹر آف سکولز

Marfat.com

فہرست مضامین

درس قرآن	الف
درس قرآن بورڈ	ب
فہرست مضامین	ج

فہرست مضامین و آیات المنزل الثالث د تا ع

— پارے —

پارہ یَعْتَذِرُوْنَ ۱۱	صفحہ ایک تا ۱۱۲
پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۱۲	صفحہ ۱۱۳ تا ۲۳۸
پارہ وَمَا اُبَرِّئُ ۱۳	صفحہ ۲۳۹ تا ۳۷۸
پارہ رُبَمَا ۱۴	صفحہ ۳۷۹ تا ۵۰۴

— سورتیں —

سُوْرَةُ يُوْنُس	صفحہ ۱ تا ۱۰۹
سُوْرَةُ هُوْد	صفحہ ۱۱۰ تا ۱۹۶
سُوْرَةُ يُوْسُف	صفحہ ۱۹۷ تا ۲۸۰
سُوْرَةُ الرَّعْد	صفحہ ۲۸۱ تا ۳۳۲
سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْم	صفحہ ۳۳۳ تا ۳۷۶
سُوْرَةُ الْحِجْر	صفحہ ۳۷۷ تا ۴۰۳
سُوْرَةُ النَّحْل	صفحہ ۴۰۴ تا ۵۰۴

سرٹیفکیٹ :- میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے سُورۃ نمبر، آیت نمبر، پارہ نمبر اور متن میں کوئی کمی و بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محمد رمضان
مولوی محمد رمضان چاہ میران لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین و آیات المنزل الثالث

سورۂ یونس — ہود — یوسف — الرعد — ابراہیم — الحجر — النحل

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
	پارہ یعتذرون (۱۱)	
	سورۂ یونس	
۱	سورۂ یونس	
۲	فرق مراتب	۲
۳	رسول کی شان	
۴	اللہ کی پہچان	۳
۵	دوسری زندگی	۴
۶	اللہ کی پہچان کے اور ذریعے	۵
۷	بات کا خلاصہ	۶
۸	غافلوں کا ٹھکانا	۷ - ۸
۹	اللہ والوں کا حال	۹ - ۱۰
۱۰	انسانی زندگی کا نقشہ	
۱۱	مہلت	۱۱
۱۲	مصیبت میں فریاد	۱۲
۱۳	دنیا میں سزا	۱۳ - ۱۴
۱۴	قرآن کی عظمت	
۱۵	قرآن میں ردّ و بدل	۱۵
۱۶	کھلا ثبوت	۱۶ - ۱۷
۱۷	بتوں کی حقیقت	۱۸
۱۸	قرآن کا مرتبہ	
۱۹	دین حق ایک ہے	۱۹
۲۰	لمحۂ فکر ۱	
۲۱	لمحۂ فکر ۲	
۲۲	نشانی مانگتے ہیں	۲۰
۲۳	معجزہ	
۲۴	مکّاری کی سزا	۲۱
۲۵	آدمی کا رویّہ	۲۲
۲۶	اللہ سے بغاوت	۲۳
۲۷	دنیا کی مثال	
۲۸	دنیا کی رونق	۲۴
۲۹	اللہ کی عنایت	۲۵

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر	نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۳۰	اچھوں کا انعام	۲۶	۵۱	اللہ ظالم نہیں	
۳۱	بُروں کی سزا	۲۷	۵۲	احوالِ قیامت	۴۵
۳۲	قرآن حکیم کا پیغام		۵۳	سزا مل کر رہے گی	۴۶-۴۷
۳۳	تبلیغ		۵۴	وعدہ پورا کرنا	۴۸-۴۹
۳۴	مشرک اور ان کے معبود	۲۸	۵۵	عذاب کوئی کھیل نہیں	۵۰-۵۱
۳۵	حقیقت کا ظہور	۲۹-۳۰	۵۶	یہ سب کچھ ہو کر رہے گا	۵۲-۵۳
۳۶	اللہ کی دعوت		۵۷	قیامت کے دن کی ندامت	۵۴
۳۷	اللہ کی پہچان	۳۱	۵۸	جو کچھ ہے اللہ کا ہے	۵۵-۵۶
۳۸	عقلِ سلیم		۵۹	انسان اور اس کا ماحول	
۳۹	خلاصۂ کلام		۶۰	قرآن مجید کا تعارف	۵۷
۴۰	تمہارا رب اللہ ہی ہے	۳۲-۳۳	۶۱	اللہ کی رحمت	۵۸
۴۱	اللہ کی قدرت	۳۴	۶۲	اپنی مرضی یا اللہ کی	۵۹
۴۲	حقیقی ہادی	۳۵	۶۳	یوم حساب	۶۰
۴۳	وہم و گمان	۳۶	۶۴	حاضر ناظر ہستی	
۴۴	انسانی علم کی بے بسی		۶۵	ذرہ ذرہ محفوظ ہے	۶۱
۴۵	قرآن مجید کی شان	۳۷	۶۶	اللہ کے دوستوں	۶۲-۶۳
۴۶	سیدھی بات	۳۸		کو خوشخبری	۶۴
۴۷	کافروں کی نادانی	۳۹-۴۰	۶۷	اللہ ہی کا سب کچھ ہے	۶۵
۴۸	ادائے فرض	۴۱	۶۸	اٹکل پچو باتیں	۶۶
۴۹	مختلف قسم کے لوگ	۴۲-۴۳	۶۹	اللہ کی پہچان	۶۷
			۷۰	وہم کے کرشمے	۶۸
۵۰	ظالم کون ہے	۴۴	۷۱	کافروں کا انجام	۶۹-۷۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیات نمبر
۷۲	نوح علیہ السلام کی قوم	۷۱
۷۳	اللہ والوں کا منصب	۷۲
۷۴	ضد کرنے والوں کا انجام	۷۳
۷۵	بعد کا حال	۷۴
۷۶	موسیٰ اور ہارون علیہما السلام	۷۵
۷۷	فرعون کی ڈھٹائی	۷۶-۷۷
۷۸	فرعونی ذہنیت	۷۸
۷۹	جادوگروں کا مقابلہ	۷۹-۸۰
۸۰	جادو بے کار ہے	۸۱-۸۲
۸۱	فساد کی جڑ	۸۲
۸۲	ہارے ہوئے کا ہتھیار	۸۴-۸۵-۸۶
۸۳	نجات کی تدبیر	۸۷
۸۴	تنظیم اور اتحاد	
۸۵	سرکشی کا سبب	۸۶
۸۶	بد دعا	۸۸-۸۹
۸۷	شامت اعمال	
۸۸	فرعون کی تباہی	۹۰
۸۹	فرعون سے عبرت	۹۱-۹۲
۹۰	بنی اسرائیل کا امتحان	۹۳
۹۱	قرآن مجید کی تصدیق	۹۴-۹۵
۹۲	ایمان سے محرومی	۹۶-۹۷

نمبر شمار	مضمون	آیات نمبر
۹۳	ایمان کا نفع	۹۸
۹۴	ایمان میں زبردستی نہیں	۹۹-۱۰۰
۹۵	لوگوں کو ہدایت	۱۰۱
۹۶	اب کیا انتظار ہے	۱۰۲-۱۰۳
۹۷	قرآن مجید کا مقام	
۹۸	دنیا کا نظام	
۹۹	اصل اصول	
۱۰۰	ایک اللہ کی عبادت	۱۰۴
۱۰۱	ایمان باللہ	۱۰۵
۱۰۲	توحید کی عملی صورت	
۱۰۳	شرک ظلم ہے	۱۰۶
۱۰۴	اظہار حقیقت	
۱۰۵	قادر مطلق	۱۰۷
۱۰۶	حق آچکا	
۱۰۷	اب تم جانو	۱۰۸
۱۰۸	رسول کا کام	۱۰۹
۱۰۹	سورت یونس کیا سکھاتی ہے	
۱۱۰	**سُوْرَۃ ھُوْد**	
۱۱۱	قرآن مجید کا مقصد	۱-۲
۱۱۲	نافرمانی کی سزا	۳-۴-۵

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیات نمبر
	وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ (۱۲)	
۱۱۳	خالق اور رازق	۶
۱۱۴	اللہ کی قدرت	۷
۱۱۵	جزا سزا یقینی ہے	۸
۱۱۶	امتحان کا طریقہ	۹
۱۱۷	شکر اور صبر کا مقام	۱۰ - ۱۱
۱۱۸	نبی کریمؐ کی تبلیغ	۱۲
۱۱۹	رسول ہونے کی نشانی	۱۳
۱۲۰	پھر مانتے کیوں نہیں	۱۴
۱۲۱	زندگی کا قانون	۱۵ - ۱۶
۱۲۲	نادان انسان	
۱۲۳	دین فطرت	۱۷
۱۲۴	ہدایت کا سلسلہ	
۱۲۵	ظالموں پر لعنت	۱۸
۱۲۶	ظالموں کے کام	۱۹ - ۲۰
۱۲۷	عملوں کا پھل	۲۱-۲۲-۲۳
۱۲۸	دونوں کی مثال	۲۴
۱۲۹	نوح علیہ السلام کا پیغام	۲۵ - ۲۶
۱۳۰	قوم کا جواب	۲۷
۱۳۱	حضرت نوح علیہ السلام کا جواب	۲۸

نمبر شمار	مضمون	آیات نمبر
۱۳۲	مال سے بے نیازی	۲۹
۱۳۳	اللہ کا خوف	۳۰
۱۳۴	پیغمبر کی شان	۳۱
۱۳۵	ہٹ دھرمی	۳۲-۳۳
۱۳۶	نصیحت کا نفع	۳۴-۳۵
۱۳۷	عذاب الٰہی	۳۶-۳۷
۱۳۸	کام کا آغاز	۳۸-۳۹
۱۳۹	آخری ہدایتیں	۴۰
۱۴۰	اصلی سہارا	۴۱
۱۴۱	کشتی چلی	۴۲-۴۳
۱۴۲	طوفان کا خاتمہ	۴۴
۱۴۳	راضی برضا	۴۵
۱۴۴	حقیقتِ حال	۴۶
۱۴۵	لمحۂ فکریہ	
۱۴۶	نوح علیہ السلام سمجھ گئے	۴۷
۱۴۷	نوح علیہ السلام کو تسلّی	۴۸
۱۴۸	قصّہ کا نتیجہ	۴۹
۱۴۹	ہود علیہ السلام کا حال	۵۰-۵۱
۱۵۰	زندگی کا بہترین طریقہ	۵۲
۱۵۱	الٹی سمجھ	۵۳
۱۵۲	حضرت ہود علیہ السلام کا جواب	۵۴-۵۵، ۵۶

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر	نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۱۵۳	عذاب کا ڈراوا	۵۷	۱۷۴	جڑ کی بات	۸۸
۱۵۴	عاد کا انجام	۵۸	۱۷۵	انجامِ بنی	۸۹-۹۰
۱۵۵	عبرت	۵۹-۶۰	۱۷۶	غرور کی حد	۹۱
۱۵۶	حضرت صالح علیہ السلام	۶۱	۱۷۷	اللہ سے غفلت	۹۲
۱۵۷	ثمود کا جواب	۶۲	۱۷۸	اظہارِ ناراضگی	۹۳
۱۵۸	سیدھی بات	۶۳	۱۷۹	عذاب کی صورت	۹۴-۹۵
۱۵۹	آخری امتحان	۶۴-۶۵	۱۸۰	موسیٰؑ اور فرعون	۹۶-۹۷
۱۶۰	ایمان والوں کی نجات	۶۶	۱۸۱	لوگوں کو تنبیہ	۹۸-۹۹
۱۶۱	صورتِ عذاب	۶۷-۶۸	۱۸۲	نتیجہ	۱۰۰-۱۰۱
۱۶۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۶۹	۱۸۳	عذاب الٰہی	۱۰۲-۱۰۳
۱۶۳	خوش خبری	۷۰-۷۱			۱۰۴
۱۶۴	اللہ کی قدرت	۷۲-۷۳	۱۸۴	قیامت کا حال	۱۰۵
۱۶۵	شفقت کی شان	۷۴-۷۵	۱۸۵	بدبخت لوگ	۱۰۶-۱۰۷
		۷۶	۱۸۶	نیک بخت لوگ	۱۰۸
۱۶۶	قوم لوط کا حال	۷۷	۱۸۷	ظاہری حال	۱۰۹
۱۶۷	مت ماری گئی	۷۸-۷۹	۱۸۸	انسان کی غفلت	۱۱۰-۱۱۱
۱۶۸	انتہائی پریشانی	۸۰	۱۸۹	استقامت	۱۱۲-۱۱۳
۱۶۹	بقیہ ہدایت	۸۱	۱۹۰	لائحہ عمل	۱۱۴-۱۱۵
۱۷۰	عذاب کی صورت	۸۲-۸۳	۱۹۱	نیک لوگوں کا حال	۱۱۶
۱۷۱	اصحابِ مدین	۸۴	۱۹۲	عذاب کا سبب	۱۱۷
۱۷۲	برائیاں چھوڑ دو	۸۵-۸۶	۱۹۳	دنیا کی بناوٹ	۱۱۸-۱۱۹
۱۷۳	قوم کا جواب	۸۷	۱۹۴	قصوں کی حکمت	۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۱۹۵	خلاصۂ کلام	۱۲۳
۱۹۶	سورہ ہود پر ایک نظر	
	سُورۂ یُوسف	
۱۹۷	سورۂ یوسف	
۱۹۸	احسن القصص	۱-۲-۳
۱۹۹	پچھلی آیتوں کا خلاصہ	
۲۰۰	خواب	۴
۲۰۱	باپ کی نصیحت	۵
۲۰۲	پیش گوئی	۶
۲۰۳	بھائیوں کا حسد	۷-۸
۲۰۴	تین تجویزیں	۹-۱۰
۲۰۵	باپ سے درخواست	۱۱-۱۲
۲۰۶	جذبات کی کشمکش	۱۳-۱۴
۲۰۷	بدسلوکی	۱۵
۲۰۸	درسِ عبرت	
۲۰۹	کلام کا سبق	
۲۱۰	بہانہ بازی	۱۶-۱۷
۲۱۱	عذرِ گناہ	۱۸
۲۱۲	خرید و فروخت	۱۹
۲۱۳	یوسفؑ بک گئے	۲۰
۲۱۴	مصر پہنچ گئے	
۲۱۵	یہ سب کیوں ہوا	۲۱
۲۱۶	سمجھ دار نوجوان	۲۲

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۲۱۷	زبردست آزمائش	
۲۱۸	حیرت انگیز ضبط	۲۳
۲۱۹	ستھرے خیالات	۲۴
۲۲۰	پاکیزگی	
۲۲۱	انجام	۲۵
۲۲۲	مشکل کا حل	۲۶-۲۷
۲۲۳	فیصلہ	۲۸-۲۹
۲۲۴	نصیحت	
۲۲۵	عورتوں میں چرچا	۳۰
۲۲۶	ملاقات کا نتیجہ	۳۱
۲۲۷	دھمکی	۳۲-۳۳
۲۲۸	قید و بند	۳۴-۳۵
۲۲۹	قید خانہ	۳۶
۲۳۰	دین کی تعلیم	۳۷
۲۳۱	دینِ حق	۳۸
۲۳۲	یوسف علیہ السلام کا پیغام	۳۹-۴۰
۲۳۳	توحید	
۲۳۴	تعبیر	۴۱-۴۲
۲۳۵	قدرتی سامان	۴۳-۴۴-۴۵
۲۳۶	خواب کی تعبیر	۴۶-۴۷-۴۸-۴۹
۲۳۷	مقدمہ کی پیشی	۵۰
۲۳۸	بے گناہی کا ثبوت	۵۱-۵۲
	وَمَآ اُبَرِّئُ (۱۳)	

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۲۳۹	انکسار	۵۳
۲۴۰	شاہی مشیر	۵۵-۵۴
۲۴۱	بادشاہت	۵۷-۵۶
۲۴۲	بھائیوں کی آمد	۵۹-۵۸
۲۴۳	مزید تاکید	۶۱-۶۰
۲۴۴	مال واپس	۶۲
۲۴۵	دوبارہ وہی درخواست	۶۳
۲۴۶	جواب درخواست	۶۴
۲۴۷	سفر سے واپسی	۶۵
۲۴۸	ظاہری انتظام	۶۶
۲۴۹	احتیاط	۶۷
۲۵۰	نصیحت پہ عمل	۶۸
۲۵۱	ایک تدبیر	۷۰-۶۹
۲۵۲	پیالے کی تلاش	۷۲-۷۱
۲۵۳	چوری کی سزا	۷۵-۷۴-۷۳
۲۵۴	تلاشی	۷۶
۲۵۵	بوکھلاہٹ	۷۷
۲۵۶	بے سود خوشامد	۷۹-۷۸
۲۵۷	مشورہ	۸۰
۲۵۸	باپ کے آگے پیشی	۸۲-۸۱
۲۵۹	جواب	۸۴-۸۳
۲۶۰	صبر کی تلقین	۸۶-۸۵
۲۶۱	امید کا سبق	۸۷

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۲۶۲	درخواست	۸۸
۲۶۳	میل ملاپ	۹۰-۸۹
۲۶۴	بالکل معافی	۹۲-۹۱
۲۶۵	مصیبت کا خاتمہ	۹۳
۲۶۶	خوشی کی آمد	۹۵-۹۴
۲۶۷	خوشی کی گھڑی	۹۸-۹۷-۹۶
۲۶۸	آداب گفتگو	
۲۶۹	ملاقات	۹۹
۲۷۰	محسن اللہ ہے	۱۰۰
۲۷۱	آخری تمنا	۱۰۱
۲۷۲	دلیل نبوت	۱۰۴-۱۰۳-۱۰۲
۲۷۳	نشانیوں سے غفلت	۱۰۶-۱۰۵
۲۷۴	اللہ سے ڈرو	۱۰۷
۲۷۵	رسول کی راہ	۱۰۸
۲۷۶	پہلے رسول	۱۰۹
۲۷۷	اللہ کی مدد	۱۱۰
۲۷۸	قصہ کی غرض	۱۱۱
۲۷۹	سورۂ یوسف پر غور	
۲۸۰	ہمیں اس سے کیا ملتا ہے؟	
۲۸۱	**سُورَةُ الرَّعْد**	
۲۸۲	قرآن حق ہے	۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۲۸۳	اللہ کی معرفت	
۲۸۴	انتظام عالم	۲
۲۸۵	زمین	
۲۸۶	زمین کی پیداوار	۳
۲۸۷	عجیب انتظام	
۲۸۸	عقل کا کام	۴
۲۸۹	جائے تعجب	
۲۹۰	رب کا انکار	۵
۲۹۱	عذاب میں تاخیر	۶
۲۹۲	معجزہ کی طلب	۷
۲۹۳	اللہ کی صفات	۸ - ۹
۲۹۴	ظاہر اور باطن	۱۰
۲۹۵	قومی تنزل کا قانون	
۲۹۶	قانون کی تشریح	۱۱
۲۹۷	خوف اور امید	۱۲ - ۱۳
۲۹۸	پکارنا کسے چاہیئے	۱۴
۲۹۹	کارساز اللہ ہے	
۳۰۰	اللہ کی تابعداری	۱۵
۳۰۱	توحید	
۳۰۲	صاف فیصلہ	۱۶
۳۰۳	کوڑا کرکٹ	
۳۰۴	حق اور باطل	۱۷
۳۰۵	انجام	۱۸

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۳۰۶	عقل کا کام	۱۹ - ۲۰
۳۰۷	اچھے لوگ	۲۱
۳۰۸	اچھی خصلتیں	۲۲
۳۰۹	بھلائی کا پھل	۲۳ - ۲۴
۳۱۰	دوسرا گروہ	۲۵
۳۱۱	دنیا و آخرت	۲۶
۳۱۲	وہی رٹ	۲۷
۳۱۳	رجوع کی نشانی	۲۸ - ۲۹
۳۱۴	رحمٰن اللہ ہی ہے	۳۰
۳۱۵	اللہ کی صفتیں	
۳۱۶	معجزے کی غرض	
۳۱۷	مسلمان نہ گھبرائیں	۳۱
۳۱۸	اللہ کا وعدہ	
۳۱۹	سبق عبرت	۳۲
۳۲۰	اللہ کے ساتھ شریک	
۳۲۱	واقع کے خلاف	
۳۲۲	حقیقت حال	۳۳ - ۳۴
۳۲۳	جنت اور دوزخ	۳۵
۳۲۴	رسول کی شان	۳۶
۳۲۵	قرآن کا فیصلہ	۳۷
۳۲۶	رسولوں کا سلسلہ	۳۸
۳۲۷	لوح محفوظ	۳۹
۳۲۸	کوئی زبردستی نہیں	۴۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۳۲۹	یوم حساب	۴۱
۳۳۰	اللہ کی تدبیر	۴۲
۳۳۱	اللہ گواہ ہے	۴۳
۳۳۲	سورہ الرعد کا پیغام	
۳۳۳	سُورَۃُ اِبْرَاهِیْم	
۳۳۴	قرآن کا مقصد	۱
۳۳۵	کفر کی سزا	۲-۳
۳۳۶	کفر کی غلط کاریاں	
۳۳۷	غرض ہدایت ہے	۴
۳۳۸	عربی زبان	
۳۳۹	رسول کی مثال	۵
۳۴۰	موسیٰ علیہ السلام کا طرز عمل	۶
۳۴۱	شکر کا پھل	۷-۸
۳۴۲	گذشتہ سے عبرت	
۳۴۳	عبرتناک حالات	۹
۳۴۴	رسولوں کے جواب	
۳۴۵	وجہ انکار	۱۰
۳۴۶	دکھتی رگ	
۳۴۷	سہارا سب کا اللہ ہے	۱۱-۱۲
۳۴۸	دنیا کا نشہ	
۳۴۹	نشہ کا اوتار	۱۳-۱۴
۳۵۰	دائمی عذاب	۱۵-۱۶-۱۷
۳۵۱	بے کار عمل	۱۸
۳۵۲	دوبارہ اُٹھنے کی حقیقت	۱۹-۲۰
۳۵۳	آپا دھاپی	۲۱
۳۵۴	شیطان کا جواب	
۳۵۵	شیطان کو کرا جواب	۲۲
۳۵۶	ایمان اور نیکی	۲۳
۳۵۷	اچھی بات	۲۴-۲۵
۳۵۸	بُری بات	۲۶-۲۷
۳۵۹	ناشکرے	۲۸-۲۹
۳۶۰	سخت نادانی	۳۰
۳۶۱	مسلمانوں کا کام	۳۱
۳۶۲	اللہ کی نعمتیں	
۳۶۳	اللہ کی نعمتیں	۳۲-۳۳
۳۶۴	نعمتیں بے شمار ہیں	۳۴
۳۶۵	قریش کے جدِ امجد	۳۵
۳۶۶	بتوں سے نفرت	۳۶
۳۶۷	خوش حالی	۳۷
۳۶۸	اللہ کا علم	۳۸
۳۶۹	ادائے شکر	۳۹
۳۷۰	دعائے مغفرت	۴۰-۴۱
۳۷۱	مہلت ملی ہوئی ہے	۴۲-۴۳
۳۷۲	تنبیہ	۴۴
۳۷۳	حالِ زار	۴۵-۴۶
۳۷۴	وعدہ پورا ہو کر رہے گا	۴۷-۴۸-۴۹
۳۷۵	مجرمو! سمجھ جاؤ	۵۰-۵۱-۵۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۳۷۶	اختتام سورت	
۳۷۷	**سُوْرَۃُ الْحِجْر (۱۵)**	
۳۷۸	کتاب اور قرآن	۱
	پَارَہ رُبَمَا (۱۴)	
۳۷۹	پچھتاوا	۲-۳-۴-۵
۳۸۰	بقیہ پچھتاوا	
۳۸۱	ہمارے لیے سبق	
۳۸۲	عقل کا فتور	۶-۷
۳۸۳	فرشتوں کا کام	۸-۹
۳۸۴	گناہ کی نحوست	۱۰-۱۱-۱۲
۳۸۵	شامتِ اعمال	۱۳-۱۴-۱۵
۳۸۶	عجائبات قدرت	۱۶-۱۷-۱۸
۳۸۷	زمین کا انتظام	۱۹-۲۰
۳۸۸	چیزوں کی پیدائش	۲۱
۳۸۹	مزید تدبیر	۲۲
۳۹۰	اللہ کی شان	۲۳-۲۴-۲۵
۳۹۱	انسان کی پیدائش	۲۶-۲۷
۳۹۲	فرشتوں کو حکم	۲۸-۲۹
۳۹۳	سرکشی ابلیس	۳۰-۳۱-۳۲-۳۳
۳۹۴	ابلیس پر عتاب	۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸
۳۹۵	عزم فاسد	۳۹-۴۰-۴۱

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۳۹۶	بروں کا انجام	۴۲-۴۳-۴۴
۳۹۷	پرہیزگار لوگ	۴۵-۴۶-۴۷-۴۸
۳۹۸	رحمت اور عذاب	۴۹-۵۰-۵۱
۳۹۹	مہمانوں کا قصّہ	۵۲-۵۳
۴۰۰	اچانک خوشی	۵۴-۵۵-۵۶
۴۰۱	فرشتوں کے آنے کی غرض	۵۷-۵۸-۵۹-۶۰
۴۰۲	حضرت لوط علیہ السلام اور فرشتے	۶۱-۶۲-۶۳-۶۴
۴۰۳	عذاب سے نجات	۶۵-۶۶
۴۰۴	تباہی کی وجہ	۶۷-۶۸-۶۹-۷۰
۴۰۵	ناگہانی عذاب	۷۱-۷۲-۷۳-۷۴
۴۰۶	عبرتناک واقعات	۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹
۴۰۷	ثمود کا حال	۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴
۴۰۸	یہ کائنات کھیل نہیں	۸۵-۸۶
۴۰۹	اللہ کا انعام	۸۷-۸۸
۴۱۰	دعویٰ معہ دلیل	۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴
۴۱۱	اعلان کا حکم	۹۴-۹۵-۹۶
۴۱۲	دل کی تنگی کا علاج	۹۷-۹۸-۹۹
۴۱۳	سورۃ الحجر پر ایک نظر	
۴۱۴	**سُوْرَۃُ النَّحْل**	
۴۱۵	قیامت قریب ہے	۱-۲
۴۱۶	پیش گوئی	
۴۱۷	اللہ کی معرفت	۳-۴
۴۱۸	انسان پر انعامات	۵-۶

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۴۱۹	مزید انعامات	۷-۸
۴۲۰	اللہ تعالیٰ کی راہ	۹
۴۲۱	رازق اللہ ہے	۱۰-۱۱
۴۲۲	انسان کی خاطر	۱۲-۱۳
۴۲۳	دریائی نعمتیں	۱۴
۴۲۴	زمینی نعمتیں	۱۵-۱۶
۴۲۵	خالق، رحیم اور علیم	۱۷-۱۸-۱۹
۴۲۶	غیر اللہ کی حقیقت	۲۰-۲۱
۴۲۷	ایمان کیوں نہیں لاتے	۲۲-۲۳
۴۲۸	تکبّر کے معنی	
۴۲۹	بھکانے کا وبال	۲۴-۲۵
۴۳۰	پچھلوں سے عبرت	۲۶
۴۳۱	آخرت کا عذاب	۲۷
۴۳۲	کفر کا انجام	۲۸-۲۹
۴۳۳	نیک لوگ	۳۰
۴۳۴	متقیوں کا گھر	۳۱
۴۳۵	خوب سوچ لو	۳۲
۴۳۶	سزا کا قانون	۳۳-۳۴
۴۳۷	عجیب منطق	۳۵
۴۳۸	رسول کا کام	
۴۳۹	رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی	۳۶-۳۷
۴۴۰	غلط یقین	۳۸
۴۴۱	مرنے کے بعد جینا	۳۹-۴۰
۴۴۲	دونوں جہان کا باہمی رشتہ	۴۱-۴۲
۴۴۳	رسولوں اور کتابوں کا سلسلہ	۴۳
۴۴۴	آخری رسول اور قرآن	۴۴
۴۴۵	غرور کی جڑ	۴۵
۴۴۶	عذاب کی صورتیں	۴۶-۴۷
۴۴۷	کائنات کا مطالعہ	۴۸
۴۴۸	اللہ کی حکومت	۴۹-۵۰
۴۴۹	شرک غلط ہے	۵۱-۵۲
۴۵۰	منعم حقیقی	۵۳-۵۴-۵۵
۴۵۱	بے انصافی	۵۶-۵۷
۴۵۲	لڑکیوں سے نفرت	۵۸-۵۹
۴۵۳	لفظی تصویر	۶۰
۴۵۴	دنیا میں مہلت	۶۱
۴۵۵	عجیب منطق	۶۲
۴۵۶	سمجھ کا پھیر	۶۳
۴۵۷	نزول قرآن	۶۴
۴۵۸	رحمت کا نمونہ	۶۵
۴۵۹	رحمت کے اور نمونے	۶۶
۴۶۰	پینے کی اور چیزیں	۶۷
۴۶۱	ایک اور نعمت	۶۸
۴۶۲	شہد کی پیدائش	۶۹
۴۶۳	خود اپنی حالت	۷۰
۴۶۴	غلام اور آقا برابر نہیں	۷۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر	نمبر شمار	مضمون	آیت نمبر
۴۶۵	اللہ کی نعمت	۷۲	۴۸۸	قرآن مجید پڑھنے کا طریقہ	۹۸-۹۹
۴۶۶	غلط طریقہ	۷۳-۷۴			
۴۶۷	ایک مثال	۷۵	۴۸۹	شیطان کا داؤ	۱۰۰-۱۰۱
۴۶۸	ایک اور مثال	۷۶	۴۹۰	قرآن کی حقیقت	۱۰۲
۴۶۹	مثالوں کا مطلب		۴۹۱	عجیب بات	۱۰۳-۱۰۴
۴۷۰	مخلوقات کا بھید	۷۷	۴۹۲	کافروں کا انجام	۱۰۵
۴۷۱	اللہ کی قدرت	۷۸-۷۹			۱۰۶
۴۷۲	انسان کا آرام	۸۰	۴۹۳	ڈھٹائی کی وجہ	۱۰۷-۱۰۸
۴۷۳	مزید انعامات	۸۱	۴۹۴	کافر نقصان میں ہیں	۱۰۹-۱۱۰
۴۷۴	ہٹ دھرمی	۸۲-۸۳	۴۹۵	ناشکری کی سزا	۱۱۱-۱۱۲
۴۷۵	قیامت میں کیا ہوگا	۸۴-۸۵	۴۹۶	رسولوں کی آمد	۱۱۳-۱۱۴
۴۷۶	مشرکوں کا رویہ	۸۶	۴۹۷	حرام چیزیں	۱۱۵
۴۷۷	ہوش و حواس گم	۸۷-۸۸	۴۹۸	اختیار اللہ کو ہے	۱۱۶-۱۱۷
۴۷۸	قرآن عظیم	۸۹	۴۹۹	رحمت کی وسعت	۱۱۸-۱۱۹
۴۷۹	قرآنی تعلیم کا خلاصہ	۹۰	۵۰۰	ابراہیم کا نمونہ	۱۲۰-۱۲۱
۴۸۰	آئین اور دستور				۱۲۲
۴۸۱	عہد و پیمان	۹۱	۵۰۱	ابراہیمی ملت	۱۲۳
۴۸۲	خود غرضی		۵۰۲	ہفتہ کا دن	۱۲۴
۴۸۳	قوت و ضعف	۹۲	۵۰۳	کرنا کیا چاہیے	۱۲۵-۱۲۶
۴۸۴	اختلاف مشیت الٰہی ہے				۱۲۷-۱۲۸
۴۸۵	بد اخلاقی کا نتیجہ	۹۴	۵۰۴	سورۃ النحل کا خلاصہ	
۴۸۶	اللہ کا عہد	۹۵	⁂	⁂	⁂
۴۸۷	پاکیزہ زندگی	۹۶-۹۷	⁂	⁂	⁂

Marfat.com

ایک ضروری گذارش

آپ اپنے حلقۂ احباب میں درسِ قرآن کا جہاں تک ہو سکے تعارف کرا دیں۔ تاکہ عوام قرآن حکیم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال سکیں اور اللہ رب العزت کی رضا حاصل کر سکیں۔ اور آپ کو بھی اشاعت قرآن حکیم کا ثواب حاصل ہو۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کا پھیلانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درثہ ہے۔ جو کوئی یہ محنت برداشت کرے گا اور قرآنی تعلیم کو گھر گھر پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ہی نوازیں گے جیسا کہ اپنے مقبول بندوں کو نوازا کرتے ہیں۔ یہ کام کسی فردِ واحد کا نہیں بلکہ پوری امّت کا فریضہ ہے۔ ہر کلمہ گو کو اس کی اشاعت میں حصّہ لے کر اخروی سعادتوں سے اپنے دامن کو بھرنا چاہیئے۔

الحمد للہ! اس کارِ خیر کے اثرات آج ہر گھر میں محسوس کیے جا رہے ہیں۔ اور قرآن حکیم کے سمجھنے کا ذوق نمایاں طور پر بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان تمام حضرات کی سعی کو قبول فرمائے، جنہوں نے اس نعمت عظمیٰ کے تیار کرنے میں اپنا فکر اور وقت صرف فرمایا اور جنہوں نے اس کی اشاعت کی توسیع میں نمایاں حصّہ لیا۔

ادارہ کے پیشِ نظر اس سلسلہ کے جاری کرنے سے کوئی دنیاوی غرض و غایت و منفعت نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔ صرف قرآن حکیم کی تعلیمات کو گھر گھر پہنچانے کے لیے یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ تاکہ مخلوق خدا اس حکیم مطلق کے نافذ کردہ قوانین کو سمجھ سکے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کر کے دنیا و عاقبت میں سرخرو ہو سکے۔

ظاہر ہے کہ یہ کام پوری امت کا ہے، اس کام میں آپ کی معاونت نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا آپ سے پھر درخواست کی جاتی ہے۔ کہ اس کی اشاعت بڑھانے میں جس قدر ہمارا ہاتھ بٹا سکتے ہیں، بٹائیں اور ثوابِ دارین حاصل کریں۔

عبدالعزیز، سیکرٹری ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلین بلڈنگ، لاہور

Marfat.com

سورۃ یونس

یونسؑ ایک اللہ کے برگزیدہ بندے کا نام ہے۔ اس سورت کا نام سورۃ یونسؑ اس لیے ہوا کہ اس میں یونسؑ اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ اس قوم کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ کے عذاب کے آثار دیکھ کر ڈر گئے۔ اللہ پر ایمان لائے اور سب نے رو رو کر اللہ سے معافی مانگی اور عذاب ٹل جانے کی دُعا کی۔ ان پر سے عذاب ٹل گیا۔ ایسا اور کسی قوم نے ان سے پہلے نہیں کیا تھا۔ یہ سورت مکہ میں غالباً ہجرت سے چار سال پہلے نازل ہوئی اسی لیے اور مکّی سورتوں کی طرح اس میں بھی انسان کو ہدایت کی گئی ہے کہ دنیا کے کارخانے اور اس کے نظام کو دیکھ کر اس کے بنانے والے اور انتظام کرنے والے کو پہچانیں کہ اس ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ایک ہے اور وہی اس کا پالنے والا ہے۔ وہی ہر ایک کو اس کی زندگی کی تمام ضروری چیزیں دیتا ہے۔ خود انسان بھی اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اس نے اس کو زیادہ سمجھ اس لیے عطا کی ہے کہ کائنات کا اور فطرت کا مطالعہ کر کے ان کے اور اپنے خالق اور رب کو اچھی طرح پہچانے اور پھر اپنی ساری قوتیں اس کے راضی کرنے میں صرف کر دے۔

انسان کی ہدایت کے لیے اس نے انسانوں ہی میں سے کچھ لوگوں کو اپنا رسول بنا کر وقتاً فوقتاً بھیجا ہے تاکہ وہ لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کریں اور انہیں بتائیں کہ تمہیں مرنے کے بعد اپنے مالک اور رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور وہ تمہارے سارے کاموں کا حساب لے گا۔

اسی سورت میں آگے چل کر حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت یونس علیہم السلام کا حال اور اُن کی قوموں کا اُن کے ساتھ سلوک بیان کر کے توجہ دلائی گئی ہے کہ پچھلی امتوں کے حالات سے بھی تمہیں بہت کچھ سیکھنا ہے۔

انسان کی سرکشی دور کرنے اور قانونِ الٰہی کا مطیع اور فرماں بردار بن کر رہنے کے لیے نہایت واضح اور مؤثر طریقے سے اس سورت میں ہدایات دی گئی ہیں۔ جن پر غور کرنے سے ایک طرف تو انسان کو زندگی بسر کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے اور دوسری طرف اس پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ اس دُنیا میں انتظام اور امن و امان قائم رکھنے کا ذمہ دار ہے۔ پھر یہ بات صاف نظر آنے لگتی ہے کہ بغیر اللہ کے حکم پر چلے انسان مصیبتوں سے نجات نہیں پا سکتا۔ اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکتا ہے۔

Marfat.com

سورۃ یونس (١٠) مَکِّیَّۃ (٥١) اٰیاتھا (١٠٩) رکوعاتھا (١١)

فرقِ مراتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝١

الف۔لام۔را یہ آیتیں ہیں اس کتاب کی جو مضبوط اور پختہ ہے

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى

کیا ہو گیا لوگوں کے لیے اچنبھا کہ ہم نے وحی بھیجی ایک

رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ

مرد پر انہی میں سے کہ ڈرا دے لوگوں کو اور خوشخبری دے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

ان کو جو ایمان لائے کہ ان کے لیے مرتبہ ہے بلند ان کے

رَبِّهِمْ ؔط قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا

رب کے ہاں کہا کافروں نے • بلاشک یہ

لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝٢

ضرور ایک جادوگر ہے کھلا

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝١

یہ پکی کتاب کی آیتیں ہیں

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى

کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے

رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ

ایک مرد پر وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سنا دے اور ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

والوں کو خوش خبری سنا دے کہ ان کے لیے

رَبِّهِمْ ؔط قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا

اپنے رب کے ہاں بلند مرتبہ ہے منکر کہنے لگے بلاشک یہ تو

لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝٢

صریح جادوگر ہے

الْحَكِيْمِ (پکا۔پختہ) صفت کا صیغہ ہے جس کا مادہ ح۔ک۔م ہے اس مادہ سے مشہور الفاظ حکم۔حکمت۔حکیم وغیرہ بنے ہیں۔ اور عام طور پر مستعمل ہیں' ان سب کے اندر پختگی اور پکے پن کا مفہوم موجود ہے جو اس کے مادہ کے اصل معنی ہیں اس لیے حکیم کے معنی ہیں وہ رائے یا وہ چیز جو پکی استوار اور پختہ ہو جس میں اندرونی کمزوری کی وجہ سے بدل جانے کا خوف نہ ہو۔جب تک اس سے بڑھ کر کوئی پختہ چیز اس کے مقابلے میں نہ آجائے' اس میں تغیر نہ ہو۔

قَدَمَ صِدْقٍ قدم کے معنی ڈگ کے ہیں۔چونکہ قدم بڑھانے سے آگے بڑھنا ہوتا ہے' اس لیے اس کے دوسرے معنی مرتبہ' کامیابی اور ترقی کے ہو گئے' کیونکہ ان کے لیے قدم اٹھانا ضروری ہے۔صدق کے معنی سچائی کے ہیں' لیکن اس کے معنی ٹھوس' مضبوطی اور درستی کے بھی ہیں:

Marfat.com

رسول کی شان

یہ سورت ان سورتوں میں سے ہے جن کے پہلے حروف مقطعات رکھے گئے ہیں۔ جن کے معنی اللہ ہی جانتا ہے، یا جن کو اس نے بتا دیا ہے وہ جانتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ یہ آیتیں جو تم پڑھ رہے ہو اور سُن رہے ہو، یہ ایک کتاب کی آیتیں ہیں جس میں شک وشبہ تغیّر وتبدّل کی گنجائش نہیں۔ اس میں جو بات ہے وہ نہایت پختہ ہے، یہ کتاب اللہ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر انہیں انسان کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے ایک انسان کو بڑھی ہوئی صلاحیتیں اور نمایاں فضیلتیں عطا فرما کر اپنی رسالت کے کام پر مقرر فرمایا۔ کہ وہ دُنیا بھر کے انسانوں کو ڈراوے اور خبردار کر دے کہ انسان اس دنیا میں جانوروں کی طرح غیر ذمہ دارانہ زندگی بسر کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے اس کے سارے کاموں کا جو وہ یہاں کریگا مرنے کے بعد حساب ہوگا جنھوں نے اللہ کو نہیں مانا اور اس کے قانون کی پابندی نہیں کی، ان کو سزا ملے گی اور وہ اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے بڑے سے بڑے عذاب میں مبتلا ہوں گے لیکن جو اللہ کو مان کر اس کے قانون کے پابند ہو جائیں گے ان کو خوشخبری سنادے کہ اس ایمان اور قانون کی پابندی کی انہیں بہت بڑی جزا ملے گی اور ان کا رب انہیں اپنی راہ میں قدم اٹھانے کی وجہ سے بڑے بڑے درجے عنایت فرمائے گا۔

مزید ارشاد ہے کہ اس میں کوئی تعجّب کی بات نہیں کہ اللہ انسانوں میں سے ایک انسان کو اپنا رسول مقرر کر دے اور اس کو وحی کے ذریعے اپنا پیغام سمجھا کر لوگوں کے پاس بھیج دے تاکہ انسان کے لیے اس کا راستہ واضح ہو جائے۔ لیکن یہ البتہ تعجّب کی بات ہے کہ اللہ کے رسول کی باتیں سُن کر لوگ اللہ کو نہ مانیں اور رسول کی باتوں میں اور قرآن کی آیتوں میں غیر معمولی اثر دیکھ کر رسول کو جادوگر کہہ دیں اور ان کی سمجھ میں اتنی بات نہ آئے کہ جادو کا اثر دیرپا نہیں ہوتا محض تھوڑی دیر کا ڈھکوسلا ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم کا اثر جس پر ہو جائے وہ پھر زائل نہیں ہوتا۔ اس آیت کا مضمون جس پر کافروں کو غور کرنا چاہیئے یہ ہے کہ ہر انسان کی قابلیت جُدا جُدا ہے، کوئی سمجھدار ہے کوئی ناسمجھ۔ کوئی محنتی اور جفاکش ہے کوئی سست اور ناکارہ ہے۔ کوئی فہم وذکا میں اتنا تیز ہے کہ بات کی تہ کو فوراً پہنچ جاتا ہے کوئی سوچتا ہی رہ جاتا ہے۔ اس قاعدے کے مطابق جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہو کہ اس کی اندرونی اور بیرونی قوتیں کامل ہوں اور اس کو اللہ اپنا رسول مقرر کر دے اور اس پر وحی نازل کر کے دوسرے لوگوں کو رہنما بنادے تو اس میں تعجّب کی کون سی بات ہے۔

Marfat.com

اللہ کی پہچان

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
بلاشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا
عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ
عرش پر بناتا ہے سارا کام کوئی سفارشی نہیں
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
مگر بعد اس کی اجازت کے وہ ہے اللہ
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣﴾
تمہارا رب پس پوجا سے کیا تم سوچتے نہیں

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
تحقیق تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
اور زمین چھ دن میں بنائے پھر قائم ہوا
عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ
عرش پر، کام کی تدبیر کرتا ہے کوئی سفارش نہیں کر سکتا
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
مگر اس کی اجازت کے بعد وہ ہے اللہ تمہارا
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣﴾
رب سو اس کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے

دنیا میں آنکھ اٹھا کر جس چیز کو دیکھتے ہیں وہ اللہ کے موجود ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ یہ آسمان اور زمین اور دونوں کا باہم رشتہ جو ایک پختہ نظام کے ساتھ قائم ہے، سب کچھ آپ ہی آپ نہیں ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی شخص ایک خوش حال ملک کی سیر کرے اور دیکھے کہ ہر کام کا بخوبی انتظام موجود ہے۔ ان سب باتوں کو دیکھ کر وہ سمجھ جائے گا کہ اس ملک کا کام سنبھالنے والا کوئی بڑا زبردست منتظم بادشاہ ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ تمہارا پالنے والا اور تمہاری ضرورت کی چیزیں مہیا کرنے والا ہے۔ آسمان زمین کو دیکھو یہ اس کے بنائے ہوئے ہیں وہ سارے جہان کا بادشاہ ہے اس کا ایک تخت ہے جس پر وہ جلوہ فرما ہے اس کے حکم کے ساتھ ہر چیز کے موجود ہونے کا سامان اکٹھا ہو جاتا ہے پھر وہ رفتہ رفتہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ آسمان اور زمین چھ دن میں مکمل ہوئے وہ ان سب چیزوں کا خالق ہے اور ان کے قائم رکھنے کا انتظام کرتا ہے۔ اس کے درباری سب اس کے حکم کے تابع ہیں بغیر اس کی اجازت کے کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔ ان سب باتوں سے اللہ کو پہچانو۔ اللہ کی قوت اور دبدبہ کا اندازہ کرو اور اس کے آگے سر جھکاؤ۔ اس کے لیے سوچنے کی ضرورت ہے پھر سوچتے کیوں نہیں ۞

Marfat.com

دوسری زندگی

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

اسی طرف لوٹنا ہے تمہارا سب کا اللہ کا وعدہ ہے سچا

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ

تحقیق وہی شروع کرتا ہے پیدا کرنا پھر دوبارہ کریگا اس کو تاکہ بدلہ دے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ

ان کو جو ایمان لائے اور کیے کام نیک انصاف کے ساتھ

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ

اور جنہوں نے کفر کیا ان کو پینا ہے کھولتا ہوا پانی

وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴

اور عذاب ہے درد دینے والا بوجہ اس کے کہ تھے وہ کفر کرتے

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ

وہی اوّل بار پیدا کرتا ہے اور پھر دوبارہ پیدا کرے گا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ

تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اور نیک کام کیے تھے انصاف کے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ

ساتھ بدلہ دے اور جو کافر ہوئے ان کو کھولتا ہوا پانی پینا ہے اور

وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴

ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس لیے کہ وہ کفر کرتے تھے

ہر ایک کی کوششوں کی بنیاد عملاً اس پر آکر ٹھیرتی ہے کہ دنیا کی چیزوں میں سے جو چیزیں اس کی خواہش کو پورا کرتی ہیں یا پورا کرنے میں مدد دیتی ہیں ان پر قبضہ جمالے اور دوسروں کو ان سے جس طرح ہو سکے محروم کر دے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ اس کام کے سرانجام دینے سے اسے کوئی روکنے والا نہ ہو۔ بعض لوگ اسی کا نام آزادی رکھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جانوروں کی سی آزادی انسان کو زیب نہیں دیتی۔ قرآن کریم انسان کی آزادی کو محدود کرتا ہے اور اس کو قانون الٰہی کا پابند بنانا چاہتا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ تمہارا کام جب ٹھیک ہو گا۔ جب تم اپنے آپ کو ایک ذمہ دار مخلوق سمجھو گے اور یقین کر لو گے کہ ایک دن اللہ کے سامنے حاضر ہو کر جواب دہی کرنی ہو گی۔ اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہی مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور اپنے اطاعت گذار بندوں کو ان کے اعمال کا انصاف کے ساتھ بدلہ دے گا۔ اور نہ ماننے والوں کو یہ بدلہ ملے گا کہ وہاں انہیں آزار رساں چیزیں دی جائیں گی مثلاً کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور رنج والم ان کو ہر طرف سے گھیر لیں گے۔

Marfat.com

اللہ کی پہچان کے اور ذریعے

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً

وہی ہے جس نے بنایا سورج کو روشنی

وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ

اور چاند کو اُجالا۔ اور مقرر کر دیں اس کے لیے منزلیں

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ

تاکہ جانو تم گنتی برسوں کی اور حساب

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ سب مگر مقرر نظام کے ساتھ

یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۞ ٥

کھولتا ہے وہ نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو دانش مند ہیں

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً

وہی ہے جس نے سورج کو چمک دار بنایا

وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ

اور چاند کو چاندنا اور اس کے لیے منازل مقرر کیں

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ

تاکہ برسوں کی گنتی اور حساب پہچانو

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

اللہ نے یہ سب کچھ نہیں بنایا مگر تدبیر سے

یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۞ ٥

نشانیاں ان لوگوں کے لیے ظاہر کرتا ہے جنہیں سمجھ ہے

ضِیَآءً جس کو ضوء بھی کہتے ہیں اور نور بھی دونوں کے معنی روشنی کے ہیں لیکن تیز چمکدار اور دور دور تک پھیلنے والی روشنی کو ضیاء اور ضوء اور مطلق روشنی کو نور کہتے ہیں۔ قَدَّرَهٗ مقرر کر دیں اس کے لیے، ماضی کا صیغہ ہے تقدیر سے۔ جو قدر سے بنا ہے۔ قدر کے معنی خاکہ بنانا۔ تقدیر کے معنی اس خاکہ کے مطابق ہر چیز کو مقرر اور متعین کر دینا۔ ہٗ کی ضمیر قمر کی طرف ہے۔ قمر مقرر راستہ پر اپنا دورہ ٢٩ تا ٣٠ دن میں پورا کرتا ہے۔ اور اس کے دوروں سے شرعی مہینے اور سال عبادت کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ اللہ کے ماننے میں پس وپیش کیوں کرتے ہو۔ سورج اور چاند ہی کو دیکھو ایک تیز روشن اور دوسرا مدھم روشنی دینے والا ہے۔ چاند کے لیے ایک دائرے کے اندر چکّر لگانے کا راستہ اس نے مقرر کر دیا ہے۔ اس سے مہینوں اور سالوں کا اندازہ آسانی سے ہو جاتا ہے اور اسی سے حساب لگا کر روزہ، حج اور دیگر وقتی عبادتیں ادا کی جاتی ہیں۔ یہ چیزیں عبث اور کھیل کے طور پر نہیں بنائی ہیں۔ ان کو اللہ نے ایک مقرر نظام کے مطابق اپنی حکمت سے بنایا ہے اور ان سب کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس سے فقط سمجھ دار لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں ؛

Marfat.com

بات کا خلاصہ

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

تحقیق بدلنے میں رات اور دن کے

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور جو پیدا کیا اللہ نے آسمانوں میں اور زمین میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿٦﴾

البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

البتہ رات دن کے بدلنے میں

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿٦﴾

ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں نشانیاں ہیں

کہنے والے جو چاہے کہیں اور کرنے والے جو چاہے کریں۔ قرآن مجید اور فرقان حمید اپنی باتوں کو پورے وثوق اور اطمینان کے ساتھ ہمیشہ دہراتا چلا جائے گا۔ اور کسی کی مخالفت سے نہ دبے گا کوئی مانے یا نہ مانے۔ اُسے سچی بات کہنے سے کام ہے۔ جیسے دنیا کا نظام ازل سے ایک ڈھنگ پر چلا آرہا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کو بھی سمجھانے سے کام ہے اور سمجھاتا ہی چلا جائے گا۔ کیوں کہ اس کا منصب ہی یہی ہے سب دیکھتے ہیں کہ سورج نکلتے ہی دن ہو جاتا ہے اور اس کے غروب کے بعد رات آجاتی ہے۔ آسمان اور اس کا دلچسپ منظر، سورج، چاند تارے زمین اور اس کے متغیر حالات ہر لمحہ لاکھوں انسانوں کے سامنے سے گذرتے ہیں۔ کسی کو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کیا ہے اور کیوں ہے لیکن قرآن مجید اسی روزمرہ کے مشاہدے کو اپنی بات سمجھانے اور اس کے لیے مثالیں دینے کے کام میں لاتا ہے وہ بتاتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں اور اس کے تغیرات میں ایسی نشانیاں پوشیدہ ہیں جن کو دیکھ کر سعادت مند لوگ بہت بڑے نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں۔ ان کی بابت کبھی کہا گیا ہے کہ یہ عقل والے سمجھ دار لوگ ہیں کہیں ان کو علم رکھنے والے کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کو متقی یعنی تقویٰ رکھنے والے کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ جو لوگ دنیا میں دیکھ بھال کر چلتے ہیں، پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے ہیں اور جانوروں کی طرح اندھا دھند کلانچیں بھرتے نہیں پھرتے، بلکہ ان کے دل میں خوف بیٹھا ہوا ہے کہ پردۂ غیب میں ظاہری کائنات کے پیچھے کچھ نہ کچھ ضرور پوشیدہ ہے، یہ لوگ دن رات کے ادل بدل میں اور دنیا کی ہر چیز کی ظاہری حالت میں ایک خفیہ طاقت کا اثر دیکھتے ہیں اور اس کا مالک ایک اللہ کو سمجھتے ہیں اور اس کے قہر و غضب سے ڈرتے ہیں ؎

Marfat.com

غافلوں کا ٹھکانا

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
تحقیق جو لوگ توقع نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی
وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا
اور خوش ہو گئے زندگی سے دنیا کی اور اطمینان کر لیا
بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا
اس پر اور جو لوگ وہ ہماری نشانیوں سے
غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ
غافل ہیں ایسے لوگ ٹھکانا ان کا آگ ہے
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸
بدلے اس کے جو تھے وہ کماتے

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
البتہ جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے
وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا
اور دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے اور اسی پر مطمئن ہو گئے
بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا
اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے
غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ
بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا آگ ہے
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸
اس کے بدلے ہیں جو وہ کماتے تھے

یہ آیت ایک انسان کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ یہ ایک ایسا عام حکم ہے جس کے اندر کسی کی رو رعایت نہیں۔ پچھلی آیت میں صاف کہہ دیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں جو چیز ہے، وہ بتا رہی ہے کہ وہ ایک نظام کے تحت ہے اور اس کا بنانے والا اور اس نظام کے تحت اس کی جگہ مقرر کرنے والا اللہ ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو انسان کو جانور سے زیادہ مرتبہ نہیں دیتے۔ ارشاد ہے کہ جو لوگ انسان کو ایک ذمہ دار ہستی نہیں مانتے اور اللہ کے روبرو اپنے اعمال کا حساب دینے کے قائل نہیں۔ ان کی نظر میں دنیا ہی سب کچھ ہے۔ وہ یہاں کی چیزوں سے اور حالات سے مطمئن ہیں اور عالم کو خالق اور رب کے وجود کی علامت نہیں سمجھتے۔ ظاہر بات ہے کہ ایسے لوگ قانون الٰہی کے سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اور ان کے اعمال کی بنیاد یہ نہ ہوگی۔ کہ ان سب کا حساب مرنے کے بعد ایک دن دینا پڑے گا۔ اور دنیا میں پھنسے ہوئے لوگ سخت دکھ اور درد میں مبتلا ہوں گے۔ یہ لوگ آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ دنیا میں متقیوں کا مسلک صحیح تھا چنانچہ ان کے اندر رنج و افسوس کی آگ بھڑکے گی اور ان کے اندر اور باہر سب کو جلا کر خاک کر دے گی۔

Marfat.com

اللہ والوں کا حال

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے نیک
يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي
رستہ دکھائیگا ان کو ان کا رب ان کے ایمان کی بدولت بہتی ہوں گی
مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾
ان کے نیچے نہریں باغوں میں چین آرام کے
دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ
دعا ان کی ہوگی اس میں پاک ہے تو اے اللہ اور ملتے وقت کا کلام
فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ
جس میں سلام ہوگا اور خاتمہ ان کی دعا کا یہ ہوگا کہ خوبی ساری
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ ع
اللہ کے لیے پروردگار کل جہانوں کا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے
يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي
ان کو ان کا رب ایمان سے ہدایت کرے گا ان کے نیچے
مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾
نہریں بہتی ہوں گی آرام کے باغوں میں
دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ
ان کی دعا اس جگہ یہ ہے کہ پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور
فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ
ملاقات ان کی وہاں سلام اور ان کی دعا کا خاتمہ اس پر کہ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ ع ۱
سب خوبی اللہ کو ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے

پچھلی آیتوں میں مخلوقات کو دیکھ کر اللہ کا پہچاننا انسان کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے اور صاف کہہ دیا گیا ہے کہ جنہوں نے نہ پہچانا بلکہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ۔ اور یہاں کے کھیل تماشے میں پھنس کر عمر گنوا دی' ان کے اعمال انہیں لے جا کر آگ میں جھونک دیں گے اس آیت میں قرآن مجید کا واضح فیصلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کو مان کر اس کی مقرر کردہ شرع کی پابندی کرنے والے ہر طرح سے فائدہ میں رہیں گے ۔ اللہ کو پہچان کر اس کے حکم پر چلنے والوں کے لیے مرنے کے بعد دل کشا باغ اور مکانات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی رہنے کو ملیں گے ۔ جن میں بہترین چیزیں ہوں گی ۔ سلامتی اور امن کی زندگی ہمیشہ کے لیے میسر ہوگی اللہ کا شکر کریں گے اور مزے سے رہتے سہیں گے وہاں کسی قسم کا کوئی دنیاوی جھگڑا یا ناراضگی نہ ہوگی سب خوش و خرم ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو بھی سلام اور دعا سے ہی یاد کریں گے ::

انسانی زندگی کا نقشہ

پچھلی دو آیتوں سے سوچنے کے بعد اس دنیا سے انسان کا تعلق واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے۔ انسان ایک مخلوق ہے۔ جس کا اصل تعلق عالم بالا سے ہے اور اسے پیدا کرکے پہلے وہیں رکھا گیا تھا۔ چونکہ شیطان نے انسان کو سجدہ نہ کیا تھا اس لیے اس نے کوشش کر کے اسے جنّت سے نکلوا کر چھوڑا۔ انسان کے لیے حکم ہُوا کہ اسے جنّت سے باہر بھیجا جائے اور ایسی جگہ رکھا جائے۔ جہاں اس کا اس شیطان سے مقابلہ ہو۔ اور جب یہ اس پر غالب آجائے تو پھر اسے جنّت میں جگہ دی جائے۔ اس غرض سے اسے دنیا میں بھیج دیا گیا۔ دُنیا کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایک بڑا وسیع بھول بھلیاں ہے، جیسے پرانے مقبروں کی عمارتوں میں بعض بڑے بڑے لوگوں نے بھول بھلیاں بنائی ہیں۔ اس میں داخلے کے بے شمار دروازے ہیں اس کے اندر گھستے ہی بے شمار پیچیدہ راستے ہیں جن میں سے ایک سے دوسرے میں جانا کوئی بات ہی نہیں۔ یہ سب راستے دنیا کے دوسرے سرے پر ختم ہوتے ہیں اور انسان آخر کار بھٹکتے بھٹکتے باہر نکلنے کے لیے کسی نہ کسی دروازے پر پہنچ جاتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے۔ ان راستوں سے داخلہ کے دروازے کی طرف تو واپس آنا ممکن نہیں، ہاں ہر ایک راستہ بیشمار موڑ توڑ کے بعد باہر نکل جاتا ہے۔ اور ہر ایک سے نکلتے ہی انسان آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔ صرف ایک راستہ ایسا ہے۔ جو جنّت پر ختم ہوتا ہے۔ یہ راستہ وہ ہے جس کو اللہ عز و جل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے واضح کر دیا ہے اور اس کی نشانیاں اور علامتیں صاف طور پر بتا دی ہیں۔ جو اس راستے پر چلا وہ آخر کار جنّت میں پہنچ کر رہیگا۔ لیکن اور سب راستے دوزخ پر ختم ہوتے ہیں اور شیطان انہی میں سے کسی نہ کسی پر انسان کو بہکا کر ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پچھلی آخری آیت میں فرمایا کہ جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے۔ یعنی جو اپنے رب کو پہچان کر اس کی تابعداری کے لیے دل و جان سے تیار ہوتے ہیں انہیں اللہ اس راستے پر ڈال دیتا ہے۔ بے ایمان لوگ اور راستوں پر بھٹکتے بھٹکتے آخر کار جہنم رسید ہو جاتے ہیں ؛

Marfat.com

مہلت

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ
اور اگر جلدی بھیج دے اللہ لوگوں کے لیے برائی جیسے وہ جلدی مانگتے ہیں
بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ
بھلائی تو ختم کر دی جائے ان کے لیے ان کی عمر پس چھوڑتے ہیں ہم
الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
ان کو جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی
فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪
ان کی سرکشی میں سرگردان

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ
اور اگر اللہ لوگوں کو برائی جلدی پہنچا دے جیسے کہ
بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ
وہ بھلائی جلدی مانگتے ہیں تو ان کی عمر ختم کر دی جائے۔ سو ہم ان
الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
کو جنہیں ہماری ملاقات کی جلدی امید نہیں ان
فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪
کی شرارت میں سرگرداں چھوڑے رکھتے ہیں

نَذَرُ چھوڑتے ہیں ہم۔ مضارع کا صیغہ ہے جس کا مصدر وَذْرٌ ہے جس کے معنی چھوڑ دینا ہیں۔ نَذَرُهُمْ ہم چھوڑے رکھتے ہیں۔
يَعْمَهُوْنَ بھٹکتے پھرتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ ہے عَمَهٌ سے جس کے معنی اندھا پن ہے جس سے راستہ نہیں سوجھتا۔ يَعْمَهُوْنَ کے معنی ہیں وہ ادھر ادھر بھٹکتے رہتے ہیں۔ یہ لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔

ارشاد ہے کہ بعض لوگ ایسے گستاخ ہیں کہ اپنے لیے برائی مانگ بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ جب کفار کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا تو وہ لوگ کہتے کہ کیوں باتیں بناتے ہو۔ اگر سچ ہے تو عذاب کیوں نہیں آتا اور بعض تو یہاں تک دلیر تھے کہ اللہ کا نام لے کر اس سے کہتے کہ اگر اسلام تو نے بھیجا ہے اور یہی سچ ہے تو ہم پر پتھر برسا دے یا کوئی اور دکھ دینے والا عذاب بھیج دے (سورہ انفال میں گذر چکا ہے) ان سے کہہ دے کہ اگر عذاب بھی اسی طرح جلدی آجایا کرتا جیسے شب و روز تم پر انعام و اکرام کی بارشیں ہوتی رہتی ہیں تو دنیا میں تمہارا زندہ رہنا دشوار ہو جاتا جو لوگ ایمان سے محروم ہیں۔ بعض دفعہ مصیبت میں یا غضب میں اپنے آپ کو یا دوسروں کو بری طرح کوسنے کاٹنے بھی لگتے ہیں۔ اگر ان کا کہنا کر دیا جائے تو دنیا کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن دنیا کو قائم رکھنا ہے تاکہ نیک لوگ نیکیاں کر لیں اور آخرت میں اجر کے مستحق ہوں۔ اس لیے ان کی بد دعاؤں کا خیال نہیں کیا جاتا اور ان کو ان کی بدمستیوں میں غافل رہنے دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

مصیبت میں فریاد

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
اور جب پہنچتا ہے انسان کو دکھ تو پکارتا ہے ہمیں
لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا
اپنے پہلو پر پڑا یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے پھر جب
كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ
دور کر دیتے ہیں ہم اس سے اس کا دکھ چل دیتا ہے گویا نہ پکارتا تھا ہمیں
اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ
کسی دکھ میں جو اسے پہنچا تھا اسی طرح آراستہ کر دیا گیا گستاخوں کے لیے
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾
جو ہیں وہ کر رہے

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے
لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا
پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا ہوا پھر جب ہم
كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ
اس سے وہ تکلیف دور کر دیتے ہیں چلا جاتا ہے گویا ہم کو کسی تکلیف
اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ
پہنچنے پر پکارا نہ تھا اسی طرح پسند آیا ہے بے باک
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾
لوگوں کو جو کچھ وہ کر رہے ہیں

كَشَفْنَا (دور کر دیتے ہیں ہم) ماضی کا صیغہ ہے کشف سے کشف کے معنی کھول دینا۔ مصیبت کا کھولنا یہی ہے کہ اس کو دور کر دیا جائے۔ اس لیے یہاں اس سے مراد دور کر دینا ہے۔ مَرَّ (گذر گیا) ماضی کا صیغہ ہے مرور سے۔ مرور کے معنی گذرنا چل دینا۔ معمولی کاموں میں پھر مشغول ہو جانا۔ یہاں بھی یہی معنی مراد ہیں۔ الْمُسْرِفِيْنَ (بیباک گستاخ) اسم فاعل کا صیغہ ہے اور مسرف کی جمع ہے جو اسراف سے بنا ہے۔ اسراف کے معنی حد سے باہر نکل جانا۔ قانون کا خیال نہ کرنے والے اور فضول خرچ کو مُسرف کہتے ہیں یہ فاسق کے قریب ہے۔

ارشاد ہے کہ انسان خوشحالی میں اللہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا لیکن جب اس پر کوئی سخت مصیبت پڑتی ہے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا تو وہ جس حالت میں بھی ہو لیٹا ہو، بیٹھا ہو یا کھڑا ہو بے ساختہ اللہ کو پکارتا اور اس کی مدد طلب کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ جب مصیبت میں اور کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوتا تو انسان ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس کی مصیبت دور کر دیتے ہیں تو اس کو بھول جاتا ہے کہ مصیبت دور کرنے کی اللہ سے التجا کی تھی اور اسے بھول جانے کو وہ معمولی بات سمجھتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس منعم حقیقی کی ناشکری کا وبال اس پر پڑے گا۔

Marfat.com

دُنیا میں سزا

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا
اور البتہ ہم نے ہلاک کیا قوموں کو تم سے پہلے جب ظلم کیا انہوں نے
وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
اور آچکے تھے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لےکر اور وہ نہ تھے
لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
کہ ایمان لاتے اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم قوم کو
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ
مجرموں کی پھر کیا ہم نے تم کو نائب زمین میں
مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾
ان کے بعد تاکہ ہم دیکھیں کیسے کام کرتے ہو تم

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا
اور البتہ ہم تم سے پہلے جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جب وہ ظالم ہو گئے
وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
حالانکہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لائے اور وہ ایمان
لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
لانے والے ہرگز نہ تھے۔ ہم گناہ گار قوم کو یونہی
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ
سزا دیتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں
مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾
نائب کیا تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو

ارشاد ہے کہ ہم نے اس دنیا میں یہ طریقہ مقرر کر دیا ہے کہ نافرمانوں کو ڈھیل دی جاتی ہے اور صحیح راستہ سمجھانے کے لیے انہیں میں سے رسول بنا کر ان کے پاس بھیجے جاتے ہیں پھر جب اس پر بھی وہ باز نہیں آتے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں تو ان پر کوئی آفت آسمانی بھیجی جاتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اسی قاعدے کی رُو سے اے عرب کے رہنے والو! سُن لو اور تمام دنیا کو سنا دو کہ ہم نے پہلے زمانہ میں تم سے پہلے بہت سے جتھوں اور قبیلوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ کیوں کہ انہوں نے ظلم پر کمر باندھ لی اور کسی طرح شرارتوں اور بدمعاشیوں سے باز نہ آئے لیکن یہ ایکدم اچانک نہیں ہُوا بلکہ پہلے ان کے پاس ہمارے پیغام پہنچانے والے آتے اور ان کو کھلی ہوئی نشانیاں دکھا دیں تاکہ وہ پہچان لیں۔ کہ واقعی یہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر جب باوجود اس کے وہ ایمان نہ لائے اور اپنی بدمستیوں میں غرق رہے تو ہمارا عذاب ان پر نازل ہُوا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ ہمارے ہاں مجرموں کو سزا دینے کا یہی قاعدہ ہے۔ ان کے ہلاک ہونے کے بعد اب ہم نے تم کو زمین پر بسایا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ تم بھی انہی کی طرح سے سرکشی اختیار کرتے ہو یا سیدھی طرح رسول کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے ہو۔

Marfat.com

قرآن کی عظمت

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ
اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں جو واضح ہیں
قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ
کہتے ہیں وہ جو توقع نہیں کرتے ہم سے ملنے کی لے آ
بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ
کوئی قرآن سوا اس کے یا اسے بدل دے

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ
اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں
قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ
تو وہ لوگ جن کو ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہتے ہیں کہ
بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ
اس کے سوا کوئی اور قرآن لے آیا اس کو بدل دے

عرب کے لوگ اللہ کا نام تو لیتے تھے۔ لیکن اس کا اور اس کی صفات کا ان کے دل میں وہ تصور نہ تھا جو ہونا چاہیے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے کہا کہ اللہ نہ خالق ہی نہیں بلکہ ہادی بھی ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑا۔ بلکہ اس کی ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً رسول بھیجے اور ان کو اپنی کتابیں دیں چنانچہ اب مجھے تمہاری اور تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہ کتاب دی ہے جس کا نام قرآن کریم ہے اس کو سنو۔ سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ مکہ کے لوگ بتوں کے پجاری تھے، عوام پر ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب کا ذکر سن کر چکرا گئے۔ سنا تو واقعی قرآن کریم میں نصیحتیں بھی بڑی اچھی نظر آئیں لیکن یہ نہ سمجھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذمہ یہ ہے کہ اس کو جوں کا توں پہنچا دے، اور اس پر خود عمل کر کے دکھا دے اور لوگوں سے کہہ دے کہ تم بھی اسی طرح عمل کرو۔ ان لوگوں نے جب بتوں کی اور ان کی پوجا کی برائیاں اس میں سنیں تو نادانی یا ہنسی کے طور پر کہنے لگے کہ کوئی ایسا قرآن لا، جس میں بتوں کی اور ان کی پوجا کی مذمت نہ ہو۔ ورنہ تو خود ان آیتوں کو جن میں ایسی باتیں ہیں بدل کر اور انہیں رکھ دے۔

وہ یہ نہ سمجھ سکے یا سمجھنا نہ چاہا کہ قرآن مجید میں رد و بدل کوئی نہیں کر سکتا، اس کے احکام اٹل ہیں۔ رسول کا کام یہ ہے کہ اس کو سنا دے اور خود عمل کر کے دوسروں کو عمل کرنا سکھا دے۔

Marfat.com

قرآن میں ردّ و بدل

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ

کہہ دے نہیں ہے میرے لیے کہ اس کو بدلوں جانب سے

نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ

اپنی نہیں پیروی کرتا میں مگر اس کی جو وحی آئے میری طرف

اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

بے شک میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

عذاب سے ایک دن کے جو بڑا ہے

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ

تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ میں اس کو اپنی طرف سے

نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ

بدل ڈالوں میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف حکم

اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

آئے میں ڈرتا ہوں اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

بُرے دن کے عذاب سے

ارشاد ہے کہ اے رسول ان سے کہہ دے کہ میرا کام اس پیغام خداوندی میں ترمیم اور تبدیل کرنا نہیں ہے اپنی طرف سے نہ میں اس میں کچھ گھٹا بڑھا سکتا ہوں اور نہ ردّ و بدل کر سکتا ہوں۔ میرا کام فقط یہ ہے کہ جو میری طرف وحی کی جائے اس کے مطابق عمل کروں اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں اور اس کے حکم سے منہ موڑوں تو ڈر ہے کہ قیامت کے دن جو بڑے معرکے کا دن ہے میں سخت سزا کا مستحق ٹھہروں۔ اس کلام میں کوئی ذرا بھی تغیرّ و تبدّل نہیں کر سکتا۔

نیک لوگ تو اس لیے نہیں کر سکتے۔ کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں اور اس کے عذاب کے ڈر سے لرزتے رہتے ہیں۔ اور بد لوگ اس لیے نہیں کر سکتے۔ کہ اللہ خود اس کلام ذی شان کا محافظ ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس میں کچھ بدل سکے۔ اس کے الفاظ بھی محفوظ ہیں اور معانی بھی وہی ہیں جو اللہ کے علم میں ہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم کو جس طرح اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے وہ دنیا کے قیام تک اسی طرح رہے گا۔ اور سمجھ دار لوگ جو اس کی روح سے واقف ہو جائیں گے اس کے مطابق خود بھی چلیں گے اور دوسروں کے لیے بھی راستہ صاف کریں گے۔ یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو غلط اور من گھڑت تاویلوں کے ذریعے پہلے سے قائم کی ہوئی اپنی رائے کے مطابق کرنا جرم ہے۔ قرآن کو تو تمام اثرات سے ذہن خالی کر کے دیکھنا چاہیے۔ اس کے بعد اس کے معنی کا پتہ چلے گا۔

Marfat.com

کھلا ثبوت

قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوۡتُهٗ عَلَيۡكُمۡ
کہدے اگر چاہتا اللہ نہ پڑھتا میں اس کو تم پر
وَلَاۤ اَدۡرٰىكُمۡ بِهٖ ۖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا
اور نہ وہ خبر کرتا تم کو اس کی پس تحقیق رہا ہوں میں تم میں ایک عمر تک
مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنۡ اَظۡلَمُ
اس سے پہلے کیا تم سوچتے نہیں پھر کون زیادہ ظالم ہے
مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ
اس سے جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھوٹا کہے
بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۱۷﴾
اس کی آیتوں کو۔ واقعہ یہ ہے کہ نہیں فلاح پاتے مجرم

قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوۡتُهٗ عَلَيۡكُمۡ
کہدے اگر اللہ چاہتا تو میں اس کو تمہارے سامنے نہ پڑھتا
وَلَاۤ اَدۡرٰىكُمۡ بِهٖ ۖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا
اور نہ وہ خبر کرتا اس کی تم کو۔ کیونکہ میں اس سے پہلے ایک عمر تک
مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنۡ اَظۡلَمُ
تم میں رہ چکا ہوں کیا پھر تم سوچتے نہیں۔ پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے
مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ
جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے
بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۱۷﴾
بے شک گناہ گاروں کا بھلا نہیں ہوتا

تَلَوۡتُ (پڑھتا میں) ماضی کا صیغہ ہے جو تِلَاوَۃٌ سے بنا ہے۔ تِلَاوَۃٌ جس کو اردو میں تلاوت لکھتے اور بولتے ہیں کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ یہ لفظ اردو میں مستعمل ہو گیا ہے اور تلاوت کرنا عام طور پر بولا جاتا ہے۔ اَدۡرٰی (جتلاتا) ماضی کا صیغہ ہے اِدۡرَاءٌ سے۔ اس کا مادہ د۔ ر۔ ی ہے جس سے مصدر دِرَایَۃٌ ہے دِرَایت کے معنی سمجھ لینا۔ اِدۡرَاءٌ اس کا متعدی ہے یعنی بتلانا، سمجھانا۔

ارشاد ہے کہ انہیں سنا دے کہ میں نے نہ اسے تصنیف کیا اور نہ میں کر سکتا ہوں۔ یہ تو مجھ پر اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ اگر اللہ کی مرضی نہ ہوتی تو وہ مجھے تمہارے سامنے اس کے پڑھنے کی توفیق نہ دیتا اور نہ تمہیں اس کے مضامین سے خبردار کرتا۔ موٹی سی بات ہے کہ میں چالیس سال سے تمہارے اندر رہتا چلا آ رہا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے کسی نے نہ پڑھنا سکھایا اور نہ لکھنا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بے پڑھا آدمی ایسی فصیح و بلیغ کتاب اچانک لکھ ڈالے۔ ذرا سوچو تو سہی تم جن آیتوں کو جھٹلاتے ہو۔ یہ اللہ عزوجل کی آیتیں ہیں اس لیے تم سے بڑھ کر ظالم اور مجرم کوئی نہیں۔ مجرم کبھی کامیابی کی شکل نہیں دیکھ سکتا۔

Marfat.com

بتوں کی حقیقت

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ
اور پوجتے ہیں　اللہ کے سوا　اس کو جو نہ ضرر پہنچا سکے
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
اور جو نہ نفع دے سکے ان کو　اور کہتے ہیں　یہ سب　سفارشی ہیں ہمارے
عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا
اللہ کے پاس　کہہ دے　کیا خبر دیتے ہو تم　اللہ کو　اس کی جو وہ
لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ
نہیں جانتا　آسمانوں میں　اور نہ زمین میں　پاک ہے وہ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ⑱
اور بلند ہے　اس سے جو　وہ شریک کرتے ہیں

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ
اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ نقصان پہنچا سکے
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
اور نہ نفع　اور کہتے ہیں　یہ تو ہمارے سفارشی ہیں
عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا
اللہ کے پاس　تو کہہ کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو　جو اسے
لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ
معلوم نہیں　آسمانوں میں اور زمین میں　وہ پاک ہے
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ⑱
اور برتر ہے اس سے جس کو شریک کرتے ہیں

تُنَبِّـُٔوْنَ (خبر دیتے ہو تم) مضارع کا صیغہ ہے جس کا مصدر تَنْبِئَۃٌ ہے جو نَبَأٌ سے بنا ہے نَبَأٌ کے معنی خبر کے ہیں تَنْبِئَۃٌ خبر دینا۔
ناسمجھ بت پرست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کو بدل ڈالنے یا اس میں ترمیم کرنے کے لیے اس لیے کہتے تھے کہ اس میں بتوں کی اور ان کی پوجا کی برائی بیان کی گئی تھی ورنہ ویسے وہ قرآن مجید کی فصاحت بلاغت اور اعلیٰ درجے کی نصیحتوں سے بہت متاثر ہوتے۔ ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو دیکھو یہ ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو انہیں نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان۔ اس سے منع کرو تو کہتے ہیں کہ واہ یہی تو ہمیں کہہ سن کر اللہ سے سب کچھ دلواتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو ہماری رسائی اللہ تک کیسے ہو۔ ان سے کہہ دو کہ یہ تمہاری من گھڑت بات ہے۔ واقع کے ذرا بھی مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ واقعی بات وہی ہے جس کو اللہ جانتا ہے۔ زمین اور آسمان کی ساری کائنات اس خیال کو جھٹلاتی ہے۔ اس کے کاموں میں اور تدبیر میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ یہ سب اس کی مخلوق ہے اور اس کے حکم کے تابع ہے کوئی چیز اس پر حکم نہیں چلا سکتی ؞

Marfat.com

قرآن کا مرتبہ

مکّہ کے کافروں کو یہ غلط فہمی تھی کہ ہمارے باپ دادا صدیوں سے ان بتوں کو سجدہ کرتے رہے ہیں اور انہی کی مدد سے ان کے سارے کام بنتے رہے ہیں، ہم ان کا طریقہ ایک شخص کے کہنے سے کیسے بدل دیں۔ مانا کہ اس میں ساری خوبیاں ہیں۔ مگر ایک شخص کا جم غفیر کے مقابلہ میں کہنا کیسے مانا جائے۔ وہ کہتے تھے کہ تقریباً سارا عرب سالہا سال سے مانتا چلا آرہا ہے اور اب بھی مان رہا ہے کہ اللہ بغیر ان بتوں کی سفارش بلکہ مدد کے کچھ نہیں کرتا۔

ایک شخص ہم میں سے اٹھتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے اور ایک کتاب پیش کرتا ہے جس میں لکھا ہے کہ بُت کوئی چیز نہیں ان کے ہاتھ میں نہ نفع ہے نہ نقصان ہے یہ اندھے گونگے بہرے، بے جان پتھر یا درخت کسی کو کیا دے سکتے ہیں اور کسی کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ آسمانوں میں اور زمین میں ہر چیز اپنے منہ سے کہہ رہی ہے کہ میں اپنے بس میں نہیں جس طرف سے سنو یہی صدا آتی ہے کہ ہمارا ظہور اور وجود بالکل اللہ کے علم کے مطابق ہے اس ساری کائنات کے نظام کا منصوبہ اور ہر ایک جنس اور نوع کے لیے اس کی زندگی کا الگ الگ قانون اسی نے بنایا ہے ذرہ ذرہ کا اسے علم ہے۔

قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دے کہ بہت سے لوگوں کے ایک بات پر اڑ جانے یا جم جانے سے وہ بات صحیح نہیں ہو جاتی۔ صحیح وہ بات ہے۔ جو اللہ کے علم میں صحیح ہے اور جس نے اس علم کے مطابق اپنی کتاب میں اسے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اصل چیز تو یہ کتاب ہے اس کو اگر سارے انسان رد کر دیں اور ایک انسان مانے تو وہ ایک انسان ٹھیک ہے اور اس کے مقابلے میں نہ ماننے والے سارے انسان غلط ہیں۔ قرآن حکیم کی بابت یہ غلط فہمی اس وقت بھی تھی اور آج بھی ہے۔ کہ اس میں ترمیم تنسیخ جمہور کی رائے سے کی جا سکتی ہے لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ اس کے اصول کو ساری دنیا ایک طرف ہو جائے تب بھی نہیں بدل سکتی ۔

Marfat.com

دین حق ایک ہے

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً
اور نہ تھے لوگ مگر امت
وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
ایک پس الگ الگ ہوتے اور اگر نہ ہوتا حکم
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
جو پہلے ہی ہو چکا تیرے رب کی طرف سے تو فیصلہ ہو جاتا ان کے درمیان
فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۱۹)
اس کا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً
لوگ جو ہیں سو ایک نبی کی اُمت
وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
ہیں پیچھے جدا جدا ہو گئے اور اگر تیرے رب کی
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
ایک بات جو پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ ہو جاتا
فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۱۹)
اس کا جس میں اختلاف کر رہے ہیں

اُمَّةٌ (خیالات میں متفق گروہ) ہم اس لفظ کو امّت بولتے اور لکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کئی جگہ آیا ہے اور مختلف معنی مراد لیے گئے ہیں لیکن ہر معنی میں مجموعہ کا مفہوم موجود ہے۔ قوم کے معنی بھی گروہ کے ہیں لیکن قوم میں اور امّت میں فرق یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم ملک اور وطن میں شریک لوگوں کی جماعت ہوتی ہے اور امّت اعتقادات میں یکساں ہونے کی وجہ سے بنتی ہے چاہے اس کے افراد الگ الگ ملکوں اور مقاموں میں رہتے ہوں۔ انہی اعتقادات کے یکساں ہونے کا نام دین ہے جن پر کسی گروہ کے عمل کا دارو مدار ہو۔

ارشاد ہے کہ قرآن کوئی نیا دین نہیں سکھاتا بلکہ وہ دین سکھاتا ہے جو انسانوں کا قدیم دین ہے لوگوں نے اس دین کو بدل کر اپنی اپنی مرضی کے دین بنالیے اور الگ الگ امّت بن بیٹھے۔ وہ سب غلط دین ہیں۔ قرآن مجید انسان کو ان کا اصلی دین پھر سکھاتا ہے دنیا میں اللہ نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ دینِ حق کو رسولوں پر وحی بھیج کر صاف اور واضح کر دیا جائے صحیح دین والے جنّت میں رہیں گے اور غلط دین والے دوزخ میں مقیم ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جغرافیائی اختلافات کی وجہ سے مختلف قومیں تو پہلے ہی بن گئے تھے لیکن ان سب کا دین ایک تھا اور اس لیے وہ ایک امّت تھے قیامت کے دن قومیت نہیں پوچھی جائے گی لوگ امّتوں کے اعتبار سے اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور اپنے اپنے دین کے مطابق جزا سزا پائیں گے۔

Marfat.com

لمحۂ فکر

پچھلی آیت کا مفہوم قابل غور ہے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے چنانچہ اسی قسم کی آیت پہلے سورۃ البقرہ میں گذر چکی ہے۔ اس میں خوب تفصیل سے مطلب واضح کیا گیا ہے ان سب آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے لیے دنیا میں ایک ہی دین ہے۔ جو پہلے انسان اور نبی حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا گیا تھا جب اس کو لوگوں نے اپنی غلط فہمیوں سے اور دنیاوی فائدوں کی خاطر بگاڑ دیا تو اس کو دوبارہ واضح کرنے کے لیے اللہ نے اپنے رسول بھیجے اور ان کو کتابیں دیں انہوں نے لوگوں کو سمجھایا اور نصیحتیں کیں مگر کچھ مدت گذرنے کے بعد لوگوں نے ان ہدایات کو توڑ موڑ کر کچھ کا کچھ کر دیا۔

آخر کار ایک زمانہ آیا کہ مختلف ملکوں کے لوگ اپنا اپنا دین الگ الگ بنا بیٹھے اور ظلم و ستم کا بازار گرم ہوا۔ زبردستوں نے زیردستوں کو غلام بنا لیا۔ خود زندگی کے مزے اڑانے لگے اور دوسروں کو ان کی ضروریات تک سے محروم کر دیا۔ بیچارے کمزوروں کو جو کچھ طاقتور دے دیتے لے لیتے اور دم نہ مارتے۔ ان حالات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تمام انسانوں کو ہدایت کرنے کے لیے رسول مقرر کر کے بھیجے گئے۔

اللہ تعالی نے اس دفعہ ایسا انتظام فرما دیا کہ اصلی دین قیامت تک کے لیے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے ایک بنی بنائی کتاب جس کا نام قرآن ہے۔ اپنے آخری رسول پر تھوڑی تھوڑی کر کے نازل کی اور اس کو مکمل کر کے اصلی انسانی دین کو دنیا میں پورے طور پر واضح کر دیا۔ یہ وہی دین ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر چلا آرہا ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن دنیا کو جوں کا توں پہنچا دیا اور اس کو قول و عمل دونوں کے ذریعے سمجھا دیا۔ دیکھنے والوں نے آپ کے اقوال و افعال کو بھی جمع کر کے آنے والے لوگوں کے لیے محفوظ کر دیا۔ جو حدیث کے نام سے دنیا میں موجود ہے۔ قرآن ہی دنیا میں ایک ایسی انوکھی کتاب ہے جس میں کسی کی مجال نہیں کہ تھوڑا سا بھی رد و بدل کر دے۔ اس میں یہ عجیب بات ہے کہ ہر زمانے کے مطابق اس کے اندر سوچنے والے پوری پوری ہدایات دیکھتے ہیں اور اس کے اصول کے مطابق ہر وقت کے لیے ضابطے بنا سکتے ہیں۔ ایک کبھی نہ بدلنے والی اصل جو ان آیات میں بیان کی گئی ہے اس کو ہم آیندہ صفحہ میں واضح کرتے ہیں انشاء اللہ تعالی ٭

Marfat.com

لمحۂ فکر ۲

انسان پیدا ہوتا ہے اور مر جاتا ہے یہ پیدائش اور موت کے درمیان کی مدت اس کی دُنیاوی زندگی ہے۔ اس زندگی کو وہ جس طرح چاہے بسر کر سکتا ہے۔ لیکن عموماً ہر انسان وہ طریقہ اختیار کرتا ہے جو اس کے کنبے، قبیلے، شہر اور ملک والوں نے پہلے سے اختیار کر رکھا ہے ایسے طریقے کو عربی میں دین کہتے ہیں۔ دین بہت سے ہو سکتے ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ انسان کے لیے صحیح دین ایک ہی ہے باقی سب غلط۔ اس دین کو بتانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں ہی میں سے زیادہ سمجھ دار انسانوں کو وقتاً فوقتاً اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان سے کہا ہے کہ انسان پر اس کا صحیح دین واضح کر دو اس کے بعد ہر ایک کو اختیار ہے کہ صحیح دین پر چلے یا غلط پر۔ اس اختیار کا صریح مطلب یہ ہے کہ دین کے بارے میں کوئی کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ دنیا میں ہر شخص انفرادی یا اجتماعی طور پر جس طرح چاہے زندگی بسر کرے کوئی روک ٹوک نہیں۔ معلوم ہوا دنیا میں طرق زندگی کے اندر باہم اختلاف بھی رہے گا۔ اور باوجود اس کے اسی دنیا میں سب ایک ساتھ مل کر بھی رہیں گے یعنی دنیا میں اختلاف بھی قائم رکھنا ہے اور سب کی زندگی بھی قائم رکھنی ہے اس کی کیا صورت ہے؟ یہی کہ دین کے بارے میں کوئی فرد یا جماعت کسی فرد یا جماعت سے نہ لڑے اور باہم عہد و پیمان ہو جائے کہ کوئی کسی سے نہ لڑے گا۔ بلکہ امن و امان کے ساتھ زندہ رہنے اور زندہ رکھنے میں ایک دوسرے کی خلوص کے ساتھ پوری پوری مدد کریں گے اور جن چیزوں سے انسانی زندگی میں خلل واقع ہوتا دیکھیں گے اسے سب مل کر دبائیں گے اور فسادیوں کو ہرگز نہ پنپنے دیں گے۔ دین یعنی زندگی بسر کرنے کا طریقہ کسی کا کچھ ہی ہو اس سے ہمیں سروکار نہیں ہم صرف فساد، شور و شر، دوسروں کو دبا کر رکھنے کی کوشش، ضروریات زندگی پر تنہا قبضہ جمانے کا ارادہ، ڈرا دھمکا کر کام نکالنے کا عزم، دنگا، زبردستی کے اکھاڑے بازی وغیرہ ان سب کا قلع قمع کریں گے۔ بہ نیک نیتی کے ساتھ لوگوں کی خالص خیر خواہی کے پیش نظر اچھے طریقۂ زندگی یعنی اپنے دین کا ہر شخص پرچار کر سکتا ہے۔ اسی طرح مناسب طریقے سے قرآن کے سکھائے ہوئے اصلی دین کو بھی اس کے ماننے والے اپنے قول، عمل، وعظ، نصیحت، اچھے چال چلن اور پاکیزہ اخلاق کا نمونہ پیش کر کے دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں، اور دنیا والوں کو قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن دنیاوی زندگی کی سہولتیں ہر ایک کے لیے پہلے مہیا کرنے کا حامی ہے۔ اس کے بعد انسان کو آخرت کی تیاری کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور ہر ایک کو اس کا اختیار دیتا ہے کہ جو چاہے اس کی ہدایت پر چلے اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام انسان کو اپنا بتایا ہوا دین زبردستی منوانا چاہتا ہے؟

Marfat.com

نشانی مانگتے ہیں

وَ یَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ
اور کہتے ہیں کیوں نہ اتاری گئی اس پر
اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ج فَقُلْ اِنَّمَا
کوئی نشانی اس رب کی طرف سے سو کہہ دے بات یہی ہے
الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ج اِنِّیْ مَعَكُمْ
کہ غیب اللہ کے لیے ہے پس انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ
مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۲۰﴾ ع
انتظار کرنے والوں میں ہوں

وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ
اور کہتے ہیں اس کے رب کی کوئی نشانی اس پر
اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ج فَقُلْ اِنَّمَا
کیوں نہ اتری سو تو کہہ دے کہ غیب
الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ج اِنِّیْ مَعَكُمْ
کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے
مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۲۰﴾ ع ۲/۱۰
ساتھ انتظار کرتا ہوں

منکروں نے کہا۔ قرآن ہمارے دین سے الگ کوئی نیا دین چلانا چاہتا ہے۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا۔ کہ انسانوں کے لیے شروع میں ایک ہی دین تھا' بعد میں اسے بگاڑ کر لوگوں نے اپنے اپنے دین الگ الگ بنا لیے۔ قرآن ہی اصلی دین سکھاتا ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ مجھے یہ حکم ہے کہ تمہیں قرآن سنا دوں۔ اس کا مطلب سمجھا دوں۔ اور اس پر عمل کر کے دکھا دوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تم رسول ہو۔ تو کوئی انوکھی نشانی دکھاؤ تو ہم سمجھیں کہ تم رسول ہو۔ اس آیت میں اس کا جواب ہے ارشاد ہے کہ یہ لوگ اپنی فرمائش کی ہوئی نشانی مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ رسول ہے تو اسے اپنے رب سے درخواست کر کے کوئی انوکھی نشانی لانی ضروری ہے۔ ورنہ ہم کیسے مان لیں کہ یہ رسول ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ان کو جواب دو۔ کہ عقلمندوں کے لیے میری سچائی کی کافی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں۔ ماننے والوں نے انہیں کو دیکھ کر مجھے سچا رسول مان لیا۔ آگے دیکھنا پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ اس دین کو سب پر غالب کر دے گا اور نہ ماننے والے منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ اچھا اگر نہیں مانتے تو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں:

85920

Marfat.com

معجزہ

مکّہ کے مشرکوں کو جب قرآن مجید میں سمجھایا گیا۔ کہ اصل دین انسانی وہی ہے جو قرآن مجید سکھاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وہ دین جس پر تم قائم ہو اور جس کو تمہارے باپ دادوں نے اختیار اور قائم کیا تھا، وہ سراسر غلط ہے۔ یہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو اور جن کی پوجا کرتے ہو یہ تمہیں نہ کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر۔ یہ تو بالکل بے بس پتھر یا پتھر کی مورتیں ہیں۔ ان میں طاقت اور قوّت کا کیا ذکر ہے۔ مکّہ کے مشرک ان باتوں کو سن کر کہنے لگے۔ کہ ہم کیسے یقین کر لیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تجھے اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو اپنے رب سے کوئی ایسی نشانی مانگ اور ہمیں دکھا۔ جو بالکل نئی ہو اور کوئی انسان تیرے سوا اس کو نہ دکھا سکے۔ بیٹھے بیٹھے زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کر دے، میوے دار درختوں کا ایک تیار باغ فوراً لگا دے جس میں ہر طرف نہریں بہتی ہوں، آسمان کو توڑ کر ہم پر گرا دے۔ اپنے اللہ سے کہہ کہ وہ اپنے فرشتوں کو لے کر نشان و شوکت سے ہمارے سامنے ظاہر ہو، یا تو اپنے لیے سنہری گھر جگمگاتا ہؤا بنا لے یا آسمان پر خالی ہاتھ چڑھ اور وہاں سے ایک تیار لکھی لکھائی کتاب لے کر اُتر وغیرہ۔ غرض کوئی ایسی بات دکھا جس کے دکھانے سے سب عاجز ہوں، جسے معجزہ کہتے ہیں۔

قرآن حکیم نے اس کا جواب یہ دیا۔ کہ ہمارے رسول کا کام ہدایت کرنا ہے۔ اسے ہم نے ایک کتاب یعنی قرآن دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اس جیسی کتاب جس کی عبارت نہایت فصیح و بلیغ ہو۔ اور جس میں انسان کی بہتری کی تمام باتیں ہر زمانے کے لیے جمع کر دی گئی ہوں۔ تم میں سے کوئی نہیں بنا سکتا اور نہ آیندہ دنیا میں کوئی بنا سکے گا۔ کیا یہ رسالت کے ثبوت میں کافی نہیں ہے؟ اگر نہیں مانتے تو تم دیکھو گے کہ اس کتاب کا آگے چل کر بول بالا ہوگا اور اس کے مخالف ذلیل و خوار ہوں گے۔ جو انسان روحانیت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاتا ہے اس سے آپ ہی آپ عجیب و غریب باتیں سرزد ہونے لگتی ہیں جسے کرامت کہتے ہیں۔ نبی کی کرامتیں انوکھی ہوتی ہیں وہ سب سے زیادہ کامل انسان ہوتا ہے اور اس کی سی کرامت کسی اور کی نہیں ہوسکتی، اس لیے اس کو معجزہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

مکّاری کی سزا

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ

اور جب چکھاتیں گے ہم لوگوں کو رحمت پیچھے

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ

دکھ کے جو انہیں پہنچے اسی وقت ان کے لیے حیلہ ہے میں

اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ

ہماری آیتوں کہہ دے اللہ زیادہ جلدی کر سکتا ہے حیلے میں تحقیق

رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ (۲۱)

ہمارے فرشتے لکھتے ہیں جو تم حیلہ بازی کرتے ہو

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ

اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں ایک تکلیف

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ

کے بعد جو ان کو پہنچی تھی اس وقت ہماری قدرتوں میں

اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ

حیلے بنانے لگیں۔ کہہ دے اللہ سب سے جلد حیلے بنا سکتا ہے تحقیق

رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ (۲۱)

ہمارے فرشتے تمہاری حیلہ بازی لکھتے ہیں

مَسَّتْ: ماضی کا صیغہ ہے مَسّ سے مس کے معنی ہیں چھونا۔ یہاں مراد ہے پہنچنا۔ مَکْرٌ۔ یہ سورہ آل عمران میں گذر چکا ہے۔ اس کے معنی چال، فریب، تدبیر، غلط بیانی کے ہیں۔ یہاں پہلی جگہ غلط بیانی اور دوسری جگہ اس کی سزا مراد ہے۔ تَمْکُرُوْنَ بھی اسی سے بنا ہے یعنی جو مکاری کرتے ہیں۔ اٰیَاتِ: نشانیاں آیَۃٌ کی جمع ہے۔ ہر وہ چیز جس کے ذریعہ کوئی دوسری چیز ظاہر ہو اس دوسری چیز کے لیے آیت ہے۔ یہاں اس سے مراد دنیا کے واقعات ہیں جن سے اللہ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

دنیا میں جو واقعہ بھی ہوتا ہے اس سے اللہ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے اس لیے ہر واقعہ کو دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچنا چاہیے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اگر واقعہ فائدہ دینے والا ہے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر رنج پہنچانے والا ہوتا ہے تو اس سے اس کے دور کرنے کی دعا کرنی چاہیے۔ قحط پڑتا ہے تو اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اسے دور کر۔ جب دور ہو جاتا ہے تو اللہ کا خیال بھی نہیں آتا اور کہتے ہیں کہ بارش کی وجہ سے قحط دور ہوا۔ غرض کام اللہ بناتا ہے اور نام دوسروں کا ہوتا ہے۔ ظاہری حیلوں بہانوں میں پھنس کر اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اللہ اس غفلت کی سزا میں اس خوشحالی کو فوراً بدحالی میں بدل سکتا ہے۔ اس کے ہاں آدمی کی ہر بات اچھی ہو یا بری لکھنے والے فرشتے مقرر ہیں جو کسی بات کو بے لکھے نہیں چھوڑتے اور وہ کفر اور ناشکری کی سزا میں آرام کو یکایک دکھ میں بدل سکتے ہیں۔

Marfat.com

آدمی کا رویہ

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي
وہی ہے جو پھراتا ہے تم کو خشکی میں اور دریا میں یہاں تک
اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ
کہ جب تم ہوتے ہو کشتیوں میں اور چلتی ہیں وہ ان کو لیکر ساتھ ہوا
طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ
پاکیزہ کے اور خوش ہوتے ہیں وہ اس سے آئی ان کشتیوں پر ہوا تیز
وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ
اور آتی ہے ان پر موج ہر جگہ سے اور
ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ
جان لیتے ہیں وہ کہ تحقیق گھیر لیا گیا ہے ان کو پکارنے لگتے ہیں اللہ کو
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا
خالص کرکے اس کے لیے تابعداری البتہ اگر نجات دے تو ہم کو
مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (۲۲)
اس سے ضرور ہوں گے ہم شکر گذاروں میں سے

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي
وہی تم کو جنگل اور دریا میں پھراتا ہے یہاں تک کہ
اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ
جب تم کشتیوں میں بیٹھے اور وہ لوگوں کو لے کر چلیں اچھی
طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ
ہوا سے اور اس سے خوش ہوئے کشتیوں پر تند ہوا آئی
وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ
اور ان پر موج آئی ہر جگہ سے اور
ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ
انہوں نے جان لیا کہ وہ گھر گئے لگے پکارنے اللہ کو
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا
اس کی بندگی میں خالص ہو کر اگر تو نے ہم کو اس سے بچا لیا
مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (۲۲)
تو بے شک ہم تیرے شکر گذار رہیں گے

انسان کی عجیب حالت ہے مصیبت میں تو اللہ کو یاد کرتا ہے مصیبت ٹلتے ہی بھول جاتا ہے اس آیت میں اور اس سے آگے کی آیت میں انسان کے اس رویّہ کو بیان کیا گیا ہے اور اس پر اسے تنبیہ کی گئی ہے۔ ارشاد ہے یہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں اتنی طاقت دی کہ خشکی اور تری میں سیر کرتے پھرو کشتیوں کی سیر میں ہوا خوشگوار چلتی رہے تو لوگ بڑے خوش رہتے ہیں اور بہت کم ہیں جو اللہ کو یاد کرتے ہیں مگر جب طوفان آتا ہے تو اس وقت نہ پوچھیے کیا حالت ہوتی ہے۔ بلا کی تیز ہوا، چاروں طرف سے پہاڑ جیسی موجیں سمجھے کہ اب گھر گئے۔ ایسی حالت میں انسان کو صرف اللہ ہی یاد آتا ہے اسی کو سچے دل سے پکارتا ہے کہ اے اللہ اس آفت سے بچا لے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ تیرا شکر گذار اور وفادار خادم رہوں گا۔

Marfat.com

اللہ سے بغاوت

فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ
پھر جب بچا لیا ان کو فوراً وہی لوگ لگے شرارت کرنے
فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ
زمین میں ناحق کی اے لوگو
اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ
اور کچھ نہیں تمہاری شرارت تم ہی پر پڑے گی کچھ دن اٹھا لو مزہ
الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ
زندگی کا دنیا کی پھر ہماری طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر ہم تمہیں بتا دیں گے
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۲۳)
جو تھے تم کرتے

فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ
پھر جب اللہ نے ان کو بچا دیا اسی وقت لگے
فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ
زمین میں شرارت کرنے ناحق سنو لوگو
اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ
تمہاری شرارت تم ہی پر ہے دنیا کی زندگی
الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ
کا نفع اٹھا لو پھر تمہیں ہمارے پاس لوٹنا ہے پھر ہم
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۲۳)
تمہیں بتلا دیں گے جو کچھ تم کرتے ہو۔

ارشاد ہے کہ جب ہم انہیں اس مصیبت سے اپنے فضل و کرم سے نجات دے دیتے ہیں تو پھر وہ کیا کرتے ہیں۔ ان کی وہ سب باتیں جو مصیبت کے وقت زبان پر جاری ہوئی تھیں اور دل سے نکلی تھیں سب غت ربود ہو جاتی ہیں وہی شرارتیں ظلم و ستم لوٹ کھسوٹ سب باتیں ہونے لگتی ہیں۔ آگے ارشاد ہے کہ لوگو تمہاری شرارتوں کا وبال تمہیں پر پڑے گا ہمارا تم کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہو۔ اگر ظلم و ستم سے کچھ دنیاوی فائدہ حاصل کر بھی لیا تو کے دن کے لیے۔ آخر ایک روز مرنا ہے اور اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے وہاں ساری حقیقت کھل جائے گی تفسیروں میں لکھا ہے۔ فتح مکہ کے بعد عکرمہ فرزند ابوجہل مکہ سے نکل گئے اور ایک کشتی میں بیٹھ کر راہ فرار اختیار کی۔ ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد کشتی ایک زبردست طوفان میں پھنس گئی۔ ناخدا نے کہا کہ خبردار یہاں کسی بت کو اس کا نام لے کر پکارنا کام نہ دے گا فقط ایک اللہ کو پکارو وہی اس آفت سے نجات دینے والا ہے۔ عکرمہ نے دل میں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تو یہی کہتے ہیں۔ اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے اللہ نے ہدایت دی اور وہ واپس آکر اسلام میں داخل ہوئے۔

Marfat.com

دُنیا کی مثال

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ
بس حالت زندگانی دنیا کی پانی کی سی ہے
اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ
کہ اتارا ہم نے اس کو۔ آسمان سے پس گھن دار نکلی اس سے
نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ
روئیدگی زمین کی جس سے کھائیں آدمی اور چوپائے

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ
دنیا کی زندگانی کی وہی مثل ہے جیسے
اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ
ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے
نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ
زمین کا سبزہ رلا ملا نکلا جو کہ آدمی اور جانور کھاتے ہیں

انسان کی حالت پچھلی آیتوں میں بیان ہوئی۔ یہ دنیا پر لٹو ہو رہا ہے۔ کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب جان ہی پر آبنتی ہے تو خدا خدا کرنے لگتا ہے کہ اس آفت سے بچا لے تو ساری عمر تیری ہی بندگی میں گذاروں گا۔ لیکن مصیبت دور ہونے ہی پہلے سے بھی زیادہ سرکش ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے کہا گیا تھا کہ یہ تمہاری سرکشی تمہارے ہی اوپر آفت لائے گی۔ دنیا چند روزہ ہے اس میں اگر بچ بھی گئے تو کیا۔ آخر ہمارے پاس آؤ گے اور اپنے کیے کی سزا پاؤ گے۔ اس آیت میں انہیں دنیا کی حقیقت سمجھائی گئی ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ایسی ناپائیدار چیز سے دل لگانے کے کوئی معنی نہیں۔

ارشاد ہے کہ لو دنیا کی جس چیز پہ مفتون ہو اس کی مثال سن لو ہم نے آسمان سے مینہ برسایا تو زمین پر سبزہ لہلہانے لگا۔ نباتات کی کثرت سے سارے میدان بھر گئے۔ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ کچھ ایسی تھی کہ آدمیوں کی غذا بنی۔ کچھ جانوروں کے کھانے کے کام آئی۔ ہر قسم کے غلّے' میوے' پھل' ترکاریاں' طرح طرح کی گھاس' پھوس' پھولوں سے لدے ہوئے بوٹے گلھائے گوناگوں' آنکھوں کی طراوت' دل کی راحت' غرض دیکھتے ہی دیکھتے اس سرے سے اس تک زمین ہر قسم کی روئیدگی سے لد پھد گئی اور دیکھنے والے اس کی بہار دیکھنے لگے اور اس کی خوبیوں میں محو ہو کر رہ گئے پھر کیا ہوا۔ آگے کی آیت دیکھیے ؎

Marfat.com

دنیا کی رونق

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ

یہاں تک کہ جب لے لی زمین نے اپنی رونق اور آراستہ ہوگئی

وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ

اور سمجھا زمین والوں نے کہ وہ بس رکھتے ہیں اس پر آیا اس پر

اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا

حکم ہمارا رات کو یا دن کو پس کر ڈالا ہم نے اس کو کٹا ہوا ڈھیر

كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

گویا نہ تھی وہ موجود کل اسی طرح کھولتے ہیں ہم نشانیاں

لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۲۴)

ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ

یہاں تک کہ جب زمین نے رونق پکڑلی اور مزیّن ہوگئی

وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ

اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ ہمارے ہاتھ لگے گی ناگاہ اس

اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا

پر ہمارا حکم پہنچا رات کو یا دن کو پھر اس کو کاٹ کر ڈھیر کر ڈالا

كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

گویا وہ کل موجود ہی نہ تھی اسی طرح ہم نشانیوں کو کھول کر بیان کرتے

لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۲۴)

ہیں ان لوگوں کے سامنے جو غور کرتے ہیں

زُخْرُفَ: ظاہری ٹیپ ٹاپ سطح کی چمک دمک کو کہتے ہیں چاہے اندر مٹی کا ڈھیر ہو۔ یہ لفظ سورۃ الانعام پارہ وَلَوْ اَنَّنَا میں گذر چکا ہے۔ اِزَّيَّنَتْ (آراستہ ہوگئی) ماضی کا صیغہ ہے جو زِیْنَۃٌ سے بنا ہے۔ زینت مشہور لفظ ہے جس کے معنی بناؤ سنگھار کے ہیں۔ حَصِيْدًا (کاٹی ہوئی) اس کا مادہ ح۔ص۔د ہے۔ اسی سے حصاد بنا ہے جو سورۃ الانعام میں گذرا جس کے معنی کھیتی کاٹنے کے ہیں حصید کٹی ہوئی کھیتی۔ لَمْ تَغْنَ (نہ رہی تھی) مضارع کا صیغہ ہے جو اصل میں تَغْنٰی تھا لَمْ کی وجہ سے آخر کا الف گر گیا۔ اس کا مادہ غ۔ن۔ی ہے جس کے معنی آباد ہونا رہنا سہنا ہیں۔

سبزہ کھیتی میدان میں اُگی بڑھی پھلی پھولی پوری رونق پہ آئی اور پک کر تیار ہوگئی۔ زمین والے یقین کیے بیٹھے ہیں کہ بس اب یہ ہماری ہے۔ ناگاہ اللہ کا حکم ہوا۔ زور کی آندھی بگولا چلے اولے پڑیں یا ٹڈی دل آجائے چنانچہ رات کو یا دن کو کوئی ایسی آفت آئی کہ ساری کھیتی تباہ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ ہیں ہمارے سمجھانے کے طریقے ہم نشانیاں کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ سمجھنے والے سمجھ جاتے ہیں اور انہی کی خاطر تفصیل بھی کی جاتی ہے۔ مناسب یہی ہے کہ اللہ کو پہچانو اور اس کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرو پھر دنیا رہے یا اجڑ جائے تم پر کوئی آنچ نہ آئے گی۔

Marfat.com

اللہ کی عنایت

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ
اور اللہ بلاتا ہے طرف آسودگی کے گھر کے
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
اور ہدایت کرتا ہے جسے چاہے طرف راہ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾
سیدھی کے

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ
اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
اور جس کو چاہے سیدھا راستہ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾
دکھاتا ہے

پچھلی آیتوں میں بیان ہوا۔ کہ یہ دنیا جس پر تم اس بری طرح رنجھ رہے ہوئے ہو، ڈھلتی چھاؤں ہے۔ اس پر تکیہ کر کے بیٹھ جانا بے وقوفی ہے اگر اللہ اپنے رحم و کرم سے انہیں نہ روکے۔ تو آفتیں چاروں طرف سے تمہاری زندگی تلخ کر دیں۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تم اور تمہاری چیزیں فقط اس لیے بچی ہوئی ہیں کہ اللہ ہر لحظہ تمہاری اور ان کی حفاظت کرتا ہے ورنہ تمہارے دشمن جو تمہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں تمہاری بوٹیاں نوچ کر کھا جائیں اور تمہارے کام کی چیزیں ساری برباد کر دیں۔ اب سنو یہ تمہارا حافظ اور محافظ اللہ تم سے کیا چاہتا ہے اور تمہیں اور تمہاری کام کی چیزوں کو کس لیے قائم رکھنا چاہتا ہے اس کے لیے اس آیت پر غور کرو۔

ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی جگہ کی طرف بلا رہا ہے کہ جہاں کوئی آفت نہیں اور نہ وہاں کوئی دشمن ہے کہ تمہیں ستائے دنیا کو اس لیے بنا رکھا ہے کہ جو اس کی آفت زدہ زندگی سے اللہ کی دی ہوئی عقل سے کام لے کر دلی برداشتہ ہو جائے اسے اللہ سیدھا راستہ جو سلامتی اور امن و امان کے گھر پہنچاتا ہے دکھا دے اور اس پر یہ مضمون بالکل واضح کر دے کہ آفتوں سے بچنا ہے تو اس دنیا سے دل لگانا بالکل چھوڑ دینا چاہیئے اور اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر صبر و استقلال سے قائم ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنی رحمت سے جنت میں پہنچا دے جہاں امن و امان چین چان کے سوا کچھ نہیں جہاں چاروں طرف سے اور خود اللہ کی طرف سے سلام سلام کی آوازیں آ رہی ہوں گی دل خوشی سے لبریز ہو گا امنگیں پروان چڑھ رہی ہوں گی اور زبان سے بے ساختہ نکل رہا ہو گا الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمارا سب دکھ، درد، رنج و غم دور کر دیا ہماری دشمنوں سے نجات دی اور اپنے فضل سے سب کچھ عطا فرمایا۔

Marfat.com

اچھوں کا انعام

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃٌ ؕ
ان کے لیے جنھوں نے بھلائی کی بھلائی ہے اور زیادہ
وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا
اور نہ ڈھانکے گی ان کے چہروں کو سیاہی اور نہ
ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ
ذلّت وہ لوگ رہنے والے ہیں جنّت کے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۶)
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃٌ ؕ
جنھوں نے بھلائی کی ان کے لیے بھلائی ہے اور زیادتی
وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا
اور ان کے منہ پر نہ سیاہی چڑھے گی اور نہ
ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ
رسوائی وہ لوگ جنّت والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۶)
وہ اسی میں ہمیشہ رہا کریں گے

عقل کہتی ہے کہ اے انسان تیرے ارمان نکلنے کی جگہ دنیا نہیں ہے یہاں پر اپنی آرزوؤں اور امیدوں کو تہ کر کے رکھ ضرور تجھے ایک ایسی زندگی ملنے والی ہے جہاں تو اپنے سارے ارمان آزادی سے نکال سکے گا قرآن مجید اس پر مزید روشنی ڈالتا ہے کہ یقیناً ایسی جگہ انسان کے لیے تیار ہے جہاں اس کے لیے بے روک ٹوک اپنی من بھاتی زندگی بسر کرنے کا پورا پورا موقعہ اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے ملے گا۔ اے انسان اگر وہاں جانا ہے تو اچھے کام کر اور بُرے کام چھوڑ دے۔ اس کتاب میں اچھے بُرے کام سب بتا دیئے گئے اب ان کا انجام سُن۔ ارشاد ہے کہ جو اچھے کام کرے گا اسے اچھا بدلہ ملے گا۔ اور وہ اس جگہ پہنچ جائے گا جس کا نام جنّت ہے اس کے چہرے پر اداسی بالکل نہ ہوگی جو ارمانوں کے دبانے سے پیدا ہوتی ہے وہ اپنے سارے ارمان پورے کرے گا اور رسوائیوں اور ذلّتوں سے بے خوف رہے گا۔ اس سے بڑھ کر ایک اور چیز بھی ملے گی جس کا یہاں تصوّر بھی نہیں ہو سکتا یعنی یہ حالت کسی آفت کی وجہ سے ختم ہونے والی نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ ارمان نکالنے کا موقعہ اور خواہشیں پورا کرنے کی آزادی بجائے خود بہترین چیزیں ہیں جنت میں صرف یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ ایک اور چیز نصیب ہوگی۔ وہ کیا ہے؟ وہ وہ چیز ہے جو انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں وہ ہر شخص کو اس کی بساط کے مطابق ملے گی وہ اللہ کا دیدار ہے جس سے ہر شخص اپنی بساط کے موافق خوشی حاصل کرے گا:

Marfat.com

بُروں کی سزا

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ
اور جو کمائیں برائیاں بدلہ
سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ
برائی کا اس کے برابر ہے اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی
مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ
نہیں ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا گویا
اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ
ڈھانک لیے گئے چہرے ان کے ٹکڑوں سے رات کے
مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
کالی سیاہی کے وہ لوگ رہنے والے آگ کے ہیں وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾
اسی میں ہمیشہ رہیں گے

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ
اور جنہوں نے برائیاں کمائیں برائی کا
سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ
بدلہ اس کے برابر اور رسوائی ان کو ڈھانک لے گی
مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ
ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں گویا ان
اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ
کے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے
مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
ڈھانک دیئے گئے وہ دوزخ والے ہیں وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾
اسی میں رہا کریں گے

ارشاد ہے کہ بُرے کام کرنے والے سُن لیں۔ ان کے لیے قاعدہ یہ رکھا گیا ہے کہ جتنی برائی ہو گی۔ اس کے برابر انہیں سزا دی جائے گی اس میں زیادتی نہ کی جائے گی۔ دنیا میں انہوں نے اللہ کا قانون توڑا تھا اور گناہ کیا تھا قیامت میں انہیں اس کی پاداش میں ذلیل اور رسوا کیا جائے گا۔ دنیا میں جو اپنی خواہشیں پوری کی تھیں ان کا پچھتاوا تاریکی بن کر ان کے چہرہ پر چھا جائے گا وہ اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائیں گے کہ شاید ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مل جائے لیکن وہاں کس کی مجال ہو گی جو چوں کر سکے مجرم انسان کو اللہ کے ہاتھ سے بچانے والا کوئی نہیں کیونکہ اللہ کے پیارے اور مقبول بندے تو خود اللہ کے دشمنوں اور نافرمانوں سے سب بیزار ہیں۔ یہ نافرمان دنیا میں ان کے پاس نہ پھٹکے تو آخرت میں بھی انہیں ان کے قریب نہ آنے دیا جائے گا۔ یہ لوگ دوزخی ہیں اور یہاں کا ٹھکانا ہمیشہ کے لیے وہی ہے جب تک خدا چاہے۔

Marfat.com

قرآن حکیم کا پیام

آپ نے پچھلی آیتوں کو پڑھا اُن کے مضمون کو ایک مرتبہ پھر سلسلہ وار پیش کیا جاتا ہے تاکہ غور کرنے سے اور کوئی نئی بات سمجھ میں آسکے۔ انسان کے دل کو دنیا کی ظاہری بھڑک اور آرایش اپنی طرف کھینچتی ہے اور وہ اس میں محو ہو کر اللہ کو بھول جاتا ہے جب تک راحت و آرام سے گذرتی ہے کبھی بھول کر بھی اللہ کو یاد نہیں کرتا ہاں جب کوئی سخت مصیبت آتی ہے موت سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور کوئی مددگار نظر نہیں آتا تب اللہ کو پکارتا ہے لیکن اِدھر مصیبت ٹلی اُدھر اللہ کو بھولا اے انسان ان بدمستیوں کا وبال خود تیرے ہی سر پڑیگا اس دنیا کی حقیقت جس کا تو اس قدر شیدا ہے یہ ہے کہ یہ صرف تھوڑی دیر کی بہار ہے اور اس میں بھی ناگہانی آفت کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ ابھی کھیتی ہری بھری کھڑی تھی ابھی اولے پڑ گئے یا ٹڈی دل آگیا اور آناً فاناً سب کا صفایا ہو گیا اور جو مدّے کی آس لیے بیٹھے تھے کلیجہ تھام کے بیٹھ رہے سوا یاس و حرمان کے کچھ پلّے نہ پڑا۔ اللہ تمہیں ایسے گھر کی طرف بلا رہا ہے جہاں نہ کوئی آفت ہے اور نہ خواہشوں کے پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ ہے۔ اگر کسی کو اللہ کی دعوت قبول ہے تو آگے آئے اور عرض گذارے کہ مجھے قبول ہے۔ اگر عرض منظور ہو گئی تو اسے اس گھر کا سیدھا راستہ بتا دیا جائے گا بشرطیکہ اللہ کے احکام بجالائے اور اس کے رسول کا فرمانبردار بن جائے اور کبھی ان کی نافرمانی نہ کرے۔ غرض تابعداروں کے لیے جنّت اور نافرمانوں کے لیے دوزخ تیار ہے۔ سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں دنیا کا بالکل ٹھیک نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے اور انسان کا اس سے تعلّق پورے طور پر واضح کر دیا گیا ہے۔

انسان کے دنیا سے تعلق کی غلط فہمی نے آج انسان کو تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا ہے۔ ایٹمی اسلحہ تیار ہیں۔ اس غلط فہمی کے ساتھ ایک تھوڑی سی غلطی یا غلط فہمی کی کسر اور رہ گئی ہے اگر کوئی غرور کے نشے میں وہ غلطی کر بیٹھا تو بس بیڑا غرق ہے۔

یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے کہ دنیا کی سجاوٹ صرف اوپری ہے ورنہ اس کا ہر لمحہ بے شمار آفتوں سے گھرا ہوا ہے اگر اللہ ہر لمحہ اس کی حفاظت نہ کرے تو آفتیں ایک دم اس پر ٹوٹ پڑیں اور یہ سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے حفاظت اسی وقت تک کی جائے گی جب تک اللہ کی دعوت کے منظور کرنے والے اس میں باقی رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ ان کے لیے قبول کرنے کا موقعہ باقی رکھنا ہے۔ اگر خدانخواستہ دنیا بھر کے انسانوں میں کوئی بھی ایسا نہ رہے جو اللہ کی دعوت پر کان دھرے اور سب دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھنے لگیں تو اللہ کو اس دنیا کی حفاظت کی ضرورت نہیں کسی آفت کو اشارہ کر دے گا اور فنا کا نقارہ بج جائے گا۔

Marfat.com

تبلیغ

اس سے معلوم ہوا۔ کہ دنیا اس لیے قائم ہے کہ اللہ کی دعوت گوشہ گوشہ میں پہنچ جائے اور ہر فرد بشر اسے سن لے۔ قرآن تمام دنیا کے انسانوں کے لیے صلائے عام ہے۔ یہ دعوت کا اعلان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ کام سپرد کیا ہے۔ کہ یہ پیغام دعوت ہر جگہ پہنچا دیں۔ آپ نے یہ پیغام اپنے قریب کے لوگوں کو پہنچا دیا۔ اور خوب سمجھا دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کو قرآن مجید اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھلا کر ان کے ذمہ یہ فریضہ لگا گئے۔ کہ دنیا بھر میں اللہ کا پیغام یعنی قرآن پہنچا دینا اور اپنے قول وعمل سے اس کا مفہوم دنیا کو اچھی طرح سمجھا دینا مسلمانوں کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنی کوشش سے ایسا ماحول قائم کریں کہ دنیا امن وامان کے ساتھ قائم رہے اور لوگوں کو اتنی فرصت نصیب ہو کہ اللہ کا پیغام سنیں۔

اسلام کا پہلا مرحلہ امن قائم کرنا اور باہمی ہمدردی کا پھیلانا ہے۔ اور ہر فرد انسان کو اس طرف متوجہ کرنا ہے۔ کہ اللہ کا پیغام کان لگا کر سنے اور مسلمانوں کا سا اخلاق اور ان سے باہمی تعاون کا طریقے سیکھے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جو اخلاق قرآن حکیم نے انہیں سکھائے ہیں اور جن کا نمونہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طرز عمل میں دیکھا ہے۔ وہی دنیا کے سامنے پیش کریں ورنہ وہ پیغام رسانی کے فرض سے عہدہ برآنہ ہوں گے۔

مسلمانوں کو اللہ نے سلطنت دی لیکن وہ فقط اس لیے کہ دنیا کے سامنے اسلام کے قانون کے مطابق رہنے کا عملی نمونہ پیش کریں۔ اور شور وشر فساد اور ظلم کا قلع قمع کریں۔ اگر کسی ملک پر ان کا اقتدار اور قبضہ قائم ہو جائے تو اس سے وہاں کے رہنے والوں کی اصلاح اور درستی کا کام لیں۔ بادشاہ بن کر محض گلچھرے نہ اڑانے لگیں اور سوچ میں نہ پڑ جائیں کہ ان لوگوں سے کام لے کر ان کی کمائی کے بل پر عیش اڑانا چاہیئے جس وقت وہاں کے لوگ باہمی میل جول کے طریقے ہمدردی اور تعاون کے معنی اچھی طرح سمجھ جائیں اور آزادی اور اختیار سے جیسا کہ چاہیئے کام لینا سیکھ جائیں تو مسلمان اپنے عمل کے لیے اور میدان تلاش کریں اور اللہ کی دعوت کا پیغام پہنچانے میں مشغول ہو جائیں۔ ہر وقت اپنے آپ کو اس لیے تیار رکھیں کہ اگر کسی ملک پر کوئی زیادتی کرے تو مظلوموں کی مدد کے لیے فوراً پہنچیں اور مفسد اور ظالم کو دبا کر دم لیں۔ غرض ان کا پہلا کام دنیا میں امن وامان قائم کرنا ہے تاکہ لوگ بیکار جھگڑوں میں پھنس کر عمر عزیز ضائع نہ کریں۔ بلکہ جس کا جی چاہے اللہ کا پیغام سنے اور اپنی خوشی سے اس کی دعوت قبول کرے مسلمانوں کا لڑنا جینا اور مرنا صرف ایک مقصد کے لیے ہے کہ زبان سے عمل اور برتاؤ سے نرمی اور لطف کے ساتھ اللہ کی باتیں سننے کی طرف لوگوں کو بلائیں۔

Marfat.com

مشرک اور اُن کے معبود

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ

اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے ان سب کو پھر ہم کہیں گے ان سے جنہوں نے

أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ

شرک کیا تھا کھڑے رہو اپنی اپنی جگہ پر تم اور تمہارے شریک

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ

پس جدائی ڈال دیں گے ہم ان کے درمیان اور کہیں گے ان کے شریک

مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾

نہ تھے تم ہماری عبادت کرتے

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر شرک کرنے والوں

أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ

سے کہیں گے اپنی اپنی جگہ پر تم اور تمہارے شریک کھڑے ہو جاؤ

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُكُمْ

پس الگ الگ کر دیں گے ہم ان کو آپس میں اور ان کے شریک کہیں گے

مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾

تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے

زَيَّلْنَا: (تفرقہ ڈال دیں گے) ماضی کا صیغہ ہے تزییل سے جو زَیْلٌ سے بنا ہے۔ زَیْلٌ کے معنی جگہ سے ہٹ جانا۔ زائل ناپائیدار کو کہتے ہیں جو مٹ جائے اور چلا جائے۔ یہ اردو میں مستعمل ہے کہا کرتے ہیں کہ مثلاً دوا کا اثر زائل ہو گیا اس کا متعدّی ازالہ ہے جو اردو میں مستعمل ہے مثلاً ازالہ حیثیت عرفی۔ تزییل کے معنی ہیں ملی ہوئی چیزوں کو جدا جدا کر دینا، چیزوں کے باہمی ربط اور علاقے کو توڑ دینا، انہیں الگ الگ کر دینا۔ پچھلی آیتوں میں دنیا کی ناپائیداری کو واضح کیا گیا ہے۔ فقط اللہ نے اسے بچا رکھا ہے اور وہ بھی اس لیے کہ جسے اللہ کو پہچاننا ہو اور اس کی ہدایتوں پر چلنا ہو اسے اس کا موقعہ مل جائے۔

ارشاد ہے کہ فنا ہو جانے کے بعد ایک دن پھر سب کو جمع کیا جائے گا اور وہ حشر کا دن ہو گا جسے قیامت بھی کہتے ہیں۔ اس دن تمام افراد انسانی اکٹھے کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن ہمارے سوا کسی کا حکم نہ چلے گا۔ جو لوگ ہمارے سوا اوروں کو پوجتے تھے ان کو حکم ہو گا کہ تم اور تمہارے معبود سب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ ہم ان کے سارے مصنوعی تعلقات جو انہوں نے اپنے خیال کے مطابق اپنے معبودوں کے ساتھ قائم کر رکھے تھے درہم برہم کر دیں گے۔ پوجنے والے اس توقع میں ہوں گے کہ آج یہ معبود ہمیں بچا لیں گے۔ لیکن وہ نام نہاد معبود کانوں پر ہاتھ رکھیں گے اور کہیں گے کہ ہم تمہارے معبود کبھی بھی نہیں تھے ہم میں نہ وہ طاقتیں تھیں نہ وہ صفتیں جن کو تم زبردستی ہمارے سر تھوپتے تھے اور ہمیں سجدے کرتے تھے دراصل تمہارے معبود خود تمہارے وہم اور خیالات تھے اس لیے تم خود ان کے ذمہ دار ہو وہی تمہارے معبود ہوں گے ہم ہرگز تمہارے معبود نہیں ۔

Marfat.com

حقیقت کا ظہور

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ

پس کافی ہے اللہ گواہ ہمارے بیچ میں اور تمہارے بیچ میں

اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

تحقیق ہم تھے تمہاری بندگی سے یقیناً بے خبر

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ

وہاں جانچ لے گا ہر شخص جو اس نے پہلے کیا

وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ

اور لوٹائے جائیں گے اللہ کی طرف ان کا مالک حقیقی اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

جاتا رہیگا ان سے جو تھے وہ تراشتے

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

سو اللہ کافی شاہد ہے ہمارے اور تمہارے بیچ میں

اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ تھی

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ

وہاں ہر کوئی جانچ لے گا جو اس نے پہلے کیا تھا

وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ

اور وہ اللہ کی طرف رجوع کریں گے جو ان کا سچا مالک ہے اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

جو جھوٹ باندھا کرتے تھے وہ ان کے پاس سے جاتا رہے گا

النصف

تَبْلُوْا جانچ لے گا مضارع کا صیغہ ہے جس کا مادہ ب۔ل۔و ہے بَلَاءٌ بھی اسی سے بنا ہے جو کئی جگہ آچکا ہے اس کے معنی آزمائش کے ہیں خواہ مصیبت کے ذریعے ہو یا نعمت کے ذریعے۔ بلو کے معنی ہیں چیز کو سامنے رکھ کر اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھنا اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہو جانا۔ ارشاد ہے کہ مشرکوں کے معبود ان لوگوں سے کہیں گے۔ اللہ گواہ ہے کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ حاشا و کلا ہم نے تم سے کبھی نہیں کہا کہ تم ہماری عبادت کرو کیونکہ ہم اس قابل ہی نہیں کہ ہماری عبادت کی جائے اللہ تعالیٰ ہماری حالت سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہمیں ذرا بھی اس کی خبر نہیں کہ تم ہماری عبادت کر رہے ہو۔ یہ باتیں سُن کر مشرکوں کی آنکھیں کھلیں گی۔ انہیں اس بیں کوئی شک و شبہ نہ رہے گا۔ کہ ہمارا مالک آقا رب معبود غرض جو کچھ ہے اللہ ہے۔ دوسروں کو معبود بنانا ہماری غلط فہمی تھی اور سچ مچ انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہماری عبادت کرو۔ ہم تمہارے معبود ہیں بلکہ انہیں اس کی خبر ہی نہیں کہ ہم نے انہیں واقعی معبود بنا رکھا ہے چنانچہ اس غلط فہمی میں جو کام بھی ہم نے کیے وہ سب اکارت ہوئے بلکہ آج وہ ہمارے لیے وبالِ جان ہیں۔ چنانچہ ان کے وہ سارے خیالات کہ فلاں دیوتا ہمارا کام کرتا ہے۔ فلاں یہ کرتا ہے سب غتر بود ہو جائیں گے۔ سوا اللہ کے اور کوئی سہارا نہ رہے گا۔

Marfat.com

اللہ کی دعوت

قرآن مجید دنیا کے اندر شرک کو مٹانا چاہتا ہے، اللہ کی عبادت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اس لیے مقرر کی گئی ہیں کہ انسان اللہ کی طرف متوجہ رہے اور کسی دوسرے کو اپنا حاجت روا بالکل نہ سمجھے۔ پچھلی آیتوں پر غور کیجیے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان اللہ کے راستے سے بھٹکنے کا خود ذمہ دار ہے۔ وہ اپنی کمزوری کی تلافی محسوس چیزوں کی مدد سے کرنا چاہتا ہے۔ اس کا وہم ایک طرف تو اس کی اپنی صورت اس کے سامنے ایک عاجز، بے کس، بے بس کی سی پیش کرتا ہے۔ دوسری طرف ان چیزوں کی عظمت سے جو ظاہر میں بلند اور شاندار نظر آتی ہیں اسے مرعوب کرتا ہے۔ سورج، چاند، ستارے، اونچے اونچے پہاڑ، سمندر، دریا، اندھیرا، چمک ان سب کو وہ اپنے سے زیادہ بلند، بارعب اور طاقتور دیکھتا ہے ان کے سامنے جھکتا ہے، ماتھا ٹیکتا ہے، ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوتا ہے ان کو دیوتا مانتا ہے اور ہاتھ پھیلا کر ان سے مدد مانگتا ہے پھر ایسا ہوتا ہے کہ خود انسان ہی کے بعض افراد اسے اپنے سے زیادہ طاقتور نظر آتے ہیں، کچھ مادی اور جسمانی قوت میں زیادہ اور کچھ باطنی قوتوں میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور ان کو اپنا مددگار سمجھتا ہے اور جس طرح ہوتا ہے ان کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کی وفات ہو جاتی ہے تو ان کی مورتیں بنا کر سامنے رکھتا ہے ان کی پوجا کرتا ہے۔

غرض انسان کو اس کا وہم اور خیال عجیب و غریب چکروں میں پھنسائے رکھتا ہے۔ اس کو چکر سے نکالنے کے لیے اللہ نے وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجے۔ انہوں نے اپنے اپنے وقت میں سمجھایا۔ کہ تمہاری کمزوری، ضعف اور بے کسی کا علاج صرف یہ ہے۔ کہ تم اپنے اور اس ساری کائنات کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ ہو، عقل سے کام لو۔ توہمات میں کب تک مبتلا رہو گے۔ کچھ عقلمند لوگوں نے ان کی بات مانی اور راہ راست پر آ گئے۔ کچھ لوگ ان رسولوں کو ہی دیوتا بنا بیٹھے۔

اللہ عزوجل نے اپنی آخری کتاب اپنے آخری رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر دنیا میں بھیجا اور کہا کہ ان سے کہہ دو کہ مجھے یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کے لیے دی ہے اور میں اس کا رسول ہوں مجھے حکم ہے کہ اس کتاب میں جو پیغام ہے۔ وہ تمہیں سمجھا دوں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں کچھ طاقت نہیں کہ تمہیں کچھ دے سکے یا کچھ چھین سکے۔ طاقت ور اور کمزور دونوں اپنے اپنے دائرے میں اس کے محتاج ہیں۔ اللہ نے تمہیں عقل دی ہے۔ وہ اس بات کے سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ کہ تمام قوتوں کا مالک صرف ایک اللہ ہے۔ اس کو پہچانو اور اس کی عبادت کرو۔ اسی سے مدد مانگو اور اسی سے التجا کرو۔ کہ وہ تمہیں اپنے نیک بندوں کی راہ پر چلائے سرکشوں اور گمراہوں کے طریقوں سے بچائے۔ آمین!

Marfat.com

اللہ کی پہچان

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
کہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے
اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ
یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون
يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو
مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ
زندہ سے اور کون چلاتا ہے کام پس کہہ اٹھیں گے
اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۳۱)
اللہ تو تو کہہ کیا پس نہیں ڈرتے

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
پوچھ تو کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمان سے اور زمین سے
اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ
یا کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور
يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے کون
مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ
نکالتا ہے اور کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے سو بول اٹھیں گے کہ
اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۳۱)
اللہ تو تو کہہ پھر کیا ڈرتے نہیں ہو؟

اَمَّنْ (یا کون ہے) قرآن مجید میں جس شکل میں اس کو لکھا گیا ہے۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ ایک لفظ ہے لیکن حقیقت میں یہ دو لفظ ہیں اَمْ اور مَنْ۔ اَمْ کے معنی یا اور مَنْ کے معنی کون۔ لیکن بولنے میں ایک کا میم دوسرے کے میم میں مل گیا پھر اس کو لکھنے میں بھی ملا دیا گیا۔ قرآن مجید میں آسمان اور زمین کی کائنات اور حوادث کا جگہ جگہ ذکر کیا گیا ہے۔ اور جن آیتوں میں ان کا ذکر ہے ان کو اکثر ان الفاظ پر ختم کیا گیا ہے۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (پھر کیا تم سمجھ نہیں رکھتے) اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (کیا تمہارے کان نہیں) اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (کیا تمہاری آنکھیں نہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی عقل، کان، آنکھ اور علم کا اصل کام فقط یہ ہے۔ کہ کائنات کی ہر چیز سے اور گرد و پیش کے تمام حوادث و واقعات سے اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ ان سب چیزوں کا بنانے والا، قائم رکھنے والا اور ان کا انتظام کرنے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہے اس کا کوئی نہ ساتھی ہے، نہ مددگار ہے، نہ شریک۔ اگر مطالعہ کائنات سے بشر اس نتیجہ پر نہیں پہنچتا تو وہ اور چاہے کتنی ہی مادی ترقی کرے، قرآنی اصطلاح میں وہ نادان ہے۔

Marfat.com

عقلِ سلیم

ارشاد ہے کہ اگر تم عقل سے ٹھیک طرح کام لو۔ تو سب سے پہلے تمہارے سامنے یہ سوال آنے چاہئیں۔ کہ ہمیں ہماری ضرورت کی چیزیں کون دیتا ہے، بارش کون برساتا ہے کھیتی کون اُگاتا ہے۔ مانا کہ ہمارے ہاتھ پیر ہلانے کو بھی اس میں کچھ دخل ہے لیکن ہمیں اپنے اعضا سے کام لینے کے قابل کس نے کیا۔ دیکھنے کو آنکھیں کس نے دیں۔ سننے کو کان کس نے عطا کیے۔ پھر یہ بے جان چیزوں کے اندر جاندار چیزیں اور جانداروں کے اندر سے بہت سی بے جان چیزیں کون نکالتا ہے۔ مثلاً انڈا یا نطفہ بے جان چیزیں ہیں۔ اس کے اندر سے جاندار بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور پھر بھی بے جان چیزیں جانداروں کے اندر سے نکلتی ہیں۔ پھر اس ساری کائنات کا انتظام کون کرتا ہے۔ یہ باہم ایک دوسرے کے مخالف قوتیں مل جل کر کیسے چل رہی ہیں۔

انسان نے ان سوالوں کے جواب ہر زمانے میں اپنی اپنی عقل اور قابلیت کے مطابق مختلف دیئے ہیں لیکن جن کی عقل پر مادیات کا گہرا پردہ نہیں پڑا۔ ان کا جواب بلا تامل یہی رہا۔ کہ ان سب باتوں کا کرنے والا اللہ ہے۔ اور جب انسان کی عقلِ رسا اس کو یہی جواب سکھاتی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ انسان اس کائنات کے خالق، مالک۔ اور مربی کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق نہ چلے اور تقویٰ اختیار نہ کرے۔ لیجیے اس آیت نے فیصلہ کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب تینوں چیزیں برحق اور انسان کے لیے ضروری ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ تو اس لیے برحق ہے کہ انسان کی عقل بشرطیکہ باہر کے اثرات سے اس کی روشنی دھندلی نہ ہو گئی ہو۔ اس کے سوا کائنات کی کسی چیز کو اس قابل نہیں دیکھتی۔ کہ یہ ساری باتیں جو ہو رہی ہیں کر سکے، لیکن چونکہ یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ اس لیے اس کا کرنے والا کوئی ضرور ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جو تمام کائنات سے بالاتر ہے (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں۔ اس لیے کہ عقل انسانی کے کمال کا مظہر ہیں، کیونکہ عقلوں کے فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی انسان میں اور انسانوں سے بڑھ کر عقل ہونی چاہیئے۔

(۳) کتاب اس لیے برحق ہے کہ اس کے سوا عقل کو اس کے اصلی کام کی طرف متوجہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے بتایا کہ انسان کو عقل سے اللہ، رسول اور کتاب کی سچائی پہچاننی چاہیئے اور یہی اس کا اصل کام ہے۔ کتاب کی رہنمائی کے بغیر انسان کو سیدھا راستہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر سیدھا راستہ قانون کی پابندی کا نام ہے اسی پابندی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اس لیے قرآن مجید نے شروع ہی میں کہہ دیا کہ جو لوگ تقویٰ حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کے لیے اس کتاب میں پوری ہدایتیں موجود ہیں۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

یہ آیت بتاتی ہے کہ اگر انسانی عقل ظاہری اسباب کے چکر میں ہی پھنس کر رہ جائے تو اس نے اپنا اصلی کام پورا نہیں کیا۔ انسانی عقل کے کمال کا آخری مرتبہ یہ ہے کہ وہ اللہ کو پہچانے۔ اگر اس سے نیچے کے کسی مرحلہ میں اٹک کر رہ گئی تو وہ عقل ابھی ناقص ہے۔ یہ ناقص عقل والے لوگ ہرگز اس قابل نہیں کہ انسان ان کی قائم کی ہوئی راہ پر چلے۔ ورنہ وہ بھی انہی کی طرح انسانی کمال حاصل کرنے سے محروم رہ جائے گا۔

ظاہر بات ہے کہ دنیا میں اللہ کے برگزیدہ لوگوں کے سوا کسی کی نظر ظاہری مادی اسباب سے اونچی نہیں اٹھتی۔ لیکن انسانی فطرت کے اندر یہ خلفشار موجود ہے کہ یہ ظاہری دنیاوی زندگی انسانی شان کے مناسب نظر نہیں آتی۔ ضرور اس کے لیے کوئی اور زندگی ہونی چاہیے۔ جس میں یہ اپنے بلند عظیم الشان ارادے بلا روک ٹوک پورے کرے۔ ایک شاعر دنیا کی زندگی کا نقشہ کھینچتا ہے ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

جو لوگ اسی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کو پورا انسان کتنے ہوئے تامّل ہوتا ہے۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا اور موت۔ اُگنا، لہلہانا، مرجھانا اور گر پڑنا۔ اس کے درمیان میں دکھ، بیماری، مفلسی، مالداری، مصیبت، ضعف، قوّت برائے نام اور اور جانے کیا کیا بلا سب ڈنکے کی چوٹ بتا رہے ہیں کہ دنیا فقط ایک ڈھلتی چھاؤں ہے۔ اگر انسان کی کُل یہی کائنات ہے تو یہ سب سے زیادہ بدبخت جانور ہے کیونکہ اور جانور تو جو انہیں کرنا ہے یہیں کر لیتے ہیں زیادہ کی انہیں ہوس نہ ارمان۔ لیکن انسان اتنے بڑے بڑے اور لمبے چوڑے ارادے بناتا ہے۔ کہ ابھی ان کی داغ بیل بھی نہیں ڈالنے پاتا کہ وقت پورا ہو جاتا ہے اور وہ تمنائیں سینے میں لیے ہوئے رخصت ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان کی عظمت کا تقاضا یہی ہے کہ خواہشوں کو لگام دے کیونکہ دُنیا کا میدان اُن کے پورا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اللہ کو پہچانے اور اس کے بنائے ہوئے قانون پر چلے۔ تقویٰ حاصل کرے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کو اس کے بدلے ایک اور زندگی ملے گی۔ جو کبھی ختم نہ ہو گی۔ اور ساری قوتیں بھی ہمیشہ برقرار رہیں گی جنّت میں بھیج دیا جائے گا۔ جہاں ہر شخص جیسے اس کی فطرت کا تقاضا ہے اپنی خواہشیں بلا روک ٹوک پوری کر سکے گا۔

عقل اتنی بات سمجھانے کے لیے کافی ہے بشرطیکہ اسے قرآن مجید کی روشنی حاصل ہو!

Marfat.com

تمہارا رب اللہ ہی ہے

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا

پس یہ اللہ ہے تمہارا رب حقیقی پھر کیا رہ گیا

بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

سچ کے بعد سوا گمراہی کے پس کدھر پھرے جا رہے ہو

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ

اسی طرح ٹھیک اتری بات تیرے رب کی ان پر جو

فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

نافرمان ہوئے کہ وہ ایمان نہ لائیں گے

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا

سو یہ اللہ تمہارا رب ہے سچا پس کیا رہ گیا

بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

سچ کے پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں لوٹے جاتے ہو

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ

اسی طرح ان نافرمانوں پر تیرے رب کی بات ٹھیک آئی

فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

کہ یہ ایمان نہ لائیں گے

پچھلی آیتوں میں ارشاد ہوا تھا کہ کائنات کا انتظام کرنے والا فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ جب تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارا رازق، مالک تمام کائنات کا خالق کون ہے۔ تو تم فوراً بول اٹھتے ہو کہ اللہ۔ پھر اس کا کہنا کیوں نہیں مانتے؟ دیکھو! اللہ تعالیٰ جب یہ سب باتیں کرتا ہے اور تمہیں پالتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ وہی تمہارا اصلی رب ہے۔ تمہارے جواب سے ظاہر ہے کہ اس کے سوا تمام عالم میں کوئی نہیں جو یہ سارے کام انجام دے سکے اور چیزوں کا سوا اس کے اور کوئی فرض نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ جو کام مقرر کیا ہے وہ کریں۔ اگر کسی کے ذریعے کوئی تمہارا کام ہو جائے تو اس کو رب سمجھنا غلطی ہے۔ اس نے تو جو کچھ کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا اسے نہ کوئی قوت اور نہ کوئی اختیار۔ اتنی بات سمجھ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو کارساز یا رب سمجھنا سوا گمراہی کے اور کچھ نہیں۔

تعجب ہے کہ تم سچی بات کا اقرار کر کے بچلے چلے جاتے ہو۔ آخر سوچو تو کہ یہ کیسا ردیہ ہے اور تمہیں کہاں لے جا رہا ہے۔ یہ جان بوجھ کر کج روی صاف بتا رہی ہے۔ کہ تم اپنی جان کے خود دشمن ہو اور تمہارا فسق و فجور تمہاری سرکشی اور نافرمانی تمہیں کفر کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ اللہ کا قول کہ گناہ گار اپنی شامت اعمال کی وجہ سے ایمان نہ لائیں گے ٹھیک ثابت ہوا۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ

کہہ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو پہلی بار بھی پیدا کرے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ط قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

پھر دوبارہ بھی لوٹائے کہہ اللہ پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾

پھر دوبارہ بھی لوٹائے گا پس کہاں بہکے جاتے ہو

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ

پوچھ تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو خلق کو پیدا کرے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ط قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

پھر دوبارہ زندہ کرے تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾

پھر اس کو دہرائے گا پھر کہاں پلٹے جاتے ہو

دنیا میں اکثر لوگوں کا رویہ ہے کہ دنیا کے دھندوں ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جائے کہ بھلا یہ تو بتاؤ یہ سارا کارخانہ کس نے بنایا ہے اور اسے کون چلا رہا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ نے بنایا ہے۔ حالانکہ ان کے دل کی نظر اسباب پر جمی ہوتی ہے قرآن حکیم ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی پر بھروسا کرنا غلط ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ تم جو اور چیزوں کو دنیا کے کارخانے میں دخیل سمجھتے ہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ کوئی چیز کسی چیز کو ابتداءً پیدا بھی کر سکتی ہے یا نہیں۔ انسان کی پرواز بس یہیں تک ہے کہ موجودہ چیزوں کی خاصیتیں دریافت کر کے ان کے مطابق کچھ توڑ جوڑ کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مادہ اور قوت دو بنیادی چیزیں ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا بھی ابتدا میں پیدا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں اور جب اس کے بس کا نہیں تو کسی کے بھی بس کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کو پیدا کیا۔ پھر ان دونوں کی ترکیب سے جاندار چیزیں بنائیں۔ اور یہ دونوں باتیں سوا اس کے اور کوئی نہیں کر سکتا پھر وہ کچھ دن کے بعد ان کو فنا کر کے دوبارہ بنائے گا۔ ابتدا میں پیدائش تو تم مانتے ہو کہ اللہ نے کی۔ اس لیے فنا کر کے دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا فقط دیر اس بات کی ہے۔ کہ پہلی بات کو صرف زبانی نہیں دل سے مانو۔ جب یہ مان لوگے۔ تو دوسری بات کا مان لینا بھی بالکل آسان ہے کیونکہ وہ پہلی کا نتیجہ ہے جس نے پہلے پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

اللہ کے سوا نہ کوئی پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ۔ پھر تم شریکوں کو بیچ میں کہاں سے لے آئے اور وہ کون سا مرحلہ ہے جہاں سے سیدھی سڑک چھوڑ کر غلط ڈگر پر پڑ گئے؟

Marfat.com

حقیقی ہادی

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ

کہہ کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو راستہ بتائے

اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ

حق کی طرف کہہ اللہ راستہ بتاتا ہے حق کا کیا پس جو

يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

راہ دکھائے حق کی زیادہ حقدار ہے اس کا کہ اس کی مانیں

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ

یا جو خود راستہ نہیں پاتا مگر یہ کہ اسے راستہ بتایا جاتا ہے

فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾

پس کیا ہوا تم کو کیسے فیصلہ کرتے ہو

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ

پوچھ ہے کوئی تمہارے شریکوں میں جو صحیح

اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ

راہ بتائے تو کہہ صحیح راہ اللہ بتاتا ہے تو اب جو کوئی

يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

صحیح راہ بتائے اس کی بات ماننی چاہیئے یا

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ

اس کی جو آپ راہ نہ پائے مگر جب کوئی اور اسے راہ بتائے

فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾

سو تم کو کیا ہو گیا کیسا انصاف کرتے ہو

لَا یَہِدِّیْ (خود راستہ نہیں پاتا) مضارع کا صیغہ ہے جو اصل میں یَهْتَدِیْ ہے۔ بولنے میں ت اور دال دونوں کو ملا دیتے ہیں اور اس کے پہلے کی ہ کو زیر دیتے ہیں۔ اہتداء کے معنی راستہ پا لینا۔ لَا یَهْتَدِیْ (یَہِدِّیْ) راستہ نہیں پاتا۔

ارشاد ہے کہ تمہارے بزرگ احبار، رہبان، مہنت، برہمن اور گورو وغیرہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتے۔ ہدایت ان کے اختیار میں نہیں۔ اللہ سے ہدایت حاصل کر کے دوسروں کو ہدایت کر سکتے ہیں، خود کچھ نہیں۔ یہود نے اپنے احبار اور رہبان کو اپنا رب مانا۔ عیسائیوں نے مسیح کو خدا کہا۔ دیگر مشرکوں نے اپنے دینی علماء کو اپنا کارگذار قرار دیا۔ یہ سب گمراہ ہوئے، ان سب کو اور خاص کر مسلمانوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ ان لوگوں کے فیصلے غلط ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو کسی کے دینے یا کسی سے کچھ چھیننے یا کسی کو مارنے، جلانے یا ہدایت دینے کا اختیار نہیں۔

اس کے سوا مُبْدِی۔ مُعِیْدُ اور ہادی نہ کوئی ہے نہ ہو سکتا ہے۔ سچ یہی ہے۔ باقی سب من گھڑت ڈھکوسلے ہیں۔ اللہ ہمیں راہ راست دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

Marfat.com

وہم وگمان

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ
اور نہیں پیروی کرتے اکثر ان کے مگر گمان کی
اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ؕ
تحقیق گمان نہیں کام دیتا حقیقت کے بارے میں کچھ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾
بے شک اللہ خوب واقف ہے اس سے جو وہ کرتے ہیں

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ
اور ان میں سے اکثر محض اٹکل پر چلتے ہیں
اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ؕ
سو اٹکل حق بات میں کچھ بھی کام نہیں دیتی
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾
اللہ کو جو کچھ وہ کرتے ہیں خوب معلوم ہے

ظَنّ (اٹکل) اس کے معنی گمان۔ اٹکل تخمین۔ وہم اور بے بنیاد خیال کے ہیں۔

ارشاد ہے کہ اگر کوئی واقعی کسی چیز کی حقیقت دریافت کرنا چاہتا ہے تو اسے وہم وگمان اور اٹکل پچو خیالات کو چھوڑ دینا ہوگا کیونکہ حق بات وہم وخیال کے دائرے سے باہر ہے۔ تخمینہ، اٹکل پچو، باتیں، قیاس آرائیاں حقیقت کو واضح نہیں کرتیں۔ اگر ان کے بل بوتے پر انسان کوئی کام کر بیٹھے۔ تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا کام ٹھیک ہے، بلکہ معمولی انسان کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کون سا کام ٹھیک ہے کون سا غلط ہے۔ انسانی کاموں کی حقیقت صرف اللہ کو معلوم ہے اور جو کچھ انسان کرتا ہے۔ اس کی بابت سوا اللہ عزوجل کے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ اس کے لیے مفید ہے یا مضر۔ اس کا علم فقط اللہ کو ہے۔ اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب دے کر اسی لیے بھیجا ہے کہ انسان کو بتادیں کہ کچھ کام ان کے لیے مضر ہیں، کچھ مفید پرزے جوڑ جوڑ کر بڑی بڑی کلیں بنا لینا، دوسروں سے چھین کر اپنے پاس دولت جمع کر لینا زبردستی اوروں پر حکومت کرنا۔ انسان کے لیے کچھ مفید چیزیں نہیں ہیں مشینوں کے دور سے تو انسان اور بھی زیادہ مصیبتوں میں پھنس گیا ہے اور پھنسا جا رہا ہے۔

اس کی بہتری کی باتیں صرف قرآن حکیم میں ہیں اور کہیں نہ ملیں گی۔

Marfat.com

انسانی علم کی بے بسی

اس سورت کا دوسرا رکوع یہاں سے شروع ہوا تھا۔ کہ انسان بھلائی کا طالب ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے میں جلدی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے اس کی ہر محنت کا پھل فوراً مل جائے۔ کیوں کہ وہ اپنی ناسمجھی میں یہ یقین کر بیٹھتا ہے کہ اس کی ہر محنت کا پھل اس کے حق میں ضرور اچھا ہی ہوگا۔ حالانکہ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ اس کی کوشش کا نتیجہ اس کے اپنے حق میں نقصان دہ اور خطرناک ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھولے پن سے اپنے نقصان کے لیے جلدی کر رہا ہوتا ہے اور اسے نہیں جانتا۔ اس آیت پر غور کرنے سے اس کی وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ کہ انسان کے اپنے عمل کو اچھا سمجھنے سے نتیجہ کا اچھا ہونا کیوں ضروری نہیں۔ انسان اپنے ساتھ خود کوئی علم لے کر تو دنیا میں آتا نہیں۔ اسے اپنے نفع و نقصان کی سب باتیں یہیں آ کر سیکھنی پڑتی ہیں۔ اور یہ باتیں اس کے ارد گرد کے لوگ ہی اسے بتاتے ہیں۔ مگر ان میں جہاں بہت سی باتیں درست ہوتی ہیں وہاں کئی غلط بھی ہوتی ہیں۔ وہ بات جو ساری کی ساری درست اور مفید ہو اور جس میں غلط اور نقصان دہ بات کی ذرا سی ملاوٹ بھی نہ ہو صرف انسان کا پیدا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے سچے نبی ہی بتا سکتے ہیں اور ان کی بتائی ہوئی نصیحت اور ہدایت پر عمل کر کے ہی ہر انسان دونوں جہان کی کامیابی اور خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ ورنہ اپنے خیالات اور رسم و رواج اور جی کے چاؤ پر چلنے سے تو ہمیشہ یہی ہوتا رہے گا۔ کہ کبھی کچھ فائدہ ہو گیا اور کبھی اس سے کئی گنا زیادہ نقصان ہو گیا۔

انسان جو کام اپنے اختیار اور ارادے سے کرتا ہے وہ یقیناً کسی ایسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے جس سے اسے خوشی اور آرام حاصل ہو لیکن اسے اس کا علم نہیں کہ کون سی چیز اسے حقیقت میں راحت دینے والی اور کون سی دکھ دینے والی ہے۔ اور نہ اس کو کوئی انسان یہ بتا سکتا ہے کہ یہ اچھی چیز ہے یا بُری ہے۔ اس کا علم فقط اللہ کو ہے۔ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جسے اس نے قرآن مجید دے کر خیر و شر کے بارے میں سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ اس لیے قرآن مجید کی سب سے پہلی تعلیم یہ ہے کہ ہر مشکل میں فقط اللہ کی طرف رجوع کرو اور اسی کے احکام بجا لاؤ۔ کیونکہ تمہاری اسی میں بہتری ہے۔ اپنی طرف دیکھو گے تو بھٹک جاؤ گے یا سوا قرآن مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور سے مشورہ کرو گے۔ تو وہ تمہیں سوا ان باتوں کے جن کی بنیاد وہم و گمان پر ہے اور کچھ نہیں بتا سکتا اور اس کا نتیجہ سوا گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے ؛

Marfat.com

قرآن مجید کی شان

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ
اور نہیں ہے یہ قرآن کہ
يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ
بنالیا جائے اللہ کے سوا اور لیکن تصدیق ہے
الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ
اس کی جو اس سے پہلے ہے اور تفصیل ہے کتاب کی
لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ ﴿۳۷﴾
اس میں شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ
اور یہ قرآن وہ نہیں جو
يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ
اللہ کے سوا کوئی بنا لے اور لیکن اگلے
الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ
کلام کی تصدیق کرتا ہے اور ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں بیان
لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ ﴿۳۷﴾
کرتا ہے جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

یُفْتَرٰی (گھڑا جائے) مضارع مجہول ہے اِفْتِرَاءٌ سے جس کا مادہ ف۔ ر۔ ی ہے۔ فَرْیٌ کے معنی نمطان کو اندازے کے مطابق کاٹنا کہ پھر ٹکڑے ٹکڑے جوڑ کر لباس تیار کیا جائے۔ افتراء بناوٹی مصنوعی چیز بنانا۔

ارشاد ہے کہ اس قرآن مجید کو دیکھو، پڑھو، سنو اور غور کرو۔ اس کے فصیح الفاظ، فقروں کی اندرونی سجاوٹ، پھر ان کی عبارت کے اندر ترکیب و ترتیب، پھر ان کے اندر شاندار مضامین و مطالب کی چمک دمک بالکل جیسے سنہری زیورات میں موتی اور جواہر جڑے ہوں۔ اس کا انداز بیان، کلام کا زور، ہر چیز اپنے اپنے مناسب مقام پہ رکھی ہوئی اور پھر انسان کے لیے مفید ہدایتیں، یقینی فیصلے، دنیا کی حقیقت، انسانی زندگی کا راز، پھر انداز ایسا دلچسپ اور دلکش کہ کبھی پڑھنے اور سننے سے دل نہ اکتائے۔ کیا ایسی خوبیوں والی کتاب کوئی انسان بنا سکتا ہے یا کوئی اور مخلوق بنا کر پیش کر سکتی ہے۔ ان سب کے علاوہ انسان کے اس دنیا میں ظاہر ہونے سے لے کر اب تک جتنے احکام اس کے لیے پچھلی کتابوں میں نازل ہوئے۔ ان سب کا مجموعہ اور ان سب کی تفصیل اس میں موجود ہے۔ پھر کہیں اٹکل اندازے اور تخمینے کا نام نہیں، جو بات ہے بالکل اٹل اور یقینی۔ شک و شبہ کا گذر ہی نہیں۔ کیا ایسی خوبیوں کی جامع کتاب سوا اللہ کے جو ساری کائنات اور سارے جہان کا رب ہے کسی اور کی ہو سکتی ہے۔ عقل نہیں مان سکتی کہ ایسی یقینی باتوں کو چھوڑ کر کوئی انسان اٹکل پچو، ڈھل مل بے یقین خیالات کو پسند کر سکتا ہے اور اپنی عمر عزیز ان میں گنوا سکتا ہے۔

Marfat.com

سیدھی بات

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ
کیا کہتے ہیں وہ ۔ گھڑ لایا ہے یہ اس کو کہہ دے پس لے آؤ ایک ہی سورت
مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اس جیسی اور بلا لو جسے تم بلا سکو سوا
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾
اللہ کے اگر ہو تم سچے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ
کیا لوگ کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے اس کو تو کہہ دے تم ایک ہی سورت
مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
ایسی لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکو بلالو
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾
لو اگر تم سچے ہو

دیکھنے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم دید حالات، پیدائش سے لے کر وفات تک کے صحیح صحیح بیان کر دیئے ہیں کسی نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کسی وقت کسی پڑھے لکھے کے پاس کبھی بطور شاگرد بیٹھے ہوں۔ جب ان لوگوں کو جو آپ کے ان سب حالات سے واقف تھے آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا تو وہ بھونچکے سے رہ گئے۔

یہ کلام سن کر بے ساختہ بول اٹھے کہ عربی زبان میں اس سے پہلے ایسا کلام نہ سنا تھا چنانچہ سمجھ دار لوگوں نے تو فیصلہ کیا کہ انسان ایسا کلام نہیں بنا سکتا۔ آپ کی نبوّت اور رسالت کا اقرار کیا اور دل و جان سے اس کلام کی ہدایتوں پر عمل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

کچھ لوگوں نے دیکھا کہ کلام کے بے نظیر اور مفید ہونے میں شبہ نہیں لیکن اگر اسے مانتے ہیں تو بنا بنایا گھر بگڑتا ہے اس لیے نہ ماننے کے بہانے تلاش کرنے شروع کیے اور کچھ تو نہ سوجھی جھوٹ پر کمر باندھی۔ کہنے لگے۔ اللہ کو کیا غرض کہ اپنا کلام بھیجے۔ اور پھر وہ بھی ایسے شخص کے ہاتھ جس کے پاس نہ دھن، نہ دولت، نہ ملک، نہ بادشاہت۔ ہو نہ ہو۔ یہ باتیں بنا کر عزت حاصل کرنا اور دولت بٹورنا چاہتا ہے اور اس لیے خود اس نے توڑ جوڑ کر کے کچھ عبارت بنا لی ہے۔ اس لیے اس آیت میں کہا جا رہا ہے کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ اگر آدمی ایسا کلام بنا سکتا ہے تو تم ایک ہی سورت اس جیسی بنا لاؤ۔ ہم تمہیں اتنی سہولت دیتے ہیں کہ جس پڑھے، لکھے آدمی سے چاہو مدد لے سکتے ہو اور ایک دو نہیں جتنے تمہیں مل سکیں سب کو اکٹھا کر لو ورنہ پھر تم قطعاً جھوٹے ہو۔

Marfat.com

کافروں کی نادانی

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا

بات یہ ہے کہ جھٹلانے لگے اس کو کہ نہ احاطہ کیا انہوں نے جس کے لیے علم کا اور ابھی نہیں

يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

آئی ان تک اس کی آخری بات اسی طرح جھٹلاتے رہے وہ لوگ جو

قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٩﴾

ان سے پہلے تھے پس دیکھ لے کیسا ہوا انجام ظالموں کا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اور ان میں سے جو ایمان لے آئیں گے اس پر اور ان میں سے وہ ہیں جو

لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤٠﴾ ع

ایمان نہ لائیں گے اس پر اور تیرا رب خوب جانتا ہے فسادیوں کو

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا

بات یہ ہے کہ جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا اسے جھٹلانے لگے اور

يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

ابھی تک اس کی حقیقت ان کے سامنے نہیں آئی اسی طرح ان سے اگلے جھٹلاتے

قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٩﴾

رہے سو دیکھ لے گنہگاروں کا انجام کیسا ہوا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اور بعض ان میں قرآن کا یقین کریں گے اور بعض

لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤٠﴾ ع

یقین نہ کریں گے اور شرارت کرنے والوں کو تیرا رب خوب جانتا ہے

تَاْوِیْل (حقیقت) یہ لفظ اَوْل سے بنا ہے جس کے معنی انجام کو پہنچنے کے ہیں۔ یہ لفظ سورہ آل عمران، الانعام اور الاعراف میں گذر چکا ہے۔ اس کے معنی کلام کا مطلب، اصل حقیقت اور انجام کے ہیں اور یہاں یہی پچھلے معنی مراد ہیں۔

ارشاد ہے کہ یہ قرآن حکیم کے جھٹلانے والے ان لوگوں میں سے ہیں جو ان باتوں کو جو اُن کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں جھوٹا کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ کسی کی سمجھ میں نہ آنے سے خود بات جھوٹی نہیں ہو جاتی۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ اس میں جو وعدے وعید کیے گئے ہیں۔ ان کے پورا ہونے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے انہوں نے وہ انجام جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے اور جو ہو کر رہے گا۔ ابھی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے یہ طریقہ کہ جو سمجھ میں نہ آئے اسے جھوٹا کہہ کر الگ ہو جانا پہلے لوگوں نے بھی اختیار کیا تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے وقت کے رسولوں سے کہہ دیا کہ تمہاری باتوں میں سے اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور انہیں جھوٹا ٹھیرا کر اپنے کام سے کام رکھا۔ اے رسول پھر دیکھ کہ اس کے نہ ماننے کا جو انجام ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ اور وہ تباہ و برباد ہوئے۔ آگے ارشاد ہے کہ ان میں سب نادان نہیں ہیں بعض سمجھ دار بھی ہیں وہ ایمان لائیں گے اور ناسمجھ اپنی ہٹ اور ضد پر اڑے رہیں گے اور ایمان نہ لائیں گے اللہ تعالیٰ فسادیوں سے خوب واقف ہے وہ تم پر نہیں ان کو سزا دے گا۔

Marfat.com

ادائے فرض

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ

اور اگر جھٹلائیں تجھے تو کہہ میرے لیے میرا کام

وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ

اور تمہارے لیے تمہارا کام تم بری ہو اس سے

اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

جو میں کرتا ہوں اور میں بری ہوں اس سے جو تم کرتے ہو

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ

اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ میرے لیے میرا کام

وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ

اور تمہارے لیے تمہارا کام تم پر میرے کام کا ذمہ

اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

نہیں اور جو تم کرتے ہو اس کا مجھ پہ ذمہ نہیں

پچھلی آیتوں پر غور کیجیے۔ واقعی قرآنِ حکیم نے نادان انسان کو صحیح بات سمجھانے کا حق ادا کر دیا کہ نادانو! یہ تو سوچو کہ تمہیں رزق دینے والا کون ہے۔ وہ کون ہے جس نے آسمان سے مینہ برسانے کا اور زمین سے غلّہ اُگانے کا بندوبست کیا۔ اگر تم کہو کہ یہ سب کچھ ہمارے بت کر رہے ہیں تو تمہارے بت تو مسلمانوں نے توڑ پھوڑ ڈالے۔ کیا ان کے جاتے رہنے سے رزق بند ہو گیا؟ دنیا کے نظام میں فرق آ گیا؟ جو غیر اللہ کو دینے والا سمجھتے ہیں وہ دیکھیں کہ وہ انہیں چھوڑ دیں۔ تب بھی ان کے سارے کام ویسے ہی پورے ہوں گے جیسے پہلے پورے ہوتے تھے۔ پھر جب ان پر کسی کام کا بھی دارومدار نہیں، تو پھر کیوں نہیں مانتے کہ یہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے۔ وہی پیدا کرتا ہے، وہی مارتا ہے، وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور ٹھیک سچّی باتوں کا بتانے والا بھی وہی ہے۔ انسان کو حقیقت کا علم نہیں۔ وہم و گمان میں مبتلا ہے، صرف قرآن مجید ہی سچّی باتیں بتاتا ہے۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ اس کی سچائی کی دلیل یہ ہے کہ اس جیسی ایک سورت بھی نہیں بنا سکتے۔ چاہے سب جمع ہو جائیں۔ ارشاد ہے کہ اے رسول! اگر یہ تجھے اس قدر صاف طور پر سمجھا دینے کے بعد بھی جھٹلانے ہی چلے جائیں، تو کہہ دے کہ لو اب تم جانو تمہارا کام میں اپنا کام کر چکا مجھ سے صرف میرے ہی کاموں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اگر میں سچا ہوں تو مجھے اس کا پھل ملے گا۔

ادھر تم نے میری نہ مان کر اپنی ذمہ داری آپ لے لی ہے اس لیے تم اپنے کرتوتوں کے لیے خود جواب دہ ہو گئے۔ میں نے اپنا کام کر دیا اور انہیں سمجھا دیا۔ لیکن انہوں نے میری نہ سُنی اس لیے میں ان سے بری الذمہ ہوں۔

Marfat.com

مختلف قسم کے لوگ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ
اور ان میں سے وہ ہیں جو کان لگاتے ہیں تیری طرف
اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا
کیا پس تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ہوں وہ
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ
سمجھ نہ رکھتے اور ان میں سے وہ ہیں جو نظر کرتے ہیں
اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ
تیری طرف کیا پس تو راہ دکھائے گا اندھوں کو
وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾
اگرچہ ہوں وہ بینائی نہ رکھتے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ
اور بعض ان میں تیری طرف کان لگاتے ہیں
اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا
کیا تو بہروں کو سنائے گا اگرچہ انہیں
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ
سمجھ نہ ہو اور بعض ان میں تیری طرف
اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ
نگاہ کرتے ہیں کیا تو اندھوں کو راہ دکھائیگا
وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾
اگرچہ وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں

ارشاد ہے کہ کچھ لوگ قرآن حکیم کو کان لگا کر سنتے نظر آتے ہیں۔ لیکن چونکہ دل اُدھر متوجہ نہیں۔ اس لیے یہ کان لگانا بے کار ہے۔ کسی کے کان میں باتوں کی آواز تو آرہی ہو لیکن دل کہیں اور لگا ہوا ہو تو وہ بے بہرہ ہے۔ وہ اس کلام سے جسے وہ سُن رہا ہے کیا خاک فائدہ اٹھائے گا۔ اسی طرح بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہیں لیکن چونکہ دل غائب ہے۔ اس لیے ان میں اور اندھوں میں کوئی فرق نہیں۔ ایسے لوگوں کو عملی نمونے دکھا دکھا کر راہ راست پر لانا ناممکن ہے۔ کان اور آنکھ انسان کی اسی وقت مدد کر سکتے ہیں جب ان کے ساتھ اس کا دل متوجہ ہو ورنہ کانوں اور آنکھوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ واقعی جس کا دل کسی طرف سے اچاٹ ہو اسے آپ لاکھ وعظ و نصیحت سنائیں، عملی نمونے دکھائیں وہ کبھی اس طرف نہ آئے گا جس طرف اس کا دل اسے آنے سے روک رہا ہے۔ تقریر اور تحریر اس وقت کام کرتی ہے جب اس کی طرف کوئی دل سے متوجہ ہو اور سمجھنے کی کوشش کرے یوں آپ بولتے رہیئے۔ لکھتے رہیئے۔ لیکن سننے والوں اور دیکھنے والوں میں سے وہی فائدہ اٹھائیں گے جو ظاہری نہیں باطنی کان اور آنکھ سے سنیں یا دیکھیں گے۔

Marfat.com

ظالم کون ہے؟

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظۡلِمُ النَّاسَ شَیۡئًا وَّ لٰکِنَّ

تحقیق اللہ نہیں ظلم کرتا لوگوں پر ذرا بھی اور لیکن

النَّاسَ اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾

لوگ آپ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظۡلِمُ النَّاسَ شَیۡئًا وَّ لٰکِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾

اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں

ظلم کے مشہور معنی حق تلفی کے ہیں۔ یعنی کسی کا حق دبا لینا اور جو چیز اسے ملنی چاہیئے تھی اسے نہ ملنے دینا۔ حکومت کا ظلم یہ ہے کہ لوگوں پر اپنا بنایا ہوا قانون چلائے جس سے لوگ راضی نہ ہوں۔ ایسا بادشاہ جو اپنی قوّت اور زور کے بل پر لوگوں کو دبا کر رکھنا چاہتا ہو اور لوگوں نے فرداً فرداً اس کے بادشاہ ماننے پر بخوشی رضامندی نہ ظاہر کی ہو، ظالم ہے۔ لیکن اگر لوگ اپنی آزادانہ رائے کے مطابق اسے اپنا بادشاہ اور حاکم تسلیم کر چکے ہوں اور اس کے حکم کو ماننے کا عہد کر چکے ہوں۔ تو اب وہ ان پر اپنا حکم چلانے پر ظالم نہیں کہلائے گا۔ بشرطیکہ ان کو اس حکم کے اصول سمجھا دیئے گئے ہوں اور وہ ان کا اقرار کر چکے ہوں اور ان کو وقتاً فوقتاً ان کے عہد و پیمان کی یاد دہانی کی جاتی رہی ہو۔ تاکہ کوئی یہ بہانہ نہ کر سکے۔ کہ مجھے تو یہ عہد بالکل یاد نہیں مجھ پر زبردستی حکم چلایا جا رہا ہے۔ یہ حاکم یا گورنمنٹ جس کو لوگ بخوشی اپنا حاکم تسلیم کر چکے ہوں اور جس کی فرماں برداری کا عہد کر لیا ہو۔ ان اصول کے تحت جو حکم نافذ کرے گا وہ ظلم نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے لیکن باوجود اس کے اس نے انسان پر جبر و تشدد کے ساتھ حکومت کرنا پسند نہیں فرمایا۔ آدمؑ کی تمام ہونے والی اولاد کو عالم ارواح میں اکٹھا کیا اور ان پر تجلّی فرمائی اور پوچھا کہ بولو میں تمہارا رب ہوں یا نہیں؟ اللہ کی عظمت و شان، رحم و کرم، عدل و انصاف تمام صفات حمیدہ کا وہ روحانی بصیرت۔ سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ سب نے کہا بے شک ہم مانتے ہیں تو ہی ہمارا رب ہے تیرے سوا اور کوئی رب نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ سے کہا کہ تم زمین پر جاؤ۔ وہاں رہنے کی تمہیں ہدایات دی جائیں گی۔ ان پر چلنے والے جنّت میں اور باقی دوزخ میں جائیں گے۔ اس کے بعد انسان کو بتایا کہ تجھے ماننے نہ ماننے کا اختیار دیا جاتا ہے فرمانبرداروں کو جزا اور نافرمانوں کو سزا دی جائے گی۔ تجھے یہ منظور ہے؟ انسان نے کہا کہ مجھے منظور ہے جب دنیا میں آکر یہ سب عہد و پیمان اور قول و قرار بھولنے لگا۔ تو اس کو یاد دلانے کے لیے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ اب جو کچھ ہو رہا ہے اسی عہد و پیمان اور قول و قرار کے موجب ہو رہا ہے اس میں ظلم کا نام بھی نہیں۔

Marfat.com

اللہ ظالم نہیں

قرآن مجید کی آیتوں کے بغور مطالعہ کرنے سے اللہ کا اور اس کائنات کا تعلق یہ سمجھ میں آتا ہے۔ کہ اس کائنات کا پہلے بالکل وجود نہ تھا۔ اللہ نے اپنے علم اور ارادہ ازلی کی بنا پر اسے جس صورت پر چاہا، بنا دیا۔ ساری کائنات پر اس کا مالکانہ قبضہ ہے۔ جو چاہے اور جس طرح جی چاہے اس میں تصرف کرے، کوئی اعتراض نہیں کر سکتا نہ کسی کو چون و چرا کی گنجائش ہے۔ تمام مخلوق بے جان اور جان دار زبانِ حال سے اقرار کر رہے ہیں۔ کہ ہمارا خالق مالک، حاکم اور رب اللہ ہے اور مخلوق کی طرح انسان نے بھی زبان حال سے اُس کے خالق، مالک، رب اور حاکم ہونے کا اقرار کیا۔ اس حیثیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کے ساتھ ان کا مالک جو سلوک کرے گا۔ وہ ظلم نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ظلم دوسرے کی ملکیت میں بے جا تصرّف کرنے کو کہتے ہیں۔ یہاں کسی اور کی ملکیت کا سوال نہیں جو کچھ ہے۔ اسی سے ہی اور اسی کا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ارشاد بالکل حق ہے کہ ہم لوگوں پر ظلم نہیں کرتے لیکن انسان کا اللہ سے ایک اور خاص تعلق بھی ہے جو اس کی مخصوص قوتوں کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔ وہ قوتیں یہ ہیں۔ پہچاننا یعنی معرفت۔ جاننا یعنی عقل۔ یقین یعنی ایمان اور ارادہ۔ یہ روحانی قوتیں ہیں۔

عالم ارواح میں اس کی روح نے اللہ کو پہچانا۔ اس پر ایمان لایا اور اپنے ارادہ سے اس کے خالق، رب اور حاکم ہونے کا اقرار کیا۔ اس سے کہا گیا کہ ہم ہدایتیں تو وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں گے لیکن ان سے فائدہ اٹھانا تیرے اختیار میں ہوگا۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو ہدایتوں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اس لیے تم میں سے فرماں برداروں کو تو اجر دیا جائے گا اور نافرمانوں کو سزا دی جائے گی۔

چنانچہ ثواب اور عتاب کی شرط پر انسان نے یہ اختیار منظور کر لیا۔ حکم ہوا کہ یہ اختیار تیرے پاس ہی میری امانت ہے۔ کسی اور مخلوق نے اس شرط پر اختیار کی امانت منظور نہ کی۔ اب یہ امانت دے کر تجھے دنیا میں بھیجا ہے۔ اگر اس میں خیانت کی یعنی اختیار سے بے جا اور غلط کام لیا۔ تو تو خود اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اتنے عہد و پیمان اور قول و قرار کے بعد اب تمہارے گناہوں پر جو سزا تمہیں ملے وہ ہرگز ہرگز ظلم نہیں کہلا سکتی ؛

Marfat.com

احوالِ قیامت

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا سَاعَةً

اور جس دن جمع کریگا ان کو گویا نہ ٹھیرے تھے وہ مگر ایک گھڑی

مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

دن کی پہچانیں گے آپس میں تحقیق ٹوٹے میں رہے جنہوں نے

كَذَّبُوا بِلِقَآءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾

جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ تھے وہ راہ پانے والے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا سَاعَةً

اور جس دن ان کو جمع کرے گا گویا وہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی

مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

دن کی۔ ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو

كَذَّبُوا بِلِقَآءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾

جھٹلایا بیشک خسارے میں پڑے اور وہ راہ پر نہ آئے

پچھلی آیت میں فرمایا کہ اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا خود لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ دنیا کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور اس کے عارضی مزے انسان کو اس قدر مگن کر دیتے ہیں کہ اسے بالکل خیال نہیں رہتا کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور اللہ عزوجل سے کیا قول و قرار کیا تھا۔

ارشاد ہے کہ کبھی قیامت کے دن کو بھی یاد کر لیا کرو۔ اس وقت تو تم اسے من گھڑت کہانی سمجھتے ہو لیکن جب آ ہی بنے گی تو سوا بغلیں جھانکنے کے اور کچھ بن نہ پڑے گا یہ رنگ رلیوں کی راتیں سیر و تفریح کے دن جن سے تم عمر بھر مزے لیتے رہے اور جن میں پھنس کر کبھی ایک دم کے لیے بھی موت کو یاد نہ کیا۔ قیامت کے دن ایک خواب پریشان کے سوا کچھ نظر نہ آئیں گے جس وقت نہیں میدان حشر میں اکٹھا ہونے کا حکم ہوگا کہو گے کہ افسوس وہ عیش و عشرت کے دن کس قدر جلدی گذر گئے۔ کیسی ہولناک باتوں سے پالا پڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں صرف گھڑی بھر ٹھیرنا ملا تھا ایک اور مصیبت یہ ہوگی کہ مستی اور غفلت سب جاتی رہے گی۔ دنیا کے رشتہ دار ساتھی ایک دوسرے کو پہچانیں گے لیکن کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، یار دوست ملنے جلنے والے جھوٹے معبود، حاکم، محکوم ٹکا سا جواب دیں گے عجیب کس مپرسی کا عالم ہوگا سب ساتھ ہوں گے لیکن ہر ایک تنہا ہوگا۔ ہاں جنہوں نے دنیا اور دنیا والوں سے بے غرض ہو کر اللہ اور اس کے رسول سے ربط قائم کیا تھا۔ اور سب سے توڑ کر ان سے رشتہ جوڑا تھا وہ اس وحشت سے آزاد ہوں گے جو دنیا میں یقین کر چکے تھے کہ ایک دن اللہ عزوجل کے روبرو حاضر ہونا ہوگا اور اس سے ملاقات ہوگی۔ وہ لوگ پریشانیوں سے دور رہیں گے۔ لیکن اللہ کی ملاقات کا انکار کرنے والے قرآن حکیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو خاطر میں نہ لانے والے اس دن پچھتائیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ سراسر گھاٹے میں ہیں۔ دنیا میں جو راہ انہوں نے اختیار کی تھی وہ سر بسر غلط تھی۔ مگر اس وقت کا سمجھنا کچھ کام نہ آئے گا یہ باتیں انہیں آج سمجھنی چاہییں۔

Marfat.com

سزا مل کر رہے گی

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

اور اگر دکھائیں ہم تجھ کو کچھ ان میں سے جو وعدہ کیا ہم نے ان سے

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

یا وفات دیں تجھ کو پس ہماری طرف لوٹنا ہے ان کا پھر

اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ

اللہ گواہ ہے اس پر جو وہ کرتے ہیں اور واسطے

اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ

ہر امت کے ایک رسول ہے پھر جب آیا ان کا رسول فیصلہ کر دیا گیا

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

ان میں ساتھ انصاف کے اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

اور اگر ہم تجھ کو ان وعدوں میں سے جو ہم نے ان سے کیے ہیں

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

دکھائیں یا تجھ کو وفات دیں سو ان کو لوٹنا ہماری طرف ہے پھر

اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ

اللہ ان کاموں پر جو وہ کرتے ہیں شاہد ہے اور ہر امت کا

اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ

ایک رسول ہے پھر جب آ چکتا ہے ان کا رسول فیصلہ کر دیا

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

جاتا ہے ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا

نَتَوَفَّيَنَّكَ: ہم لیں ہم تجھ کو۔ مضارع کا صیغہ ہے جو اصل میں نَتَوَفّٰی ہے۔ تاکید نون ثقیلہ آخر میں لگنے سے نَتَوَفَّيَنَّ ہو گیا۔ کَ ضمیر مفعول ہے جس کے معنی ہیں تجھ کو۔ فَتَوَفّٰی کا مصدر تَوَفِّیْ ہے اور مادہ و۔ ف۔ ی ہے جس سے وَفَاءٌ اور وَفَاۃٌ لفظ بنے ہیں۔ وَفَاۃٌ کے معنی ہیں پورا کرنا۔ تَوَفِّیْ کے معنی ہیں پورا لے لینا۔ اس سے مراد وفات دینا ہوتا ہے۔ اسی سے بنا ہے لفظ مُتَوَفِّیْ جو سورۃ آل عمران ع ۴ میں گذرا۔ جو آدمی مر جائے اسے مُتَوَفّٰی کہتے ہیں۔ اَلْقِسْطِ: (انصاف) قسط کے دو معنی ہیں (۱) عدل و انصاف (۲) کج روی غلط راستہ پر چلنا۔ قرآن مجید میں دونوں معنی کے اندر استعمال ہوا ہے یہاں اس سے پہلے معنی مراد ہیں۔

ارشاد ہے کہ اے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ان نافرمانوں کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے ان سے کچھ وعدے تو تیرے سامنے ہی پورے ہو جائیں گے جیسے بدر وغیرہ میں دکھلایا گیا۔ لیکن اگر ہم نے تجھے وفات دے دی پھر بھی اسلام کی فتح جاری رہے گی ہم وقتاً فوقتاً ہر امت میں رسول بھیج کر انسان کو یہ سب کچھ یاد دلاتے رہے ہیں جب رسول آ چکا اور یاد دہانی کرا چکا۔ تو پھر ان کے ساتھ وہی معاملہ دنیا میں ہوا اور آخرت میں بھی ہو گا جس کا انصاف تقاضا کرتا ہے ان پر ظلم بالکل نہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

وعدہ پورا کرنا

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
اور کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم
صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ
سچے کہدے نہیں مالک ہوں میں اپنے لیے
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ
ضرر کا اور نہ نفع کا مگر جو چاہے اللہ واسطے
اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا
ہر امت کے ایک گھڑی ہے جب آجائے گی ان کی گھڑی پس نہ
يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾
پیچھے ہٹیں گے ایک منٹ اور نہ آگے سرکیں گے

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہے اگر تم
صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ
سچے ہو تو کہہ میں اپنے لیے مالک نہیں
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ
برے کا یا بھلے کا مگر جو چاہے اللہ۔ ہر امت کا
اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا
ایک وعدہ ہے جب ان کا وعدہ آپہنچے گا تو پھر نہ
يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾
پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے

ارشاد ہے کہ یہ لوگ غفلت کے نشہ میں مست ہیں ان کو برا ہی برا سوجھتا ہے سمجھاؤ تو کہتے ہیں جاؤ جی جاؤ بے کار باتیں نہ بناؤ۔ عذاب وغیرہ ہم کچھ نہیں مانتے، سچے ہو تو عذاب ابھی لاؤ۔ ورنہ ہماری جان نہ کھاؤ۔ ہم ایسے ڈھکوسلوں کو کچھ نہیں گردانتے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ان کو جواب دو کہ میں تمہیں سمجھانے کی خاطر یہ اذیتیں اٹھا رہا ہوں اور مصیبتیں جھیل رہا ہوں تمہارے اوپر عذاب آنے میں تو میرا نفع ہے کہ ان مشقتوں سے بچ جاؤں اور آرام سے زندگی بسر کروں تمہارے کافر ہونے کے باوجود پیچھے پڑنے سے مجھے صعوبتیں اٹھانی پڑ رہی ہیں، اور ایک گونہ ضرر پہنچ رہا ہے میرے بس میں ہوتا تو عذاب لا کر قصہ ختم کرتا۔ لیکن میرے اختیار میں تو اپنا بھی نفع نہیں۔ یہاں تو یہ ماجرا ہے کہ تمہارا اور میرا دونوں کا نفع و نقصان اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہی ہم دونوں کا فیصلہ کرے گا۔ اس وقت تو تم اس کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔ اگر تم نے ہدایت کا راستہ اختیار نہ کیا اور اسی مخالفت میں اڑے رہے تو تمہاری منہ مانگی عذاب کی مراد بھی آخر کار مل رہے گی اور اپنے کیے کی سزا بھگتو گے۔ عذاب میں جلدی مچانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کام اپنی نظام کے مطابق ہو کر رہے گا جو اللہ تعالیٰ مقرر کر چکا ہے اور جس کو انسان برضا و رغبت مان چکا ہے جب اس کی روح بالکل صاف اور سادہ تھی۔

Marfat.com

عذاب کوئی کھیل نہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ

کہہ دیکھو تو اگر آپہنچے تم پہ عذاب اس کا

بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ

رات کو یا دن کو کیا ہے جس کی جلدی کرتے ہیں

مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اَ ثُمَّ اِذَا مَا

اس سے گنہ گار کیا پھر جب

وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ

وہ آپڑا تو ایمان لاؤ گے اس پہ اب مانے اور تحقیق

كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾

تھے تم اس کے لیے جلدی مچاتے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ

تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر تم پہ اس کا عذاب

بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ

راتوں رات یا دن کو آپہنچے تو اس سے پہلے

مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا

گنہ گار کیا کر لیں گے کیا پھر جب عذاب

وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ

واقع ہو چکے گا تب اس پہ یقین کرو گے اب قائل ہوئے

كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾

اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے

اَرَاَيْتُمْ: صورت کے لحاظ سے یہ ایک استفہامیہ جملہ ہے یہ اَرَاَيْتَ۔ اَرَاَيْتَكُمْ اور اَرَاَيْتَكَ کی شکلوں میں بھی آیا ہے۔ محاورے میں اس کے معنی ویسے ہی لیے جاتے ہیں جیسے ہم اپنی بولی میں کہتے ہیں۔ بھلا دیکھو تو' بھلا بتاؤ تو۔

ارشاد ہے کہ تم عذاب کی جلدی مچا رہے ہو یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے پاس رات کو یا دن کو عذاب سچ مچ آگیا تو وہ کھیل تماشا تو ہو گا نہیں جس میں ہنسی' دل لگی کے شعبدے یا ٹوٹکے ہوں گے۔ نہ کوئی گیدڑ بھبکی ہو گی جس سے بھاگ کر کہیں بچ جاؤ گے۔ وہ تو ایک ایسا ہولناک واقعہ ہو گا کہ تمہارے ہوش و حواس سب جواب دے جائیں گے اور کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے گی۔ نہ اس کا موقعہ ہو گا کہ عذاب آنے کے بعد ایمان لاکر جان بچالو۔ کہہ دیا جائے گا کہ تمہیں اب ایمان لانے کی سوجھی اس سے پہلے کیا کر رہے تھے۔ تم سے کہا گیا کہ:

"اللہ کی باتیں سنو۔ اس کی آیتوں پہ غور کرو اس کے بتائے ہوئے طریقے سے نجات حاصل کرو—" لیکن اس وقت تمہارے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بولے کہ جا عذاب لے آ۔ ہم تو نہیں مانتے۔ اب یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔

Marfat.com

یہ سب کچھ ہو کر رہے گا

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
پھر کہا جائے گا ان سے جو ظالم تھے چکھو
عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا
عذاب ہمیشگی کا کیا بدلہ دیے جاؤ گے تم مگر اسی کا جو
كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ
تھے تم کمایا کرتے اور خبر پوچھتے ہیں تجھ سے کیا سچ ہے
هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڤ
یہ کہہ ہاں قسم میرے رب کی تحقیق وہ البتہ سچ ہے
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ ع
اور نہیں تم عاجز کر دینے والے

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشگی کا عذاب
عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا
چکھتے رہو تم کو وہی بدلہ دیا جاتا ہے جو
كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ
تم کماتے تھے۔ اور تجھ سے خبر پوچھتے ہیں کیا یہ بات سچ
هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڤ
ہے؟ تو کہہ میرے رب کی قسم یہ سچ ہے
ع ۵ ۱۰ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ ع
اور تم تھکا نہ سکو گے

ان آیتوں میں پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ مر کر جینے کے بعد ظالموں سے کہہ دیا جائے گا۔ کہ اس غفلت اور بے ہوشی کے بدلے جس میں تم دنیا کے اندر اینڈتے رہے آج دائمی عذاب چکھو جو کچھ تم کرتے تھے آج تمہارے سامنے آئے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ حشر میں ان بے جا اور نامناسب حرکتیں کرنے والے ظالموں سے کہہ دیا جائے گا۔ کہ آج تمہارے اعمال کی تمہیں سزا دی جائے گی اور تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہی کام جن کے اندر تم دنیا میں مشغول تھے اور ایک دم ان سے جدا ہونا نہ چاہتے تھے آج عذاب کی شکل میں تمہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں اور کبھی آپ سے جدا ہونے کا نام نہ لیں گے تم نے انہیں دنیا میں نہ چھوڑا۔ وہ تمہیں آخرت میں نہ چھوڑیں گے۔ کوئی ان میں سے آگ بن کر جلائے گا کوئی سانپ بچھو بن کر ڈسے گا کسی کی شکل کھولتے ہوئے پانی کی ہو جائے گی جو پینا پڑے گا غرض جو ان کے اندر عارضی دل لگی کا نام ونشان نہ تھا وہ بالکل مٹ جائے گا اور نری تکلیف دہ اور ایذا رساں باتیں رہ جائیں گی۔ اگر آج یہ باتیں سن کر وہ تعجب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سب کچھ سچ مچ ہونے والا ہے۔ تو ان سے کہہ دے کہ میں اپنے رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ ضرور بالضرور ہو گا تمہاری کوئی حالت مثلاً ہڈیوں کا ریزہ ریزہ ہو جانا بدن کا راکھ یا مٹی ہو جانا۔ اللہ کو اس بات سے عاجز نہیں کر سکتی کہ وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے ؛

Marfat.com

قیامت کے دن کی ندامت

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا
اور اگر ہو واسطے ہر شخص کے جس نے ظلم کیا جو کچھ
فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَ اَسَرُّوا
زمین میں ہے تو فدیہ دے دے اس کو اور چھپائیں گے
النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِيَ
ندامت جب دیکھیں گے عذاب اور فیصلہ کیا جائے گا
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾
ان میں ساتھ عدل کے اور وہ نہ ظلم کیے جائیں گے

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا
اور اگر ہر گنہ گار شخص کے پاس جتنا کچھ زمین
فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا
میں ہے سب ہو تو اپنے بدلے میں دے ڈالے چھپے چھپے
النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ
پچھتائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ان میں
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾
انصاف سے فیصلہ ہو گا اور ان پر ظلم نہ ہو گا

اِفْتِدَاءٌ کے معنی فدیہ دینے کے ہیں اِفْتَدَتْ اسی سے ماضی کا صیغہ ہے۔ فدیہ اس چیز کو کہتے ہیں جسے دے کر آدمی اپنی جان چھڑائے ارشاد ہے کہ آخرت کے سخت عذاب سے دنیا میں تو اللہ کی حکم برداری اور اس کی ہدایت کے مطابق صدقات وخیرات کر کے بچنا کچھ زیادہ مشکل نہیں نہ اس میں کوئی زیادہ دقت ہے کیونکہ دین بہت آسان اور سہل ہے لیکن اگر یہاں غفلت میں بسر کی۔ قرآن حکیم کی بات نہ مانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی تو پھر آخرت میں عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں عذاب کا نزول کو چاروں طرف سے گھیر لے گا اور وہ اپنی جان چھڑانے کے لیے سب کچھ دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے یہاں تک کہ اگر دنیا بھر کا مال و دولت اس وقت کسی کافر کے قبضہ میں ہو تو وہ بلا تامل سب کا سب دے دے لیکن وہاں کسی کے پاس ہو گا ہی کیا عذاب کو دیکھ کر سخت ندامت شروع ہو گی اور چپکے چپکے دل میں حسرت اور افسوس کر رہے ہوں گے کہ دنیا میں اس کا یقین نہ کیا اور اس سے بچنے کی کوشش نہ کی۔

اس کے بعد ان کو ان کا نامۂ اعمال دکھایا جائے گا۔ اور مقررہ قانون کے مطابق اعمال کی جزا سزا الٰہی شروع ہو جائے گی ظلم ایک رتی بھر نہ کیا جائے گا۔ وہی عہد و پیمان جو یہ اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اور بالکل اسی کے مطابق فیصلے کر دیئے جائیں گے۔ کیا یہ باتیں ایسی ہیں جن کو بے پروائی کے ساتھ رد کر دیا جاتا ہے؟ لوگوں کا حال بھی عجیب ہے۔ سب رسول کہہ رہے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد عذاب میں مبتلا ہو گا مگر یہ غفلت سے بیدار نہیں ہوتے ؛

Marfat.com

جو کچھ ہے اللہ کا ہے

اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

یادرکھو تحقیق اللہ کے لیے ہے جو بیچ آسمانوں کے

وَ الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ

اور زمین کے ہے یادرکھو تحقیق وعدہ اللہ کا سچ ہے

وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ ھُوَ

اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے وہی

یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

سن رکھو جو آسمان اور زمین میں ہے

وَالْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ

اللہ کا ہے سن رکھو اللہ کا وعدہ سچ ہے

وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ ھُوَ

پر بہت لوگ نہیں جانتے وہی

یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

چیزوں کی اصلیت سمجھ کر ان سے کام لینے کا ٹھیک طریقہ اختیار کرنا اور ان کے ساتھ انسان کے جو تعلقات ہیں۔ ان کی صحیح حدود قائم کر کے ان ہی حدود کے اندر ان سے کام لینا انسانی زندگی کا اصل مسئلہ ہے۔ قرآن مجید اس مسئلہ کا صحیح حل انسان کو سکھاتا ہے۔

ارشاد ہے کہ دنیا کی کسی چیز کی طرف اس نگاہ سے ہرگز نہ دیکھو کہ تم اس کے اصلی مالک ہو جتنی چیزیں تمہیں نظر آرہی ہیں۔ ان کا خالق اور مالک اللہ عزوجل ہے۔ یہ نہ آپس میں ایک دوسرے کے قبضے میں ہیں اور نہ اللہ کے سوا ان پر کوئی ملکیت کا دعویدار ہے۔ انسان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور ان چیزوں سے کام لینے کی اسی نے قوت دی ہے اور اس کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے جس پر چلنا انسان کے لیے کامیابی کا راستہ ہے کیونکہ اس کی زندگی فقط دنیا ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ایک دن وہ ان سب چیزوں کو یہیں چھوڑ کر خود چلا جائے گا۔ زندگی اور موت انسان کے اختیار میں نہیں۔ اللہ ہی جلاتا اور مارتا ہے۔ اور پھر ایک دن اسی کے سامنے کھڑے ہو کر سب کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اور اللہ نے جو کچھ وعدے انسان سے کئے ہیں۔ وہ پورے کیے جائیں گے۔ انسان ظاہری اسباب کے چکر میں پھنس کر اصل راہ سے نکل جاتا ہے۔ اس کو سب سے پہلے یہی سمجھنا چاہیئے کہ میرا سب سے پہلا تعلق اللہ کے ساتھ ہے اس کے بعد اسی کی معرفت دنیا کی اور چیزوں سے تعلق ہے اور وہی ہے اور اسی قدر ہے جو اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں واضح کر دیا ہے اس کا پہلا سبق یہی ہے کہ ہوشیار! سب چیزیں اللہ کی ہیں اور اس کا وعدہ جو اس نے انسان سے کیا ہے بالکل سچا ہے۔

Marfat.com

انسان اور اس کا ماحول

انسان جب دنیا میں پیدا ہوا۔ تو اللہ کے حکم سے اردگرد کی ساری مخلوق نے ابلیس کے سوا اس کے آگے سر جھکایا۔ اس کے بعد اللہ نے آدمؑ سے اور جتنی ان کی پشت میں ان کی اولاد تھی، سب سے اقرار لے لیا۔ کہ تمہارا رب میں ہوں، اسے نہ بھولنا کہ تمہارا سب سے پہلا تعلق میرے ساتھ ہے۔ اس تعلق کا حق یہ ہے کہ باقی تعلقات میرے حکم کے تحت ہوں اور ان کے حقوق وہی ہوں گے جو میں نے قائم کر دیئے ہوں گے۔ اگر اس عہد پر قائم رہے تو درجہ بدرجہ ترقی کے مرتبے طے کرتے رہو گے اور ایک دن مجھ سے آملو گے۔ سب نے اقرار کیا کہ بے شک تو ہی ہمارا رب ہے ہم تیرے حکم سے منہ نہ موڑیں گے۔

اس کے بعد آدمؑ اور ان کے بعد ان کی اولاد سب زندگی کے مرحلوں سے گذرتے رہے اور ان کے سامنے اپنے ماحول سے تعلقات پیدا کرنے کے طریقے اور ان کے مطابق کام کرنے کا دستور العمل سر زمانے میں اللہ کے رسول رکھتے رہے۔ اور آخر میں ان سب کو اللہ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں ایک جا جمع کر دیا۔ اور اپنے آخری رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر دنیا میں بھیج دیا۔ کہ قیامت تک کے لیے تمام تعلقات اور ان کے حقوق و فرائض سے انسان کو بہ خوبی آگاہ کر دیں، اسی کا نام اسلام ہے۔ کہ انسان اللہ سے اور دیگر مخلوقات سے اپنے تعلقات کو ٹھیک طور پر سمجھے اور ان سے جو حقوق و فرائض پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان کے مطابق ادا کرے۔ اگر تعلقات اور حقوق و فرائض ادا کرنے میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی پروا نہ کی اور اپنی عقل ناقص سے کام لیا جس سے جو چاہا تعلق پیدا کیا، تو عہد قدیم کے مطابق اس کی سزا ملنی لازم ہے۔

چیزوں پر اپنا قبضہ جمانا اور اپنے آپ کو ان کا مالک، بادشاہ، حاکم وغیرہ سمجھنا، باہمی بغض وعناد، لڑائی اور فساد کی جڑ ہے۔

قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ کوئی چیز تمہاری نہیں، ہر چیز تمہیں عارضی طور پر اس لیے دی گئی ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے طریقے مقرر ہیں۔ جن کی پابندی کرنے کا نام اسلام ہے۔ انسان کی نجات کی سوا اسلام اختیار کرنے کے اور کوئی صورت نہیں ۔

Marfat.com

قرآن مجید کا تعارف

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ
اے لوگو تحقیق آگئی ہے تمہارے پاس نصیحت
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ۬
تمہارے رب کی طرف سے اور شفا اس کی جو سینوں میں ہوتا ہے
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ
اور ہدایت اور رحمت واسطے ایمان والوں کے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ
اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آگئی ہے
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ۬
نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾
اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے واسطے

مَافِی الصُّدُوْرِ (جو سینوں میں ہے) صدور، صدر کی جمع ہے جس کے معنی سینے کے ہیں مراد دل ہے۔ عناد، حرص، خواہش وغیرہ دل کے روگ ہیں جن سے ہر قسم کے فساد، لڑائیاں دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن مجید ان کا علاج ہے۔

اسلام سمجھاتا ہے کہ یہ انسان کی خام خیالی ہے کہ وہ اپنے آپ کو صاحب قوت سمجھتا ہے۔ اور اس کے بل پر ہر چیز پر اپنی ملکیت قائم کرنا چاہتا ہے۔ ارے ناداں یہ سب چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں اور اسی کی ملک میں ہیں۔ تجھے بھی اس نے پیدا کیا ہے اور جو قوت عقلی یا عملی تجھ میں نظر آتی ہے وہ اسی کی عطا کی ہوئی ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ سب سے پہلے تو اللہ کو پہچانے اور اس کے حکم کے مطابق ان چیزوں سے کام لے۔ اپنی بڑائی چھوڑ دے۔ اسی میں تیری نجات ہے۔ یہ چیزیں تجھے اللہ کی طرف سے تھوڑے دنوں کے لیے استعمال کرنے کو ملی ہیں۔ ان کو اللہ کی امانت سمجھ اور ان سے فقط اتنا ہی فائدہ اٹھا جتنے کی تجھے اجازت ہے۔ یہ طریقہ سیکھنا ہے تو قرآن مجید کی سن۔ ارشاد ہے کہ دنیا بھر کے لوگوں کو کان لگا کر سن لینا چاہیئے۔ کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک مکمل دستور العمل بنا بنایا تیار آ چکا ہے۔ اس میں تمہیں بتا یا گیا ہے کہ بعض چیزیں جو تمہارے لیے مضر ہیں ان سے رُک جاؤ اور بعض جو مفید ہیں ان کو کرو۔ یہ ایسی نصیحت ہے جس میں سراسر تمہاری بھلائی ہے۔ پھر اس میں وہ سب ترکیبیں بتا دی گئی ہیں جن سے دل کے روگ دور ہوتے ہیں۔ جو اس کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرے۔ اس کے لیے اس میں پوری ہدایت موجود ہے جس پر چل کر وہ دونوں جہان میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے ؞

Marfat.com

اللہ کی رحمت

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

کہو ساتھ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے پس اسی سے

فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

نہیں خوش ہونا چاہیئے یہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

کہ اللہ کے فضل پر اور اس کی رحمت پر سو اسی پر انہیں

فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

خوش ہونا چاہیئے یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں

پچھلی آیت میں بتایا گیا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی طرف رجوع کریں۔ اس میں ان کے کام کی باتیں، دل کے روگوں کے علاج، ماننے والوں کے لیے ہدایت اور انجام کار اللہ کی رحمت سب کچھ موجود ہے۔ دنیا میں زبردستی اور زور سے چیزوں پر قبضہ جمانے اور اپنی قوت اور ہوشیاری پر فخر کرنے اور خوش ہونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مال و دولت، حکومت، ملک، اقتدار، ان میں سے کسی چیز سے اصلی خوشی حاصل نہیں ہوتی۔

ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو کہ جن چیزوں پر تم خوش ہوئے پھرتے ہو، اور پھولے نہیں سماتے۔ وہ محض عارضی اور ناپائیدار ہیں۔ ہمیشہ کی خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی نصیحتیں سنو اور ان پر عمل کرو۔ دل کو کینہ، حسد، بغض، ہوس وغیرہ سے پاک صاف کرو۔ صدق دل سے قرآن مجید کی باتیں مانو اور آخر کار اللہ کی رحمت جس کا نام فلاح اور کامیابی ہے حاصل کرو۔ یہ اللہ کا انعام ہے۔ جو وہ اپنے فضل سے ان لوگوں کو عطا فرماتا ہے۔ جو قرآن مجید کو اپنا رہنما قرار دیتے ہیں۔ جسے اللہ کا فضل اور اس کی رحمت مل جائے اس کے لیے البتہ خوش و خرم ہونے کا موقعہ ہے۔ اور یہ جو دنیاوی کھلونے ہیں جنہیں وہ جمع کرتے ہیں۔ کسی کو بادشاہت کسی کو مال و دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ سب بے بنیاد چیزیں ہیں۔ بادشاہت تب حاصل ہوتی ہے جب دوسرے اس سے محروم کر دیئے جائیں۔ مال تب اکٹھا ہوتا ہے جب اور لوگ ایک وقت کے کھانے تک کو ترسیں۔ حیف ہے ایسی خوشی پر جو ہزاروں کو رنجیدہ کرنے سے حاصل ہو۔ اور تُف ہے ایسی ہنسی پر جو ہزاروں کو رُلا کر نصیب ہو۔ ان سب جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ جو چیزیں تم جمع کرتے ہو وہ تمہیں خوش نہیں کر سکتیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ اللہ کی رضامندی حاصل کر کے اس کی رحمت کے مستحق بنو۔ اس کی رحمت سے تمہیں اصلی اور پائیدار خوشی حاصل ہو گی۔

Marfat.com

اپنی مرضی یا اللہ کی

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

کہہ یہ تو بتاؤ جو اتاری اللہ نے تمہارے لیے

مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا

روزی پس کرلی تم نے اس میں سے کچھ حرام

وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ

اور کچھ حلال کہہ کیا اللہ نے حکم دیا تمہارے لیے

اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

تو کہہ بھلا دیکھو تو اللہ نے تمہارے واسطے

مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا

روزی اتاری پھر تم نے اس میں سے کوئی حرام ٹھہرائی

وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ

اور کوئی حلال کہہ کیا اللہ نے تم کو حکم دیا

اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

یا اللہ پر افترا کرتے ہو

چھوٹا بچہ اپنے ارد گرد کی چیزوں کو نہیں سمجھتا۔ کہ کون سی چیز اس کے لیے فائدہ مند ہے اور کون سی نقصان دینے والی۔ اس لیے جو چیز سامنے آتی ہے اسی پر ہاتھ ڈالتا ہے اور منہ میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے والدین اور بزرگ اسے منع کرتے ہیں تو روتا ہے پھر جب والدین اسے دوا پلاتے ہیں تو نہیں مانتا اور روتا چلا جاتا ہے۔ یہ حالت تو بچے کی ہے۔ جو اگرچہ بڑا ہو کر عقل میں اپنے ماں باپ اور بزرگوں کے برابر ہو جائیگا یا شاید ان سے بھی بڑھ جائے مگر اس وقت ان کی رہنمائی اور حفاظت کا انتہائی محتاج ہے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت انسان تو کروڑ برس کی زندگی اور تجربہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور دانش کا کروڑواں حصہ بھی نہیں پا سکا۔ بھلا وہ اللہ تعالیٰ کی عقل اور نصیحت کی باتوں کے مقابلے میں کیا باتیں سوچے گا۔ اور اس ناقص سوچ کی بنیاد پر کون سا مفید قانون بنائے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور شفقت سے انسان کو اپنی اس دنیا میں آرام اور راحت کے ساتھ زندگی گذارنے کا آسان اور سیدھا سادا طریقہ بتا دیا۔ اس کی مثال یوں ہونی چاہیئے۔ جیسے باغ کے مالک اپنے مہمان کو اپنے باغبان کے ساتھ سیر کے لیے بھیجے جو جانتا ہے کہ میٹھا پھل کہاں ہے اور کڑوا کہاں۔ زہریلے بوٹے اور کانٹے دار جھاڑیاں کس طرف ہیں اور خوبصورت پھولوں کے تختے کس طرف۔ اس مہمان کی انتہائی بدنصیبی ہوگی کہ اس واقف کار اور ہمدرد رہنما سے ہاتھ چھڑا کر خود کسی طرف کو چل دے۔ اب وہ اپنا ذمہ دار آپ ہے۔ کوئی سانپ ڈس لے یا کہیں دلدل میں پھنس جائے تو اپنے سوا کس کا گلہ کر سکتا ہے۔

Marfat.com

یومِ حساب

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
اور کیا گمان ہے ان کا جو باندھتے ہیں اللہ پر
الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ
جھوٹ (کیا ہوگا) قیامت کے دن تحقیق اللہ البتہ فضل کرنے والا ہے
عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾
لوگوں پر اور لیکن بہت ان میں سے شکر نہیں کرتے

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
اور اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کا
الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ
کیا خیال ہے قیامت کے دن ۔ اللہ تو لوگوں پر فضل
عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع
کرتا ہے اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے

پچھلی آیتوں میں واضح کر دیا گیا کہ انسان دنیا کی چیزوں سے کام لینے اور ان کے استعمال کرنے میں آزاد نہیں چھوڑ دیا گیا ہے جن کا یہ خیال ہے۔ ان کو اپنی آزادی قائم رکھنے کے لیے دوسروں کی آزادی کا قلع قمع کرنا پڑتا ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ ہم اپنی قوت اس لیے استعمال کر رہے ہیں کہ انسان کی آزادی قائم رہے محض دکھاوے کے لیے ہے۔ ورنہ ان کی لڑائیوں کا اصل مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان کی اپنی بات چلے اور باقی سب ان کے مطیع ہو کر رہیں۔

ارشاد ہے کہ کیا تم قیامت کو سچ مچ نہیں مانتے اور یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ کرنا ہے۔ اسی دنیا میں کرنا ہے۔ چنانچہ تم نے اللہ کے احکام پس پشت ڈال دیئے اور کہا کہ ان پابندیوں میں لگے رہے تو دنیا تو ہمارے ہاتھ سے یوں ہی گئی۔ ہمیں تو جو کچھ کرنا ہے یہیں کرنا ہے۔

جس کا جی چاہے پرہیزگار بنا بیٹھا رہے ۔ ہم تو چیزوں پر قبضہ کریں گے، اور اپنا حکم چلائیں گے یاد رکھو قیامت آ کر رہے گی۔ اور کان کھول کر سنو۔ یہ اللہ کا انسان کے اوپر بڑا فضل اور کرم ہے کہ اس نے دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات حاصل کرنے کی پوری ترکیب قرآن مجید میں بتادی ہے ان ہدایات سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ اور ان سے کام نہیں لیتے۔ دنیا کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ یہاں کی فرصت کو غنیمت جان کر اللہ کے فضل و کرم کا شکر ادا کرو اور اس کے احکام بجا لا کر آخرت کی تمام مصیبتوں سے نجات حاصل کرو اور دائمی آرام کی زندگی سے حظ اٹھاؤ ۔

Marfat.com

حاضر ناظر ہستی

وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ

اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہیں پڑھتا تو اس میں سے

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا

کچھ قرآن اور نہ کرتے ہو تم کوئی کام مگر ہم ہوتے ہیں

عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ

تم پر گواہ جب تم لگے ہوتے ہو اس میں

وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ

اور تو کسی حال میں نہیں ہوتا اور نہ اس میں سے کچھ

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا

قرآن پڑھتا ہے اور نہ تم لوگ کچھ کام کرتے ہو مگر ہم

عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ

تمہارے پاس حاضر ہوتے ہیں جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو

شُهُوْدًا (گواہ) شاہد کی جمع ہے جو شہادت سے بنا ہے شہادت کے معنی ہیں موجود ہونا۔ حاضر ہونا۔ گواہی دینا۔ شاہد وہ شخص جو ایک واقعہ کو دیکھ رہا ہو۔ اور اس پر گواہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ اللہ ہر وقت تمہارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اور اس کے پاس حاضر ہے۔

تُفِیْضُوْنَ (کرنے لگتے ہو) مضارع کا صیغہ ہے اِفَاضَۃ سے جو فیض سے بنا ہے فیض کے معنی بہنے کے بھی ہیں۔ اِفَاضَۃ کے معنی بہانے کے ہیں لیکن ایک معنی اس کے کسی کام کو شروع کر دینے اور اس میں مشغول ہو جانے کے بھی ہیں اور یہاں یہی مراد ہیں۔

ارشاد ہے کہ اے رسول انسان کو اس کا عہد قدیم یاد دلانے اور اس کے لیے عمل کا سیدھا راستہ بنانے میں تیری ہر کوشش ہم دیکھ رہے ہیں۔ تیرا قرآن مجید کا پڑھنا اور اس کے احکام پر عمل کر کے دکھانا، تاکہ لوگ سیکھیں۔ یہ سب ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے پھر تیرے علاوہ اور لوگ جو کام بھی کر رہے ہیں اور جو سلوک تیرے ساتھ کر رہے ہیں وہ سب ہم دیکھ رہے ہیں۔

اے لوگو تم جس کام میں بھی مشغول ہو اس کی شروع سے لے کر آخر تک اللہ کو ساری کیفیت معلوم ہے۔ نیکوں کے نیک کام اور بُروں کے بُرے کام سب اس کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی چیز اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں یہی ایک واقعہ ایسا ہے کہ اگر انسان اسے اچھی طرح نگاہ میں رکھے تو کبھی بُرے کام نہیں کر سکتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں آزاد ہوں جو چاہے سو کروں۔ یہ خبر نہیں کہ وہ اکیلا نہیں ہے اس کا مالک ہر وقت اس کے ساتھ ہے اور اس کا ہر کام دیکھ رہا ہے۔

Marfat.com

ذرّہ ذرّہ محفوظ ہے

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ
اور نہیں غائب ہوتا تیرے رب سے ایک ذرہ کے برابر بھی
فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ
زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا
مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ
اس سے اور نہ بڑا مگر ہے بیچ کتاب
مُّبِينٍ ﴿۶۱﴾
کھلی کے

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ
اور تیرے رب سے ایک ذرہ بھی غائب نہیں رہتا
فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ
زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس
مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ
سے چھوٹا اور نہ بڑا مگر ہے کھلی ہوئی
مُّبِينٍ ﴿۶۱﴾
کتاب میں

یَعْزُبُ (غائب رہتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے جو عَزُوْبَۃٌ سے بنا ہے۔ عَزُوْبَۃٌ کا مادہ ع۔ز۔ب ہے اور اس کے معنی دور ہونا، غائب ہونا ہیں۔

ارشاد ہے کہ زمین اور آسمان میں ایک ذرّہ برابر بھی چیز اللہ کے سامنے سے غائب نہیں۔ ذرّہ کے برابر یا اس سے چھوٹی یا بڑی چیز ہر ایک اس کے ہاں لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ جو چیز یا بات چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی یہاں ظاہر ہوتی ہے۔ فوراً اس کا ہو بہو خاکہ دفتر اعمال میں اُتر آتا ہے۔ جو کام کسی نے کیا چھوٹا یا بڑا، جو بات کسی نے کہی اچھی یا بُری۔ اس کا نقش اسی وقت نامۂ اعمال میں کندہ ہو گیا۔ غرض دنیا میں کوئی عمل ایسا نہیں ہوتا جو وہاں نہ لکھا جائے۔ ایسے زبردست انتظام کے بعد انسان کا یہ سمجھنا خام خیالی ہے کہ میں جو جی میں آئے کر سکتا ہوں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

آج کل سنا ہے سائنس والے کہہ رہے ہیں کہ دنیا کی پیدائش سے لے کر آج تک ہر آواز جو نکالی گئی ہر بات جو کہی گئی وہ فضا کے اندر جوں کی توں موجود ہے ایسے آلات کے بنا لینے کی امید کی جا رہی ہے کہ گذشتہ باتوں کو اسی طرح سن لیا اور دیکھ لیا جائے جس طرح وہ ہوئیں اور فضا میں موجود ہیں۔ قرآن مجید سمجھنے والوں کو اس میں تعجب کی کوئی بات معلوم نہیں ہوتی۔ انہیں یقین ہے کہ انسان اس دنیا میں سُن سکے یا نہ سُن سکے بہر حال وہ قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق جوں کی توں محفوظ ہیں۔

Marfat.com

اللہ کے دوستوں کو خوشخبری

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
آگاہ ہو کہ اللہ کے دوست نہ خوف ہے ان پر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَ
اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ ایمان لائے اور
كَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ
ہے پرہیزگاری کرتے انہی کے لیے خوشخبری ہے زندگانی میں
ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ
دنیا کی اور آخرت میں بدلنا نہیں باتوں کے لیے
ٱللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾
اللہ کی یہی ہے وہ جو کامیابی ہے بڑی

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ ڈر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَ
ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ کہ ایمان لائے اور
كَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ
ڈرتے رہے ان کے لیے دنیا کی زندگانی میں
ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ
اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کی باتیں بدلتی نہیں
ٱللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾
یہی ہے بڑی کامیابی

اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ (اللہ کے دوست) اَوْلِیَاءَ - وَلِیٌّ کی جمع ہے۔ وَلِیٌّ کا مادہ و ل ی ہے جس سے لفظ ولایت بنا ہے۔ وَلَایَۃٌ کے معنی نزدیکی کے ہیں۔ اس لیے کسی کا ولی وہ ہے جو اس سے نزدیک ہو۔ ولی اللہ اسے کہتے ہیں جو اپنا پہلا تعلق اللہ سے رکھے اور دوسری چیزوں سے فقط اتنا ہی تعلق پیدا کرے جتنے کی اس نے اجازت دی ہو جس تعلق سے منع کیا ہو اس کے پاس نہ پھٹکے خواہ کتنا ہی جی چاہے یہ بات ایمان اور تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کے ہو رہے اور اپنا ساتھی، دوست، مددگار اور محافظ سب کچھ اسی کو سمجھ بیٹھے۔ یہ لوگ ہر قسم کے ڈر اور خوف سے چھوٹ گئے۔ اللہ کی دوستی اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ اس پر ایمان لاؤ اور یقین کرو کہ اس کے سوا نہ کوئی معبود بن سکتا ہے، نہ رب ہو سکتا ہے۔ اس یقین سے تقویٰ حاصل ہو گا یعنی انسان ہر وقت اس کوشش میں لگا رہے گا کہ جس بات سے اللہ نے منع کر دیا ہے اس کے پاس تک نہ جاؤں جس کام کی بابت معلوم ہو جائے کہ اللہ نے اس سے روکا ہے اس سے فوراً رک جاؤں۔ آگے فرمایا کہ جو شخص یہ باتیں اختیار کرے گا۔ دنیا میں بھی بے فکر رہے گا۔ اور آخرت میں بھی چین اور آرام سے رہے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے وہ جو حکم جاری کر دیتا ہے اس میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں وہ ہو کر رہے گا۔

Marfat.com

اللہ ہی کا سب کچھ ہے

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ

اور غمگین کرے تجھ کو ان کی بات تحقیق زور اللہ کا ہے

جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ

سارا وہی سننے والا جاننے والا ہے خبردار تحقیق

لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ

اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ

اور ان کی بات سے رنج مت کر اصل میں سب زور اللہ

جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ

کے لیے ہے وہی سننے والا جاننے والا ہے خبردار جو کچھ

لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ کا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور اللہ کا کلام یعنی قرآن حکیم لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ یوں تو وہ پہلے ہی سے اللہ عزوجل کے نام سے واقف تھے اور اس کی قدر و منزلت کرتے تھے۔ لیکن بس اتنی ہی جتنی دیوتاؤں کے بڑے سردار کی ہو سکتی ہے۔ ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ اپنی دولت۔ طاقت اور عزت سب کچھ رکھتے ہوئے ان کو اپنی مرضی سے برتنا چھوڑ دیں۔ اور اپنی ساری قوتیں اور سارے کام اللہ کی مرضی کے تابع کر دیں اور اس کے حکم کے بغیر دم بھی نہ ماریں۔

آپ نے سمجھایا کہ دیکھو قرآن مجید کی باتیں اٹل ہیں۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ وہ ہو کر رہے گا۔ فرض کیا کہ تمہارے پاس اس وقت سب کچھ ہے۔ لیکن اس کی بنیاد کچھ بھی نہیں۔ آج مرے کل دوسرا دن۔ یہ سب نہیں رہ جائے گا۔ اور آدمی مر کر سخت جنجال میں پھنس جائے گا۔ یہ بات ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئی اور لگے اول فول بکنے۔ ان کے اس رویہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رنج پہنچنا ضروری تھا۔ آپ بہت غمگین ہوئے۔

اس آیت میں آپ کو تسلّی دی جاتی ہے کہ یہ نادان جو اتنی بڑھ چڑھ کر باتیں بنا رہے ہیں۔ ان میں کچھ نہیں رکھا۔ ان سے تجھے رنجیدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ زور، طاقت، عزت، دبدبہ، شان و شوکت سب کچھ اللہ کے پاس ہے۔ ان غافلوں کی باتیں سب اللہ عزوجل سن رہا ہے اور ہر چیز کی حقیقت سے واقف ہے۔ وقت پر مناسب فیصلے کر دے گا۔ جس وقت وہ فیصلے کرے گا۔ یہ سب منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ لیکن اس وقت کا جاننا کچھ کام نہ آئے گا۔ سمجھنے کا وقت یہی ہے۔ اچھی طرح سُن لو کہ اللہ کے آگے کسی کا فیصلہ نہیں چل سکتا۔ آسمان اور زمین میں جو کوئی ہے سب اللہ کا ہے۔

Marfat.com

اٹکل پچو باتیں

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں جو پکارتے ہیں سوا

اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

اللہ کے شریکوں کو نہیں اتباع کر رہے یہ مگر گمان کا

وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (۶۶)

اور نہیں وہ مگر اٹکلیں دوڑاتے

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور یہ اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے جس چیز

اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

کے پیچھے پڑے ہیں سو یہ کچھ نہیں مگر اپنے خیال کے پیچھے پڑے

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (۶۶)

ہیں اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں

یَخْرُصُوْنَ (اٹکل لڑاتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے جو خَرْصٌ سے بنا ہے۔ خَرْصٌ کے معنی ہیں۔ کوئی بات اندازے اور اٹکل سے کہنا جو یقینی نہ ہو۔

ارشاد ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنا اور اس سے مدد مانگنا فقط وہ شخص کر سکتا ہے جسے اصلی علم حاصل نہیں ہے ان کی آنکھیں ظاہر کو دیکھ کر چوندھیا جاتی ہیں اور وحی کی طرف توجہ نہیں کرنے دیتیں لیکن غیب کا اثر ہر ایک پر اس قدر چھایا ہوا ہے کہ اس سے وہ کسی وقت بھی بے پروا نہیں رہ سکتا کسی نہ کسی وقت اسے غیب کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اب اگر اس وقت اسے پیغام وحی یعنی قرآن مجید اور رسول کے ارشادات ٹھیک طور پر مل گئے تو وہ اس علم کی روشنی میں اس مسئلہ کا صحیح حل حاصل کر لیتا ہے اور غلطیوں سے بچ جاتا ہے لیکن اگر وحی کے نور سے محروم ہے تو پھر اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہے اور غیب کی بابت اپنے خیال اِدھر اُدھر دوڑاتا ہے۔ جو علم یقینی کی روشنی سے محروم ہونے کی بنا پہ اندھیرے میں اٹکل سے خیالی تیر پھینکنے کے برابر ہے اور وہ تیر کسی نہ کسی نشانہ پر تو بیٹھ جاتا ہے مگر وہ نشانہ غلط ہوتا ہے۔ بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی بھیجے اور اپنی حکمت سے جن لوگوں کو نبوت بخشی ان کی طبیعت اور فطرت اس انداز پہ بنائی کہ وہ بغیر تحقیق کیے اور آزمائے ہوئے سنی سنائی باتوں پر اعتبار نہیں کرتے تھے اور نہ اپنے خیالات کے اٹکل پچو گھوڑے دوڑاتے تھے۔ ان مکرم ہستیوں کی جانب جب اللہ تعالیٰ کا پیغام آیا اور جبریل امین نے پڑھ کر سنایا تو اس سچی اور پکی خبر کے سامنے قومی یا خاندانی توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی اور دیوی دیوتاؤں کے من گھڑت قصے بتوں اور استھانوں کی مشہور قوتیں اولادیں اور مرادیں بخشنے والی صفتیں سب باطل ہو گئیں اور پھر ان مقبول بزرگوں کی نظر میں اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش سے ہٹ کر کسی دوسرے مشکل کشا اور حاجت روا پر نہ ٹھیریں۔ نہ ان کو نمرود کی قوت دھما سکی نہ فرعون کی حکومت ڈرا سکی۔ نہ سولی کا خوف خاموش کر سکا نہ سنگسار ہونے کا خدشہ ایمان سے ہٹا سکا۔

Marfat.com

اللہ کی پہچان

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا
وہی ہے جس نے بنائی تمہارے لیے رات تاکہ آرام کرو
فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
اس میں اور دن کو بنایا دیکھنے کے لیے تحقیق اس کے اندر
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾
نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا
وہی ہے جس نے تمہارے واسطے رات کو بنایا کہ اس میں چین حاصل
فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
کرو اور دکھلانے والا دن بے شک اس میں
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾
ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں نشانیاں ہیں

پچھلی آیتوں میں ارشاد ہوا کہ آسمان اور زمین میں جتنی کائنات ہے وہ سب اللہ نے پیدا کی ہے اور وہی اس کا مالک اور بادشاہ ہے انسان کا یہ خیال غلط ہے کہ یہ سب چیزیں میری ہیں اور میں ان کے ساتھ جو چاہوں سلوک کروں نہیں۔ ان سب کا ایک نظام ہے جس سے کوئی چیز ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتی اس نظام میں انسان کے ذمہ ایک بڑا کام ڈالا گیا ہے اس کو تصرف کا کچھ اختیار دے کر کائنات کے درمیان رکھ دیا گیا ہے اور اس سے پختہ عہد و پیمان لے لیا ہے کہ اللہ سے غافل نہ ہونا اور اپنے اندر کچھ طاقت دیکھ کر یہ دھوکا نہ کھانا کہ میں جس طرح چاہوں ان چیزوں پر قبضہ کر سکتا ہوں ورنہ پھر ایسے چکر میں بری طرح پھنس جاؤ گے جس سے نکلنا موت کے ہاتھوں ہو گا لیکن مر کر بھی چین نہ ملے گا۔ مرتے ہی یہ چیزیں آگ سانپ بچھو اور دیگر موذی چیزوں کی شکل میں بدل جائیں گی اس چکر سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ بغیر اللہ کے حکم کے کسی چیز سے کوئی تعلق قائم نہ کرو۔ اللہ کی اجازت ہوئی تو کچھ لگاؤ پیدا کر لیا۔ ورنہ سب سے الگ تھلگ ہو کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش میں لگ گئے ارشاد ہے کہ یہ جو روزانہ زندگی کے حالات میں نمایاں تغیر تم آنکھوں سے دیکھتے ہو کہ کبھی رات ہے کبھی دن ہے۔ کبھی اندھیرا ہے کبھی اجالا ہے اس کو ذرا سوچو کہ یہ کیوں ہوتا ہے اور کون کرتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ بے سبب تو نہیں ہوتا۔ انسان نے غور کیا تو اس کا سبب اس کے خیال میں آ گیا یعنی تمام کائنات گردش میں ہے۔ زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے آ جاتا ہے اس میں دن ہوتا ہے اور جو سورج کے سامنے نہیں ہوتا وہاں رات ہوتی ہے اس کے متعلق کئی قسم کے خیال ہیں مگر جو انسان ان خیالات کی دنیا سے آگے بڑھا اور یقین کر لیا کہ یہ سب نظام اللہ نے اپنی قدرت سے قائم کیا ہے اور اس کو اپنی معرفت کا نشان بنایا ہے وہ علم یقینی کے میدان میں پہنچ گیا اور سارے وہم و گمان سے اس نے چھٹکارا حاصل کر لیا۔

Marfat.com

وہم کے کرشمے

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ
کہتے ہیں بنالیا اللہ نے بیٹا پاک ہے وہ وہ
الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
بے احتیاج ہے۔ اسی کا ہے۔ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ
نہیں تمہارے پاس کوئی سند اس کی کیا کہتے ہو
عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾
اللہ پر ایسی بات جو تم نہیں جانتے

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ
کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا لیا وہ پاک ہے وہ
الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ
تمہارے پاس اس کی کوئی سند نہیں۔ اللہ پر کیوں جھوٹ کہتے ہو
عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾
جس بات کی تمہیں خبر نہیں

انسان جب سے دنیا میں آیا ہے اس کی فطری عقل نے اسے چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔ اوّل تو پیدا ہوتے ہی اس کے دشمنوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان سے کسی قدر چھٹکارا نصیب ہُوا۔ تو کھانے پینے اور ٹھکانہ بنانے کی طرف پوری توجہ سے نگاہ ڈالی جب اس میں بھی کچھ کام چل نکلا تو پھر اس کی دھن لگی کہ یہ دنیا کیا ہے؟ کس نے بنائی ہے میں کون ہوں کہاں سے آیا ہوں۔ اس کے اور دنیا کے بنانے والے نے اس بارے میں اس کی عقل کی رہنمائی کے لیے خاص انتظام کیا۔ اس نے انہی میں سے ان کے پاس رسول بھیجے اور وحی کے ذریعے ان کو ہستی میں انسان کے اپنے فرض منصبی سے پورے طور پر آگاہ کیا۔

ارشاد ہے کہ لوگوں نے اس دنیا کے متعلق جو اٹکل پچو خیالی نقشے بنا رکھے تھے کسی نے کہا کہ دنیا کو پیدا کرنے والا تو ایک اللہ ہے۔ لیکن وہ ایک خاندان کا سب سے بڑا سرپرست ہے اور اس خاندان کی مدد سے دنیا کا کام چلا رہا ہے کسی نے کہا کہ نہیں اس کے بیٹے یا بیٹیاں ہیں اور وہ سب مل کر انتظام کرتے ہیں۔ یہ سب خیالات من گھڑت اور غلط ہیں اور ان کے ماننے والے مشرک ہیں۔ اللہ کی شان کے لائق نہیں کہ اس کا کوئی صلبی بیٹا ہو یا اس نے کسی کو متبنّٰی بنا لیا ہو۔ اس کے زن و فرزند نہیں کہ اس کے شریک، مددگار اور سلطنت میں برابر کے حصہ دار نہیں۔ یا اس کے بیٹے اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ یہ عقل کی گمراہی کا نتیجہ ہے اس کو جب تک وحی کی روشنی نہیں نصیب ہوئی تھی وہ اس قسم کے نتیجے نکالا کرتی تھی۔ اب اللہ کی بابت صحیح علم قرآن مجید سے حاصل کر کے پچھلے توہمات کا قلع قمع کر دینا چاہیئے۔

Marfat.com

کافروں کا انجام

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
کہہ تحقیق جو لوگ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ
لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا
فلاح نہیں پاتے تھوڑا سا نفع ہے دنیا میں پھر ہماری طرف
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ
ان کو لوٹنا ہے پھر چکھائیں گے ہم ان کو عذاب سخت
بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾
بدلے اس کے کرتے تھے وہ کفر کرتے

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
کہہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں
لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا
بھلائی نہیں پاتے۔ دنیا میں تھوڑا سا نفع اٹھا لیتا ہے پھر ان کو ہماری
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ
طرف لوٹنا ہے پھر ہم ان کو سخت عذاب چکھائیں گے
بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾
بدلہ ان کے کفر کا

ارشاد ہے۔ کہ جب تک قرآن مجید نازل نہ ہوا تھا۔ تم وحی الٰہی کی تعلیم کو بھول بھال کر اللہ کے ساتھ جھوٹے اوصاف چسپاں کرتے تھے۔ لیکن اس کے نازل ہونے کے بعد اب تمہارے پاس کوئی عذر نہیں ہے کہ تم وہی جھوٹی باتیں اس کے نام لگائے جاؤ۔ اگر اب بھی وہی کہے جاؤ گے جو پہلے کہتے تھے تو صاف معلوم ہو جائے گا۔ کہ تم سچائی اور حق کی تلاش میں نہیں ہو بلکہ اپنے دنیاوی مفاد اور منافع دیکھتے ہو۔ اس کے نتائج کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ اتنی بات سن لو جو بالکل یقینی ہے کہ ان افترا پردازیوں سے تمہیں اصلی کامیابی کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ رہے دنیا کے منافع۔ ممکن ہے کہ کچھ تمہیں مل جائیں، لیکن وہ کَے دن کے۔ آج مرے کل دوسرا دن۔ آخر آؤ گے ہمارے ہی پاس۔ تم سے پوچھا جائے گا کیوں جی قرآن مجید میں تمہیں سچی اور واقعی باتیں بتا دی گئی تھیں۔ پھر تم نے اللہ کو ٹھیک طور پر کیوں نہ پہچانا۔ دنیا کے لالچ میں پھنس کر اس سے غافل کیوں ہو گئے۔ یہاں تک کہ آخر کار انکار ہی کر بیٹھے۔ تم اس کا جواب کچھ نہ دے سکو گے۔ نتیجہ لازمی طور پر یہ ہو گا۔ کہ تمہیں تمہارے کفر و الحاد کے بدلے سخت عذاب دیا جائے گا اور ہونا بھی یہی چاہیئے۔ کیونکہ قرآن مجید نے سچی بات خوب کھول کر سمجھا دی ہے۔ اس کا انکار رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لیے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

Marfat.com

نوح علیہ السلام کی قوم

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍ ۘ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ
اور پڑھ ان پر حال نوح کا جب کہا اس نے اپنی قوم سے
يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ وَ
اے میری قوم اگر ہے بھاری ہوا تم پر میرا کھڑا ہونا اور
تَذۡكِيۡرِىۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ
میرا نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں کے ساتھ پس اللہ پر بھروسہ کیا میں نے
فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا
سو پختہ کرلو اپنا کام اور اپنے شریک پھر نہ
يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ
ہے تمہارے کام میں تمہیں کچھ شبہ پھر
اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۷۱﴾
کرگذرو اپنی سی میرے ساتھ اور نہ مہلت دو مجھے

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍ ۘ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ
اور سنا ان کو نوح کا حال جب کہا اپنی قوم سے
يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ وَ
اے قوم اگر تم پہ میرا کھڑا ہونا اور
تَذۡكِيۡرِىۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ
اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا بھاری ہوا ہے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا
فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا
اب تم سب مل کر اپنا کام مقرر کرو اور اپنے شریکوں کو جمع کرو پھر تم
يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ
کو اپنے کام میں شبہ نہ رہے پھر کر گذرو میرے
اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۷۱﴾
ساتھ اپنی سی اور مجھ کو مہلت نہ دو

اَجۡمِعُوۡۤا (پختہ کرلو) امر کا صیغہ ہے اجماع سے جو جمع سے بنا ہے جمع کے معنی اکٹھے کرنے کے ہیں اجماع کے معنی اپنی تجویز کو خوب غور کر کے دیکھ لینا کہ کہیں خلا یا کمزوری تو نہیں اجماع کے دوسرے معنی اپنے تمام طرف داروں کو اکٹھا کر لینا ہیں۔ یہاں اَجۡمِعُوۡۤا دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔

غُمَّةً (پیچیدگی) اس کا مادہ غ۔م۔م ہے جس سے لفظ غم بنا ہے غم کے معنی ہیں ایسی پریشانی یا شبہ جس سے دل گھٹنے لگے اور مطلب واضح نہ ہو۔

ارشاد ہے کہ اے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، انہیں نوح علیہ السلام کا حال پڑھ کر سنا۔ وہ اپنی قوم کو ہر طریقے سے سمجھاتے رہے کہ اللہ عزوجل پر ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت کرو جب انہوں نے ان کا کہنا نہ مانا تو نوح علیہ السلام نے کہا تم اگر پسند نہیں کرتے تو جاؤ اپنے منصوبے تیار کر لو اور خوب سوچ سمجھ لو۔ اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو سمیٹ لاؤ اور جو ہو سکے کر لو میں بھی اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں :۔

Marfat.com

اللہ والوں کا منصب

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ

پھر اگر تم روگردانی کرو تو نہیں طلب کیا میں نے تم سے کوئی اجر

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ

نہیں اجر میرا مگر اوپر اللہ کے اور مجھے حکم ملا ہے

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۷۲)

کہ ہوں میں فرمانبرداروں میں سے

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ

پھر اگر تم منہ پھیر لو تو میں نے تم سے مزدوری نہیں چاہی

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ

میری مزدوری تو اللہ کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم ملا ہے

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۷۲)

کہ میں فرمانبردار رہوں

ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام نے اس کے بعد اپنی قوم سے کہا کہ میں اپنے کام کی تم سے اجرت بھی نہیں مانگتا۔ حاشا وکلا۔ میں اپنا کام خالص اللہ کے واسطے کرتا ہوں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ وہی میرا کفیل کار ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ مجھے نہ تمہاری ہوشیاری چالاکی دبدبے، شوکت اور قوت کا خوف ہو سکتا ہے اور نہ تم سے کسی قسم کی مدد معاش کا طالب ہوں۔ نہ میرا ارادہ ہے کہ تم سے اپنی بات منوا کر تمہاری مدد سے بادشاہ بن کر بیٹھ جاؤں یا تم سے کہوں کہ مجھے اپنا تبلیغی اور اصلاحی کام جاری رکھنے کے لیے چندہ دو اور میرے گذارے کا بندوبست کرو۔

میری کوئی غرض تم سے اٹکی ہوئی نہیں۔ میں تو اپنے مولیٰ کا خادم اور فرماں بردار بندہ ہوں۔ اور جب تک دم میں دم ہے، اسی کا حکم بجا لاتا رہوں گا۔ تم میرے کام سے نہ تکلیفیں اور اذیتیں دے کر روک سکتے ہو۔ اور نہ مال و زر کا لالچ دے کر مجھے ورغلا سکتے ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے قوموں کی نجات اور فلاح کا راستہ اپنے ان بیش قیمت الفاظ میں جو ان آیات میں بیان کیے گئے ہیں ہمیشہ کے لیے واضح کر دیا ہے۔ اس میں ایک طرف تو رہنماؤں، لیڈروں اور قائدوں کو سکھایا ہے کہ اصلاح کا کام جب درست ہو گا جب تم آدمیوں سے اپنی ذاتی غرض نہ رکھو گے نہ اپنے نام نمود کے طالب ہو گے۔ اور نہ مال و جاہ حاصل کرنے کے پیچھے پڑو گے۔ دوسری طرف عوام کو تنبیہ کر دی ہے۔ کہ اگر تباہی اور بربادی سے بچنا چاہتے ہو تو جھوٹے رہنماؤں اور سچے خیر خواہوں میں تمیز کرنا سیکھو۔

Marfat.com

ضد کرنے والوں کا انجام

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

پھر انہوں نے اسے جھٹلایا سو ہم نے بچایا اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

فِى الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ

کشتی میں اور کر دیا ہم نے ان کو آباد ان کی جگہ اور

اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ

ڈبو دیا ہم نے ان کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سو دیکھ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

کیسا ہوا انجام ڈرائے گیوں کا

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو

فِى الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ

کشتی میں بچا لیا اور قائم کر دیا ان کو ان کی جگہ اور جو

اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ

ہماری باتوں کو جھٹلاتے تھے ان کو ڈبو دیا سو دیکھ لے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

کیسا انجام ہوا ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا

حضرت نوح علیہ السلام کے مدتوں تک سمجھاتے رہنے کا اثر ان کی قوم پر کچھ نہ ہوا۔ صرف تھوڑے سے نچلے طبقے کے لوگ آپ پر ایمان لے آئے لیکن قوم کے معتزز لوگ آپ سے برابر کھنچے رہے۔ ان لوگوں کے ہاتھ ایک اور بہانہ آگیا کہ نوح علیہ السلام کو تو نیچ ذات کے لوگ گھیرے رہتے ہیں اس لیے وہ پہلے سے بھی زیادہ آپ سے کترانے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ میں تو فقط اتنا جانتا ہوں کہ انہوں نے اللہ کا پیغام سنا۔ ان کے ذات اور پیشے سے مجھے غرض نہیں۔ اس کا حساب اللہ کے پاس ہے۔ میرا کام سمجھانا ہے جو کوئی سننے اور سمجھنے کے لیے تیار ہو شوق سے میرے پاس آئے اور اللہ کی باتیں سنے۔ آخر تنگ آکر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہہ دیا۔ کر جاؤ جو کرنا ہے کرو اللہ میرا مددگار ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ تم نے نوح علیہ السلام کی قوم کا رویہ سن لیا۔ اب ان کا انجام سنو۔ انہوں نے ہمارے پیغمبر نوح علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں تیری باتوں کا اعتبار نہیں اور ان کو برملا جھوٹا کہا اور اپنے کام میں لگے رہے۔ آخر ان کو سزا ملی۔ ہم نے نوح علیہ السلام کو اور ان سب کو جو اس کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے تھے بچا لیا اور باقی سب منکروں کو طوفان میں غرق کر دیا جب وہ ڈوب گئے۔ اور پانی خشک ہو گیا۔ تو پھر یہی کشتی والے ان مرنے والوں کی جگہ ان کی بستیوں میں آباد ہوئے اور دنیا میں ان کے جانشین بنے۔ دیکھو جنہیں ڈرایا گیا تھا اور وہ نہ ڈرے ان کا انجام کیسا خوفناک ہوا۔

Marfat.com

بعد کا حال

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ
پھر بھیجے ہم نے | نوح کے بعد | کتنے رسول | ان کی قوم کی طرف
فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
سو آئے وہ ان کے پاس | کھلی دلیلیں لے کر | پس نہ | تھے وہ | کہ ایمان لائیں
بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ
اس پر کہ جھٹلا چکے تھے | اس کو | اس سے پہلے | اسی طرح مہر لگاتے ہیں ہم
عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ (۷۴)
دلوں پر | حد سے نکل جانے والوں کے

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ
پھر نوح کے بعد ہم نے کتنے پیغمبر ان کی قوم کی طرف بھیجے
فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
پھر ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے سو ان سے یہ نہ ہوا کہ اس بات پر
بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ
جس کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے ایمان لے آئیں اسی طرح ہم حد سے نکل جانے
عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ (۷۴)
والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو لاکھ سمجھایا۔ لیکن انہوں نے ان کی ایک نہ سنی وجہ کیا تھی۔ صرف یہ کہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کا انہوں نے ایک اپنا طریقہ مقرر کر لیا تھا۔ انہوں نے لوگوں کے طبقے مقرر کر لیے تھے۔ معزز لوگوں کا حکم چلتا تھا۔ اور ادنیٰ درجے کے لوگ ان کی جوتیاں سیدھی کرتے تھے۔ جب بڑے لوگ اونچے اونچے مسندوں پر اینڈتے تھے۔ اور خادم ارد گرد کھڑے ان کے اشارے پر ادھر اُدھر دوڑتے تھے تو ان کو ایسا مزا آتا تھا کہ پھولے نہیں سماتے تھے۔ ادھر نوح علیہ السلام کا سمجھانا یہ تھا۔ کہ سب انسان اللہ کی مخلوق ہیں۔ کوئی کسی درجے میں نیچا اونچا نہیں۔ معلوم ہوا کہ انسان کی یہ پرانی بیماری ہے کہ زبردست، زیردست کو دبا کر اپنا کام نکالتا ہے اور جو اس سے انہیں منع کرے اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے مختلف قوموں کی طرف مختلف رسول وقتاً فوقتاً بھیجے اور انہوں نے ان کو خوب کھول کر سمجھا دیا کہ اللہ نے بعض کو کچھ قوتیں زیادہ اور بعض کو کچھ کم اسی لیے دی ہیں کہ زور والے کمزوروں کی مدد میں اپنا زور صرف کریں لیکن سب قوموں نے وہی طرز اختیار کیا۔ جو ان سے پہلے سرکش لوگ کر چکے تھے۔ رسولوں کو جھٹلایا اور جو جی میں آیا کیا۔ جو اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے اس کا دل اچھی باتوں کی طرف سے پھر جاتا ہے گویا اس پر مہر لگ جاتی ہے پھر اس میں وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہونے پاتا۔ آیت میں دل پر مہر لگ جانا اعتدار کا نتیجہ بتایا ہے۔ اعتدار کے معنی یہ ہیں کہ زور والا کمزور پر زیادتی کرے۔ یہ ایک تباہ کن بیماری ہے جو انسان کا ناس کیے بغیر نہیں چھوڑتی۔

Marfat.com

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی وَ هٰرُوْنَ

پھر بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون کو

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

طرف فرعون اور اس کے سرداروں کے ساتھ اپنی نشانیوں کے پس انہوں نے تکبر کیا

وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور تھے وہ لوگ گنہ گار

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی وَهٰرُوْنَ

پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسیٰ اور ہارون کو

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس نشان دیکر پھر تکبر کرنے لگے

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور وہ گنہ گار لوگ تھے

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جن قوموں کا اور ان کے پیغمبروں کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے۔ وہ یہ ہیں (۱) قوم عاد جس کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا (۲) قوم ثمود جس کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام تھے (۳) قوم ابراہیم علیہ السلام (۴) قوم لوط علیہ السلام (۵) قوم شعیب علیہ السلام۔ ان لوگوں نے وہی سرکشی جو ان کے پہلوں نے کی تھی اختیار کی اور اپنے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ آخر تباہ و برباد ہوئے۔ ان سب کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام بنی اسرائیل کو فرعون مصر کے ظلم سے نجات دینے تشریف لائے۔ اس آیت سے ان کا ذکر شروع ہے اور بہت دور تک چلے گا۔

ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام کے بعد پیغمبر آتے رہے اور اپنی قوم کو سمجھاتے رہے لیکن قوم نے اپنے پیغمبر کی بات نہ سنی اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ پھر ایک مدت کے بعد مصر میں فرعون اور اس کے بااثر وزیروں اور امیروں نے سرکشی اور تکبر کی راہ اختیار کی۔ بنی اسرائیل جو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اس کے ظلم وستم کے شکار ہوئے۔ یہاں اس بات کے دکھانے کے لیے کہ انسان رہ رہ کر سرکشی کی راہ اختیار کرتا ہے۔ فرعون کی بغاوت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کا حال بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کی طرف پیغام لے کر آئے کہ سرکشی اور تکبر چھوڑ دے۔ تو سب سے زبردست نہیں ہے تجھ سے زبردست اللہ ہے جس کے قبضۂ قدرت میں یہ تمام کائنات ہے تجھے لازم ہے کہ اس کے آگے جھکے اور اس کی تابعداری کرے بنی اسرائیل کو ستانا چھوڑ دے اور تمام رعایا کے ساتھ ایک سا عدل و انصاف کرے۔ فرعون اور اس کے اہلی موالی سرکشی میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ فرعون خود خدا بن بیٹھا تھا۔ اور بااثر لوگ اس کو بڑھاوے چڑھاوے دیتے تھے۔ انہوں نے ان پیغمبروں کی ہدایت کی طرف کچھ توجہ نہ کی وہ جن جرائم کے عادی ہو چکے تھے انہیں میں پھنسے رہے۔

Marfat.com

فرعون کی ڈھٹائی

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا

پھر جب آیا ان کے پاس حق ہمارے پاس سے بولے

اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى

تحقیق یہ جادو ہے کھلا کہا موسیٰ نے

اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ

کیا ایسا کہتے ہو سچی بات کو جب وہ آئی تم تک کیا جادو ہے

هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾

یہ حالانکہ کامیاب نہیں ہوتے جادوگر

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا

پھر جب ان کو ہمارے پاس سے سچی بات پہنچی کہنے لگے

اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى

یہ تو کھلا جادو ہے موسیٰ نے کہا

اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ

کیا تم حق بات کو ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس پہنچی کیا یہ

هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾

جادو ہے اور نجات نہیں پاتے جادوگر

ارشاد ہے کہ جب ان لوگوں کے پاس بالکل سچی باتیں پہنچ چکیں تو انہوں نے ان باتوں کو اپنی عقل اور معلومات کی بنا پر سحر قرار دیا اور سوا اس کے ان سے کچھ نہ بن پڑا کہ ان کے معجزات کو بازی گروں کے سے شعبدے سمجھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ جادو کے شعبدے تو ایک عارضی چیز ہوتی ہے جسے دکھا کر بعض ہوشیار لوگ عوام کو یا بڑے لوگوں کو خوش کر دیتے ہیں اور اپنا پیٹ پالنے کے لیے ان سے کچھ نقد وصول کر لیتے ہیں۔ وہ اتنے بڑے دعوے کبھی نہیں کر سکتے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں اور ہماری بات نہ مانو گے تو اللہ تمہیں نافرمانی کی سزا دے گا۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کی بات نہیں چل سکتی اور وہ کبھی اپنے دعوے میں کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ اگر کوئی بڑا دعویٰ کر بیٹھیں تو پھر ان کے شعبدے بھی جواب دے جاتے ہیں۔ اور وہ عارضی تفریح کے سامان مہیا کرنے کی طاقت کھو بیٹھتے ہیں۔ سحر کا ذکر سورہ البقرہ میں گذر چکا ہے۔ اس کی حقیقت فقط اتنی ہے کہ کچھ لوگ جن کی قوّت خیال کچھ بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ اس کو مشق کے ذریعے اتنا بڑھا لیتے ہیں کہ اور لوگوں کا خیال ان کے خیال کے تابع ہو جاتا ہے اور وہ ان ہی چیزوں کو دیکھنے لگتے ہیں جو ساحر اپنے خیال میں جما لیتا ہے۔ یہ مشق پر موقوف ہے اور اس کے طریقے مقرر ہیں جو جاننے والے جانتے اور عمل میں لاتے ہیں۔ ان سے قوّت خیالیہ کو ایک ہی چیز پر جما لینے کی تھوڑی بہت قوّت حاصل ہو جاتی ہے اس کی شکلیں بہت سی ہیں۔ لیکن یہ بات مشق کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ کے رسول اس سے بہت بلند ہیں وہ کوئی اس قسم کی مشق نہیں کرتے ان کو اللہ کی طرف سے معجزے دکھانے کی بروقت یک دم قوت عطا ہوتی ہے۔

Marfat.com

فرعونی ذہنیت

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس آیا ہے اس لیے کہ ہم کو ہٹا دے اس سے کہ پایا ہم نے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

جس پر اپنے باپ دادا کو اور ہو جائے تم دونوں کے لیے بڑائی

فِی الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

اس سرزمین میں اور نہیں ہم تمہاری ماننے والے

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

بولے کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم کو اس راستے سے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، اور اس ملک میں سرداری

فِی الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

تم دونوں کو مل جائے۔ ہم تو تمہیں ماننے والے نہیں

حریص انسان کام کی چیزیں اپنے ہی قبضہ میں رکھنا چاہتا ہے ظاہر ہے کہ اس خواہش کی جڑ اس کی خود غرضی ہے لیکن جب کچھ لوگ اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور کچھ مدت یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے تو اس پر قائم رہنے کا ایک بہانہ ان کے ہاتھ آجاتا ہے۔ کہ یہ ہماری پرانی رسم ہے اور باپ دادا سے چلی آتی ہے۔ ہم سے یہ کوئی نہیں چھڑوا سکتا۔ اسی طرح ان کے مقابلے میں کچھ اور لوگ بھی اسی طرح کامیاب ہو جاتے ہیں اور وہ اپنا اکھاڑا الگ جما لیتے ہیں اور دونوں میں لڑائی، دنگا اور فساد شروع ہو جاتا ہے اور ہر ایک دوسرے کی چلنے نہیں دیتا۔ پرانا نئے سے کہتا ہے کہ تو فسادی ہے ہم سے قدیم باتیں چھڑوا کر آپ بڑا بننا چاہتا ہے اور زمین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ہم تیری نہ چلنے دیں گے۔ زندگی کا طریقہ یہی ہے جو قدیم سے ہمارے باپ دادا نے قائم کیا ہے۔ فرعونیوں کے جواب سے انسان کی ایک بڑی تباہ کن علّت کا انکشاف ہوتا ہے اس لیے قرآن مجید نے اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے' تاکہ لوگ عبرت پکڑیں۔

ارشاد ہے کہ فرعون نے اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ ہو نہ ہو تم دونوں ہمیں نیچا دکھا کر اپنی سلطنت جمانا چاہتے ہو۔ ہمارا اتنا پرانا طریقہ جو پشت ہا پشت سے چلا آتا ہے ہٹا کر چاہتے ہو کہ اپنا اثر جماؤ۔ ہم تمہاری ہرگز نہ چلنے دیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم ٹھنڈے دل سے تمہاری باتوں کا یقین کر لیں۔

انسان کی یہ بدگمانی دنیا میں ساری آفتوں کی جڑ ہے کسی کی اصلاحی کارروائی کا ان کے نزدیک اور کوئی مطلب نہیں لیا جا سکتا سوا اس کے کہ یہ ہم کو دھکیل کر آپ آگے آنا چاہتا ہے چونکہ آپ خود غرض اور حریص ہیں۔ اس لیے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں' اور اُن کو آگے بڑھنے سے روکنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔

Marfat.com

جادوگروں سے مقابلہ

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ

اور کہا فرعون نے لے آؤ میرے پاس جو جادوگر ہو

عَلِيْمٍ (۷۹) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ

واقف کار پس جب آپہنچے جادوگر کہا ان سے

مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (۸۰)

موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ

اور فرعون بولا لے آؤ میرے پاس جو جادوگر ہو

عَلِيْمٍ (۷۹) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ

پڑھا ہوا پھر جب جادوگر آگئے کہا ان سے

مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (۸۰)

موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو

ارشاد ہے کہ فرعون نے اللہ کے دونوں رسولوں کو دنیا کا طلب گار اور ملک و دولت کا لالچی قرار دے کر دھمکی دی۔ کہ ہم لوگ تمہاری کبھی نہ چلنے دیں گے۔ یہاں کا میں بادشاہ ہوں اور دیکھو ابھی تمہیں زک دینے کی تدبیر کرتا ہوں۔ فرعون نے ان دونوں کو پہلے ہی جادوگر کہہ دیا تھا۔ اس لیے اس نے درباروالوں سے کہا۔ کہ ہمارے ملک میں بہت سے جادوگر ہیں۔ ان میں سے چھانٹ کر بڑے بڑے ماہر جادوگروں کو میرے پاس لاؤ۔ مجھے بھی دیکھنا ہے۔ کہ یہ دونوں ساحر جو اپنے آپ کو نئے رنگ میں پیش کر رہے ہیں، کتنے پانی میں ہیں۔

جادوگروں سے مقابلہ کا مفصّل حال سورۃ الاعراف میں گذر چکا ہے۔ یہاں صرف اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ دنیا کے لالچی دوسروں کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھ کر اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان دوسروں کی اپنی غرض کچھ نہ ہو۔ اور جو یہ کچھ کہتے ہوں ہمارے ہی فائدے کی کہتے ہوں۔ لیکن دنیا میں پھنسے ہوئے لوگ ایسے بلند خیال کہاں ہو سکتے ہیں ؟ وہ تو فقط اپنی ہی حکومت اور بڑائی کی خیر مناتے ہیں۔ اور دوسرے کی ہر تحریک کو خود غرضی پر مبنی ٹھیرا کر مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے یہاں بس اتنا ہی بیان ہے کہ فرعون کے حکم کے مطابق جادوگر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بلا لیے گئے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ کہ جو کرنا چاہتے ہو کر لو۔ یہ رسیاں اور لکڑیاں زمین پر پھینک کر دیکھیں۔ تم کیا کر سکتے ہو ؟

Marfat.com

جادو بے کار ہے

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ

پھر جب انہوں نے ڈالا کہا موسیٰ نے جو آئے تم لے کر

السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ

وہ جادو ہے تحقیق اللہ عنقریب بگاڑ دیگا اس کو تحقیق اللہ نہیں سنوارتا

عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

کام شریروں کے اور سچ کرتا ہے اللہ حق بات کو

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾

اپنے حکم سے اگرچہ ناپسند کریں مجرم لوگ

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ

پھر جب انہوں نے ڈالا کہا موسیٰ نے جو تم لائے ہو سو

السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ

جادو ہے اب اللہ اسے بگاڑتا ہے بے شک اللہ نہیں سنوارتا

عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

شریروں کے کام اور اللہ حق بات کو اپنے حکم

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع ۱۲/۱۳

سے سچا کرتا ہے۔ گنہ گار پڑے بُرا مانیں

اب تک جو کچھ بیان ہوتا چلا آرہا ہے یہ آیت اس کا خلاصہ ہے۔ قرآن مجید وہ اپنے سچے اصول ہمارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہے۔ جس پر اس عالم کا نظام قائم ہے کوئی مانے یا نہ مانے آخر کار ہو گا وہی جو اس میں بیان کر دیا گیا ہے۔ تاریخ کا سوچ سمجھ کر مطالعہ کیجیے یا تاریخ کا خلاصہ جو قرآن مجید نے انسان کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اس کو غور سے پڑھیے۔ دونوں سے یہی بات واضح ہو گی، کہ جس انسان کو موقعہ ملا ہے اس نے اپنی اور اپنے حمائتیوں کی بات کو چلانا اور اسے دوسروں سے زبردستی منوانا چاہا ہے۔ وہ دوسرے کی بات ماننے میں اپنی توہین سمجھتا ہے۔ اب اگر دوسرا بھی ایسا ہی زبردست ہوا تو دونوں کا گتھم گتھا ہونا یقینی ہے۔ فرعون نے یہی کیا۔ لوگوں سے کہا۔ کہ جس طریقے پر ہم چل رہے ہیں۔ ٹھیک یہی ہے۔ موسیٰ ہمیں ہٹا کر اپنی سلطنت جمانا چاہتا ہے۔ اس لیے اسے زک دینی چاہیئے۔ ارشاد ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی رسیوں اور لاٹھیوں کو ہیبت ناک سانپوں کی طرح دوڑتے دیکھا تو کہا کچھ نہیں یہ جو تم دکھا رہے ہو، یہ جادو ہے یہ کوئی واقعی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں ان سب کو حرف غلط کی طرح ابھی مٹائے دیتا ہوں۔ آگے کہا کہ جو لوگ اپنی بات اونچی رکھنے کے لیے دنیا میں فساد مچاتے ہیں۔ ان کی ساری تدبیریں ملیا میٹ کر کے اللہ انجام کار وہی کرتا ہے جو ہونا چاہیئے۔ لیکن اللہ عزوجل خود غرض فسادی لوگوں کی چلنے نہیں دیتا ؛

Marfat.com

فساد کی جڑ

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓی اِلَّا ذُرِّیَّۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ
پس نہ ایمان لایا موسیٰ پر کوئی مگر چند نوجوان اس کی قوم کے
عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِہِمْ
ڈرتے ہوئے فرعون سے اور ان کے سرداروں سے
اَنْ یَّفْتِنَہُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ
کہ کہیں ان کو دکھ پہنچا دے اور تحقیق فرعون البتہ بڑا چڑھا ہے
فِی الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۸۳﴾
ملک میں اور تحقیق وہ البتہ حد سے باہر ہو چکا

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓی اِلَّا ذُرِّیَّۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ
پس موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر اس کی قوم کے کچھ لڑکے
عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِہِمْ
ڈرتے ہوئے فرعون اور ان کے سرداروں سے کہیں
اَنْ یَّفْتِنَہُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ
ان کو بچلا نہ دے اور فرعون ملک میں چڑھ
فِی الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۸۳﴾
رہا ہے اور وہ حد سے باہر ہو رہا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام فرعون کے سچے خیر خواہ تھے وہ اس کو خوشامدیوں کے پھندے سے چھڑا کر اپنی حالت پر غور کرنا سکھانا چاہتے تھے لیکن فرعون نے بڑی طاقت حاصل کر رکھی تھی اور اس کے خوشامدی جو اس کی ہاں میں ہاں ملانے میں اپنا بھلا دیکھتے تھے، اس کو ہر طرف سے مدد پہنچا رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل فرعون کے ظلم سے تنگ تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا نجات دہندہ سمجھتی تھی لیکن یہ لوگ فرعون اور اس کے خوشامدی سرداروں کے ڈر کی وجہ سے کھلم کھلا ایمان کا اعلان نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کے بڑے لوگ مصلحت اسی میں سمجھتے تھے کہ فرعون ہی کے طرف دار رہیں۔ اس لیے اپنے لوگوں کو سمجھاتے تھے۔ کہ فرعون کے خلاف موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نہ دیں۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے۔ ارشاد ہے کہ باوجود اس کے کہ فرعون (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے مقابلے میں ہار چکا تھا، ابھی تک اس کا دبدبہ ویسا ہی قائم تھا۔ لوگ ڈرتے تھے کہ اس کے خلاف ہوئے تو یہ بے دھڑک سزائیں دے گا۔ چنانچہ بظاہر وہ فرعون ہی کے طرفدار بنے رہے اور بجز چند باہمت نوجوانوں کے کسی نے ایمان کا اعلان نہیں کیا۔ دنیا میں ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ زبردست کی چلتی ہے اور وہ اپنی مخالف تحریکوں کو زبردستی دبا دیتا ہے۔ لیکن یہ نہیں سوچتا کہ خفیہ طور پر لوگ اس کے دشمن ہوتے جا رہے ہیں اور موقعہ ملتے ہی اس کا کام تمام کر دیں گے۔

Marfat.com

ہارے ہوئے کا ہتھیار

وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

اور کہا موسیٰ نے اے میری قوم اگر ہو تم ایمان لائے اللہ پر

فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ﴿۸۴﴾

تو اسی پر بھروسہ کرو اگر ہو تم فرمان بردار

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا

پس کہا انہوں نے اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا اے ہمارے رب

لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا

نہ کر ہم کو تختۂ مشق ان لوگوں کا جو ظالم ہیں اور چھڑا ہم کو

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾

اپنی رحمت سے ان لوگوں سے جو کافر ہیں

وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو

فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ﴿۸۴﴾

تو اسی پر بھروسا کرو اگر تم فرماں بردار ہو

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا

تب بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب

لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا

ہم پر اس ظالم قوم کا زور نہ آزما اور

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾

مہربانی فرما کر ہمیں ان کافر لوگوں سے چھڑا دے

یٰقَوْمِ اے میری قوم اصل میں یَا قَوْمِیْ تھا پکارنے کے لیے آخر کی یا کم کر دی کیونکہ ایسی حالت میں اختصار ہوتا ہے۔

فرعون اور اس کے مددگاروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت نہ مانی۔ اور اپنے طرفداروں کے سمجھانے سے بنی اسرائیل پر اور زیادہ سختیاں شروع کر دیں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں سر اٹھائیں۔

ارشاد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہارا اگر اللہ پر ایمان ہے تو اسی پر بھروسہ کرو۔ توکّل اس بات کی علامت ہے کہ تم اللہ کا حکم ماننے کے لیے تیار ہو اور ان عارضی مشکلات کی وجہ سے اس سے پھر گئے نہیں، اس پر اس مظلوم قوم نے اقرار کیا کہ ہم بالکل اللہ پر توکل کرتے ہیں اور اپنا معاملہ اسی پر چھوڑتے ہیں اور اسی سے دعا کرتے ہیں کہ اے رب اس سرکش فرعون اور اس کی مغرور قوم کو اس کا موقعہ نہ دے کہ وہ ہم پر اپنی طاقت پورے طور پر آزمائیں اور اپنے ظلم و ستم کا ہمیں نشانہ بنائے رکھیں۔

اے رب یہ لوگ کافر ہیں اور تجھے نہیں مانتے اگر ان کو ستانے کا موقعہ ملا تو یہ ہمارے ستانے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گے۔ اے رب ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں ان کے ظلم سے بچا لے اور ان سے ہمارا پیچھا چھڑا۔

Marfat.com

نجات کی تدبیر

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ

اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کی طرف اور اس کے بھائی کو کہ مقرر کرو

لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا

اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر اور بناؤ

بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ

اپنے گھروں کو قبلہ اور قائم کرو نماز

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾

اور بشارت دے ایمان والوں کو

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو حکم بھیجا کہ اپنی

لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا

قوم کے واسطے مصر میں گھر مقرر کرو اور اپنے گھر

بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ

قبلہ رُو بناؤ اور نماز قائم کرو

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾

اور ایمان والوں کو خوشخبری دے

بنی اسرائیل کو تنظیم کا طریقہ وہی بتایا جو کسی اللہ کو ماننے والی قوم کا ہو سکتا ہے جب ایسی قوم دوسروں کے ظلم و ستم کا شکار ہو۔ تو اسے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے پچھلی آیت میں انہیں بتایا گیا۔ کہ تم اللہ پہ توکّل کرو کیونکہ اسلام والوں کا یہی سب سے بڑا زبردست ہتھیار ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ کہ جب تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو گے تو تمہارے اندر یگانگت کی روح پیدا ہو گی تم اس کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اسی پہ بھروسہ کرے اس طرح تمام لوگ اللہ کے فضل سے ایک ہی کام میں جس کا وہ حکم دے گا مشغول ہو جائیں گے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اب تم سب سمٹ کر اپنے گھر ایک جگہ بناؤ۔ مصر کے ایک ہی حصہ میں آباد ہو تے لگو۔ گھروں ہی کو عبادت گاہ مقرر کر لو اور اکٹھے ہو کر نمازیں ادا کرو۔ تا کہ تم میں اتفاق اور اتحاد کا احساس قوی ہو۔

اس آیت میں تنظیم کی بہترین صورت کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔ مصیبت میں لوگ ایک دوسرے کو پوچھنا بھول جاتے ہیں اور ہر ایک اپنے ہی فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایمان والوں کے لیے جمع ہو جانا آسان ہے۔ ایمان، اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر ایمان ہو تو اللہ پہ بھروسہ کر کے اس کے احکام بجالانے کی طرف ہر ایک کو متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ ایمان کی طرف دھیان کرتے ہی پہلی بات بے کسی اور بے بسی کے احساس کا دور ہونا ہے اس کے بعد دوسری چیز مل جل کر اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ اس سے جو اجتماعی طاقت حاصل ہوتی ہے وہ کسی سے چھپی نہیں ہوتی ؞

Marfat.com

تنظیم اور اتحاد

دیکھنے میں آتا ہے کہ مسلمان تتر بتر ہو رہے ہیں۔ آپس میں اجنبیت بڑھتی جا رہی ہے اور اپنی بہتری کے لیے کوئی متحدہ کوشش ان سے نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی مفید چیز ہو لیکن وہ اس سے غفلت برتے تو وہ کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ دوا کا صرف موجود ہونا بیمار کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اسے استعمال نہ کیا جائے۔ اللہ کے ماننے والوں کے پاس ایمان ایک نہایت عمدہ دوا ہے جس سے ان کا ہر ایک ظاہری اور باطنی روگ دور ہو سکتا ہے لیکن وہ اس کو کسی طاق کے کونے میں رکھ کر بھول گئے ہیں۔ اپنی مصیبتوں کا انہیں احساس ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ لحظہ بہ لحظہ پست ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ فرقہ بندی ان کا گلا گھونٹ رہی ہے۔ حرص و ہوا نے انہیں بڑا خود غرض بنا دیا ہے وہ جیسے تیسے ارکان اسلام بھی بجا لاتے ہیں۔ نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ واعظوں کے وعظ سنتے ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق صدقات و خیرات بھی دیتے ہیں لیکن جو بات پیدا ہونی چاہیئے وہ نہیں ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ مل جل کر عبادت کرنا اور دینی پیشواؤں کے کہنے پر عمل کرنا۔ اچھی باتیں ہیں لیکن باوجود ان اچھی باتوں پر عمل کرنے کے آج کوئی انہیں اچھا نہیں کہتا۔ اس آیت میں کہا گیا ہے: اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا۔

معلوم ہوا کہ تمام نیک اعمال کی روح ایمان ہے۔ ہم اللہ کا نام لیتے ہیں۔ لیکن دل سے اس کی طرف متوجہ نہیں۔ منہ سے کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا کارساز ہے اور دعائیں بھی خوب کرتے ہیں لیکن دل میں اللہ کا یقین نہیں کچھ اور ہی بھرا ہوا ہے۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر دل اللہ کی طرف متوجہ نہیں۔ حالانکہ ایمان سب مسلمانوں میں مشترک ہے لیکن اس کو عموماً پس پشت ڈال رکھا ہے جب اس چیز کا جو سب میں مشترک ہے احساس ہی نہیں تو پھر عبادت سوا رسم و رواج کی تابعداری کے اور کیا رہ جاتی ہے۔ آپس میں جتنی لڑائیاں ہیں صرف اس لیے ہے کہ ہم اپنی اپنی رسم کے پابند ہیں۔ ایمان پر نظر نہیں پھر اتحاد ہو تو کیسے ہو اور خدمت دین کی طرف توجہ ہو تو کیوں کر ہو۔

اللہ کے ماننے والوں میں فقط ایمان ہی ایسی چیز ہے جو بچھڑوں کو ملا سکتی ہے۔ اس میں بتایا ہے کہ پہلے اپنا ایمان ٹٹولو کہ موجود بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو پھر اللہ پہ بھروسہ کرو۔ مل جل کر رہو۔ ایک جگہ عبادت کرو۔ بہبودی کی دعا مل جل کر مانگو۔ اس کے بعد تم پہ اللہ کی رحمت نازل ہو گی اور خود بہ خود دل سے وہ دعائیں نکلیں گی جن کی بدولت دشمنوں اور منافقوں پر فتح و ظفر نصیب ہو گی۔ بنی اسرائیل کو بتایا گیا کہ تنظیم کا پہلا قدم ایمان ہے۔ اس کے بعد اللہ کی عبادت اور اس سے دعا مانگنا جب تک کہ پہلا قدم صحیح نہ ہوگا۔ آگے کا کوئی قدم درست نہ ہوگا۔

Marfat.com

سرکشی کا سبب

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ
اور کہا موسیٰ نے اے ہمارے رب تو نے دیئے
فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا
فرعون کو اور اس کے سرداروں کو ٹھاٹھ باٹھ اور مال
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا
زندگی میں دنیا کی اے ہمارے رب تاکہ گمراہ کریں وہ
عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ
تیری راہ سے

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ
اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے رب تو نے
فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا
فرعون کو اور اس کے سرداروں کو ٹھاٹھ باٹھ اور مال دیئے
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا
دنیا کی زندگی میں اے ہمارے رب تاکہ وہ
عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ
تیری راہ سے بہکائیں

ارشاد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب فرعون اور اس کے لوگ اپنی روش کو بدلتے نہیں معلوم ہوتے ان کو وہ چیزیں حاصل ہیں جن سے انسان کا مزاج بگڑ جاتا ہے۔ یہ تندرست ہیں، کھانا پینا، سواریاں، سجے سجائے پختہ گھر، مال، دولت ان کے پاس سب کچھ ہے۔ جب تک یہ سارا سامان عیش و راحت انہیں میسّر ہے۔ یہ کسی کی نہ سنیں گے اور جو جی میں آئے گا وہ کریں گے۔ آپ نے ان کو یہ سب کچھ دیا۔ لیکن شامتِ اعمال سے وہ ان کی گمراہی کا اور دوسروں پر زیادتیاں کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ یہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی غلط راستہ پر چلایا۔

اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ مال و دولت صحت، تندرستی، سامان آرام و راحت اللہ کی بخشش ہے۔ وہ اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہتا ہے۔ عطا کرتا ہے۔ لیکن اس سے سب لوگوں کی آزمائش مطلوب ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ ان عطیات سے وہی کام لیتے ہیں۔ جو اللہ نے ان کے لیے تجویز فرمائے ہیں یا ان پر اترا کر سرکشی اختیار کرتے ہیں۔ خود حاکم بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کو ستانا شروع کر دیتے ہیں۔ جو لوگ خوش حال ہیں۔ انہیں ان آیتوں سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ نادار لوگوں کی مدد اور ان کی حالت درست کرنے میں اپنی قوّت اور دولت صرف کریں اور سب کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔

Marfat.com

بد دعا

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
اے ہمارے رب تباہی ڈال ان کے مال پر اور سخت گرہ لگا
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا
ان کے دلوں پر پس نہ ایمان لائیں یہاں تک کہ دیکھیں
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ
عذاب دکھ دینے والا فرمایا تحقیق قبول کرلی گئی
دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ
تم دونوں کی دعا پس ثابت قدم رہو اور نہ پیچھا کرو
سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾
راستہ کا ان لوگوں کے جو نہیں جانتے

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
اے ہمارے رب ان کے مال مٹادے اور ان کے دل
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا
سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ
دردناک عذاب دیکھ لیں فرمایا تمہاری دعا قبول
دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ
ہوئی سو تم دونوں ثابت قدم رہو اور ان لوگوں
سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾
کی راہ مت چلو جو ناواقف ہیں

فرعون کا ظلم و تشدد بنی اسرائیل پر بڑھتا گیا۔ آخر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے دعا کی۔ یہ اپنے مال جاہ و جلال میں مست ہیں۔ ان کا مال غارت کردے اور ان کو تباہ کر۔ یہ سچے دل سے ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری دعا ہم نے قبول کی۔ اگر اس کا اثر ظاہر ہونے میں کچھ دیر لگے تو تمہیں گھبرانا نہ چاہیئے۔ ہر کام اپنے وقت پر موقوف ہے جب وقت آئے گا۔ یہ لوگ تباہ ہو جائیں گے۔ تمہارے ثبات و استقلال میں دیر کی وجہ سے کچھ کمی نہ آنی چاہیئے۔ تم ان جاہلوں اور بے وقوفوں کے راستے سے دور رہو اور لوگوں کو راہ راست پر آنے کی ہدایت کرتے رہو۔ دنیا میں بڑی بڑی قوتیں کام کر رہی ہیں۔ گویا یہ جہان ان قوتوں کی کشتیوں کا اکھاڑہ ہے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ان سب قوتوں پر اللہ کی قوت غالب ہے۔ وہ ان قوتوں کو کام کرنے دیتا ہے۔ اور ان کا اثر اور نتیجہ ظاہر ہونے دیتا ہے لیکن کسی مصلحت کی بنا پر ان کا اثر کبھی روک بھی دیتا ہے۔ کبھی اس میں اور زور دے دیتا ہے۔ نافرمان انسان اس کی زد میں آکر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ فرماں برداروں کو وہ اپنے پیغمبروں کے ذریعے اس سے بچنے کے طریقے بتا دیتا ہے۔

Marfat.com

شامتِ اعمال

اللہ والے اللہ کے سوا کسی سے غرض نہیں رکھتے مخلوقات میں ان کی نہ کسی سے دوستی ہے نہ دشمنی۔ مگر ان کا دل اتنا صاف شفاف ہوتا ہے۔ کہ اس پر اللہ کے علم کی روشنی کا عکس پڑتے ہی وہ جگمگانے لگتا ہے جس کے ذریعے سے انہیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ اللہ عزوجل نے قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ نافرمان انسان کو سزا ملے گی۔ سزا کے لیے آخرت مقرر ہے۔ لیکن کبھی کبھی دنیا کو شریروں سے پاک صاف کرنے کے لیے انہیں فنا کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اللہ کے نیک بندوں کو نہ ستائیں اور لوگوں کو گمراہ نہ کریں۔ اس کے لیے بعض تباہ کن حادثے جو دنیا میں مختلف قوتوں کے آپس میں ٹکرانے سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ ان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو اندرونی روشنی سے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ فرعون کی قسمت میں ایمان لانا نہیں ہے۔ اس کو اور اس کے مددگاروں کو عنقریب تباہ کر دیا جائے گا۔ اور اللہ کے فرمانبردار بندوں کو اس کے ظلم سے نجات دے کر دنیا میں آزادی دے دی جائے گی۔ کہ وہ اللہ کی اطاعت میں اپنے اختیار سے سرگرمی دکھائیں۔ اور اس کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی۔ تاکہ اللہ کی اطاعت کرنے والے آزاد ہوں اور اپنی بہبودی کی کوشش کریں۔ اس بددعا میں ذاتی عناد یا دشمنی کو کوئی دخل نہیں۔ انسانی بہبودی کی خواہش جو اللہ نے اپنے مقبول بندوں کے دل میں رکھ دی ہے۔ انہیں بے اختیار مناسب موقعوں پر ایسی دعائیں کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ دنیا کے اندر حادثے ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ بہت سی قوتوں کے باہم ٹکراؤ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ان کے اسباب جمع ہوتے رہتے ہیں اور جب مکمل ہو چکتے ہیں۔ تو اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ کہ حادثہ ظاہر ہو۔ یہ اسباب کیا ہیں؟ انسان نے اپنی کوششوں سے کچھ معلوم کر لیے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں کہ ان کے سبب ہونے میں ابھی انسان کو شبہ ہے اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا۔ کہ انسان کی بداعمالیاں بھی بعض تباہ کن حادثوں کے دنیا میں ظاہر ہونے کا سبب ہو سکتی ہیں۔ اللہ نے اپنے رسولوں کو وحی کے ذریعے بتایا ہے کہ انسان کے اعمال کو بھی تباہ کن حادثوں کے پیدا ہونے میں دخل ہے۔

ان حادثات میں پھنستے اکثر وہی لوگ ہیں جو اپنی بدعملی کی وجہ سے پہلے ہی سزا کے مستحق ہوتے ہیں جن لوگوں کے عمل اچھے ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ اکثر ان اچھے عملوں کے اجر میں ان مصیبتوں سے بچا لیتا ہے۔ فرعون اور اس کے ساتھیوں کی تباہی کا جب وقت آیا تو اس کی صورت یہ ہوئی۔ کہ بنی اسرائیل کو دریا کا پانی خشک کر کے پار اتار دیا گیا۔ اور فرعون جب دریا کو خشک دیکھ کر اس میں داخل ہوا تو پانی دریا کا اور چڑھ گیا اور اسے ڈبو دیا گیا۔

Marfat.com

فرعون کی تباہی

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ

اور پار کر دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پس پیچھا کیا ان کا

فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰیٓ

فرعون نے اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے یہاں تک کہ

اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ

جب آ لیا اس کو ڈوبنے سے کہنے لگا ایمان لایا میں

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ

کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی کہ ایمان لائے جس پر

بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿٩٠﴾

بنی اسرائیل اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر ان کا

فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰیٓ

فرعون نے اور اس کے لشکر نے شرارت اور تعدی سے پیچھا کیا۔ یہاں تک

اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ

کہ جب ڈوبنے لگا بولا میں نے یقین کر لیا

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ

کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر

بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿٩٠﴾

بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرماں برداروں میں ہوں

جٰوَزْنَا پار کیا ہم نے ماضی کا صیغہ ہے مُجَاوَزَۃٌ سے جو جوز سے بنا ہے اور اسی سے جواز، تجویز، تجاوز وغیرہ بنے ہیں۔ جوار دو میں مستعمل ہیں۔ اس کے معنی گذر جانا کسی چیز کے اوپر سے گذر کر دوسری طرف چلا جانا ہیں۔ جَاوَزَ تا لازم ہے لیکن ب کے ذریعہ متعدی ہو گیا ہے۔ ایک رات موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا۔ کہ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات شہر سے نکل جاؤ۔ بنی اسرائیل چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں دریا آ گیا۔ اتنے میں خبر ملی کہ فرعون مع لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ بڑی تشویش ہوئی کہ بُری طرح گھرے۔ آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ دریا پر لاٹھی مارو۔ لاٹھی مارتے ہی پانی پھٹ گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سمیت دریا میں اتر گئے اور پار پہنچ گئے۔ فرعون جب پہنچا اور پانی میں راستے بنے ہوئے پائے تو وہ بھی لشکر سمیت دریا میں اتر گیا۔ اس کا اترنا تھا کہ پانی مل گیا۔ فرعون جب غرق ہونے لگا تو چلایا کہ میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لایا اور اب میں اسی کی تابعداری کروں گا۔ سرکشوں اور نافرمانوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ جب تک اپنے مال و دولت کے اندر مست ہوتے ہیں کسی کی نہیں سنتے لیکن جب تباہ ہونے لگتے ہیں تو پھر ایمان لاتے ہیں کہ شاید اسی کی بدولت اس وقت رہائی ہو جائے لیکن ایسے وقت ایمان لانا کام نہیں دیتا ؞

Marfat.com

فرعون سے عبرت

آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَکُنۡتَ مِنَ
کیا اب تک حالانکہ نافرمانی کی تو نے پہلے اور رہا تو
الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۱﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ
فسادیوں میں سے سو آج ہم بچائے دیتے ہیں تجھ کو تیرے بدن کے ساتھ
لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ؕ وَ اِنَّ
تاکہ ہو تو ان کے لیے جو تیرے بعد آئیں نشانی اور تحقیق
کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾
بہت لوگوں سے ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَکُنۡتَ مِنَ
اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور
الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۱﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ
گمراہوں میں رہا سو آج ہم تیرے بدن کو بچائے دیتے ہیں
لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ؕ وَ اِنَّ
تا کہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی ہو اور بے شک
کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾ ع ۹ / ۱۴
بہت سے لوگ ہماری نشانیوں پر توجہ نہیں کرتے

سرکش انسان کسی کے سمجھانے بجھانے سے نہیں مانتا۔ یہاں ایک فرعون کا حال بیان ہو رہا ہے۔ لیکن دنیا میں ہر جگہ یہی دیکھنے میں آ رہا ہے۔ فرعون اور اس کے مددگار دنیا پر اپنا تسلط جمانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جو اس کے راستے میں حائل ہوتا ہے اس کے ساتھ لڑائی اور دشمنی ٹھن جاتی ہے ایسے آدمی کو ہوش اس وقت آتا ہے۔ جب کوئی اور زبردست اس کو دبا لے اور یہ بے بس ہو جائے جب جان نکلنے لگتی ہے تو کہتا ہے کہ اب میں مانتا ہوں مجھے چھوڑ دو لیکن اس کے پچھلے کرتوت اس قابل نہیں ہوتے کہ اس پر ذرا بھی رحم کیا جائے۔

ارشاد ہے کہ اللہ نے فرعون کی گرفت کی اور جب دم نکلنے لگا۔ تو بولا میں مانتا ہوں کہ اللہ ہی سب سے زبردست ہے۔ بنی اسرائیل ٹھیک تھے اور میں غلطی پر تھا۔ اس وقت اس سے کہا گیا کہ اگر تو نے اپنے اقتدار کے زمانے میں کچھ بھی صلاحیت کے آثار ظاہر کیے ہوتے تو تجھ پر رحم کیا جاتا۔ لیکن تو نے تو نافرمانی پر کمر باندھی اور ظلم و فساد کے سوا دنیا میں کچھ نہ کیا۔ اب تجھ پر رحم کرنا دوسروں کو تنگی میں پھنسانا ہے۔ لیکن چونکہ تو نے منہ سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا ہے اس لیے ڈوبنے کے بعد تیرے بدن کو پانی سے نجات دی جائے گی اور کنارے پر پھینک دیا جائے گا تاکہ لوگ تجھے بے بس پڑا دیکھ کر سمجھ لیں کہ اللہ عزوجل کے آگے کسی کا بس نہیں چلتا۔ اس لیے اسی کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ دنیا میں تیرا بدن بھی ہماری قدرت کی ایک نشانی ہوگی۔

Marfat.com

بنی اسرائیل کا امتحان

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ

اور البتہ تحقیق ٹھکانا دیا ہم نے بنی اسرائیل کو ٹھکانا

صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا

اچھا اور رزق دیا ہم نے ان کو پاکیزہ چیزیں پس نہ

اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ

اختلاف کیا انہوں نے یہاں تک کہ آگیا ان کے پاس علم تحقیق

رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

تیرا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن اس چیز میں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾

کہ تھے وہ اس میں اختلاف کرتے

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو پسندیدہ جگہ دی

صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا

اور کھانے کو ستھری چیزیں دیں سو ان میں

اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ

پھوٹ نہیں پڑی یہاں تک کہ انہیں خبر پہنچی بے شک

رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

تیرا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾

جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی

ارشاد ہے کہ ہم نے فرعون کو اس کے لشکر سمیت ہلاک کیا اور بنی اسرائیل پر راستہ کھل گیا۔ کہ وہ جہاں چاہیں رہیں اور وہاں اچھی اچھی چیزیں کھائیں ان کو تورات دی گئی جس میں وہ سب باتیں ان کو بتادی گئیں جن پر وہ خود بھی چلیں اور دنیا کو بھی چلائیں یہ لوگ آزاد ہونے ہی خود سر ہو گئے۔ تورات کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے نبیوں کی بات سننی چھوڑ دی۔ فرعون کے ہلاک ہوتے ہی ان کے لیے سب دروازے کھل گئے تھے وہ چاہتے تو مصر پر قبضہ کر لیتے لیکن ان کو حکم ہوا کہ فلسطین کو آباد کرو اور وہاں بیٹھ کر علم و ثقافت کی روشنی د میں پھیلاؤ۔ شام پر عمالقہ کا قبضہ تھا۔ بنی اسرائیل ان سے ڈر گئے اور جہاد سے انکار کر دیا۔ پورے چالیس سال تک جنگل میں بھٹکتے پھرے۔ اس اثنا میں پہلے حضرت ہارون علیہ السلام اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور جہاد سے انکار کرنے والے بھی مرکھپ گئے پھر ان کی اولا حضرت یوشع کی قیادت میں ملک شام فتح کیا اور وہاں ان کے بڑے بڑے بادشاہ ہوئے لیکن بنی اسرائیل نے پھر وہی سرکشی اختیار کی جو ان پہلوں نے کی تھی۔ تورات کی باتوں کو بدل بدل کر فرقے بن گئے اور آپس میں کٹھا چھپنی شروع ہو گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں سمجھانے آئے ا کی بات نہ مانی ارشاد ہے کہ قیامت میں ان کے اس اختلاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

قرآن مجید کی تصدیق

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ
پس اگر ہے تو شک میں اس سے جو اتارا ہم نے تیری طرف
فَسْـَٔلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَـٰبَ مِن قَبْلِكَ
پس پوچھ ان سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے
لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ
بیشک آئی ہے تیرے پاس سچی بات تیرے رب کی طرف سے پس مت ہو تو
مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا
شک کرنے والوں سے اور مت ہو تو ان میں سے جنہوں نے جھٹلایا
بِـَٔايَـٰتِ اللَّهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخَـٰسِرِينَ ﴿۹۵﴾
اللہ کی آیتوں کو پس ہو جائے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ
پس اگر تو اس چیز سے شک میں ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری
فَسْـَٔلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَـٰبَ مِن قَبْلِكَ
تو ان سے پوچھ ۔جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں
لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ
بیشک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق بات آئی ہے سو تو ہرگز
مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا
شک کرنے والا مت ہو اور مت ہو ان میں جنہوں نے اللہ کی باتوں کو جھٹلایا پھر
بِـَٔايَـٰتِ اللَّهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخَـٰسِرِينَ ﴿۹۵﴾
تو بھی خرابی میں پڑنے والا ہو جائے

انسان کو چاہیے کہ پہلے اپنا یقین پختہ کرے اور اپنے دل کے شک اور شبہے دور کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جاننے والوں سے پوچھے اور پوچھنے کی کوشش اس وقت تک جاری رکھے جب تک اسے پختہ یقین نہ ہو جائے کہ ہاں یہ طریقہ جسے میں سیکھنا چاہتا ہوں۔ بالکل درست ہے۔ آیت میں یہ سکھانا مقصود ہے کہ جس کام کی پوری تحقیق منظور ہو اس کے ماہر اور جاننے والوں سے پوچھے۔ دین کے بارے میں جو لوگ اللہ کی کتابوں اور رسولوں کا حال پہلی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ ان میں سے ایمان دار لوگ اتنی بات بتا سکتے ہیں کہ اللہ نے پہلے بھی دنیا میں رسول بھیجے اور انہوں نے اللہ کی آیتوں کی طرف لوگوں کی توجہ دلائی۔ جو شخص اتنی بڑی بات کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دے۔ اور رسول اور قرآن پر جاننے والوں سے پوچھ پوچھ کر دل میں یقین پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ وہ انسانیت کے فرض سے غافل ہے۔ علم حاصل کرنا اور اس سے قرآن مجید پر یقین پیدا کرنا، انسان کا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بے کار سمجھتے ہیں۔ ان کا دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان ہو گا۔ علم کبھی غلط بھی سکھایا جاتا ہے اور اس پر لوگ یقین کر بیٹھتے ہیں لیکن اصل علم وہی ہے جس سے اللہ کی آیتوں پر یقین حاصل ہو۔

Marfat.com

ایمان سے محرومی

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

تحقیق وہ لوگ کہ ثابت ہو چکی جن پر بات

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ

تیرے رب کی ایمان نہ لائیں گے خواہ آجائے ان تک

كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

ہر نشانی یہاں تک کہ دیکھ لیں وہ عذاب

الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

دکھ دینے والا

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

وہ لوگ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ

وہ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ اُن کو

كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

ساری نشانیاں پہنچیں جب تک کہ دردناک

الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

عذاب نہ دیکھ لیں

فرعون کی سرکشی اور اس سرکشی کا انجام بیان کرنے کے بعد دو نصیحتیں کی گئی ہیں۔ اس سے پہلی آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر انسان کو کسی بات کے سچ اور جھوٹ ہونے میں تمیز مشکل ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ اللہ کی کھلی اور صاف نشانیوں پر غور کرے اور جاننے والوں سے پوچھے۔ اس آیت میں ہے کہ بعض بدبخت ایسے بھی ہیں۔ کہ وہ اپنی اکڑفوں کے سامنے کسی کو خاطر ہی میں نہیں لاتے اور اللہ کے رسولوں کی بات ہی نہیں سنتے جو لوگ اپنے ہی طریقہ اور رویہ کو راست و درست سمجھے بیٹھے ہیں۔ اگرچہ ان سے زیادہ سمجھدار اور جاننے والے لوگ اس کو غلط ہی بتا رہے ہوں وہ اپنی شامتِ اعمال سے مجبور ہیں ان کے سیدھے ہونے کی امید نہیں۔ ان کے سر پر کوئی ایسی ہی آفت آپڑے کہ جس سے چھٹکارا ناممکن ہو تو شاید حق بات کے سننے کو تیار ہو جائیں۔ ان بدقسمتوں کے حق میں اللہ کا وہ فیصلہ ناطق ہے جس میں کہہ دیا گیا ہے کہ دنیا میں بعض لوگ باوجود سمجھانے کے ایمان نہ لائیں گے۔ دنیا میں ہر قسم کی طبیعت اور مختلف مزاج والے لوگوں کا موجود رہنا دنیا کی بناوٹ میں داخل ہے۔ کیونکہ اچھے اور برے کا یونہی امتحان ہو سکتا ہے۔ اس میں ہر شخص کو اپنے اختیار کے برے طریقے پر چلنے کی عام رخصت ہے۔ ہاں البتہ سمجھداروں اور حق کی تلاش کرنے والوں کو وہی طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے، جو انہیں قرآن مجید میں بتایا جا رہا ہے۔ یعنی اپنی بات پر بے جا مت اڑو اور سچی بات معلوم کرنے کی کوشش کرو۔

Marfat.com

ایمان کا نفع

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ
پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی پھر نفع دیتا اس کو
اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا
اس کا ایمان مگر قوم یونس جب وہ لوگ ایمان لائے
كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ
دور کردیا ہم نے ان سے عذاب رسوائی کا زندگانی میں
الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾
دنیا کی اور نفع پہنچایا ان کو ایک مدت تک

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ
پھر کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی پھر ایمان لانا
اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا
اس کے کام آتا مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی
كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ
ہم نے ان پر سے اٹھا لیا ذلت کا عذاب دنیا کی زندگانی
الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾
میں اور ان کو ایک وقت تک فائدہ پہنچایا

ارشاد ہے کہ دنیا میں پھنس کر انسان اس قدر غافل ہو جاتا ہے کہ اللہ کی طرف دھیان ہی نہیں کرتا۔ اسی غفلت کی وجہ سے بہت سی قومیں اللہ کے عذاب سے تباہ و برباد ہوئیں۔ اللہ کے اوپر ایمان لائے بھی تو کس وقت، جب ان کے سر پر واقعی عذاب آ ہی پڑا۔ یونس (علیہ السلام) کی قوم کی البتہ ایک ایسی مثال ہے جو عذاب کی بالکل ابتدائی علامات دیکھ کر سمجھ گئے کہ یونس علیہ السلام نے سچ کہا تھا کہ اللہ پر ایمان نہ لائے تو اس کا عذاب نازل ہوگا۔ آسمان پر غیر معمولی نشانیاں سخت طوفان وغیرہ کی علامتیں دیکھ کر سب نے یونس علیہ السلام کو ڈھونڈا۔ لیکن وہ نہ ملے۔ آخر وہ سب بیوی، بچوں بلکہ پالتو جانوروں تک کو لے کر جنگل میں نکل گئے اور اللہ کی درگاہ میں رونے چلانے اپنی تقصیر کا اقرار کیا اور توبہ کی اور سچے دل سے اللہ پہ ایمان لائے۔ ان کی گریہ وزاری سے ان پر سے وہ عذاب ٹل گیا۔ اور وہ تباہی اور بربادی کی ذلت سے بچ گئے۔ اللہ کے فرماں بردار بندے بن کر اس کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے اور دنیا کی زندگی کامیابی سے بسر کی۔ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ سورۃ والصّٰفّٰت میں آئے گا۔ یہاں فقط اتنا بتانا مقصود ہے کہ اور سب قوموں پہ اتنے گہرے غفلت کے پردے پڑ گئے کہ جب تک عذاب سر پر ہی نہ آ پڑا۔ ایمان نہ لائے۔ صرف یونس علیہ السلام کی قوم ایسی تھی جس نے عذاب کی علامات ہی دیکھ کر اللہ کی نافرمانی سے توبہ کی اور سچے دل سے ایمان لے آئے۔ حضرت یونس علیہ السلام تنگ آ کر قوم سے کہہ بیٹھے تھے کہ تمہارے اوپر تین دن کے بعد عذاب آئے گا اور ان سے یہ کہہ کر خود باہر چلے گئے تھے یہ سب کچھ ان کے بعد ہوا ۞

Marfat.com

ایمان میں زبردستی نہیں

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

اور اگر چاہتا تیرا رب البتہ ایمان لے آتے۔ جو زمین میں ہیں

كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى

سب کے سب کیا پس تو مجبور کرے گا لوگوں کو تا کہ

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

ہو جائیں وہ ایمان والے اور نہیں ہے کسی جاندار کے لیے

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ

کہ ایمان لائے مگر ساتھ حکم اللہ کے اور وہ مقرر کر دیتا ہے

الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

گندہ پن ان پر جو عقل سے کام نہیں لیتے

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

اگر تیرا رب چاہتا تو بے شک جتنے لوگ زمین میں ہیں

كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى

سارے کے سارے ایمان لے آتے اب تو کیا لوگوں پر

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

زبردستی کرے گا کہ ایمان والے ہو جائیں اور کسی سے نہیں ہو سکتا

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ

کہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ گندگی

الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ان پر ڈالتا ہے جو سوچتے نہیں

ارشاد ہے کہ پچھلی قوموں کے حالات سے ظاہر ہو چکا۔ کہ انہوں نے سمجھ سے کام نہ لیا۔ عذاب کی علامتیں دیکھ کر بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں جب عذاب کی گرفت میں آگئے تو اللہ کو مانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو دنیا میں موقعہ دیا جاتا ہے کہ اپنی سمجھ سے کام لے کر اللہ پر ایمان لائے اس کو مجبور نہیں کیا جاتا کہ ایمان لانا ہی پڑے گا۔ اس لیے یہ خیال چھوڑ دینا چاہیئے کہ کسی کو زبردستی صاحبِ ایمان بنایا جا سکے گا۔ اس دنیا کی بناوٹ ہی ایسی ہے۔ کہ اس میں مومن، کافر، منافق، مشرک، ملحد وغیرہ سبھی قسم کے لوگ رہتے ہیں اور ایمان وہی لائیں گے۔ جنہوں نے اپنی استعداد کو بُرے عملوں سے ضائع نہ کیا ہو گا۔ اور اپنی عقل سے صحیح کام لیں گے اور دنیا کے حالات دیکھ کر اللہ کو پہچانیں گے۔ یہ استعداد اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ اس لیے دوسرے لفظوں میں اسے اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے اسے ایمان لانے کی توفیق بخشی۔ کیوں کہ قوتوں سے صحیح کام لینے کی توفیق ہی اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ کی طرف سے اسے ایمان نصیب ہوا ہے۔ اگر کسی میں یہ استعداد نہ رہی ہو۔ تو ظاہر ہے کہ وہ واقعات سے غلط سلط نتیجے نکالے گا۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اللہ نے اسے نفیس اور پاک چیز یعنی ایمان سے محروم کر دیا اور پلیدی اور خباثت اس کے اندر بھر دی ہے۔

Marfat.com

لوگوں کو ہدایت

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کہ دیکھو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں
وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ
اور نہیں فائدہ دیتیں نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو
لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۱۰۱)
جو ایمان نہیں لاتے

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں
وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ
اور نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کے کام نہیں آتے
لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۱۰۱)
جو نہیں مانتے

ارشاد ہے کہ دنیا طرح طرح کی چیزوں، واقعات اور مناظر سے بھری پڑی ہے۔ کیا ان سب کو دیکھ کر ادھر کسی کا خیال نہیں جاتا کہ یہ سب کیا ہے، کہاں سے آیا اور کہاں جائے گا؟ نہیں ضرور جاتا ہے لیکن صرف ان کا جن کی عقل اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح کرنا چاہیئے۔ انسان کی عقل اس کے لیے بے چین رہتی ہے کہ جتنی معلومات انسان کے ذہن میں جمع ہوں ان کو سلیقے سے جوڑ جوڑ کر نتیجے نکالے۔

ہر عقل نتیجے ضرور نکالتی ہے لیکن سلیقہ ہر ایک کو میسّر نہیں ہوتا بعض انسانوں کی طبیعت اور مزاج کی بناوٹ ہی ایسی ہے جو اس کو غلط نتیجوں سے مطمئن کر دیتی ہے لیکن بعض لوگ ایسے نتیجوں سے مطمئن نہیں ہوتے اور گو ساری ضرورتیں پوری ہوتی دیکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ خوشی اور اطمینان نہیں دیکھتے اور ان کا دل نہیں مانتا۔

وہ کہتے ہیں کہ جب خوشی اور اطمینان ہی مفقود ہے تو جن نتیجوں پر ہم پہنچے ہیں، وہ کسی کام کے نہیں۔ ابھی آگے چلنا چاہیئے اور اطمینان بخش نتیجوں کے بغیر کوشش ترک نہیں کرنی چاہیئے۔ جو لوگ مادی فائدوں کو ٹھکرا دیتے ہیں ان پر یہ راز کھلتا ہے کہ ان سب کا بنانے والا اللہ ہے۔ اور اس پر ایمان لانے سے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ کی ہستی کی نشانی دنیا کی ہر چیز میں نظر آنے لگتی ہے اور آخر کار وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر ان کو اس کی پیدا کی ہوئی نشانیاں اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب کی آیتیں اور رسول کا سمجھانا کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ مادی فوائد کو اپنا مقصد اصلی نہ بنائے بلکہ اپنے خالق اور رب کو پہچان کر دونوں جہان کی بھلائی حاصل کرے۔

Marfat.com

اب کیا انتظار ہے؟

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ

پس کیا وہ انتظار کرتے ہیں مگر مثل دنوں کے

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا

ان لوگوں کے جو گذرے ان سے پہلے کہہ دے پس انتظار کرو

اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ

میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں پھر بچا لیتے ہیں ہم

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا

اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے اسی طرح ذمہ ہے

عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

ہمارا کہ نجات دیں گے ہم ایمان والوں کو

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ

سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں مگر انہی کے مثل دنوں کا

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا

جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں تو کہہ اچھا راہ دیکھو

اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ

میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں پھر ہم اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا

رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے بچا لیتے ہیں اسی طرح ذمہ ہے

عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع ۱۱ ۱۵

ہمارا بچا دیں گے ہم ایمان والوں کو

ارشاد ہے کہ اب ایمان لانے میں ہچکچاہٹ کا مطلب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ تم لوگ ویسے ہی عذاب کی راہ دیکھ رہے ہو جیسے پہلی قوموں پر نازل ہوا۔ اگر یہی بات ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون اے رسول ان سے کہہ دے کہ ہدایت کے راستے صاف ظاہر ہو گئے۔ کوئی بات لگی لپٹی، چھپی، ڈھکی نہیں رہی جب یہ سب کچھ ہو چکتا ہے اور ایمان نہیں لاتے۔ تو پھر سوا عذاب کے اور کچھ نہیں رہتا۔ اب اگر تم ایمان نہیں لاتے تو عذاب کا انتظار کرو۔ میں بھی انتظار کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہوں۔ عذاب آئے گا اور حق و باطل میں تمیز ہو جائے گی۔ اس کے بعد یہ بھی کہہ دے کہ اللہ کے ہاں قاعدہ مقرر ہے کہ جب عذاب آتا ہے، تو اللہ اپنے رسولوں کو اور جو ایمان لا چکے ہوتے ہیں۔ ان کو بچا لیتا ہے، جیسا کہ پہلے قوموں کے واقعات سے ظاہر ہے۔ اسی طرح اب بھی وہ ایمان والوں کو مع رسول کے عذاب سے بچا لے گا وہ فرما رہا ہے کہ ایمان والوں کے بچانے کا ہم ذمہ لیتے ہیں، اللہ کے یہ ارشادات اور انسان کی یہ غفلت !!

Marfat.com

قرآن مجید کا مقام

قرآن مجید میں پہلے لوگوں کے قصے تفریح کے لیے یا تاریخی معلومات جمع کرنے کے لیے بیان نہیں کیے گئے ہیں۔ ان کے بیان کرنے سے غرض صرف یہ ہے کہ انسان ان سے اپنے لیے مفید نتیجے نکالے۔ اور جو غلطیاں انہوں نے کیں، خود ان سے بچے۔ قرآن مجید انسان کو دنیا میں اس طرح رہنا سکھاتا ہے۔ کہ اس کو سکھ اور چین نصیب ہو۔ صرف دنیا کی زندگی ہی میں نہیں۔ بلکہ آئندہ کی زندگی میں بھی جو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ ایسی زندگی کے اصول بیان کرتے وقت اگر ان کے کسی خاص پہلو کی تشریح مطلوب ہوتی ہے تو اس کے لیے پہلی قوموں میں سے کسی کا رویہ جو اس خاص پہلو کی بابت رہا تھا بیان کیا جاتا ہے۔

مثلاً اسی سورت کو لیجیے۔ اس میں انسان کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اللہ کو ماننا اس پر ایمان لانا۔ اس کی کتاب یعنی قرآن مجید کی ہدایتوں پر چلنا اور ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے سمجھنا انسان کی دونوں زندگیوں کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔ اگر ان کو نہ مانا جائے۔ بلکہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے لیے زندگی کا طریقہ گھڑا جائے تو انجام بُرا ہوگا۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لیے اس سورت میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد عام طور پر بتایا گیا ہے کہ بعد کی قوموں نے بھی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح اپنے رسول کا کہنا نہ مانا اور اپنی نافرمانی کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوئیں۔

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا حال بیان کیا گیا ہے۔ فرعون نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی بات نہ مانی۔ بنی اسرائیل کو بچا دیا گیا۔ اور فرعون کو غرق کر دیا گیا۔ سمجھانا یہ ہے کہ رسول اور کتاب کی بات عذاب آنے سے پہلے ماننی چاہیے۔ کیونکہ اس سے اپنی زندگی سنوارنا مقصود ہے۔ جب زندگی ہی ختم ہوگئی تو ایمان بے کار ہے اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں۔ اس نکتہ کو سمجھانے کے لیے فرعون کے ایمان اور قوم یونس کے ایمان کا فرق بیان کیا گیا جن میں سے ایک غیر مفید اور دوسرا مفید رہا۔

Marfat.com

دنیا کا نظام

پچھلے رکوع کے بیان پر اگر غور کیا جائے تو اس سے ہمیں چند بہت ضروری اصول زندگی سمجھ میں آتے ہیں:-

۱- دنیا میں سارے آدمی ایمان نہیں لائیں گے۔ صرف وہ لوگ جن کے دل میں سچائی اور حق کی تلاش کی دھن ہے، اس مسئلہ کی طرف دل سے متوجہ ہوں گے، جو لوگ سرسری باتوں پر دل لگا کر دنیا کے فائدے سمیٹنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ان کو لاکھ سمجھاؤ۔ اللہ کی کتاب کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناؤ۔ ان پر ذرا اثر نہیں ہو گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زندگی کا قانون ایسا بنایا ہے کہ حق کے ڈھونڈنے والوں کے لیے مکمل ہدایتیں قرآن مجید میں جمع کر دی ہیں اور اللہ کی اس کتاب کو سمجھانے والے عالم بھی دنیا میں ہمیشہ باقی رہے ہیں۔ حق کے تلاش کرنے والے جوق جوق ان کے پاس آتے رہتے ہیں تاکہ اس کتاب کو ان سے سمجھیں اور اپنے شبہات رفع کریں۔

۲- کوئی شخص کسی دوسرے کو ایمان پر مجبور نہیں کر سکتا۔ ہر شخص کو اختیار بخشا گیا ہے کہ اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق اپنے لیے راستہ تلاش کرے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ لوگوں میں مختلف مذاہب اور الگ الگ خیالات رکھنے والے لوگ قیامت تک موجود رہیں گے۔ اس لیے فقط یہی کافی ہے۔ کہ ہر شخص اپنے شبہات اپنے عالم سے پوچھ پوچھ کر حل کرے۔ اب اس عالم کا فرض ہے کہ حق بات بتانے میں کوئی اپنا دنیاوی فائدہ مدنظر نہ رکھے جو لوگ تلاش حق میں اس کے پاس آئیں انہیں کسی لالچ کے بغیر حق بات اللہ کی رضا کے لیے بتائے اور محض اس لیے کہ قرآن مجید کا حکم یہ ہے کہ پوچھنے والے پوچھیں اور سمجھانے والے سمجھائیں اپنا فرض ادا کرے۔

۳- ایسا ماحول قائم رکھنے کے لیے کہ حق کے تلاش کرنے والے آزادی کے ساتھ اپنی کوشش جاری رکھ سکیں اور عقائد میں خواہ مخواہ نہ الجھیں، بلکہ ٹھنڈے دل سے ان کی بابت سمجھیں اور سمجھائیں۔ ضروری ہے کہ دنیا میں امن و امان قائم ہو۔ کوئی کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہ کر سکے۔ اور ضروریات زندگی سب کو بقدر ضرورت مل سکیں۔ جب دین جیسی اہم چیز کے لیے کسی پر زبردستی روا نہیں ہے تو دنیاوی مفاد کی خاطر ایک دوسرے پر زیادتی اور ظلم کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہر عقیدے کے لوگ موجود رہیں گے۔ اس لیے لازم ہے کہ امن و امان اور عدل و انصاف کی حکومت ہو۔

Marfat.com

اصل اصول

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ
کہدے اے لوگو اگر ہو تم شک میں
مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ
میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اللہ کے سوا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ
تو کہہ دے اے لوگو اگر تم میرے دین سے شک میں ہو
مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ
تو میں عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کے سوا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
عبادت کرتے ہو

ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دے لو میں تمہیں خود اپنے دین کا خلاصہ بتائے دیتا ہوں کان کھول کر سنو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تم لوگوں نے جو اپنے معبود اپنی مرضی سے مقرر کر رکھے ہیں۔ میں ان میں سے کسی کو نہیں مانتا۔ میرا معبود فقط ایک اللہ ہے میں اس کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود نہیں بناتا۔ صرف اسی کی عبادت کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ اکیلا معبود بننے کے لیے کافی نہیں۔ وہ مکمل معبود جب ہو گا جب اس کے ساتھ اوروں کو ملایا جائے گا۔ یہ دونوں باتیں میرے دین کے خلاف ہیں۔ پہلی بات کفر ہے یعنی اللہ کا بالکل انکار کر دینا اور اس کو چھوڑ کر اور چیزوں کو معبود بنانا۔ دوسری چیز شرک ہے یعنی اللہ کو معبود ماننا لیکن اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرنا۔

اس آیت میں اسلام کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی اصل بتائی گئی ہے جس کا نام توحید ہے۔ توحید کے معنی ہیں، کائنات میں سے کسی چیز کے آگے نہ جھکنا اور کسی کی شان و شوکت سے مرعوب ہو کر اپنے آپ کو اس کے سامنے ذلیل نہ کرنا انسان کو اس کے ظاہری حواس دھوکے میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اسے فطرتاً اپنی کمزوری کا احساس ہے۔ وہ جس چیز کو طاقتور خیال کرتا ہے اس کے آگے جھکتا ہے۔ دوسرے کو اپنے سے زیادہ طاقت ور دیکھ کر اس کے آگے ادب اور تعظیم سے جھک جانا ہی اسے اپنا معبود بنا لینا ہے۔ اسلام کی ابتدا ہی یہاں سے ہوتی ہے کہ سب سے طاقت ور اللہ ہے۔ کائنات کی ہر چیز اس کے آگے عاجز ہے اس لیے انسان کو اس کے سوا کسی کے آگے نہ جھکنا چاہیئے۔

Marfat.com

ایک اللہ کی عبادت

وَلٰكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِىۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ ۖۚ وَ

اور لیکن عبادت کرتا ہوں میں اللہ کی جو اٹھالیتا ہے تم کو اور

اُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٠٤﴾

مجھے حکم ہے کہ ہوں میں ایمان والوں میں سے

وَلٰكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِىۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ ۖۚ وَ

اور لیکن میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں کھینچ لیتا ہے اور

اُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٠٤﴾

مجھے حکم ہے کہ میں ایمان والوں میں رہوں

يَتَوَفّٰى: (اٹھالیتا ہے تَوَفّٰى سے ہے جو وفات سے بنا ہے وفات کے معنی پورا اترنا نبھانا ہیں۔ تَوَفّٰى پورا پورا وصول کرلینا لے لینا ختم کردینا جان کھینچ لینا۔ اس سے مراد ہے آدمی کی دنیاوی عمر ختم کردینا۔

ارشاد ہے کہ لوگوں سے کہہ دے کہ تمہارے گھڑے ہوئے معبودوں کی میں عبادت نہیں کرتا میں فقط ایک اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو سب سے زبردست ہے اور جس کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔ جس کو چاہتا ہے زندگی عطا کرتا ہے۔ پھر اس کی زندگی ختم کرکے دنیا سے اٹھالیتا ہے۔ حیات اور موت اس کے قبضے میں ہے۔ اسی پر غور کرو تو اس کا اقرار لازم آجاتا ہے اور باقی چیزوں کی بے بسی اس کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے اور کوئی چارہ نہیں رہتا سوا اس کے کہ کسی کو معبود نہ مانا جائے۔ اتنی بات سمجھ لینے کے بعد مجھے یہ حکم ہے کہ میں ایمان لاؤں یعنی اس بات پر اپنا یقین پختہ کروں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور وہ معبود برحق ہے۔ یقین کی پختگی کے حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یہ اس سے آگے کی آیت میں بیان کیا جائے گا۔

اس رکوع کی آیتوں پر غور کرنے سے دین اسلام کی حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے۔ اسلام میں داخل ہونے کا پہلا قدم لوگوں کے بنائے ہوئے معبودوں سے بیزاری کا اظہار ہے۔ وہ سارے معبود صرف انسان کی خود غرضی کی خیالی تصویریں ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں اس لیے میرا معبود وہی ہوگا جسے میں معبود بنالوں۔

آیت میں کہا گیا ہے کہ یہ غلط ہے بلکہ تیرا معبود وہ ہے جو تجھے وقت آنے پر ختم کردے گا اور دنیا سے اٹھالے گا۔ دوسرا قدم یہ ہے کہ اس کے آگے تعظیم سے جھک جائے اور پھر ساری عمر ایمان کی تکمیل میں مشغول رہے تاکہ خاتمہ بالخیر ہو۔

Marfat.com

ایمان باللہ

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا
اور یہ کہ سیدھا کر اپنا منہ دین کے لیے سب سے موڑ کر
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾
اور ہرگز نہ ہو شرک کرنے والوں میں سے

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا
اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾
اور شرک کرنے والوں میں مت ہو

ارشاد ہے کہ دنیا والوں کے مصنوعی معبودوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے بعد مسلمان کا کام یہ ہے کہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے دین کے مطابق چلے۔ اس لیے اسے ہمارے رسول اب مسلمانوں کو یہ سکھا کہ زندگی بسر کرنے کے تمام طریقے چھوڑ کر سچے دل سے اللہ کے دین کو مضبوط پکڑیں اور اپنے اعمال کو اس کے مطابق ڈھالیں لیکن ہر وقت اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ شرک نہ ہونے پائے۔ اس خیال سے جو عمل ہوگا۔ اس سے ایمان میں ترقی ہوگی جو مسلمان کا اصل مقصد زندگی ہے۔ اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے کہ اسلام چند عقائد و اعمال کا مجموعہ ہے جس سے مقصد ایمان کو پختہ کرنا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ توحید کو مانے جس کے دو پہلو ہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بنانے سے انکار اور اللہ کو معبود بنانے کا تہیہ۔ اس کے بعد دین کے مقرر کیے ہوئے طریقے پر چلنا فوراً شروع کر دے۔ یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوگا۔ کیوں کہ آپ نے قرآن مجید سے لے کر ہمارے واسطے ہمیشہ کے لیے زندگی بسر کرنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا نام شرع اور سنّت ہے۔

نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ مسلمانوں کے تمام کاموں اور کوششوں کے اٹل مرکز ہیں۔ ان میں مشغول رہ کر باہمی اتحاد و اتفاق بڑھانا۔ اچھے اخلاق سیکھنا اور سکھانا۔ بُرے کاموں سے رکنا اور روکنا۔ معاملات کو انصاف کے ساتھ طے کرنا۔ ظلم اور زیادتی سے پرہیز کرنا۔ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔ عمل کی یہ صورت اختیار کر کے شرک کی تمام چھپی اور کھلی صورتوں سے بچنا اور توحید کو مکمل کرنا۔ ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اسی سے ایمان میں ترقی ہوگی جو اسلام کے سارے سلسلہ کا آخری مقصد ہے جس پر آخرت کی بہبودی موقوف ہے۔

Marfat.com

توحید کی عملی صورت

وَلَاتَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا
اور مت پکار سوا اللہ کے ایسے کو جو
لَایَنْفَعُکَ وَلَایَضُرُّکَ ج
نہ نفع پہنچائے تجھ کو اور نہ ضرر دے

وَلَاتَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا
اور اللہ کے سوا مت پکار ایسے کو جو
لَایَنْفَعُکَ وَلَایَضُرُّکَ ج
نہ بھلا کرے تیرا اور نہ برا

پچھلی آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ اسلام اعتقاد اور عمل کا مجموعہ ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ دونوں کو ساتھ ساتھ چلا کر ایمان کو پختہ کیا جائے۔ اعتقاد علم کی ایک شکل ہے۔ اس لیے دوسرے لفظوں میں اسلام کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ علم و عمل دونوں کو صحیح طریقے پر ڈھالا جائے۔ تاکہ ان کے ذریعے ایمان کو پختہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی روح ایمان ہے اور اس کا ڈھانچہ صحیح علم و عمل ہے۔ علم کے حصہ کو توحید کہتے ہیں اور عمل کو دین۔ اسلام میں داخل ہونے کے لیے توحید کا زبانی اقرار اور دین اسلام پر اپنے سارے کاموں کو ڈھالنے کا ارادہ کافی ہے۔ توحید پر یقین ہو جانے کا نام ایمان ہے۔ جتنا یقین بڑھے گا اتنا ہی ایمان کامل ہوتا چلا جائے گا۔

ارشاد ہے کہ اے رسول تو کسی کو سوا اللہ کے نہ پکار۔ کیونکہ پکارنا اسے چاہیئے جو نفع پہنچانے یا ضرر پہنچانے کی قدرت رکھتا ہو اور جس کے بس میں نفع اور ضرر نہ ہو۔ اسے پکارنا بے کار ہے۔ فقط اللہ کو پکارنا توحید کو پختہ کرتا ہے اور اس سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

توحید کے دو الگ الگ حصے ہیں: اوّل دنیا والوں کے تمام مصنوعی معبودوں سے علیحدگی اختیار کرنا، اور ان کی عبادت سے بیزاری کا اظہار کرنا۔ دوم بندہ جب پکارے تو اللہ ہی کو پکارے اور اچھی طرح ذہن میں بٹھالے کہ سوا اللہ کے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ کسی کو نفع یا ضرر پہنچا سکے۔ پھر اوروں کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا بے کار ہے۔ کیونکہ فقط اللہ میں مارنے اور زندہ کرنے کی قوت ہے اور نفع اور ضرر بھی اس کے اختیار میں ہے اس لیے اس کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف نظر کرنا بے کار ہے۔

Marfat.com

شرک ظلم ہے

فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا	فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا
پس اگر کرے تو تو بلاشک تو اس وقت	پھر تو اگر ایسا کرے گا تو تو بھی اس وقت
مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾	مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾
ظالموں میں سے ہے	ظالموں میں ہو گا

ان آیتوں میں بتایا جا رہا ہے کہ عبادت سوا اللہ کے کسی کی نہیں اور حدیث میں ہے کہ عبادت کا مغز یعنی پکارنا ہے اس لیے پچھلی آیت میں جو یہ کہا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اور کسی کو پکارا تو گویا اس کی عبادت کی۔ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت شرک ہے۔

جب یہ حقیقت ہے کہ مارنا اور زندہ کرنا اسی کا کام ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی کسی کو پیدا کر سکتا ہے۔ نہ مار سکتا ہے اور پھر نفع اور ضرر کا مالک بھی وہی ہے۔ اگر بظاہر کسی سے نفع یا ضرر پہنچے بھی تو وہ بھی اسی کے حکم سے ہے اگر وہ نہ چاہے تو کوئی کسی کو نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان دے سکتا ہے۔ تو پھر انسان کی صحیح عقل اس کی اجازت نہیں دے سکتی کہ سوا اس کے کسی اور کے آگے جھکا جائے، اور اسے اپنا حاجت روا سمجھا جائے۔ پہلی آیت میں اس سے صریحاً منع کیا گیا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے تمام انسانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اس حقیقت کے سمجھنے کے بعد کسی اور کو پکارنا ظلم ہے اور ایسا کرنے والا ظالموں میں شمار ہو گا۔

ظلم کے معنی بہت جگہ گذر چکے ہیں۔ صحیح طریقہ عمل کو چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کرنا ظلم ہے۔ اور اس کی بے شمار شکلیں اور صورتیں ہیں۔ ہر صورت میں یہ پایا جائے گا، کہ انسان کی عقل صحیح کا فیصلہ چھوڑ کر نفسانی خواہشات کے کہنے پر چلنا اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً صحیح عقل کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ ساری قوتیں اللہ عزوجل ہی میں ہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ میرے سوا کسی سے مدد نہ مانگو۔ باوجود اس کے اگر کوئی اس فیصلہ کے خلاف چلے۔ تو یہ ظلم ہو گا اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس نے عقل کا فیصلہ چھوڑ کر اپنی خواہش کی پیروی کی۔

Marfat.com

اظہارِ حقیقت

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا
اور اگر پہنچائے تجھ کو اللہ کوئی ضرر تو نہیں
كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ
ہٹانے والا اس کا۔ مگر وہی اور اگر ارادہ کرے تیرے ساتھ
بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ
بھلائی کا تو نہیں کوئی رد کرنے والا اس کے فضل کو

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا
اور اگر اللہ تجھ کو کوئی دکھ پہنچائے تو اس کے دور کرنے والا
كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ
اس کے سوا کوئی نہیں اور اگر تجھ کو کچھ بھلائی
بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ
پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی پھیرنے والا نہیں

ارشاد ہے کہ جیسے یہ صحیح ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کو نہ نفع اور آرام پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور دکھ دے سکتا ہے اسی طرح یہ بھی واقعہ ہے۔ کہ اگر اس کے حکم سے کسی کو نقصان یا دکھ پہنچے۔ تو اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اسی کے حکم سے یہ دکھ یا نقصان پہنچا ہے اور اسی کے حکم سے دور ہوگا اور اگر اس کا فیصلہ یہ ہو۔ کہ فلاں شخص کو یہ آرام یا یہ فائدہ پہنچے گا، تو پھر کسی کی مجال نہیں، جو اس کو روک سکے، وہ آرام یا فائدہ اسے پہنچ کر رہے گا۔

جب اس کے سوا کوئی فائدہ دینے والا بھی نہیں اور جو فائدہ وہ پہنچانا چاہے اس کا کوئی روکنے والا بھی نہیں، تو پھر اس کے سوا کسی سے کچھ مانگنے سے کیا حاصل ہے جب دکھ، بیماری اور نقصان سب کچھ اسی کے حکم سے ہے تو پھر کسی اور کی بابت یہ گمان کرنا کہ یہ اس دکھ کو دور کر دے گا صریح ظلم ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت سے اور اس جیسی اور بہت سی آیتوں سے یہی سمجھانا مقصود ہے کہ نفع نقصان سب اللہ کی طرف سے ہے۔ کامیابی یا ناکامی اسی کے حکم سے ہے۔ بیماری اور شفا سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے اسلام کی پیروی کرنے والے اگر اپنے ایمان کی خیر منانا چاہتے ہیں تو انہیں اس پر یقین کرنا چاہیے اور عبادت اور دعا کے ذریعے اس یقین کو دم بہ دم پختہ کرنا چاہیے کہ بغیر خدا کے حکم کے نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچانے والا ہے۔ اور نہ کوئی نقصان یا دکھ بیماری دینے والا ہے۔ اگرچہ ہم بہ ظاہر تدبیر علاج وغیرہ کرتے ہیں تو یہ ایک طرح کی دعا ہے کہ یا اللہ ہمیں کامیاب کر۔

Marfat.com

قادر مطلق

یُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ
پہنچائے اس کو جسے چاہے اپنے بندوں میں سے
وَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۷﴾
اور وہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

یُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ
پہنچائے اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے
وَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۷﴾
اور وہی بخشنے والا مہربان ہے

ارشاد ہے کہ جب تم سمجھ چکے کہ نفع اور ضرر کا مالک سوا اللہ کے کوئی نہیں تو یہ بھی سمجھ لو کہ نفع یا ضرر اللہ کی مرضی پر موقوف ہے کہیں اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کو نقصان یا دکھ پہنچنا چاہیئے اور کہیں مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ ایک شخص کو فائدہ اور آرام پہنچنا چاہیئے۔ اس کا فیصلہ اس کے ارادہ اور مرضی پر موقوف ہے کسی اور کو اس میں دخل نہیں۔

انسان کو چاہیئے کہ جو اللہ نے اسے حکم دیا ہے۔ اس کے بجا لانے کے لیے جان و مال سے ہر وقت حاضر رہے اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرے۔ نہ کسی کو اس کے سوا نفع یا ضرر پہنچانے والا سمجھے۔ اپنے قصور اور خطائیں جو کمزوری اور نادانی سے سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے سامنے پیش کرتا رہے اور اس سے مغفرت مانگتا رہے کیونکہ بعض وقت اس کی کوتاہیاں مصیبتوں کا باعث ہو جاتی ہیں۔ اللہ سے مغفرت مانگتا رہے تو اس کے فضل سے بہت سی آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ اللہ نے اس آیت میں اپنے آپ کو غفور و رحیم کہہ کر یہ سمجھایا ہے کہ نفع و ضرر سب میرے اختیار میں ہے لیکن اکثر ضرر کا ظاہری سبب انسان کا ضعف اور نسیان ہوتا ہے اور نفع کا سبب انسان کا اللہ کے سامنے عجز و انکسار اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا ہوتا ہے ضعف اور نسیان کا علاج اللہ سے مغفرت طلب کرنا' اس کی عبادت کرنا اور اس سے مدد مانگنا ہے۔ اس کی ہدایتوں پر عمل کرنے سے انسان اس کی رحمت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان آیتوں کا خاتمہ الغفور الرحیم پر کیا ہے تاکہ نفع اور ضرر کے تنہا مالک کی طرف سے ان ظاہری اسباب کی طرف بھی اشارہ ہو جائے۔ جو نفع اور ضرر کا باعث بنتے ہیں۔ تاکہ انسان نفع کے اسباب تلاش کرے اور ضرر کے اسباب سے بچے اور ہر وقت اس کی مغفرت کا طالب رہے :

Marfat.com

حق آچکا!

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ
کہہ اے لوگو آگئی تمہارے پاس ٹھیک بات
مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
تمہارے رب کی طرف سے پس جو راہ پہ آئے تو قطعاً
يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ
وہ راہ پہ آتا ہے اپنی جان کے نفع کے لیے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ
کہہ دے اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی
مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
طرف سے حق پہنچ چکا اب جو کوئی راہ پہ آئے تو وہ راہ
يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ
پاتا ہے اپنے بھلے کو

دنیا میں انسان کی بہت سی ضرورتیں ہیں۔ ان کے پورا کرنے کے لیے اس کو سوچ سمجھ اور کام کرنے کی قوّت دی گئی ہے۔ زندگی کے اکثر کام وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ ضرورتیں پوری کرنے کے لیے بہت سے راستے اس کے سامنے ہوتے ہیں اور وہ دیکھ بھال کر ان میں سے ایک راستہ پسند کرتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی معلومات محدود ہیں۔ اس لیے وہ راستے کے انتخاب میں اکثر غلطیاں کرتا ہے۔ جن کا سبب یہ ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور اس امر سے غافل ہوتا ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جس کو آخرت کی زندگی کہتے ہیں۔ اس کو یہاں کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے وقت یہ خیال نہیں ہوتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کوشش آخرت کی زندگی کے مفاد کے خلاف ہو۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہاں کے سارے کام اس طریقے سے ہونے چاہئیں جس سے دونوں زندگیاں سنور جائیں۔

ارشاد ہے کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو قرآن مجید کی باتیں اچھی طرح سمجھا کر ان سے کہہ دے کہ یہ جو تم کو بتایا جا رہا ہے۔ یہ وہ درست، سیدھا اور ٹھیک طریقہ ہے۔ جو تمہارے رب نے تمہارے اوپر واضح کر دیا ہے۔ اس طریقے کا نام دین اسلام ہے۔ عقل اتنی بات سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ انسان کے لیے یہی طریقہ سب سے بہتر ہے اس کے اختیار کرنے سے تمہارا دونوں جہان میں بھلا ہو گا۔ تمہاری دنیا بھی اس سے سنور جائے گی اور مرنے کے بعد آخرت میں بھی اس کا اچھا پھل پاؤ گے ؛

Marfat.com

اب تم جانو

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ

اور جو بھکا تو یقیناً وہ بھکے گا اپنے ضرر کیلیے اور

مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۱۰۸

نہیں میں تم پر زور دالا

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ

اور جو کوئی بھکا پھرے سو وہ اپنے بُرے کو بھکا پھرے گا اور

مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۱۰۸

میں تم پر مختار نہیں ہوں

ارشاد ہے کہ اتنی صاف صاف ہدایتیں آنے کے بعد بھی اگر کوئی حق بات کو نہ مانے بلکہ اپنی ہی چلاتا رہے تو وہ غلط راستوں پر بھٹکتا پھر رہا ہے۔ اس بھٹکتے پھرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخر میں سخت نقصان میں رہے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا ہے کہ ان سے کہہ دے۔ تمہارے رب نے تمہاری ہدایت کے لیے اپنے رسول بھیجے۔ کتابیں بھیجیں۔ تمہیں عقل اور سمجھ دی۔ جس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارے لیے ٹھیک راستہ کون سا ہے۔ اور اس دنیا کی گڈ مڈ اور ملی جلی باتوں میں حق بات کیا ہے۔ میں اس کا آخری رسول ہوں۔ اور آخری کتاب لے کر تمہیں سنانے سمجھانے آیا ہوں لیکن اور رسولوں کی طرح میرا کام بھی فقط سمجھانا ہی ہے مجھے تم پر اقتدار دے کر مسلط نہیں کیا گیا ہے کہ تم سے زبردستی حق بات منواؤں اور جو غلط راستہ اختیار کرے اسے پکڑ کر سیدھے راستہ پر ڈال دوں۔

دنیا میں انسان کو سمجھ اور اختیار دے کر سیدھے راستہ کی پوری پوری علامتیں بتا دی ہیں۔ اچھے اور بُرے کاموں کے نتیجوں سے اسے آگاہ کر دیا ہے۔ میرا کام یہ ہے۔ کہ یہ باتیں تمہیں اچھی طرح کھول کر سمجھا دوں۔ ماننے نہ ماننے کا تمہیں اختیار ہے جو مانے گا فائدہ اٹھائے گا اور اپنے حق میں بھلائی کرے گا۔ جو نہ مانے گا نقصان پائے گا۔ اور اسے جلد معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس نے اپنے حق میں برے کانٹے بوئے ہیں۔ اور اس کو سوا دکھ اور درد کے ان سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

قرآن مجید کی آیتوں میں واقعی انسان کو سمجھانے کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ البتہ مسلمانوں پر یہ الزام ضرور عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو دنیا کے سامنے صحیح رنگ میں پیش نہیں کیا ؛

Marfat.com

رسول کا کام

وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ

اور پیروی کر اس کی جو وحی آئے تیری طرف اور صبر کر یہاں تک کہ فیصلہ کرے

اللّٰهُ ۚۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اللہ اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ

اور تو اسی پر چل جو تیری طرف حکم پہنچے اور صبر کر جب تک اللہ

اللّٰهُ ۚۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۷

فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگوں کو قرآن مجید کی ہدایتیں سمجھا کر ان سے کہہ کہ یہ جو کچھ میں تمہیں سنا رہا ہوں یہ وہ صاف اور سچی بات ہے جو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے بھیجی گئی ہے۔ آپ نے یہ سب کچھ ان سے کہہ دیا لیکن ان کی ناسمجھی اور ضد نے انہیں اصل بات نہ سمجھنے دی۔ اس سے آپ کو رنج پہنچا۔ ان کی ہٹ دھرمی کا تو افسوس ہوا ہی لیکن ممکن ہے، یہ خیال بھی آپ کو آیا ہو کہ کہیں میرے سمجھانے میں کوتاہی تو نہیں ہوئی۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ مخالفانہ رویہ اس وجہ سے ہو کہ میں ان کے سامنے ان حق باتوں کو ایسے طریقے سے پیش نہ کرسکا جیسے کرنا چاہیئے تھا۔ انسان کے لیے یہ خیال سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے کہ اس کے دل میں اتنی کوتاہی اور قصور کا احساس پیدا ہو جائے اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ کام جو نہیں چل رہا تو اس کا الزام مجھ پر عائد ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر افسر اعلیٰ کی دل دہی کام آتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دیتے ہیں کہ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب اگر یہ نہ سمجھیں تو یہ جانیں۔

ارشاد ہے کہ تو اس غم میں اپنے آپ کو نہ گھلا۔ کہ یہ سمجھتے کیوں نہیں۔ تیرا کام فقط یہ ہے کہ جو وحی تجھ پر بھیجی جائے اس کی پیروی کرے اور اس میں جو حکم دیا جائے اسے بجا لائے تو اپنا کام کیے جا۔ اور قرآن مجید کو اپنے قول اور عمل سے لوگوں کو سمجھائے جا۔ جو تیری مانیں وہ سعادت مند ہیں اور جو تیری نہ سنیں بلکہ اپنے قول اور عمل سے تیری مخالفت پر کمر باندھ لیں اور تجھے اور تیرے ساتھیوں کو ستانا اور ایذائیں دینی شروع کر دیں تو صبر کر اور اپنے ساتھیوں کو بھی صبر کی ہدایت کر۔ اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کر۔ اسے ان کی حرکتوں کا پورا پورا علم ہے ؞

Marfat.com

سورۃ یونس کیا سکھاتی ہے؟

اللہ کا شکر ہے کہ پچھلے درس پر سورت یونس ختم ہوئی۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید ہر لحاظ سے ایک پختہ اور محکم کتاب ہے، نہ اس کے الفاظ بدلے جاسکتے ہیں۔ اور نہ اس کے احکام کو منسوخ کرنے کے لیے کوئی اور کتاب آسکتی ہے اس میں جو بات ہے بالکل ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے انہی میں سے ایک آدمی کو اگر اپنا رسول مقرر کر دیا۔ تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ رسول کا آنا اس لیے ضروری ہے۔ کہ انسان کے بہکانے والے دنیا میں بہت ہیں اور اس کے لیے بہت مشکل ہے کہ بغیر بتائے سیدھا راستہ ڈھونڈ لے۔ اللہ نے اپنے رسول بھیج کر ان کو سیدھا راستہ بتا دیا اور رسول سے کہہ دیا کہ اچھے لوگوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اللہ کے ہاں ان کا رتبہ بڑا ہے۔ اور بُرے لوگوں کو ڈرا دو کہ ان کا انجام اچھا نہیں۔ اُن کو بُرے کاموں سے باز آنا اور اچھے کاموں کو اختیار کرنا چاہیئے۔ تب کہیں جا کر کام بنے گا۔ پھر سمجھایا کہ یہ عالم سارے کا سارا اللہ نے اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ اس کے عجیب وغریب نظام پر غور کرو اور اس سے اللہ کو پہچانو۔ یہاں تمہیں عارضی طور پر رکھا گیا ہے۔ اور تمہاری اصل زندگی مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اس زندگی کا آرام وہ لوگ پائیں گے۔ جو اس زندگی میں اللہ کو پہچان کر اس کے کہنے کے مطابق چلیں گے۔ ساری سورت میں اسی پر زور دیا گیا ہے۔ اللہ کو پہچانو اور اس کی بندگی کرو ورنہ مرنے کے بعد پچھتانا پڑے گا۔ دنیا کی ظاہری رونق اور چہل پہل دیکھ کر دھوکا مت کھاؤ۔ یہ تمہارا ساتھ نہ دے گی۔ اور جہاں تم آخر کار جاؤ گے۔ وہاں فقط ایمان کی پوچھ ہوگی۔ اگر اللہ کو دنیا میں مانا ہوگا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوگا اور اس کے حکم کے مطابق چلے ہوگے تو تمہاری نجات ہوگی ورنہ عذاب میں گرفتار ہوگے۔

اس کے مقابلے میں دنیا میں اللہ پر ایمان والوں اور اس کے حکم پر چلنے والوں کی راحت و آرام کا اندازہ کرنا ہے تو اس سے کرلو۔ کہ انہیں ہرے بھرے میووں سے لدے ہوئے باغ سجے سجائے پختہ گھر رہنے کو ملیں گے اور جس چیز کو جی چاہے گا۔ تو وہ فوراً ملے گی۔ انہی باتوں کو پچھلی امتوں کے حالات بیان کر کے واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ آخرت کا چین تو ایمان اور عمل صالح پر موقوف ہے ہی۔ دنیا میں بھی وہی لوگ آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہیں گے جو اللہ عزّ وجلّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایتوں کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔

Marfat.com

سُورۃ ہُود

یہ قرآن مجید کی گیارھویں سورت ہے اور مکّہ میں ہجرت سے چند سال پہلے نازل ہوئی۔ اس سے پہلے سورۂ یونس میں جو مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ اس سورت میں انہیں کی تکمیل کی گئی ہے۔ سورۂ یونس میں کہا گیا۔ کہ انسان کو زندگی کا سیدھا اور صاف راستہ دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجے جنہوں نے بتایا کہ یہ سارا عالم اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے ایک مقرر نظام کے مطابق پیدا کیا ہے۔ اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ انسانوں میں ہی سے بہترین انسانوں کو اپنا رسول مقرر فرمائے۔ جو انسان کو سمجھائیں کہ اسے اپنی دماغی اور جسمانی قوتوں سے کس طرح کام لینا چاہیئے چنانچہ ان رسولوں میں سے نوح علیہ السلام کا اور پھر موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر سورۂ یونس میں فرمایا۔ اور کہا کہ ان کے درمیان کی مدت میں اور کئی پیغمبر اپنی اپنی قوموں کی طرف آئے۔

ترتیب اس سورت میں یہ ہے : نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام۔ صالح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ لوط علیہ السلام۔ شعیب علیہ السلام۔ قرآن مجید میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ یہ سب رسول رسولوں کے سلسلے کی کڑی تھے۔ ان کے حالات تمہیں خود تمہارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سنائیں گے۔ یہ اوّل تو اس بات کی نشانی ہو گی۔ کہ یہ بھی اللہ کے رسول ہیں۔ جنہوں نے خود کسی سے علم حاصل نہیں کیا۔ اور پھر بھی پہلے لوگوں کے حالات صحیح صحیح بتا رہے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ انہیں اللہ عزوجل نے بتایا ہے۔ دوسرے ان حالات سے تمہیں سبق حاصل کرنا سکھایا جائے گا۔ کہ تم ان غلطیوں سے جو انہوں نے کیں اپنے آپ کو بچا کر رکھو۔ سورۂ ہود میں سورۂ یونس کی طرح رسولوں کی تعلیمات کا خلاصہ نکال کر سامنے رکھ دیا گیا ہے اور قرآن کریم کے نازل کرنے کی غرض بیان کی گئی ہے۔ یہ ان آیات کا مجموعہ ہے۔ جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ دنیا میں آخری کتاب ہے جو آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے۔ تاکہ وہ تمام پہلے رسولوں کی تعلیمات کو صاف اور واضح کر کے انسان کے لیے ایک مکمل دین تیار کر دیں۔

سورۂ یونس میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے دنیا میں لوگ عذاب میں مبتلا ہوئے۔ سورۂ ہود میں قیامت کے احوال کا نقشہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا ہے۔ قیامت کا نقشہ اس قدر ڈراؤنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

Marfat.com

ایاتہا : ۱۲۳

رکوعاتہا : ۱۰

قرآن مجید کا مقصد

سُوۡرَۃُ هُوۡدٍ مَّکِّیَّۃٌ (۵۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓرٰ کِتٰبٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ

الف لام را یہ کتاب ہے مضبوط کی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر تفصیل کی گئی ہے

مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ ۝۱ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا

ان کی طرف سے ایک حکمت والے خبردار کے یہ کہ نہ عبادت کرو

اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ وَّ

مگر اللہ کی تحقیق میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈرانے والا اور

بَشِیۡرٌ ۝۲ وَّ اَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا

بشارت دینے والا ہوں اور یہ کہ مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر رجوع کرو

اِلَیۡہِ یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤی اَجَلٍ

اس کی طرف کہ نہال کرے تم کو نہال کرنا اچھا ایک وقت

مُّسَمًّی وَّ یُؤۡتِ کُلَّ ذِیۡ فَضۡلٍ فَضۡلَہٗ ؕ

مقرر تک اور دے ہر زیادہ کام کرنے والے کو اپنی طرف سے زیادہ اجر

الٓرٰ کِتٰبٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ

یہ کتاب ہے کہ اس کی باتوں کو جانچ لیا ہے پھر کھولی گئی ہیں

مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ ۝۱ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا

ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے کہ عبادت نہ کرو

اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ وَّ

مگر اللہ کی ہیں تم کو اس کی طرف سے ڈر اور

بَشِیۡرٌ ۝۲ وَّ اَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا

خوشخبری سناتا ہوں۔ اور یہ کہ اپنے رب سے گناہ بخشواؤ۔ پھر اس کی طرف

اِلَیۡہِ یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤی اَجَلٍ

رجوع کرو کہ تم کو اچھا فائدہ پہنچائے ایک وقت مقرر

مُّسَمًّی وَّ یُؤۡتِ کُلَّ ذِیۡ فَضۡلٍ فَضۡلَہٗ ؕ

تک اور دے ہر زیادتی والے کو اپنی زیادتی

ارشاد ہے کہ قرآن مجید کی آیتوں کو ہر لحاظ سے پہلے اچھی طرح اللہ عزوجل نے جانچ لیا ہے۔ جو ہر چیز سے واقف اور عالم کے نظام کو قائم کرنے والا ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔ کہ کہہ دے میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور اس کی عبادت کرنے والوں کو خوش خبری دینے اور اس کے نافرمانوں کو ڈرانے آیا ہوں۔ کہ ہر وقت اللہ سے جو تمہارا رب ہے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے رہا کرو۔ اور ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرو وہ تمہیں ایک وقت مقررہ تک ہر چیز سے اچھی طرح فائدہ اٹھانے کا موقع دے گا۔ اور جو اس کی عبادت زیادہ اچھی طرح کرے گا۔ اس کو اپنی طرف سے اجرت اور ثواب بھی زیادہ دے گا۔

Marfat.com

نافرمانی کی سزا

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ
اور اگر پھر جاؤ تو تحقیق میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے
یَوْمٍ کَبِیْرٍ ﴿۳﴾ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ
ایک دن بڑے کے طرف اللہ کے لوٹنا ہے تمہارا اور وہ اوپر ہر
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ
چیز کے قادر ہے سنو! یہ لوگ دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے
لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ
تاکہ چھپائیں اس سے سنو جب پہنتے ہیں وہ
ثِیَابَهُمْ ۙ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ
اپنے کپڑے جانتا ہے وہ جو چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں
اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾
تحقیق وہ جاننے والا ہے دلوں کے بھید

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ
اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب
یَوْمٍ کَبِیْرٍ ﴿۳﴾ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ
سے ڈرتا ہوں تم کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے اور وہ ہر
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ
چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں
لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ
تاکہ اس سے چھپائیں سنتا ہے جس وقت وہ اپنے کپڑے
ثِیَابَهُمْ ۙ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ
اوڑھتے ہیں وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں
اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾
وہ تو دلوں کی بات جاننے والا ہے

ارشاد ہے کہ حاکم اللہ ہے۔ مرنے کے بعد تم سب اس کے سامنے حاضر ہو گے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے سزا دینے کی بھی اور سزا جاری کرنے کی بھی۔ اس کو ہر چیز کا علم ہے۔ تم لاکھ کوشش کرو کہ اس سے اپنی باتیں چھپاؤ کبھی نہیں چھپا سکتے۔ خیالات کو تہہ کر کے رکھو۔ تاکہ اس کی اندرونی خرابیاں نہ دکھائی دیں۔ لیکن کچھ فائدہ نہیں۔ خواہ تم بدن پر کتنے کپڑے پہن لو۔ اللہ تمہارے بدن کی پوری حالت سے واقف ہے۔ بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کی تہ کے اندر پوشیدہ باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

Marfat.com

خالق اور رازق

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ

اور نہیں کوئی چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے

رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ

رزق اس کا اور جانتا ہے اس کا ٹھکانا اور قیام گاہ

كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶

سب کچھ کتاب مبین میں ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ

اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ

رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ

پر ہے اور وہ جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے

كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶

سب کچھ کھلی کتاب میں موجود ہے

دَآبَّةٍ (چلنے والا) اسم فاعل ہے دَبٌّ سے۔ اس سے مراد ہر جاندار ہے جسے رزق کی ضرورت ہے۔ مُسْتَقَرَّ وَ مُسْتَوْدَعَ: ٹھکانا اور قیام گاہ (پہلا لفظ استقرار سے ہے جو قرار سے بنا ہے۔ دوسرا لفظ استیداع سے ہے جو ودیعت سے بنا ہے مستقر سے مراد اصلی اور آخری ٹھکانا۔ مستودع: بیچ کی منزلیں جہاں سے چلنے والے کو گذرنا پڑتا ہے۔

گزشتہ آیتوں میں قرآن مجید کے ماننے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی اور کہا گیا کہ جو اس سے منہ موڑے گا۔ اس کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ خود کرے گا۔ وہ سب پر غالب اور سب سے زیادہ طاقت ور ہے اور اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ وہ دنیا میں ہر جاندار کے رزق کا ذمہ دار ہے اور اس کی زندگی کے ہر واقعہ سے واقف ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا آخری ٹھکانا کہاں ہوگا۔ ہر مرحلہ میں جس چیز کی بھی زندگی قائم رکھنے کے لیے جسے ضرورت پڑتی ہے وہ اس کا سامان پہلے ہی سے کر دیتا ہے اور آخر کار جہاں اس کا ٹھکانا ہوگا۔ وہاں کی تمام ضرورتیں بھی اس نے پہلے ہی سے مہیا کر رکھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ رزق وہی مہیا کر سکتا ہے جسے محتاج کی حالت اور اس کی موجودہ ضرورت کا علم اور اس ضرورت کو پورا کرنے کی پوری قدرت ہو۔ [illegible] ہے کہ زندگی کے جس مرحلے میں وہ ہے اس میں اس کی کیا کیا ضرورتیں ہیں اللہ کو ہر چیز کا فقط علم ہی نہیں بلکہ اس نے ہر بات کو پہلے ہی سے لوح محفوظ میں لکھ بھی دیا ہے۔ اس سے ہر ایک کو اللہ کی قدرت اور اس کے علم کا اندازہ ہو سکتا ہے جیسے دنیا میں وہ ہر جاندار کی حالت سے واقف ہے اور اس کی یہاں کی ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن وہ اس کے اعمال کا حساب کر کے ہر ایک کو اس کے آخری ٹھکانے پر پہنچا دے گا۔ اور وہاں اس کے مناسب اس کے لیے ساری چیزیں مہیا کر دیگا جو ثواب کا مستحق ہے اسے بے انتہا نعمتوں سے نوازیگا اور جو نافرمانی اور کفر کے اندر دنیا کی زندگی گذار کر گیا ہے وہاں اسے دکھ درد کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ

اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

دن میں اور تھا اس کا عرش پانی پر تاکہ آزمائے تمہیں

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

کون تم میں سے اچھا ہے کام میں اور اگر کہے تو کہ تم اٹھائے جاؤ گے

مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

موت کے بعد تو البتہ کہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷

نہیں یہ مگر جادو کھلا

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں

اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا تاکہ تم کو آزمائے کہ

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

تم میں سے کون اچھا کام کرتا ہے اگر تو کہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھو گے

مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

تو البتہ کافر کہنے لگیں

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷

یہ کچھ نہیں مگر کھلا ہوا جادو

آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ کا عرش ماء کے اوپر تھا۔ عرش اللہ کا تخت سلطنت ہے جہاں سے وہ احکام جاری کرتا ہے۔ ماء ذرات کا ایک دریائے ذخار ہے جو ان احکام کے مطابق ہلتا یا ٹھیرتا ہے۔ سائنسدانوں نے اب آ کر دریافت کیا ہے۔ کہ دنیا کی اصل صرف دو چیزیں ہیں قوت اور مادہ جن کو انرجی اور میٹر کہا ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں انرجی عرش اور میٹر ماء ہے۔ اللہ عزوجل نے انرجی اور میٹر دونوں کا دائرہ کار علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیا۔ دونوں اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں ان میں سے عرش فاعل اور ماء منفعل یا پہلا مؤثر دوسرا متاثر ہے۔ عرش یا انرجی اللہ کے حکم سے حرکت پیدا کرتی ہے اور ماء یا میٹر کے ذرّے اس کے مطابق ہلنے اور الگ ہوتے ہیں۔ تمام مادی دنیا کا نظام اسی حکم اور تعمیل حکم پر چل رہا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت نے بتایا کہ یہ سب کچھ اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ اس سے انسان کا امتحان مقصود ہے کہ دیکھیں وہ اس کو دیکھ کر اللہ کو پہچانتا ہے یا نہیں اور اس کی مرضی کے مطابق نیک کام کرتا ہے یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ کہہ دے کہ اصل چیز تمہارے اعمال ہیں ان کے حساب اور ان کی جزا اور سزا کے لیے تمہیں موت کے بعد اٹھایا جائے گا لیکن ان لوگوں کا عجب حال ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن کر کہتے ہیں کہ اس کی بات میں جادو کا اثر ہے:

Marfat.com

جزا سزا یقینی ہے

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ
اور البتہ اگر تاخیر کردیں ہم ان سے عذاب میں ایک گنی ہوئی
مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ
مدت تک ضرور کہنے لگیں کیا چیز روک رہی ہے آگاہ رہو جس دن
يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ
آجائیگا ان پہ نہ ٹالا جائے گا اُن سے اور گھیر لے گی
بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ ع
ان کو وہ چیز کہ تھے وہ جس کی ہنسی اڑاتے

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ
اور اگر ہم ان سے عذاب روک کے رکھیں ایک معلوم
مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ
مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک لیا عذاب کو جس دن
يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ
آجائے گا تو ان سے پھیرا نہ جائے گا اور گھیر لے گی
بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ ع
ان کو وہ چیز جس سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے

اُمَّۃٌ (مجموعہ) یہ لفظ پہلے آچکا ہے۔ اس کے اصل معنی ہیں اکٹھی چیز یہاں دنوں کا مجموعہ مراد ہے جسے مدّت بھی کہتے ہیں۔

حَاقَ: (گھیر لیا) ماضی کا صیغہ ہے حَیْقٌ سے جس کے معنی گھیر لینا، سر پہ آپڑنا ہیں۔

اس سے پہلے کہا گیا کہ یہ دنیا انسان کے امتحان کی جگہ ہے گویا اس کو ساری ضروری طاقتیں دے کر میدان میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہاں اس کے گرد بہت سی چیزیں ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ ان سے کس طرح کام لیتا ہے۔ کام لینے کے طریقے بہت سے ہیں لیکن اللہ کے علم میں صرف ایک طریقہ اچھا ہے اور اس نے اس کو اپنے رسول بھیج کر بتا بھی دیا ہے جو شخص اس طریقے پر چلے گا اس کی زندگی آفتوں سے پاک ہوگی اور جو اسے چھوڑ کر کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا اس پر عذاب نازل ہوگا۔ یہ عذاب تھوڑا بہت اس زندگی میں بھی مل سکتا ہے لیکن اگر یہاں کسی وجہ سے نہ ملا تو مرنے کے بعد ضرور ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں سن کر دنیا میں پھنسے ہوئے لوگوں نے ان کی ہنسی اڑانی شروع کی اور کہا کہ یہ کوئی ماننے کے قابل بات ہے کہ مر کر پھر زندہ ہوں گے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ہم عذاب آنے میں تاخیر کر دیتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ عذاب آنا ہے تو آخر رکا ہوا کیوں ہے۔ جواب میں ارشاد ہے کہ خوب کان کھول کر سن لو کہ جس دن عذاب آئے گا ٹلے نہ ٹلے گا اور آج تم جس کی ہنسی اڑا رہے ہو۔ ایک دن وہ عذاب تمہارے سر پہ آپڑے گا اور تم اس کے اندر گھر جاؤ گے۔

Marfat.com

امتحان کا طریقہ

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ

اور البتہ اگر چکھا دیں ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت پھر

نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾

چھین لیں ہم اسے اس سے تو بے شک وہ البتہ مایوس ناشکرا ہے

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ

اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیں پھر

نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾

اس کو اس سے چھین لیں تو وہ ناامید اور مایوس ہو جاتا ہے

لَیَئُوْسٌ ناامید صفت کا صیغہ ہے یاس سے۔ یاس کے معنی ہیں آس توڑ دینا ناامید ہو جانا جو آس توڑ دے وہ یَئُوْس ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ سارا جہان پیدا کیا اور اس کو درجہ بدرجہ تکمیل کو پہنچایا۔ پھر عالم کے پیدا کرنے کی غرض بتائی کہ انسان کا امتحان لینے کے لیے اس سارے کارخانے کو قائم کیا گیا ہے۔ یہاں وہ عمر بھر کام کرتا رہے گا۔ اس کے بعد مر جاتے گا۔ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کر کے اسے اس کے کاموں کا بھلا یا برا پھل ملے گا۔ اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیت میں اس کی فطری کمزوری کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جس کا اس نے تدارک نہ کیا تو امتحان میں ناکامی کا خوف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اچھی حالت میں تو مگن رہتا ہے لیکن جہاں ذرا سی تکلیف پہنچی تو فوراً گھبرا اٹھتا ہے۔ مایوسی چھا جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بابت اس کے دل میں برے برے خیالات گذرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا انکار ہی کر بیٹھتا ہے۔ یہی امتحان میں ناکام ہونے کی علامتیں ہیں۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ آدمی خوش حالی میں تو اللہ کو مانتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے۔ کہ اس نے مجھے مال و دولت دی اور خوش رکھتا ہے لیکن جہاں ذرا سا نقصان ہوا تو فوراً چلانا شروع کر دیتا ہے۔ بس جی اب کیا دھرا ہے۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ پھر نہ وہ نماز ہے نہ وہ شکر گذاری ہے۔ نہ وہ عبادت کا جوش و خروش ہے۔ بلکہ ناشکری کے کلمے منہ سے نکلنے لگتے ہیں۔ یہ سب اس کا نتیجہ ہے کہ وہ ان باتوں کا صحیح تصور نہیں رکھتا۔ جو اس سے پہلے بیان ہوئیں۔ وہ عالم کی پیدائش کی صحیح غرض نہیں سمجھتا۔ یہاں کی حالت ادلتی بدلتی رہتی ہے اسے سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس تغیّر و تبدل سے اس کے صبر و استقلال اور ایمان کی آزمائش مقصود ہے خوشحالی اور دولت مندی محض اس لیے ہے کہ دیکھیں۔ انسان ان سے کیا کام لیتا ہے۔ مفلسی اور تنگی میں یہ دیکھنا ہے کہ اس حالت میں بھی وہ ایمان پر قائم رہتا ہے یا نہیں دنیا کی حالتیں سب عارضی ہیں۔

Marfat.com

شکر اور صبر کا مقام

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ

اور البتہ اگر چکھادیں ہم اس کو نعمت بعد سختی کے

مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّیْ ؕ

جو پہنچی اسے تو کہنے لگ جاتا ہے جاتی رہیں مصیبتیں مجھ سے

اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ اِلَّا الَّذِيْنَ

بے شک وہ اترانے والا ڈینگیں مارنے والا ہے مگر وہ لوگ

صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ

جنہوں نے صبر کیا اور کام کیے اچھے یہی ہیں کہ

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

جن کے لیے مغفرت ہے اور مزدوری بڑی

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ

اور اگر ہم اس کو تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی

مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّیْ ؕ

آرام چکھادیں تو بول اٹھے دور ہوئیں مجھ سے برائیاں وہ

اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ اِلَّا الَّذِيْنَ

اترانے والا شیخی خورا ہے مگر جو لوگ

صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ

صابر ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں ان کے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

واسطے بخشش ہے اور بڑا ثواب

ارشاد ہے کہ جب مصیبت دور ہوتی ہے اور خوشحالی آتی ہے تو اس وقت انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ اب تو مزے ہی مزے ہیں مصیبتوں اور بے چینیوں کا کالا منہ ہوا۔ راحت اور آرام کی گھڑیاں آئیں۔ پریشانیوں سے پیچھا چھوٹا اور کیوں نہ ہو میں نے محنت کی۔ دولت کمائی۔ مشقتیں برداشت کیں۔ یہ میرا حق ہے اور مجھے مل گیا۔ ایک طرف تو ذرا سی تکلیف سے بے حد گھبرا جانا۔ مایوسی کے کلمات منہ سے نکالنے لگنا۔ اللہ سے پھر جانا اور دوسری طرف آرام و راحت کے وقت خوشی سے پھول جانا۔ شیخی بگھارنا اور اس کو اپنی تدبیر اور ہوشیاری کا نتیجہ سمجھنا۔ انسان کی معمولی باتیں ہیں لیکن ان سب سے اس کی نادانی ٹپکتی ہے اور چھچھورا پن ظاہر ہوتا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں باتیں انسان کے شایان شان نہیں۔ بلکہ اس کے درجے سے بہت گری ہوئی ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر حالت میں وقار اور تحمل ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ بدحالی میں شکستہ خاطر نہ ہو اور خوشحالی میں آپے سے باہر نہ ہو جائے اس کے لیے مناسب طرز عمل یہ ہے کہ جس حال میں ہو صبر و تحمل سے کام لے۔ بدحالی اور خوش حالی دونوں صورتوں میں کام وہی کرے جو اس کے مرتبے اور شان کے لائق ہیں اور جن کو عقل مند اچھے کام کہتے ہیں ایسے لوگوں کی خطائیں اور لغزشیں معاف کر دی جائیں گی اور ان کو دنیا میں دلی سکون اور آخرت میں اجر عظیم نصیب ہو گا:

Marfat.com

نبی کی تبلیغ

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَ
پس شاید کہ تو چھوڑنے والا ہے کچھ حصہ اس کا جو وحی کی گئی تیری طرف اور
ضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ
تنگ ہونے والا ہے اس سے تیرا جی اس پر کہ کہتے ہیں کیوں نہ
اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ
اترا اس پر خزانہ یا آیا اس کے ساتھ فرشتہ
اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى
بات یہ ہے کہ تو تو فقط ڈرانے والا ہے اور اللہ کا اوپر
كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ ﴿۱۲﴾
ہر چیز کے اختیار ہے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَ
سو کیا کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز اس میں سے جو تیری طرف وحی آئی اور
ضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ
اس سے تیرا جی تنگ ہو گا اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کیوں نہ
اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ
اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ
اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى
تُو تو فقط ڈرانے والا ہے اور اللہ ہر
كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ ﴿۱۲﴾
چیز پر قادر ہے

وَکِیْلٌ (اختیار والا) صفت کا صیغہ ہے جس کا مادہ و ۔ ک ۔ ل ہے۔ وکل کے معنی سونپنا، سپرد کرنا۔ وکالت ۔ توکل ۔ موکل وغیرہ اسی سے بنے ہیں۔ وکیل وہ ہے جس کے ہاتھ میں معاملہ سپرد کر دیا جائے تصرف کرنے والا صاحب اختیار۔ دنیا میں اللہ کے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب قرآن مجید ہے جس وقت آپ دنیا میں تشریف لائے لوگوں کی حالت یہ تھی کہ ہر زبردست کمزور کو کھائے جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا کہ ہمارے طریقے کی مذمت چھوڑ دو ہم تم سے کچھ نہ کہیں گے۔ اس آیت میں آپ کو سمجھایا گیا ہے کہ قرآن حق بات کہتا ہے اور تیرا فرض ہے کہ اسے جوں کا توں سب کے پاس پہنچا دے ورنہ پھر حق اپنی اصلی شکل میں کیسے باقی رہے گا۔ اور یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ تیرے ساتھ مال و دولت کا خزانہ ہوتا یا کوئی فرشتہ ساتھ ہوتا تو تجھے اللہ کا رسول مانا جاتا بغیر شان و شوکت خالی خولی باتوں سے دوسروں پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ ان کے کہنے سے تیرے دل میں کچھ تنگی یا احساس کمتری نہ ہونا چاہیے۔ تجھے اللہ نے سب سے بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے اور اپنا رسول مقرر کیا ہے تاکہ لوگوں کو ڈرا دے کہ اللہ کی نافرمانی سے تم پر عذاب آئے گا۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے چاہے اپنا رسول مقرر کرے کیونکہ اس کا ہر چیز پر قبضہ اور اختیار ہے جس صورت سے مناسب سمجھتا ہے سارے کاموں کا انتظام کرتا ہے۔

Marfat.com

رسول ہونے کی نشانی

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ
کیا کہتے ہیں کہ گھڑلایا ہے اس کو کہہ دے تم بھی لے آؤ دس سورتیں
مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
اس جیسی گھڑکر اور بلالو جسے تم بلا سکو
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾
اللہ کے سوا اگر ہو تم سچے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ
کیا کہتے ہیں کہ تو قرآن بنا لایا ہے کہہ دے تم بھی ایسی دس سورتیں
مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
بنا کر لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکو
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾
بلا لو اگر تم سچے ہو

مُفْتَرَيٰتٍ (گھڑی ہوئی) مفتراۃ کی جمع ہے جو صفت کا صیغہ ہے اور مفتریٰ کا مونث ہے، یہ افترا سے ہے جس کا مادہ فری ہے فری کے معنی یونت کر اس کے مطابق قطع کرنا۔ افترار کے معنی سوچ کر کوئی چیز گھڑ لینا۔

اس سے پہلی آیت میں ذکر ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول نہ ماننے کا یہ بہانہ کرتے ہیں کہ ان کے پاس نہ مال ہے نہ دولت پھر ان کو اللہ عزوجل کا رسول کیسے مان لیا جائے۔ ان کے سامنے جب قرآن پیش کیا جاتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور یہی آپ کے رسول ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ تو اُس نے (معاذ اللہ) خود گھڑا ہے اور اِدھر اُدھر سے جوڑ توڑ کر کے آپ بنا لیا ہے۔

اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ کہ آخر تم بھی عرب ہو اور زبان کے دعویدار ہو، تم سارا نہ کیا صرف دس سورتیں ہی ایسی بنا لاؤ اور اگر اکیلے تم سے نہ بن سکیں تو سارے قابل لوگوں کو اکٹھا کر لو بلکہ جنہیں تم نے اللہ کے سوا اپنا کوئی معبود بنا رکھا ہے ان کی مدد بھی اگر وہ دے سکتے ہیں اور تم لے سکتے ہو تو لو۔ اگر تم سچ مچ یہ سمجھتے ہو کہ یہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ گھڑا ہے تو پھر دیر کاہے کی ہے تم بھی کوشش کرو اور سب کام چھوڑ کر اسی میں لگ جاؤ۔ اگر بشر ایسا کلام بنا سکتا ہے تو تم بھی بنا لوگے۔ ورنہ پھر یہ غلط اعتراض ہے جس سے کچھ حاصل نہیں۔ کلام مجید میں کئی جگہ منکروں کا یہ شبہ اور اس کا جواب مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا ہے۔ ابتدا میں کہا گیا کہ اگر تم اس قرآن مجید کو اللہ کا کلام نہیں مانتے۔ تو اس جیسا خود بنا کر دکھاؤ۔ اس کے بعد کہا گیا کہ اچھا سارا نہیں تو دس سورتیں ہی بنا لاؤ جیسا کہ اس سورت میں ہے پھر سورۃ یونس اور سورۃ البقرہ میں کہا گیا کہ ایک ہی سورت اس جیسی بنا لاؤ۔ اس کا جواب ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

Marfat.com

پھر مانتے کیوں نہیں

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ

پس اگر کہنا نہ کریں تمہارا تو جان لو کہ یہ تو اتارا گیا ہے

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ

اللہ کے علم سے اور یہ کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی پس کیا

اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

تم حکم ماننے والے ہو

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ

پھر اگر تمہارا کہنا پورا نہ کریں تو جان لو کہ قرآن تو اللہ کی

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ

وحی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی حاکم نہیں پھر اب

اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

تم حکم مانتے ہو؟

اِلَّمْ (اگر نہ) اصل میں اِنْ (اگر) لَمْ (نہ) ہے۔ قرآن مجید میں دونوں لفظوں کو ملا کر لکھا جاتا ہے اور بیچ کا نون گرا دیا جاتا ہے۔

يَسْتَجِيْبُوْا (مانیں) اصل میں يَسْتَجِيْبُوْنَ ہے لم کی وجہ سے نون گر گیا۔ اس کا مصدر استجابہ ہے جو جواب سے بنا ہے۔ استجابہ کے معنی کہنا کر دینا۔ جو کہا گیا ہو اسے مان لینا ہیں۔ یہ لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔

ارشاد ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو پھر فیصلہ ہے کہ یہ بشر کا کلام نہیں۔ اس کے بعد سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ اللہ عزوجل کے علم بے نہایت کا ظہور ہے اور اس نے وحی کے ذریعے اس کلام مقدس کو اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ہے۔ جب یہ خود اس کا کلام ہوا اور اس کے علم سے ظاہر ہوا تو پھر اس کی ہر بات بالکل ٹھیک سچی اور واقعی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اللہ کے برابر کا کوئی نہیں اس لیے وہی معبود اور وہی سب کا حاکم ہے۔ کیونکہ ان سب باتوں کے جوڑنے سے اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ جب یہ فیصلہ ہو گیا تو اب اس کا حکم ماننے میں ہچر مچر کیسی۔ اب اس کے اوپر ایمان کیوں نہیں لاتے اور اس کے حکموں کے آگے سر کیوں نہیں جھکاتے۔

سیدھی بات تو یہ ہے کہ قرآن حکیم کا ورد کرو اور اس کے معنی سمجھو۔ اور جو یہ کہے وہ کرو۔ پھر دیکھو کہ تمہاری دنیا کی زندگی کیسی صاف اور ستھری، شور و شر سے پاک، رنج و غم سے آزاد اور آرام و راحت سے پُر ہوتی ہے اور مرنے کے بعد تمہیں کیسی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ کیسے کیسے انعام ملتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے ماننے والوں نے وہ کچھ کر دکھایا جو آج تک کسی کو نصیب نہ ہوا اس کے نہ ماننے والے تباہ ہوئے اور جو بچے وہ اپنا اطمینان کھو بیٹھے۔

Marfat.com

زندگی کا قانون

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا

جو ہو ارادہ کرتا دنیا کی زندگی کا اور اس کے ٹھاٹھ باٹھ کا

نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا

پورا کردینگے ہم ان کے لیے ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں اور وہ اس کے اندر

لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ

نہ گھاٹا اٹھائیں گے یہی وہ لوگ ہیں نہیں ان کے لیے

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا

آخرت میں مگر آگ اور اکارت گیا جو کیا تھا انہوں نے

فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

بیچ اس کے اور جھوٹا ہوا جو کچھ کرتے تھے وہ عمل کرتے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہے ہم دنیا ہی میں

نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا

ان کو ان کے عمل بھگتا دیں گے اور ان کے لیے دنیا میں کچھ

لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ

نقصان نہیں یہ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا

کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہوا جو کچھ یہاں کیا تھا

فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

اور خراب گیا جو کمایا تھا

نُوَفِّ (پورا بدلہ دیں گے) مضارع کا صیغہ ہے تَوْفِیَۃٌ سے اصل میں نُوَفِّیْ ہے جو وَفَاۃٌ سے بنا ہے یُبْخَسُوْنَ (نقصان نہ دیئے جائیں گے) مضارع کا صیغہ ہے بَخْسٌ سے بَخَسٌ کے معنی ہیں کمی کر دینا نقصان پہنچانا حَبِطَ (برباد ہوا۔ مٹ گیا) ماضی کا صیغہ ہے حَبْطٌ سے جس کے معنی برباد ہو جانا بیکار ہو جانا ہیں۔

اس سے پہلی آیتوں میں دلیل سے واضح کر دیا گیا۔ کہ قرآن مجید اللہ عزوجل کا کلام ہے اس لیے لازم ہو گیا کہ اس کو سمجھ کر پڑھا جائے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کیا جائے۔ اسلام کے یہی معنی ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کی سمجھ پر حرص و ہوا کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کی رنگینیاں انہیں اپنے دلکش جال میں پھنسا لیتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس آیت میں تنبیہ کی گئی ہے کہ کان کھول کر سن لو۔ اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں کسی بشر کا کلام ہے۔ باوجود اس کے اگر کوئی اس کے کہنے پر نہیں چلتا اور دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ اور یہیں کے ساز و سامان، زینت و آسائش پر لٹو ہے اور دن رات اسی کے سمیٹنے میں لگا ہوا ہے تو اس کو اس کی کوشش کا نتیجہ دنیا میں پورا پورا دے دیا جائے گا۔ مال و دولت، شہرت، اقتدار جتنا اس دنیا میں مل سکتا ہے اسے مل جائے گا مگر آخرت میں اس کے لیے سوا آگ کے کچھ نہیں۔

Marfat.com

نادان انسان

پچھلی آیتوں میں انسان کو جو کچھ سمجھایا گیا ہے اس سے زیادہ کوئی کیا سمجھا سکتا ہے اس کے بعد فقط اس بات کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ اس کو بار بار پڑھ کر اس پر غور کیا جائے اور جو نصیحتیں اس میں کی گئی ہیں۔ ان کا خلاصہ دل میں بٹھایا جائے تاکہ زندگی سنورنے کی صورت پیدا ہو۔ ورنہ آخر میں سوا تباہی اور بربادی کے کچھ نہیں۔ قرآن حکیم کہہ رہا ہے کہ انسان کی دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس لیے دی گئی ہے کہ کہ وہ اس اصلی زندگی کے لیے جو مرنے کے بعد شروع ہوگی تیاری کرے۔ دنیا ایک امتحان گاہ ہے جس میں انسان کے لیے مفید اور مضر دونوں قسم کی چیزوں کو ملا جلا کر پھیلا دیا گیا ہے اور رسولوں کے ذریعے اسے سمجھا دیا گیا ہے کہ اس دنیا کی زندگی کو اپنی اصلی زندگی ہرگز مت سمجھنا اور اس کو اپنا مقصد مت قرار دینا۔ یہ فقط اصلی زندگی کا ایک عجیب طرح کا عکس ہے جس میں معمولی نظر والوں کو وہی چیزیں دلکش دکھائی دیتی ہیں جن کی صورت اصلی زندگی میں اضطراب، بے چینی، سانپ، بچھو اور آگ کے سوا کچھ نہیں، جو یہاں انہی چیزوں کے پیچھے پڑ جائے گا جن کی طرف اس کی نظر اس کے دل کو کھینچتی ہے۔ اسے وہ چیزیں اسی دلکش مصنوعی شکل میں مل جائیں گی اور وہ اس سے جی بھر کر ممکن ہوا تو فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن مرتے ہی وہ چیزیں اپنی اصلی شکل میں بدل جائیں گی۔ اور وہ دیکھے گا۔ کہ یہ تو آگ کا انبار ہے جس میں سوا جلانے اور دکھ دینے کے اور کوئی صفت ہے ہی نہیں جس شخص نے قرآن حکیم کا کہنا مان کر ان چیزوں کی اصلیت پہچان لی اور ان کی دلکشی کو دھوکا سمجھ لیا۔ دل کو ان کی طرف مائل ہونے سے روکا اور ان چیزوں سے دل لگایا جو یہاں پرہیزگاری، تقویٰ، خواہشوں کی روک تھام کی شکل میں جلوہ گر ہیں اور وہاں عیش و آرام کی شکل میں نمایاں ہوں گی۔ وہ امتحان میں کامیاب ہوگا اور اس کی اصلی زندگی سنور جائے گی۔ ایک اور بات جو ان آیتوں سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ تقویٰ، پرہیزگاری، خواہشوں کی روک تھام وغیرہ بہرحال اچھی چیزیں ہیں لیکن آخرت کی زندگی میں ان کا نفع فقط اسی صورت میں ظاہر ہوگا۔ جب ان کو خالص اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اختیار کیا جائے گا۔ اگر اس کے سوا کوئی اور غرض ہوگی۔ تو یہ آخرت میں کسی کام نہ آئیں گی۔ جہاں کامیابی کا معیار فقط یہ ہوگا کہ کسی شخص نے اچھے کام فقط اللہ کے واسطے کتنے کیے ہیں۔ جو نیک کام کسی اور غرض سے کیے گئے ہوں گے ان کا فائدہ دنیا ہی میں جتنا مقدر میں ہوگا مل جائیگا اور آخرت میں وہ کچھ کام نہ آئیں گے ایسے لوگوں سے کہہ دیا جائے گا کہ جس غرض کے لیے تم متقی بنے تھے وہ تو دنیا ہی میں پوری کر دی گئی۔ اب یہاں تمہارے لیے کچھ نہیں البتہ اس تقویٰ کی شکل جو تم نے دنیا کے لیے اختیار کیا تھا یہاں آگ ہے چنانچہ انہیں آگ میں ڈال دیا جائے گا ۔

Marfat.com

دینِ فطرت

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ

کیا پس (وہ) برابر ہے شخص کہ جو ہے صاف راستے پر اپنے رب کے اور ساتھ ہے اس کے ایک گواہ

مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ

اللہ کی طرف سے۔ اور اس سے پہلے کتاب موسٰی کی جو امام ہے اور رحمت ہے یہی لوگ

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

مانتے ہیں قرآن کو اور جو انکار کرے اس کا فرقوں میں سے پس آگ

مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

ٹھکانا ہے اس کا پس مت ہو تو شک میں اس سے تحقیق وہ حق ہے

رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

تیرے رب کی طرف سے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ

بھلا کیا اوروں کے برابر ہے ایک شخص جو اپنے رب کے صاف رستہ پر ہے اور اس کے ساتھ

مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ

ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ ہے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب راستہ بتاتی

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

اور رحمت والی یہی لوگ قرآن کو مانتے ہیں اور جو کوئی اس سے منکر ہو فرقوں میں سے سو دوزخ

مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

ہے اس کا ٹھکانا سو تو اس سے شبہ میں مت رہ۔ بے شک وہ حق ہے تیرے

رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

رب کی طرف سے۔ لیکن بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے

بَيِّنَةٍ (کھلا صاف راستہ) صفت کا صیغہ ہے بین سے۔ بین کے معنی ہیں ظہور، روشنی۔ بَيِّنَةٌ روشن صاف نشانی یا راستہ۔ یہاں اس سے مراد انسانی فطرت ہے۔ يَتْلُوْ (پیچھے پیچھے چلنا) مضارع کا صیغہ ہے تلوٌّ سے۔ تلو کے معنی ہیں کسی کے ساتھ ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلنا۔ یہاں اس سے مراد ہے اس کی تائید اور تصدیق کرتا ہے۔ اِمَامٌ (پیشوا) وہ شخص یا چیز جو دوسروں کی رہنمائی کرے اور سب کے لیے نمونہ ہو۔ یہاں اس سے مراد ہدایت کرنے والی ہے۔

ارشاد ہے کہ دنیا پر لٹو ہو جانے والوں کا حال تم نے سنا۔ اب اس شخص کی طرف بھی دیکھو جو اپنے رب کی دی ہوئی اندرونی روشنی سے زندگی کا صاف راستہ دیکھ لیتا ہے۔ پھر اسے قرآن حکیم جیسی عظیم الشان کتاب مل جاتی ہے پھر وہ دیکھتا ہے کہ اور آسمانی کتابیں بھی جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات راہ نمائی اور انسانی ہمدردی میں سب سے نمایاں ہے۔ یہی کہتی ہیں۔ ان سب باتوں سے اسے یقین ہو جاتا ہے کہ قرآن حکیم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو انسان کو اس کی فطرت کے مطابق چلانا چاہتی ہے وہ اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کی ہدایتوں کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ رہے اور لوگ تو ان میں سے جو گروہ قرآن حکیم کو نہ مانے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے پس اے رسول کسی کا انکار قرآن مجید کی سچائی میں شک کا باعث نہیں ہو سکتا لوگوں سے فرمائیے کہ شک و شبہ سے دل پاک کریں اور قرآن کو مضبوط پکڑیں ::

Marfat.com

سلسلۂ ہدایت

اس آیت سے معلوم ہُوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا رب ہے۔ اس کو بہت سی دماغی اور جسمانی قوتیں عطا کی ہیں۔ تاکہ وہ سوچ سمجھ سے کام لے کر زندگی کا ٹھیک راستہ اپنے لیے انتخاب کرے۔ لیکن اس کی عقل اکثر خیالات اور توہمات کے گورکھ دھندے میں پھنس کر رہ جاتی ہے اور اسے صاف راستہ نہیں سوجھتا۔ دنیا کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اس پر اپنا پردہ ڈال دیتی ہے اور وہ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتی رہتی ہے عقل کو اس اندھیرے میں ٹھیک راستہ سجھانے کے لیے اس کے پروردگار نے اس کے اندر ایک خاص روشنی رکھ دی ہے جو ہر انسان کے اندر کم و بیش موجود ہے جو شخص دنیا کی نمائشی بھڑکدار چیزوں سے متاثر نہیں ہوتا اور ریاں کی آلائشوں سے بچ بچ کر چلتا ہے۔ اس کے اندر یہ روشنی اپنی چمک دمک دکھاتی ہے اور اس کی عقل کو اس روشنی میں وہ سیدھا راستہ سوجھنے لگتا ہے جو اللہ عزوجل نے انسان کے چلنے کے لیے اس دنیا میں مقرر کیا ہے اور جس کا نام دین فطرت ہے۔ ہر انسان کے اندر یہ روشنی پیدائشی طور پر موجود ہے۔ اگر انسان کی عقل پر دنیا کی محبّت کا پردہ پڑ جائے تو یہ روشنی اس پردے کے پیچھے چھُپ جاتی ہے عقل کو صحیح راستہ نہیں سوجھتا۔ اور انسان غلط راستوں پر پڑ جاتا ہے جس شخص کے اندر یہ روشنی کام کرتی ہے تو وہ صحیح راستہ دیکھنے لگتا ہے۔ اس کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر اس دنیا میں بھیجا ہے اسی غرض کے لیے اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ دے کر بھیجا تھا۔ لیکن اب توراۃ اور پہلی تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ قرآن مجید میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس لیے اندرونی روشنی والے اس کتاب مقدس میں وہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ پاتے ہیں جو اس روشنی میں ان کی عقل کو سوجھتا ہے۔ اس لیے وہ اس پر فوراً ایمان لے آتے ہیں اس کو اپنا رہنما قرار دیتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود، نصاریٰ، عرب، عجم، مجوس، بت پرست غرض دنیا کے تمام فرقوں کا صحیح رہنما اس وقت قرآن حکیم ہے جو شخص خواہ وہ دنیا کے کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ قرآن حکیم کا انکار کرے گا۔ اس کی نجات نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ وہ دنیا میں عارضی طور پر پھلے پھولے۔ لیکن جب اس دنیا سے جائے گا اس وقت اس کے ہاتھ سوا افسوس اور پچھتاوے کے کچھ نہ آئے گا۔ قیامت کے روز اپنے حقیقی مالک کو جواب نہ دے سکے گا۔ اگر یہ دنیا میں سوجھ بوجھ سے کام لیتا تو اس دن عذاب سے بچ جاتا۔ لیکن اس کی قسمت پھوٹ گئی۔ اس لیے وہ اس دن روئے گا۔

Marfat.com

ظالموں پر لعنت

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ
اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو باندھے اللہ پر
كَذِبًا اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَ
جھوٹ وہ لوگ پیش کیے جائیں گے اپنے رب پر اور
يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا
کہیں گے گواہ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ بولا
عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِيْنَ (۱۸)
اپنے رب پر آگاہ رہو لعنت ہے اللہ کی ظلم کرنے والوں پر

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ
اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر
كَذِبًا اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَ
جھوٹ باندھے وہ لوگ اپنے رب کے روبرو آئیں گے اور
يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا
گواہی دینے والے کہیں گے یہی ہیں جنہوں نے اپنے رب پر
عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِيْنَ (۱۸)
جھوٹ کہا تھا سنو اللہ کی پھٹکار ہے بے انصاف لوگوں پر

اَفْتَرٰی (تراشنے) ماضی کا صیغہ ہے۔ اِفْتِرَاءٌ سے اس کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ افترا سے مراد سوچے ہوئے منصوبے کے مطابق واقعات کو ڈھالنا۔ کافروں نے دل میں ٹھان لی تھی کہ اسلام کو نہیں چلنے دیں گے اس کے مطابق وہ واقعات میں غلط بیانی کرتے رہتے تھے تاکہ ان کا منصوبہ پورا ہو جائے اسی کو ظلم کہا گیا ہے۔

یہ لوگ دنیا کے فائدوں کو مدنظر رکھ کر اسلام کا انکار کر رہے ہیں کیونکہ اگر مانتے ہیں تو اسلام میں ان کو اپنی موت نظر آ رہی ہے۔ اس لیے وہ حق بات کو نہیں مانتے ظلم کی یہ سب سے بدترین قسم ہے کہ قرآن مجید کی صداقت کا انکار کیا جائے جس کا مطلب یا تو یہ ہوا کہ (معاذ اللہ) اللہ عزوجل کو جھوٹ بولنے والا قرار دے رہے ہیں۔ یا یہ ہوا کہ اللہ نے کہا ہی نہیں کہ یہ میرا کلام ہے بلکہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنایا اور نام اللہ کا لگا دیا کہ اس نے کہا ہے۔ اس میں اللہ کو نہیں بلکہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا ٹھہرایا۔ حالانکہ آپ کی سچائی اور دیانت داری مسلّم ہے۔ یہ بھی ظلم کی بدترین قسم میں داخل ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور سارے سچے گواہ اس بات کی گواہی دیں گے۔ کہ ان لوگوں نے یقیناً اللہ عزوجل کی بات کو جھوٹا کہا۔ اس لیے یہ لوگ بدترین قسم کے ظالم ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظالموں پر جو سچی بات کو جھٹلاتے ہیں سچوں کو جھوٹا کہتے ہیں اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنا چاہتے ہیں اللہ کی لعنت ہے اللہ ان سے دنیا اور آخرت دونوں میں ناراض ہے:

Marfat.com

ظالموں کے کام

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

وہ جو روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں

عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ

کجی اور وہی آخرت کا بالخصوص انکار کرنے والے ہیں وہ لوگ

لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ

نہیں ہیں تھکانے والے زمین میں نہیں ہے ان کے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ

اللہ کے سوا کوئی حمایتی دوگنا کردیا جائے گا ان کے لیے عذاب

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

نہیں تھے وہ طاقت رکھتے سننے کی اور نہ تھے وہ دیکھتے

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

جو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ اور اس میں کجی ڈھونڈتے

عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ

ہیں اور وہی ہیں آخرت سے منکر وہ لوگ

لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ

زمین میں بھاگ کر تھکانے والے نہیں اور ان کے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ

اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہیں ان کے لیے دوگنا عذاب ہے

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

نہ وہ سننے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ دیکھتے تھے

ارشاد ہے کہ یہ لوگ اللہ کو (معاذ اللہ) جھوٹا کہہ کر بہت سی بیہودہ باتوں میں پھنس گئے ہیں۔ یہ خود تو ڈوبے ہی تھے اوروں کو ڈبونے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو نہ مان کر اس سیدھے راستے سے بھٹکے جو اللہ نے اس دنیا میں انسان کے لیے منتخب کیا ہے پھر اپنی بات کی ضد پڑ گئی تو دوسروں کو بھی اس پر چلنے سے روکنے لگے سیدھے راستے کو چھوڑ کر ٹیڑھی گلیوں میں گھس جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی لالچ، دھوکا، دھمکی دے کر اور خوشامد کر کے انہی میں گھسیٹنا چاہتے ہیں۔ ان پر دنیا نے کچھ ایسا جادو کر دیا ہے کہ آخرت کی طرف ان کا دھیان ہی نہیں جاتا۔ اگر کوئی اس کی طرف توجہ دلاتا ہے تو اس کو مکار، فریبی، طالب شہرت وغیرہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔

پھر ارشاد ہے کہ اچھا یہ جاتے کہاں ہیں زمین کا کوئی حصہ انہیں پناہ نہ دے سکے گا۔ یہ ہمیں بھاگ کر اور چھپ چھپا کر تھکا نہیں سکتے نہ عاجز کر سکتے ہیں یہ جہاں جا کے چھپیں گے ہم انہیں کھینچ لائیں گے۔ ان کا کوئی یار و مددگار ساتھی ہمارے ہاتھ سے انہیں نہیں بچا سکتا۔ ان کو دوچند سہ چند عذاب دیا جائے گا۔ بھلا غضب ہے کہ جن غیب کی باتوں کو نہ انہوں نے سنا نہ دیکھا انہیں یقین کے ساتھ جھوٹا کہتے ہیں گویا انہیں ان کی بابت بہت کچھ معلوم ہے ؛

Marfat.com

عملوں کا پھل

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ
یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے برباد کیا اپنی جانوں کو اور گم ہو گیا
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۲۱) لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ
ان سے جو تھے وہ تراشتے شک نہیں کہ وہ
فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (۲۲) اِنَّ الَّذِيْنَ
آخرت میں وہی ہیں سب سے زیادہ خسارہ میں تحقیق جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْٓا
ایمان لائے اور کیے نیک کام اور عاجزی کی
اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
اپنے رب کے سامنے وہی لوگ جنت والے ہیں وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۳)
اس میں ہمیشہ رہیں گے

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ
وہی ہیں جو اپنی جان کھو بیٹھے اور گم ہو گیا
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ
ان سے جو جھوٹ باندھا تھا اس میں شک نہیں کہ یہی
فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (۲۲) اِنَّ الَّذِيْنَ
لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں البتہ جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْٓا
ایمان لائے اور نیک کام کیے اور عاجزی کی
اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
اپنے رب کے سامنے۔ وہ جنت کے رہنے والے ہیں وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۳)
اس میں ہمیشہ رہا کریں گے

اَخْبَتُوْا (عاجزی سے جھکے) ماضی کا صیغہ ہے جس کا مصدر اِخْبَاتٌ ہے جو خبت سے بنا ہے۔ خبت کے معنی پست نیچی جگہ۔ اِخْبَاتٌ اپنے آپ کو عاجز، پست اور ذلیل ظاہر کرنا۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ دنیا کی ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر اس پر رِیجھ گئے۔ خوب اپنی خواہشیں پوری کیں اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کی جان آفت میں پھنس جائے گی۔ لازمی بات ہے۔ کہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارے میں یہی لوگ رہیں گے۔ دنیا کے عارضی سامان پر لات مار کر جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں گے۔ اس کے کہنے کے مطابق نیک کام کریں گے اور اللہ کو اپنا رب مان کر اس کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھکیں گے۔ ان لوگوں کو آخرت میں رہنے کے لیے جنت ملے گی اور ہمیشہ وہیں رہا کریں گے۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جان بچا لی ؛؛

Marfat.com

دونوں کی مثال

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ
مثال دونوں فریقوں کی جیسے اندھا اور بہرا
وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ
اور دیکھتا اور سنتا کیا برابر ہیں دونوں
مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع
حالت میں کیا پس نہیں غور کرتے تم

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ
ان دونوں فریقوں کی مثال جیسے ایک تو اندھا اور بہرا
وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ
اور دوسرا دیکھتا ہے اور سنتا ہے کیا دونوں کا حال
مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع
برابر ہے پھر کیا تم غور نہیں کرتے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اللہ کی توحید کا اعلان کیا اور لوگوں سے کہا کہ اللہ نے تمہارے لیے اسلام کو دین مقرر کیا ہے اس پر چلو۔ اپنے گھڑے ہوئے معبود چھوڑ دو۔ پرانی غلط رسموں کو ترک کرو۔ اور اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر سب اکٹھے ہو جاؤ۔ یہ ایک سیدھا سادا پیغام تھا۔ اگر مان لیتے تو یقیناً بغیر خون خرابے کے ان کی زندگی سنور جاتی لیکن انہوں نے نہ مانا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو فریق پیدا ہو گئے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ جو تمہاری بات مانے اس کی دلجوئی کرو اور جو ماننے کے لیے تیار نہ ہو اس کو سمجھاؤ۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ سارے آدمی اپنی سمجھ سے کام لینے میں برابر نہیں ہوتے اسی طرح جیسے جسمانی حالت سب کی یکساں نہیں ہوتی۔ اگرچہ اللہ کے دین میں کچھ کمی نہیں۔ لیکن ہر ایک اس قوت میں سے اتنی ہی لے سکتا ہے۔ جتنی اس کی بناوٹ کو قبول کر سکتی ہے۔ بعض میں مادہ کا اتنا قصور ہوتا ہے کہ آنکھ اور کان اس قابل بنے ہی نہیں جو اس قوت کو قبول کریں۔ یہی لوگ اندھے اور بہرے رہ جاتے ہیں۔

اسی طرح دماغی قوتوں کا بھی حال ہے ان میں سے بھی اپنی بناوٹ کی کمی کی وجہ سے ہر شخص پورا پورا حصہ نہیں لے سکتا۔ کسی کی سمجھ تیز ہوتی ہے۔ کوئی بالکل بے وقوف ہوتا ہے۔ کسی کو دانائی اور بینائی کا حصہ تو خاصہ مل جاتا ہے لیکن باہر کے اثر کچھ ایسے زوردار ہوتے ہیں کہ ان کو اپنا کام پورے طور پر نہیں کرنے دیتے۔ اگر ان بیرونی اثرات کو ہٹا دیا جائے تو پھر وہ ٹھیک ٹھیک دیکھ سن بھی سکتے ہیں اور عقل ٹھکانے آجاتی ہے ایسے ہی لوگوں کو وعظ و نصیحت اور تعلیم و تربیت سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

نوح علیہ السّلام کا پیغام

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّىْ

اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بے شک میں

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا

تمہیں ڈرانے والا ہوں کھلم کھلا کہ نہ عبادت کرو

اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

مگر اللہ کی تحقیق میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾

عذاب سے ایک دن دکھ دینے والے کے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّىْ

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا

تم کو ڈر کی بات کھول کر سناتا ہوں کہ اللہ کے سوا

اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

پرستش نہ کرو میں تم پر دردناک دن کے

عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾

عذاب سے ڈرتا ہوں

ارشاد ہے کہ ہم نے نوحؑ کی قوم کی طرف نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا تا کہ وہ ہمارا پیغام انہیں سنا دے۔ کہا کہ میں تمہیں صاف صاف الفاظ میں ڈرانے آیا ہوں کیونکہ تم غلط راستے پر چل رہے ہو اور اس کا انجام تمہارے لیے اچھا نہ ہو گا سنو! بتوں کی پوجا چھوڑو اور اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ اس کو اپنا معبود مانو اور کسی کے آگے نہ جھکو۔ نہ اس کے سوا کسی کی تعریف کے گیت گاؤ۔ فقط اللہ ہی کی حمد و ثنا کرو اور اسی کا شکر ادا کرو۔ ان بتوں نے تمہیں کچھ نہیں دیا اور نہ ان لوگوں نے کچھ دیا۔ جن کی شکل کے یہ بت بنا کر تم نے رکھے ہیں۔ تمہارے پاس جو کچھ ہے۔ سب اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اس لیے اسی کی عبادت کرو۔ اسی کی حمد و ثنا کے گیت گاؤ اور ہر وقت اسی کا شکر ادا کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ ایک ہولناک دن آنے والا ہے۔ جس میں تمہارے سارے کاموں کو جانچا جائے گا۔ اور اللہ کی طرف سے منہ موڑ کر ان بتوں کی عبادت اور پوجا کرنے کے بدلے تمہیں عذاب میں گرفتار ہونا پڑے گا۔

جن لوگوں کو حضرت نوح علیہ السلام سمجھا رہے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ عقل سے کام لیتے اور سوچتے کہ واقعی یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن ان کی عقل غلط ڈگر پر پڑ چکی تھی وہ سیدھی نہ ہوئی ؛

Marfat.com

قوم کا جواب

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
بس کہا سرداروں نے جو کافر تھے اس کی قوم کے
مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ
نہیں دیکھتے ہم تجھ کو مگر ایک آدمی اپنے جیسا اور نہیں دیکھتے ہم تجھ کو کہ
اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا
تابعداری کی ہو تیری مگر انہوں نے جو خاص طور پر نیچ لوگ ہیں ہم میں
بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا
سرسری نظر ڈال کر اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے لیے اپنے اوپر
مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾
کوئی فضیلت بلکہ ہم گمان کرتے ہیں تم کو جھوٹا

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
پھر اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے بولے ہم کو تو تو نظر
مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ
نہیں آتا مگر ہم جیسا ایک آدمی اور ہم نہیں دیکھتے کوئی
اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا
تیرا تابع ہوا ہو مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں
بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا
بلا تامل اور یہ ہم تم میں اپنے اوپر کچھ بڑائی
مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾
نہیں دیکھتے بلکہ ہمارا تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو

اَرَاذِلُنَا (ہمارے رذیل) یہ ارذل کی جمع ہے جو رَذْلٌ سے بنا ہے۔ رذل کے معنی نیچا ہونا، کم درجہ ہونا۔ اسی سے رذالت بنا ہے۔ نیچے درجے کے آدمی کو رذیل کہتے ہیں۔ عرب اسی کو ارذل بھی کہتے ہیں۔ یہ دونوں صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔ یہاں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ادنیٰ درجے کے پیشوں سے روٹی کماتے ہیں مثلاً بھنگی وغیرہ۔

ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام کی بات کو اس کی قوم نے کوئی وقعت نہ دی کہا تو یہ کہا کہ تو بھی ہمیں جیسا ایک آدمی ہے۔ پھر تیری بات کیوں مانیں۔ پھر جن لوگوں نے اب تک تجھے مانا ہے وہ بھی نیچ ذات کے ہیں کوئی بڑی حیثیت والے لوگ نہیں۔ پھر تم لوگوں کی جماعت نے کوئی نمایاں کام بھی کر کے نہیں دکھایا جس سے ہم تم کو اپنے سے بڑا سمجھیں۔ صاف بات یہ ہے کہ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تم نے ایک نیا طریقہ اس لیے گھڑا تھا کہ کچھ نام و نمود اور شہرت حاصل کریں لیکن ہوا ہوایا کچھ نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ذات پات کا فرق انہی لوگوں سے چلا اور بت پرستی بھی انہی سے نکلی۔ کیونکہ انہوں نے ایک طبقے کو بڑا مانا اور ان کے بعد ان کی مورتیاں بنالیں جن کی رفتہ رفتہ پوجا ہونے لگی۔

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کا جواب

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
کہا اے قوم دیکھو تو اگر میں ہوں صاف راستے پر
مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ
اپنے رب کی طرف سے اور دی اس نے مجھ کو رحمت اپنی جانب سے
فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا
پھر وہ پوشیدہ کر دی گئی تم پر تو کیا زبردستی منوائیں ہم تم کو اس سے
وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾
حالانکہ تم اس سے بیزار ہو

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
بولا اے قوم دیکھو تو اگر میں اپنے رب کے صاف راستہ
مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ
پر ہوں اور اس نے مجھ پر اپنے پاس سے رحمت بھیجی
فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا
پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو اس پر مجبور
وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾
کر سکتے ہیں اور تم اس سے بیزار ہو

بَيِّنَةٌ روشن چیز، کھلی دلیل، یا صاف راستہ۔ یہ لفظ پہلے کئی جگہ آچکا ہے۔ عُمِّيَتْ (چھپا دی گئی) ماضی کا صیغہ ہے اور اس کا مصدر تَعْمِيَةٌ ہے جو عمی سے بنا ہے۔ عمی اندھے پن کو کہتے ہیں۔ تعمیہ کے معنی چیز کو ایسا چھپانا کہ دوسرا نہ دیکھ سکے معمّٰی مشہور لفظ ہے جو اسی سے بنا ہے جس کے معنی ہیں چھپائی ہوئی چیز۔ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا (کیا زبردستی دکھائیں ہم تمہیں اسے)۔ اَ کیا، نُلْزِمُ ہم زبردستی ڈالیں تمہارے سر۔ کُمُوْ اصل میں کُمْ ہے جس کے معنی ہیں تمہارے۔ واؤ اس میں بڑھا دی گئی ہے۔ نُلْزِمُ مضارع کا صیغہ الزام سے ہے۔ جو لزم سے بنا ہے۔ لزوم، لازم، لوازم وغیرہ اسی سے بنے ہوئے الفاظ ہیں۔ لزوم کے معنی ہیں کسی سے چمٹ جانا۔ ہر وقت اس سے ملا رہنا۔ الزام کے معنی کوئی چیز زبردستی دوسرے کے سر تھوپ دینا۔ زبردستی بات منوا لینا۔

حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا اور مجھے اپنی رحمت سے اپنا رسول مقرر کیا کہ تمہیں بھی وہ راستہ سمجھاؤں۔ مانا کہ میرے پاس مال و دولت اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کچھ نہیں۔ لیکن بزرگی ان چیزوں سے نہیں حاصل ہوتی۔ بزرگی عقل کی درستی اور اخلاق کی عمدگی سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ نے اپنے فضل سے یہ دونوں چیزیں مجھے عنایت فرمائی ہیں تمہیں اگر نظر نہیں آتیں تو اس کا کیا علاج۔ تم تو ان دونوں سے محروم ہو۔ بلکہ ان سے بھاگتے ہو جس کو خود کچھ نہ سوجھے اسے ہم زبردستی کیسے سمجھا سکتے ہیں؟

Marfat.com

مال سے بے نیازی

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ
اور اے میری قوم نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مال نہیں
اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ
میری مزدوری مگر اللہ پر اور نہیں ہوں ہانکنے والا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ
ان کو جو ایمان لائے تحقیق وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے
وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (۲۹)
اور لیکن میں دیکھتا ہوں تم کو ایک قوم جہالت میں مبتلا

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ
اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ مال نہیں مانگتا میری
اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ
مزدوری نہیں مگر اللہ پر اور میں ایمان والوں کو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ
ہانکنے والا نہیں ان کو اپنے رب سے ملنا ہے
وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (۲۹)
لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہل ہو

بِطَارِدِ نکال دینے والا (دھتکار دینے والا) اسم فاعل ہے طَرْدٌ سے۔ طَرْدٌ کے معنی ہیں، ہانک دینا۔ نکال دینا، اپنے پاس سے دور کر دینا۔

حضرت نوح علیہ السلام کہتے ہیں۔ کہ تم میرے مفلس ہونے سے یہ سمجھے ہو گے کہ ایک نئی بات نکال کر تم سے کچھ مال چندہ وغیرہ طلب کرتا ہوں۔ حاشا وکلا، میں تم سے ایک پائی کا طلب گار نہیں۔ میں تو اپنا کام اللہ کے حکم سے اور محض اسی کی رضا کے لیے کرتا ہوں، میری مزدوری وہی دے گا۔

دوسری بات جو تم کہتے ہو کہ میرے پاس غریب پیشہ ور نیچے طبقہ کے لوگ آتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ مل بیٹھنے میں تم اپنی ہتک سمجھتے ہو۔ تو یہ تو سوچو کہ جب میں مال کا طالب نہیں محض اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں۔ تو میں کسی شخص کو جو میرے پاس ایمان لانے کی غرض سے آئے کیسے نکال سکتا ہوں۔ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ ان کا رب ہے۔ ایک دن ان لوگوں کو اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے تم مجھ سے ان کے نکال دینے کا مطالبہ کرتے ہو۔ اس سے صاف تمہاری نادانی اور جہالت ظاہر ہوتی ہے تم لوگوں کے رذیل اور کم درجہ ہونے کا فیصلہ ان کی ظاہری حالت کی بنا پر کرتے ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آدمی، مال و دولت اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کی وجہ سے شریف اور معزز نہیں ہوتا۔ اس کی عزت اور شرافت اس کی نیک عادتوں اور اچھی خصلتوں پر موقوف ہے۔ مال اور پیسہ تو اکثر لوگوں کو بد مزاج، ضدی اور کمینی عادتوں والا بنا دیتا ہے۔ غریب لوگ اچھی بات کو جلدی قبول کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ کا خوف

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

اور اے میری قوم کون بچائے گا مجھے اللہ سے اگر

طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰

میں ہانک دوں ان کو کیا پس نہیں دھیان کرتے تم

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

اور اے قوم مجھ کو اللہ سے کون چھڑا دے گا اگر

طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰

میں انہیں ہانک دوں کیا تم دھیان نہیں کرتے

حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور اس اعتبار سے سب ایک دوسرے کے برابر ہیں مجھے کوئی حق نہیں۔ کہ میں دنیا کی عارضی مال و دولت، جاہ و جلال کی بنا پر لوگوں کے گروہ قائم کروں اور فقط انہی لوگوں کو پاس آنے دوں جو دنیا میں اپنے آپ کو بڑے مرتبے والے سمجھتے ہیں۔ یہ خود ان کی من گھڑت بات ہے۔ اللہ نے دنیا کے مرتبہ کو ہیچ قرار دیا ہے۔ اب ذرا سوچو کہ میں ان غریب غربا کو جو میرے پاس اللہ کا پیام سننے آتے ہیں کس منہ سے کہہ دوں کہ تمہارے لیے میرے پاس وقت نہیں ہے تم میرے پاس مت آؤ اور جو آئے بیٹھے ہوں انہیں دھتکار کر نکال دوں۔ اگر میں ایسا کر دوں تو اللہ مجھے اس کی سزا دے گا۔ کیونکہ یہ اس کی نافرمانی ہے پھر مجھے اس کے غضب سے کون بچائے گا۔

اللہ تعالیٰ تم مغرور مال داروں کی سفارش کیوں سننے لگا۔ سفارشیں تو دنیا کے لالچی حاکم سنا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس مال داروں کی طرف سے رشوتیں اور تحفے تحائف بھی پہنچتے رہتے ہیں۔ اور انہیں وقت آنے پر ان کی رعایت ضروری ہے۔ ورنہ وہ بڑے لوگ ان سے ناراض ہو جائیں گے۔ اللہ عزوجل تو احکم الحاکمین ہے۔ اس کے ہاں سفارش اور رشوت کچھ نہیں چلتی۔ کیا تم میں اتنی عقل نہیں ہے کہ ان باتوں کو سوچو اور نامناسب باتیں منہ سے نہ نکالو۔

یہ آیت صاف کہہ رہی ہے۔ کہ ذات پات، مال داری، مفلسی، نسل، ملک، قوم کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ کی نگاہ میں وہ شخص جو تخت پر بادشاہ بنا بیٹھا ہے۔ اور وہ شخص جو خون پسینہ ایک کر کے اپنا اور اپنے کنبہ کا پیٹ پالتا ہے۔ دونوں بالکل برابر ہیں۔ بلکہ اگر یہ غریب اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور اس کی بندگی کرتا ہے۔ تو وہ اس بادشاہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہیں بہتر ہے۔

Marfat.com

پیغمبر کی شان

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ
اور نہیں کہتا میں تم سے میرے پاس خزانے ہیں اللہ کے اور نہ
اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ
جانتا ہوں میں غیب کی بات اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ
اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ
کہوں گا ان لوگوں کو کہ حقیر سمجھتی ہیں تمہاری آنکھیں ہرگز نہ
يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
دے گا ان کو اللہ بھلائی اللہ زیادہ واقف ہے اس سے جو
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۳۱)
ان کے دلوں میں ہے بیشک میں اس وقت البتہ ظالموں میں سے ہوں گا

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ
اور میں تم کو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ
اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ
غیب کی خبر رکھوں (اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ
اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ
کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں اللہ ان
يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
کو بھلائی نہ دے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۳۱)
ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں بے انصاف ہوں

حضرت نوح علیہ السلام پیغمبروں کی حالت کو واضح کر کے اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ عزوجل نے اپنا رسول مقرر کیا ہے۔ اس لیے میں تم سے مذکورہ بالا قاعدے کی بنا پر یہ نہیں کہتا کہ مجھے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، یا مجھے غیب کا علم ہے، یا میں آدمی نہیں کوئی فرشتہ ہوں جو بشریت کی حاجتوں سے پاک ہوتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو علم دیا ہے اس کی بنا پر البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ تم جن لوگوں کو حقیر، ذلیل اور کم درجہ کا سمجھتے ہو ان میں باطنی خوبیاں ہو سکتی ہیں جن کی بنا پر وہ اللہ عزوجل کے ہاں بڑے بڑے مرتبے حاصل کر سکتے ہیں یہ نہیں کہ جن کو تم نے دنیاوی ساز و سامان کے لحاظ سے نیچ اور کمینہ قرار دے دیا وہ کوشش کر کے آگے نہیں بڑھ سکتے مجھے ان لوگوں کے دل کا حال معلوم نہیں، کہ ان کی بابت از خود کوئی حکم لگا دوں اور کہہ دوں کہ واقعی یہ ہر طرح سے گئے گذرے لوگ ہیں۔ ایسی اٹکل پچو باتیں کرنے والے غلطی پر ہیں۔ اگر میں بھی ایسی گمراہوں کی سی باتیں کرنے لگوں تو میرا شمار بھی ظالموں میں ہو جائے گا کیونکہ ظالم وہی ہے جو کج فہمی اور دبنگ پن سے غلط فیصلے کرے اور پھر ان کو زبردستی صحیح قرار دے کر ان کے مطابق عمل کرے۔

Marfat.com

ہٹ دھرمی

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

بولے اے نوح تو نے ہم سے جھگڑا کیا پس بہت بڑھا دیا

جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ

جھگڑا ہم سے پس لے آ ہم پر جو تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر ہے تو

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

سچوں میں سے کہا کرنی نہیں لائے گا تم پر اس کو مگر اللہ

اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾

اگر چاہے گا اور نہیں تم عاجز کر دینے والے

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

بولے اے نوح تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت

جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ

جھگڑ چکا اب لے آ جو تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

سچا ہے کہا کہ اس کو تو اللہ ہی لائے گا

اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾

اگر چاہے گا اور تم بھاگ کر تھکا نہ سکو گے

حضرت نوح کی قوم نے نوح علیہ السلام کی باتیں سن کر جو جواب دیا۔ اس سے ان کی ساری ذہنیت سامنے آجاتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں پیغمبر کے معنی سمجھائے اور ان صفات کو گنوایا جن پر پیغمبری ملتی ہے پیغمبر مال و دولت، قوت، نصرت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ اس کو انسانوں سے ہمدردی ہوتی ہے۔ اس لیے وہ نہیں چاہتا کہ انہیں تباہی کے راستہ پر چلتا ہوا دیکھے اور یونہی چھوڑ دے۔

اس غرض کے لیے اللہ عزوجل اسے کچھ باتیں بتا دیتا ہے۔ اور وہی باتیں وہ لوگوں کو بتانی چاہتا ہے۔ اس آیت میں وہ آخری جواب ہے۔ جو ان کی قوم نے ان کی باتیں سُن کر دیا۔ اس سے انتہا درجے کی غفلت، ضد، ہٹ دھرمی اور کام کی باتوں کی حقارت ٹپکتی ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ بس بس ہم بہت کچھ سن چکے۔ اگر تو سچا ہے تو جا ہمارے اوپر وہ عذاب ابھی لے آ جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام یہ سن کر فرمانے لگے کہ عذاب تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے گا تو تمہیں دنیا ہی میں عذاب چکھا دے گا۔ عذاب پر فقط وہی قدرت رکھتا ہے۔ کسی کے بس کا بھی روگ نہیں لیکن جب آئے گا تو تمہیں کہیں پناہ نہ ملے گی۔ اللہ عزوجل کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا، تمہاری تو بساط ہی کیا ہے۔

Marfat.com

نصیحت کا نفع

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِىٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ

اور نہ نفع دے گی تم کو میری نصیحت اگر میں چاہوں کہ نصیحت کروں

لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ

نہیں اگر ہے اللہ چاہتا کہ گمراہ کرے تم کو

هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ

وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تم کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ

کہتے ہیں وہ کہ گھڑ لایا ہے اس کو کہہ دے کہ اگر میں گھڑ لایا ہوں تو مجھ پر ہے

اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

میرا گناہ اور میں بری ہوں اس سے جو تم گناہ کرتے ہو

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِىٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ

اور تمہارے لیے میری نصیحت کارگر نہ ہوگی اگر میں چاہوں کہ تم

لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ

کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا کہ تم کو گمراہ کرے

هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ

وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر آؤ گے کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ

کہتے ہیں کہ قرآن کو بنا لایا ہے کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں تو میرا گناہ

اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع ۳

مجھ پر ہے اور میں بری ہوں اس سے جو تم گناہ کرتے ہو

حضرت نوحؑ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ عذاب کا لانا نہ لانا تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے گا تو بھیج دے گا لیکن جب آئے گا تو تمہاری پوری پوری شامت آجائے گی۔ دنیا کا کوئی کونہ تمہیں پناہ نہ دے سکے گا تمہاری اس ڈھٹائی اور گستاخی سے معلوم ہو گیا کہ تم راہ راست پر آنے والے نہیں یہ علامتیں صاف بتا رہی ہیں کہ اللہ کا ارادہ تمہیں گمراہ ہی رکھنے کا ہے پھر میرا سمجھانا بجھانا بیکار ہے۔

اللہ کے ارادہ کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔ وہ تمہارا پروردگار ہے۔ اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا جو حال قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ مکہ کے لوگوں پر بالکل چسپاں ہوتا ہے۔ اسلام کے نہ ماننے کے ایسے ہی بہانے وہ بھی کرتے تھے۔ اب جو آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کا حال سنایا تو چیخ اٹھے کہ یہ تو تو نے ہمارے جواب سن سن کر خود گھڑ لیا ہے اور قرآن میں داخل کر دیا ہے۔ اس کے بارے میں بعد کی آیت میں فرمایا کہ ان سے کہہ دے کہ کسی طرح تم اصل بات سمجھ جاؤ اور وہ یہ ہے اللہ کی نافرمانی اور اس سے مقابلہ کرنا ٹھیک نہیں میں نے یہ قصہ گھڑ لیا ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے لیکن تم جو حق بات کے ٹلانے کے لیے نت بہانے ڈھونڈتے ہو یہ بڑا اور ناقابل معافی جرم ہے میں اس سے بری ہوں۔

Marfat.com

عذابِ الٰہی

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ
اور وحی بھیجی گئی نوح کی طرف کہ ہرگز ایمان نہ لائے گا سے
قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا
تیری قوم میں مگر وہی جو ایمان لاچکا پس غمگین نہ رہ اس پر جو
كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا
ہیں وہ کر رہے اور بنا کشتی ہمارے سامنے
وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ
اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ان کے بارے میں کہ ظلم کیا انہوں نے
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾
وہ بے شک ڈوبنے والے ہیں

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ
اور نوح کی طرف حکم بھیجا گیا کہ اب تیری قوم میں کوئی
قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا
ایمان نہ لانے گا مگر جو ایمان لا چکا سو ان کاموں پر جو وہ
كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا
کر رہے ہیں غمگین نہ رہ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا
وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ
اور ظالموں کے حق میں مجھ سے بات نہ کر
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾
یہ بے شک غرق ہوں گے

ارشاد ہے کہ نوح کی طرف وحی کی گئی۔ کہ تیری قوم میں سے جنہیں ایمان لانا تھا لا چکے۔ اب اور کوئی ایمان نہ لائے گا ان کے اعمال انہیں عذاب کا سزاوار ٹھہرا چکے ہیں۔ اس لیے ان کی غلط کاریوں اور بد اعمالیوں پر رنجیدہ ہونا بیکار ہے عنقریب پانی کا زبردست طوفان آنے والا ہے۔ یہ لوگ اس میں ڈوب کر سب مر جائیں گے اپنے اور اپنے ماننے والوں کے بچاؤ کا فکر کر اور ایک عظیم الشان کشتی بنانی شروع کر دے۔ اس کام کی حفاظت اور نگرانی ہم کریں گے۔ اور تجھ کو کشتی بنانے کا طریقہ الہام اور وحی کے ذریعے سکھاتے رہیں گے۔ ان گمراہ لوگوں کا خیال چھوڑ دے۔ طوفان کا آنا بالکل اٹل ہے اور ان سب کا اس میں ڈوب مرنا یقینی ہے۔ اب ہمارے سامنے ان ظالموں میں سے کسی کی سفارش نہ کر۔ یہ اب اس قابل نہیں کہ ان کو معاف کر دیا جائے۔ جب ارادۂ الٰہی کے ظہور کا وقت قریب ہوتا ہے تو رسولوں سے کہہ دیا جاتا ہے کہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا سامان کر دو۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو یہاں ہدایت کر دی گئی کہ وہ ایک بڑی کشتی بنانی شروع کر دیں۔ اللہ کی طرف سے ان کے دل میں خود بخود الہام ہوتا رہے گا کہ کشتی کیسی اور کس طرح بنائی جائے۔

Marfat.com

کام کا آغاز

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۚ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ

اور بنانے لگا کشتی اور جب کبھی گذرتے اس پر سردار

مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا

اس کی قوم کے ہنسی کرتے ان سے کہتا اگر تم ہنسی کرتے ہو

مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾

ہم سے تو ہم بھی ہنسیں گے تم سے جیسے تم ہنسی کرتے ہو

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ

پس عنقریب جان لوگے کون ہے کہ آتا ہے اس پر عذاب جو

يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾

اس کو رسوا کرے اور نازل ہوتا ہے اس پر عذاب جم جانے والا

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۚ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ

اور کشتی بنانے لگا اور جب اس پر اس کی قوم کے سردار

مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا

گذرتے تو اس سے ہنسی کرتے بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو

مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾

تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسے تم ہنستے ہو

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ

اب جلد جان لوگے کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اس کو

يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾

رسوا کرے اور اترتا ہے اس پر دائمی عذاب

ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام نے کشتی بنانی شروع کی۔ الہام سے انہیں معلوم ہوتا رہا کہ اس کی شکل وصورت کیسی اور لمبائی چوڑائی کتنی ہونی چاہیئے۔ کتنے درجے الگ الگ مقرر ہونے چاہئیں۔ صبح سے شام تک اسی میں مصروف رہتے تھے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی تھا۔ قوم کے بڑے بڑے لوگ ادھر سے گذرتے اور حضرت نوح علیہ السلام کو تختے جوڑتے ہوئے دیکھتے تو طنزاً کہتے کہ اچھا اب وہ سب وعظ ونصیحت چھوڑ کر آخر یہ اب کیا بنا رہے ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام فرماتے کہ ایک تیرنے والا گھر بنا رہا ہوں۔ اس پر ہنستے۔ بھلا خشکی پر تیرنے والے گھر کی کیا ضرورت یہ کہہ کر ہنستے ہوئے چل دیتے۔

حضرت نوح علیہ السلام کہتے کہ ہنستے کیا ہو تمہیں تمہارے سر پر موت کھڑی نظر آرہی ہے۔ ہم بھی تمہاری بے خبری اور نادانی پر ہنستے ہیں کہ سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں۔ اچھا جتنا ہنسنا چاہئے ہنس لو۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مصیبت میں ہم مبتلا ہوتے ہیں یا تم اور ہمیشہ کا عذاب تمہیں نصیب ہوتا ہے یا ہمیں۔

Marfat.com

آخری ہدایتیں

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

یہاں تک کہ جب آیا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

کہا ہم نے چڑھا لے اس میں ہر جانور کا ایک جوڑا

اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ

یعنی نر مادہ اور اپنے گھر والے سوا اس کے کہ پہلے ہو چکا

عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ

اس پر حکم اور جو ایمان لایا ہو اور نہیں ایمان لائے تھے

مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

اس کے ساتھ مگر تھوڑے سے

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

ہم نے کہا لے ہر قسم سے جوڑا

اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ

دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس پر پہلے حکم ہو چکا ہے

عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ

اور سب ایمان والوں کو کشتی میں چڑھا لے اس کے ساتھ ایمان نہ لائے

مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

تھے مگر تھوڑے

فَارَ (جوش مارا) ماضی کا صیغہ ہے فور سے فور کے معنی اچھل کر زور سے نکلنا لفظ فوارہ جو ہمارے ہاں عام طور پر مستعمل ہے اسی سے بنا ہے۔ تنور (تندور) اس کے معنی سب جانتے ہیں۔ آگ سے گرم رہتا ہے لیکن اس وقت اس سے بھی پانی ابلنے لگا تھا۔ مِنْ كُلٍّ (ہر ایک میں سے) کل کے معنی ہر یا تمام کے ہیں یہاں اس سے مراد وہ پالتو جانور ہیں جن سے انسان کو ہر طرح کی مدد پہنچتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب ہمارا حکم پہنچا۔ بادل نمودار ہوئے۔ بارش شروع ہوئی۔ آسمان سے پانی برسنے کے ساتھ ہی زمین سے بھی جگہ جگہ سے پانی ابلنے لگا یہاں تک کہ تنوروں میں سے بھی پانی جوش مارنے لگا ہم نے نوحؑ کو حکم دیا کہ اس پانی سے جس کو بچانا ہے اسے کشتی میں چڑھا لے۔ کام کے جانوروں میں سے نر و مادہ کا ایک ایک جوڑا لے لے۔ اپنے گھر کے لوگوں کو سوار کر لے سوا ان کے جن کی بابت ڈوبنے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ان کو بھی لے لے جو ایمان لا چکے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان سب کو کشتی میں بٹھا لیا۔ جن جانوروں کو بچانا تھا ان کا ایک ایک جوڑا لے لیا۔ ان کے گھر والے بھی سب کشتی میں بیٹھ گئے صرف ایک بیٹا یام جو کنعان مشہور ہے اس کی والدہ واعلہ یہ نہ بیٹھے اور یہ ڈوبنے والوں کے ساتھ ڈوب گئے ایمان والے بھی سب بیٹھ گئے کیوں کہ ان کی تعداد تھوڑی سی تھی۔

Marfat.com

اصلی سہارا

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا

اور کہا سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہے چلنا اس کا

وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

اور ٹھیرنا اس کا تحقیق میرا رب البتہ بخشنے والا مہربان ہے

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا

اور بولا سوار ہو جاؤ اس میں۔ اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا

وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

اور ٹھیرنا تحقیق میرا رب بخشنے والا مہربان ہے

مَجْرٰی (چلنا) مصدر میمی ہے جس کا مادہ ج۔ ر۔ ی ہے جَرْیٌ اور مَجْرٰی دونوں کے معنی چلنا ہے۔ اصل میں مَجْرٰہَا کو مَجْرَاہَا پڑھنا چاہیے لیکن اس آیت میں اس کا الف یائے مجہول کی طرح پڑھا جاتا ہے یعنی مَجْرِے ہا۔

مُرْسٰی (ٹھیرنا) یہ بھی مصدر میمی ہے اور اس کا اصل مصدر اِرْسَاءٌ ہے۔ دونوں رَسْوٌ سے بنے ہیں۔ رَسْوٌ کے معنی ٹھیرانا کشتی کا لنگر ڈال دینا یعنی ٹھیرا لینا۔

ایمان والوں کا اصل سہارا اللہ ہے وہ ہر کام کرتے وقت اسی پر نظر رکھتے ہیں۔ مقصد حاصل کرنے کے لیے ظاہری اسباب جمع کرنے میں تو اس خیال سے نہیں کہ ان اسباب سے ہمارا کام بن جائے گا۔ ان اسباب کو جمع کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہی حکم دیا ہے کہ ہر چیز کو حاصل کرنے کی اسی طریقے سے کوشش کرو جو ہم نے مقرر کر دیا ہے کسی مقصد کے حاصل کرنے کے لیے اس کے اسباب جمع کرنے کی کوشش کرنا دراصل ایک دعا ہے۔ جو ہم اللہ سے کر رہے ہیں ہماری ساری کوشش کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم اللہ عزوجل کی درگاہ میں عرضی گذار رہے ہیں کہ یا اللہ ہم تیرا حکم بجالائے اب ہمیں وہ چیز عطا کر جو ہم مانگتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کو اللہ کے حکم سے مکمل کر لیا اور جن آدمیوں کو چڑھانا تھا، مخاطب ہو کر کہا۔ اللہ کا نام لے کر کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ اسی کے حکم سے یہ پانی پر تیرے گی اور پھر ٹھہر جائے گی۔ ڈوبنے سے بچانے والا تو اللہ ہے۔ لیکن اسی نے ہمارے لیے اس کشتی کو بچاؤ کا ذریعہ ٹھہرا دیا ہے وہی سب خطاؤں کا بخشنے والا اور قصوروں کا معاف کر دینے والا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ طریقہ ہم سب کے لیے ایک نمونہ ہے کہ اپنی سب کوششیں کر لو۔ اور اس کے بعد اللہ کی رحمت اور فضل کے امیدوار رہو۔

Marfat.com

کشتی چلی

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۚ وَ
اور کشتی چلی انہیں لے کر لہروں میں جو پہاڑ جیسی تھیں اور
نَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ
آواز دی نوح نے اپنے بیٹے کو اور تھا وہ ایک کنارے اے میرے بیٹے
ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾
سوار ہو جا ہمارے ساتھ اور مت ہو کافروں کے ساتھ
قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۚ
بولا میں ٹھکانہ ڈھونڈ لیتا ہوں ایک پہاڑ پر جو بچا لے گا مجھے پانی سے
قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا
کہا نوح نے کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے قہر سے مگر
مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ
جس پر وہی رحم کرے اور آ گئی ان دونوں کے درمیان لہر
فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾
پس ہو گیا وہ ڈوبنے والوں میں

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۚ وَ
اور کشتی ان کو لیے جا رہی تھی پہاڑ جیسی لہروں میں اور
نَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ
نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ کنارے ہو رہا تھا اے میرے بیٹے
ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾
ساتھ سوار ہو جا ہمارے اور کافروں کے ساتھ مت رہ
قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۚ
بولا جا چڑھوں گا کسی پہاڑ پر جو مجھے پانی سے بچا لے گا
قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا
کہا آج اللہ کے فیصلے سے بچانے والا کوئی نہیں مگر جس پر
مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ
وہی رحم کرے اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی
فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾
پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا

اس آیت میں سمجھانے کے آخری مرحلہ کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ پانی برابر چڑھ رہا ہے حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا اِدھر اُدھر بچتا پھر رہا ہے مگر کشتی میں نہیں بیٹھتا۔ حضرت نوح علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ بیٹا کشتی میں آ جا۔ وہ کہتا ہے کہ میں کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا مگر قوم کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کے آگے پہاڑ میں کیا طاقت ہے جو کسی کو بچا سکے۔ ایسی حالت میں وہی رحم کرے تو جان بچے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ پانی کی موج کا ایک زور کا تھپیڑا لگا اور حضرت نوح علیہ السلام کا فرزند اوروں کی طرح پانی میں ڈوب گیا۔ یہ عقل بگڑ جانے کی انتہائی صورت ہے۔ ظاہری چیزوں پر اس قدر اعتماد کہ جس نے ان کو بنایا ہے اس کی قدرت کا بھول کر بھی خیال نہ آئے۔ انسان کی انتہائی بدبختی ہے۔

Marfat.com

طوفان کا خاتمہ

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ

اور کہہ دیا گیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان

اَقْلِعِيْ وَ غِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

تھم جا اور اتر نا چلا گیا پانی اور ہو چکا کام

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا

اور جا لگی کشتی جودی پہاڑ پر اور کہہ دیا گیا دوری

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

واسطے ان لوگوں کے جو ظالم ہیں

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ

اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان

اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

تھم جا اور پانی سکھا دیا گیا اور کام ہو چکا

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا

اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا دور ہو

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الربع

ظالم قوم

اِبْلَعِيْ (نگل جا) امر مونث ہے جو بَلْعٌ سے بنا ہے بلع کے معنی ہیں نگل جانا۔ یہاں مراد پانی پی جانا یا جذب کر لینا ہے۔

اَقْلِعِيْ (تھم جا) امر مونث ہے اقلاع سے جو قلع سے بنا ہے۔ قَلْعٌ کے معنی جگہ سے اکھیڑ کر پھینک دینا۔ اقلاع کے معنی ہیں کام روک دینا۔

غِيْضَ (غائب کر دیا گیا) ماضی مجہول ہے۔ غ۔ی۔ض اس کا مادہ ہے۔ غَيْضٌ کے معنی ہیں کسی چیز کا نیچے غائب ہو جانا یا غائب کر دینا۔ یہاں اس سے پانی کا سکھا دینا مراد ہے۔

بُعْدًا (دور ہو) یہ مصدر ہے جس کے معنی دوری کے اور دور ہو جانے کے ہیں جب اس کو اس کی شکل میں رکھا جائے تو اس سے مراد بد دعا اور ڈانٹنا ہے جیسے ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں دور ہو مردود۔ یہاں ان ظالموں سے نفرت کا اظہار ہے جو مرتے مر گئے مگر اپنی ہٹ سے باز نہ آئے۔

ارشاد ہے کہ آخر زمین کو حکم ملا کہ اپنا پانی باہر پھینکنا بند کر۔ آسمان سے کہا گیا کہ بارش روک دے تھوڑے دن میں پہاڑوں کی چوٹیاں پانی میں ظاہر ہونی شروع ہو گئیں اور کشتی ایک پہاڑ پر ٹھہر گئی جس کا نام جودی ہے۔ اس طوفان نے خود سر سے فسادی لوگوں کو بالکل ختم کر دیا۔ فضا میں آواز گونجی کہ دور ہو کم بختو! قرآن مجید میں اس امر کا ذکر صراحت کے ساتھ نہیں ہے کہ طوفان ساری زمین پر آیا تھا یا صرف اقلیم بابل۔ اُسے فقط یہ سمجھانا مقصود ہے کہ دنیا میں بدکار قوموں کی بدکاری جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو اللہ کا عذاب انہیں تباہ کر دیتا ہے خواہ وہ کوئی صورت اختیار کرے مثلاً قحط، یا وبا یا سیلاب یا جنگ۔ اس لیے اللہ کے عذاب سے ڈرنا اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنا چاہیے ::

Marfat.com

راضی برضا

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ

اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پس کہا اے میرے رب تحقیق

اِبْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

میرا بیٹا میرے گھرانے سے ہے اور تحقیق تیرا وعدہ سچا ہے

وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾

اور تو حاکموں میں سب سے بڑا حاکم ہے

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ

اور نوح نے اپنے رب کو پکارا کہا اے میرے رب میرا

اِبْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے بے شک تیرا وعدہ سچا ہے

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾

اور تو سب سے بڑا حاکم ہے

اس سے پہلے ذکر آچکا ہے کہ کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام کے سب گھر والے بیٹھ گئے لیکن ایک بیٹا یام جس کا لقب کنعان تھا وہ نہ بیٹھا۔ نوح علیہ السلام نے اسے سمجھایا۔ ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔ مگر لڑکے کا دل اپنے ہم مشرب دوستوں کے ساتھ لہو و لعب میں لگا ہوا تھا۔ وہ رہتا تو تھا حضرت نوح علیہ السلام کے گھر لیکن تھا آوارہ مزاج۔ حضرت نوحؑ کے ساتھی سیدھی سادی طبیعت کے لوگ تھے۔ ان کے ہاں عیش کے سامان چہل پہل، میلے ٹھیلے، ہنسی دل لگی کی باتیں کہاں؛ برخلاف اس کے شہر کے لوگوں میں اس کو زندگی کی بہار نظر آتی تھی اور وہ انہی کے ساتھ وقت گذارنا اور رنگ رلیوں میں مشغول رہنا پسند کرتا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا خیال ہو گا کہ مصیبت کے وقت کی گھبراہٹ اور پریشانی سے اس کے خیال درست ہو جائیں گے اور طوفان کے پانی میں لوگوں کو ڈوبتے دیکھ کر ہمارے ساتھ کشتی میں آبیٹھے گا۔ اور جب ان کا ساتھ چھوٹ جائے گا تو نیک لوگوں کا رد یہ خود بخود اختیار کرلے گا۔ انہیں اس کا اندازہ نہ تھا کہ اس کا مزاج بالکل بگڑ چکا ہے۔ جب آپ کے بلانے پر اس نے بے پروائی سے جواب دیا کہ مجھے کشتی وشتی کی ضرورت نہیں۔ ایک اونچے سے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کو اس کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ اتنے میں اچانک پانی کا ایک ریلا آیا اور اس کو بہا کر لے گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام حیران رہ گئے۔ مگر اس وقت جلال الٰہی کے سامنے دم نہ مارا۔ جب طوفان فرو ہوا اور کشتی پہاڑ پر لگی، تو اس وقت بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ بارالٰہا! یہ تو میرے اہل میں سے تھا اور میرا ہی بیٹا تھا۔ اور آپ نے میرے اہل کے بچانے کا وعدہ فرمایا تھا اور اتنا کہہ کر ادب سے خاموش ہو گئے۔

Marfat.com

حقیقتِ حال

قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ

فرمایا اے نوح تحقیق وہ نہیں تیرے گھر والوں میں

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ

بیشک وہ ایسے کام کرنیوالا ہے جو ٹھیک نہیں بس نہ پوچھ مجھ سے

مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّىۡۤ اَعِظُكَ

ایسی بات کہ نہیں تجھ کو اس کا علم تحقیق میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو

اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۴۶﴾

کہ کہیں نہ ہو جائے تو نادانوں میں سے

قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ

فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ

اس کے کام خراب ہیں سو مجھ سے مت پوچھ جو

مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّىۡۤ اَعِظُكَ

تجھ کو معلوم نہیں میں تجھ کو نصیحت کرتا

اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۴۷﴾

ہوں کہ تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائے

عَمَل (کام) آدمی جو کرے وہ اس کا عمل کہلاتا ہے یہاں اس سے مراد عمل والا ہے مطلب یہ ہے کہ تیرا بیٹا برے عمل والا ہے۔

مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ (وہ بات جس کا تجھے علم نہیں یعنی ایسی بات مت مانگ جس کے مناسب یا نامناسب ہونے کا تجھے علم نہیں مثلاً کنعان کی نجات۔ ارشاد ہے کہ جذبات کو اللہ کے حکم کے تابع کرنا چاہیئے۔ اسی کا نام صبر و تحمل ہے۔ علاوہ بریں یہ لڑکا تیرے اہل میں داخل ہی نہیں تھا کیونکہ اہل وہ ہو سکتا ہے جو اس کی عادتوں اور خصلتوں میں اس کا مشابہ ہو۔ نیک آدمی کا اہل وہ ہے جو خود نیک ہو۔ یہ لڑکا تو بری عادتوں والا بدکار تھا۔ دنیا کے اندر ایک جگہ یا ایک مکان میں سکونت رکھنا اہل ہونے کے لیے کافی نہیں۔ گو ظاہری برتاؤ اس کے ساتھ وہی ہو جو اہل کے ساتھ ہوتا ہے۔ آخرت میں اہل وہ ہے جو اپنے بڑوں کے ساتھ ایمان اور نیک کاموں میں شریک ہو۔ ورنہ مرنے کے بعد مومن اور کافر کا کوئی تعلق اور رشتہ باقی نہیں رہے گا صرف متقی اور پرہیزگار ایک دوسرے کے ساتھی اور رشتہ دار ہوں گے۔

آگے ارشاد ہے کہ یہ باتیں نصیحت کی تجھے اس غرض کے لیے سنائی جا رہی ہیں کہ تیرا شمار جاہلوں میں نہ ہو جائے۔ تیرا یہ لڑکا اور اس کی ماں حقیقت میں تیرے اہل کے اندر داخل نہیں ہیں۔ انہوں نے تیرا طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ گمراہوں کے ساتھ گمراہ رہنا پسند کیا ہے۔ تجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ درست نہ ہوں گے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ یہ راہِ راست پر نہیں آ سکتے۔ اس لیے ان کی سفارش نہ کر۔

Marfat.com

لمحۂ فکریہ

اللہ عزوجل کے ارشاد سے کہ "اے نوح" کنعان تیری اہل میں داخل نہیں اس کے کام بُرے ہیں۔ ایک غلط خیال کا قلع قمع ہوتا ہے جس میں اہل کتاب پھنسے ہوئے تھے۔ اور آج تک بھی وہ اور بہت سے اور لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ اہل کتاب بہت سی اور باتیں بھول چکے تھے پھر بھی آخرت کے قائل تھے، جنت دوزخ کو مانتے تھے، عذاب ثواب کا انکار نہ کرتے تھے۔ لیکن اپنے نسلی امتیاز پر نازاں تھے۔ یہودی مسلمانوں سے کہتے۔ کہ ہم نبیوں کی اولاد ہیں۔ ہم اگر گناہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں۔ ہمارے باپ دادا ہمیں بخشوالیں گے۔ دوزخ کا عذاب اگر ہوا بھی تو کچھ دن کے لیے ہوگا۔ جن کے باپ دادا اس قدر مرتبے والے ہوں، جیسے ہمارے تھے وہ بھلا اپنی اولاد کو دوزخ میں کیوں چھوڑنے لگے۔ وہ اللہ کے مقرب اور محبوب لوگ تھے۔ ان کی اولاد بھلا مقرب اور محبوب کیوں نہ ہوگی۔ نصاریٰ کہتے تھے کہ ہمارے سفارش کرنے والے خود اللہ کے بیٹے یسوع مسیح ہیں۔ انہوں نے ہمارے لیے جان قربان کردی۔ اب ہم چاہیں کچھ کریں وہ ہمیں ضرور بخشوالیں گے۔ ان دونوں خیالوں کی تردید قرآن پاک نے نہایت صراحت اور وضاحت سے کردی ہے۔ تاکہ مسلمان اس غلطی میں نہ پھنسیں۔ کہ کسی بڑے آدمی کے ساتھ نسبت انسان کی نجات کے لیے کافی ہے۔ یہاں حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں یہی بات سمجھائی ہے۔

سورۃ الجاثیہ میں تصریح فرمائی ہے۔ کہ سوا ان لوگوں کے جو دنیا میں گناہوں سے بچتے، اور نیک عمل کرتے ہیں، آخرت میں کوئی کسی کا رشتہ دار نہ ہوگا، بلکہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ وہاں نہ نسب کام آئیگا۔ نہ ذات پات کی کچھ اہمیت ہوگی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے صاف فرمادیا۔ کہ اے فاطمہؓ اس خیال میں نہ رہنا کہ میری بیٹی ہونا تیری نجات کا باعث ہوگا۔ تجھے نیک کاموں کا اللہ کی اطاعت کا اور اس کی عبادت کا ذخیرہ اکٹھا کرنا چاہیئے۔

سورۂ لقمان میں صاف ارشاد ہے کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور گناہ چھوڑ دو، اور اس دن کی مصیبتوں سے بچنے کی تدبیر کرلو جس دن نہ باپ بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کو بچاسکے گا۔

Marfat.com

نوح علیہ السلام سمجھ گئے

قَالَ رَبِّ اِنِّیۤ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ
کہا اے میرے رب تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ
اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ
سوال کروں تجھ سے ایسی شے کا کہ نہیں مجھ کو اس کا علم
وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیۤ اَكُنْ
اور اگر نہ بخشے تو مجھ کو اور رحم نہ کرے مجھ پر تو ہوں میں
مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾
ٹوٹا پانے والوں میں سے

قَالَ رَبِّ اِنِّیۤ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ
بولا اے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ
اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ
تجھ سے پوچھوں جو مجھ کو معلوم نہ ہو
وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیۤ اَكُنْ
اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں
مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾
نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں

اِلَّا (اگر نہ) اصل میں اِنْ - لَا ہے - اِنْ کے معنی اگر اور لا کے معنی نہیں - لکھنے میں دونوں کو ملا کر لکھ دیا ہے - اِنْ کا نون نہیں لکھا -

اللہ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو خود ادب اور قاعدے سکھاتا ہے اور ہر وقت ان کی خاص نگرانی اور خاص حفاظت کرتا ہے : تاکہ وہ کسی دینی اور اخلاقی معاملے میں راہِ راست سے ذرا بھی الگ نہ ہوں اور دوسروں کے لیے نمونہ بنیں اس تعلیم کا بعض دفعہ قرآن مجید میں ذکر کر دیا جاتا ہے تاکہ ہمیشہ کے لیے سمجھ دار لوگ اس سے ادب اور قاعدے اپنی بساط کے موافق سیکھتے رہیں اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ جائیں کہ پیغمبر لوگوں کو وہی باتیں بتاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو سکھاتا ہے اس لیے ان کا فرمان اسی طرح واجب العمل ہے جیسے خود اللہ عزوجل کا فرمان پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھایا کہ ہر بات اس قابل نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بابت سوال کیا جائے یا اس کے ہونے کی دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے اور دعا کرنے کا طریقہ وہی ہے جو خود اس نے سکھایا ہے۔

اس آیت میں جو کچھ حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا وہ بالکل اس ہدایت کے مطابق ہے عرض کرتے ہیں اے میرے پروردگار مجھے اس بات سے بچا کہ میں تجھ سے ایسا سوال کر بیٹھوں جو تیری مرضی کے خلاف ہو یا ایسی دعا مانگوں جو تو نے مجھے نہیں بتائی ہے اگر تو میری خطا معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والا اور زیاں کار ہو جاؤں گا ؞

Marfat.com

نوح علیہ السلام کو تسلی

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا

کہا گیا اے نوح اتر جاؤ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے

وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى أُمَمٍ مِّمَّنْ

اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو منجملہ

مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ

تیرے ساتھیوں ہیں۔ اور کچھ فرقے ہیں کہ ہم انہیں فائدہ پہنچائیں گے پھر

يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ (٤٨)

پہنچے گا انہیں ہم سے عذاب دکھ دینے والا

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا

حکم ہوا اے نوح اتر ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اور

وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى أُمَمٍ مِّمَّنْ

برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو تیرے

مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ

ساتھ ہیں اور کچھ فرقے ایسے ہیں کہ ہم ان کو فائدہ دیں گے پھر

يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ

ان کو ہماری طرف سے عذاب پہنچے گا

سَلٰمٌ (امن و امان چین آرام) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشحالی اور بہتری کا وعدہ ہے۔ امن خوشحالی اور مصیبتوں سے اللہ ہی نجات دینے والا ہے۔ اُمَمٌ (گروہ) اُمَّۃٌ کی جمع ہے۔ امۃ کا لفظ پہلے سورۃ البقرۃ اور سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے۔ اس کے معنی گروہ کے ہیں آدمیوں کا ہو یا اور جانداروں کا یہاں آدمیوں کے گروہ اور فرقے مراد ہیں۔

ارشاد ہے کہ فسادیوں کا قلع قمع ہوا۔ طوفان کا پانی اتر گیا اور عنقریب خشک ہو جائے گا۔ اب تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سے اتر اور زمین پر آباد ہو۔ اب زمین تیری ہی اولاد سے آباد ہوگی۔ اب ہماری طرف سے زمین پر قیامت سے پہلے ایسا عالم گیر عذاب نہ بھیجا جائے گا۔ تو اور تیرے ساتھی آرام اور چین سے زندگی بسر کریں گے۔ تجھ پر، تیرے ساتھیوں پر اور ان کی اولاد میں سے بہت سوں پر ہماری برکتیں نازل ہوتی رہیں گی۔ اور انہیں راحت کے سامان میسر ہوتے رہیں گے۔ البتہ بعض فرقے ان میں سے سرکشی اختیار کریں گے۔ ان کو پہلے پہل تو دنیا کے عیش و عشرت کے سامان دیئے جائیں گے لیکن آخر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر تباہ کن عذاب نازل ہوگا اور وہ دنیا سے ملیامیٹ کر دیئے جائیں گے۔

یہاں سے وہ سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے دنیا کی زندگی بسر کرنے کے لیے مقرر فرمایا ہے سمجھ میں آتا ہے یعنی اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت اور سرکشی اور فساد سے پرہیز۔

Marfat.com

قصّہ کا نتیجہ

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ

یہ ہیں غیب کی کچھ خبروں میں سے کہ ہم وحی کرتے ہیں تیری طرف

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ

نہ تھا جانتا ان کو تو اور نہ تیری قوم سے

قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ

پہلے اس کے پس صبر کر تحقیق نیک انجام

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾

متقیوں ہی کا ہے

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ

یہ آیتیں منجملہ غیب کی خبروں سے ہیں کہ ہم تیری طرف بھیجتے ہیں

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ

ان کی خبر نہ تجھ کو تھی اور نہ تیری قوم کو تھی اس

قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ

سے پہلے سو تو صبر کر یقیناً ڈرنے والوں کا

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

انجام بھلا ہوگا

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا قصّہ سنانے کے بعد اس آیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ یہ صدیوں پہلے کے حالات ہیں جو ہم تجھ کو سناتے ہیں ان کو انسان بھول بھال گئے اور اس لیے یہ غیب میں داخل ہو گئے۔ اب ان کا علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، اور جب تک وہی نہ بتائے کسی کو معلوم نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے پہلے بھی وحی کے ذریعے اپنے نبیوں کو بتایا تاکہ وہ اپنی قوموں کو سنائیں اور لوگ ان سے عبرت حاصل کریں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب یہ پرانے قصّے ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری طرف وحی کے ذریعے بھیجے ہیں اور یہ تیرے رسول ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ ایک ایسا آدمی جو اُمّیوں ہی میں پلا ہو، نہ کسی سے باقاعدہ پڑھا ہو اور نہ ان لوگوں کے درمیان رہا ہو جنہیں پہلی کتابوں کا علم ہے۔ وہ ایسی تفصیل کے ساتھ ان حالات کو کیسے سنا سکتا ہے۔ اگر ایک اسی بات پر یہ لوگ اچھی طرح غور کر لیں تو انہیں اس بات میں شبہ نہیں رہے گا کہ یہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائے ہیں اور اس لیے وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پرانے قصّوں کے سنانے سے تفریح یا دل کا بہلاوا مقصود نہیں ہے بلکہ ان غلطیوں سے بچانا مقصود ہے جس میں پہلے لوگ پھنسے اور باوجود سمجھانے کے نہ سمجھے۔

Marfat.com

ہود علیہ السلام کا حال

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

اور طرف عاد کے ان کے بھائی ہود کو کہا اس نے اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

بندگی کرو اللہ کی نہیں تمہارے لیے کوئی معبود سوا اس کے

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ

نہیں تم مگر غلط باتیں گھڑنے والے اے میری قوم نہیں

اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا

مانگتا میں تم سے اس پر مزدوری نہیں میری مزدوری مگر

عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

اوپر اس کے جس نے پیدا کیا مجھے کیا پس نہیں سوچتے تم

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا بولا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

اللہ کی بندگی کرو سوا اس کے کوئی تمہارا حاکم نہیں

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ

تم سب جھوٹ کہتے ہو اے میری قوم میں تم

اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا

سے اس پر مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری اسی پر ہے جس

عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

نے مجھے پیدا کیا پھر کیا تم سمجھتے نہیں

قرآن مجید انسان کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے بتلائے بغیر انسان سیدھے راستے پر کبھی نہیں چلا۔ پہلے لوگوں کے حالات اس بات کے واضح کرنے کے لیے سنائے جا رہے ہیں کہ رسولوں کی ہدایت کو ٹھکرا دینے والوں کا انجام کیا ہوا۔

طوفان نوح علیہ السلام کے بعد رفتہ رفتہ دنیا پھر بس گئی اور لوگ جگہ جگہ بستیاں بنا کر آباد ہو گئے۔ حضرموت اور نجران کے درمیان احقاف میں عاد کی قوم ابھری۔ یہ عاد کی اولاد میں سے تھے۔ عاد حضرت نوح علیہ السلام کا پوتا ہے۔ یہ لوگ بڑے طاقتور، قدآور اور تن و توش رکھنے والے تھے۔ انھوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم کو بھلا دیا اور لگے بتوں کی پوجا کرنے۔ حضرت ہود علیہ السلام اسی قوم کے ایک فرد تھے اس لحاظ سے ان کے بھائی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا رسول مقرر کر کے ان کو سمجھانے کے لیے بھیجا اور انہوں نے ان سے کہا کہ دیکھو یہ بت تمہاری اپنی ایجاد ہیں تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ یہ تمہیں کچھ دے سکتے ہیں یا تم سے کچھ چھین سکتے ہیں ان غلط معبودوں کو چھوڑو اور فقط ایک اللہ کی عبادت کرو۔ انسان کے لیے یہی ایک سیدھا راستہ ہے۔ باقی سب غلط ہیں دیکھو میں جو تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ اس میں میری کوئی غرض پوشیدہ نہیں ہے میں تم سے کچھ نہیں مانگتا جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے سب کچھ دے گا۔ اس بات کو سوچو اور کہنا مانو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے ؛

Marfat.com

زندگی کا بہترین طریقہ

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا
اور اے میری قوم مغفرت مانگو اپنے رب سے پھر رجوع کرو
اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا
اس کی طرف بھیجے گا وہ آسمان سے تم پر خوب بارش
وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
اور بڑھائے گا تم کو زور پہ اور زور دے کر اور نہ منہ پھیرو
مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾
مجرم ہو کر

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا
اے میری قوم اپنے رب سے گناہ بخشواؤ اور پھر اس کی طرف
اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا
رجوع کرو چھوڑے گا آسمان سے تم پر دھاریں
وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور گنہگار ہو کر
مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾
روگردانی نہ کرو

مِدْرَارًا: (خوب برسنے والا) یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جو دَرٌّ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں بہنا، برسنا۔ مِدْرَارٌ خوب برسنے والا۔

عاد کا علاقہ خشک تھا لیکن زمین بڑی زرخیز تھی۔ بارش زور کی ہو جاتی تو ہر چیز خوب پیدا ہوتی اور اگر بارش نہ ہوتی تو پھر پانی کا کوئی مستقل ذریعہ نہ تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام انہیں یاد دلاتے ہیں۔ کہ یہ جو قحط کی بلا تمہارے سر پر منڈلاتی رہتی ہے۔ اس سے بچنا چاہتے ہو تو میں تمہیں بچنے کا طریقہ بتاتا ہوں۔

اس آیت میں اسی کا ذکر ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں زندگی آرام سے بسر کرنے کا کیا طریقہ بتایا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ سے اپنے قصوروں اور خطاؤں کی معافی مانگتے رہو۔ ہر بات میں اور ہر مشکل میں اسی کی طرف توجہ کرو۔ وہ تمہارے لیے وقت پر خوب مینہ برسائے گا۔ جس سے تمہارے باغ اور کھیتیاں ہری بھری رہیں گی اور ان میں خوب پیداوار ہوگی۔ جس سے تمہاری ظاہری مادی قوت بڑھے گی۔ اسی کے ساتھ اللہ عزوجل پہ ایمان لانے اور ہر بات میں اس کی طرف رجوع کرنے سے روحانی قوت کا اس پہ اضافہ ہوگا۔ اور مجموعی طور پر تمہاری قوت کئی گنا ہو جائے گی۔ اللہ عزوجل کی طرف سے منہ موڑ لینے اور دوسری چیزوں کی طرف دھیان کرنے سے تم دونوں طرح سے کمزور ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

اُلٹی سمجھ

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ
انہوں نے کہا اے ہود نہیں آیا تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر اور نہیں ہم
بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ
چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے اور نہیں ہم
لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا
تجھ پر ایمان لانے والے نہیں کہتے ہم کچھ اور مگر
اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ
مبتلا کر دیا ہے تجھ کو کسی نے ہمارے معبودوں میں سے کسی بیماری میں

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ
بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا
بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ
اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے
لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا
والے نہیں اور ہم تجھے ماننے والے نہیں ہم تو
اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ
یہی کہتے ہیں کہ تجھے ہمارے معبودوں میں کسی نے آسیب پہنچایا ہے

اِعْتَرٰى: (پیش آیا) ماضی کا صیغہ ہے اِعْتِرَاءٌ سے جس کا مادہ ع۔ ر۔ و ہے عرو کے معنی پیش آنا، پہنچنا۔ اعتراء کے معنی بھی یہی ہیں ب کی وجہ سے متعدی ہوگیا۔ اِعْتَرَاءٌ بِسُوْٓءٍ کے معنی ہوئے دکھ پہنچانا۔ بلا میں پھنسانا۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے ان کی باتیں سن کر جواب دیا کہ تیرے پاس اپنی سچائی کی کوئی دلیل نہیں ہم تو تجھے سند اور دلیل کے بغیر سچا ماننے کے لیے تیار نہیں اور نہ اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے چھوڑنے والے ہیں ہمیں تو سوا اس کے اور کچھ کہتے نہیں بن پڑتا کہ ہمارے معبود تیرے منہ سے اپنی برائیاں سن سن کر تجھ سے ناراض ہوگئے ہیں اور ان میں سے کسی نے غضبناک ہو کر تجھ پر کچھ آسیب کر دیا ہے جس کی وجہ سے (نعوذ باللہ) تیرے حواس میں خلل آگیا ہے اور تیرا دماغ ٹھیک نہیں رہا۔

جن لوگوں کی عقل پر بھاری بھاری پردے پڑ جاتے ہیں۔ وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ ان کو یہ خبط ہو جاتا ہے کہ ہم جو کہتے اور کرتے ہیں بس وہی ٹھیک ہے۔ اس کے خلاف اگر کوئی نئی بات کہے تو اس کے دماغ میں خلل ہے۔ حالانکہ خلل خود ان کے دماغ میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی بابت جا بجا فرمایا ہے۔ کہ ان لوگوں کے دل ان کی خود غرضیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے سخت ہو گئے ہیں اس لیے ان پر ٹھیک باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

Marfat.com

حضرت ہود علیہ السلام کا جواب

قَالَ اِنِّیٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ

کہا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور گواہ رہو تم بھی کہ میں بیزار ہوں

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِیْ جَمِيْعًا ثُمَّ

اس سے جو تم شریک کرتے ہو سوا اس کے سو دار کرو مجھ پہ سب پھر

لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ

مہلت نہ دو مجھ کو تحقیق میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو میرا رب ہے

وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ

اور تمہارا رب ہے نہیں کوئی چلنے والا زمین پر مگر وہ تھامے ہوئے ہے اس کی چوٹی

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾

تحقیق میرا رب اس راہ پر ہے جو سیدھی ہے

قَالَ اِنِّیٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ

بولا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ میں ان سے بیزار ہوں

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِیْ جَمِيْعًا ثُمَّ

جنہیں تم شریک کرتے ہو اس کے سوا تم سب مل کر میرے حق میں برائی کرو

لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ

پھر مجھے مہلت نہ دو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے

وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ

کوئی زمین پہ پاؤں دھرنے والا نہیں مگر اس کے ہاتھ میں اس کی چوٹی ہے

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾

بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے

كِيْدُوْا : وار کرنا ! امر کا صیغہ ہے کید سے ۔ کید کے معنی ہیں داؤ ۔ گھات کرنا ۔ ستانا ۔ ذق کرنا ۔ وار کرنا ۔

حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کی باتیں سن کر بھانپ گئے کہ یہ لوگ ماننے والے نہیں اور مقابلہ کریں گے ۔ اس لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد کا حال بتا دینا مناسب سمجھا اور فرمایا ۔ کہ میرا تم کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں تم سے کھلم کھلا اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں ۔ خوب کان کھول کر سن لو کہ میں تمہارے ان بتوں کو دھتا بتاتا ہوں جو بالکل بے بس ہیں جنہیں تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ عزوجل کو جو اصلی معبود ہے چھوڑ بیٹھے ہو ۔ اب تم سب جمع ہو کر جتنے چاہو لگا نا داؤ پیچ کیے جاؤ ۔ مجھے تمہارا کچھ بھی خوف نہیں ۔ میرا اعتماد اور بھروسا اللہ عزوجل پر ہے ۔ وہی میرا رب ہے بلکہ وہی تمہارا بھی رب ہے ۔ تم سمجھو یا نہ سمجھو اور مجھ پہ اور تم پر ہی کیا موقوف ہے اس کے قبضے میں ہر جاندار ہے اور ہر ایک پر اس کا پورا پورا قابو ہے ۔ اس نے اپنے بندوں کے لیے ایک سیدھا راستہ مقرر کر دیا ہے جو اس پر چلے گا وہ اس کو پالے گا اور اس کی رحمت اس کو ہر طرف سے گھیر لے گی پھر اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ::

Marfat.com

عذاب کا ڈراوا

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ

پس اگر تم منہ موڑو تو پہنچا دیا میں نے تم کو جو بھیجا گیا تھا

بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَ يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا

مجھے دیکر تمہاری طرف اور تمہاری جگہ لے آئے گا میرا رب اور قوم

غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ

سوا تمہارے اور نہ بگاڑو گے تم اس کا کچھ تحقیق میرا رب

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (۵۷)

اوپر ہر چیز کے نگہبان ہے

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ

پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں تم کو پہنچا چکا جو میرے ہاتھ تمہاری

بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا

طرف بھیجا تھا اور میرا رب کوئی اور قوم تمہارے

غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ

قائم مقام کرے گا اور نہ بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (۵۷)

ہر چیز پر نگہبان ہے

تَوَلَّوْا: (منہ پھیرو گے) تم مضارع کا صیغہ ہے تَوَلِّیْ سے۔ اس کا مادہ و ل ی ہے۔ اصل شکل تَتَوَلَّوْنَ ہے۔ پہلی ت بولنے میں چھوڑ دیتے ہیں اور آخر کا نون اِنْ کی وجہ سے گر گیا۔ تَوَلِّیْ کے معنی ہیں منہ موڑ لینا۔ رُخ پھیر لینا۔ اس کے اور بھی معنی ہیں مگر یہاں یہی مراد ہیں۔ یہ لفظ پہلے بھی آچکا ہے۔ یَسْتَخْلِفُ (لے آئے گا تمہاری جگہ) مضارع کا صیغہ ہے اِسْتِخْلَاف سے جو خلف سے بنا ہے۔ خلف کے معنی ہیں قائم مقام جو کسی کے پیچھے آئے۔ خلیفہ کے بھی یہی معنی ہیں اور وہ بھی اسی سے بنا ہے۔ استخلاف کے معنی ہیں ایک کی جگہ دوسرے کو بٹھا دینا۔ پہلے آچکا ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر تم اپنے کرتوتوں سے باز نہ آئے اور اللہ کی طرف سے منہ پھیرے ہی رکھا تو پھر میرا کچھ قصور نہیں۔ تم آپ سزا بھگتو گے مجھے جو پیغام دے کر اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ وہ میں نے تم کو سنا دیا۔ تمہارے لچھن ٹھیک نہیں۔ خوف ہے کہ تم دنیا سے مٹا دیئے جاؤ گے۔ اور اللہ عزّوجلّ تمہاری جگہ دوسرے لوگ لا بٹھائے۔ تم اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑ سکتے ہو۔ اپنا ہی کچھ بگاڑو گے۔ وہ ساری چیزوں کا نگہبان ہے۔ ضرور ہماری حفاظت کا سامان کر دے گا۔ اس کے فرماں بردار بندوں کا بال بیکا نہیں ہوتا اور نافرمان کچل دیئے جاتے ہیں۔ حیف ہے کہ تم ایسے قادر و توانا کے غضب سے نہیں ڈرتے۔ رات دن تمہارے مشغلے ایسے ہی ہیں جنہیں وہ پسند نہیں کرتا۔ معلوم ہوتا ہے تمہارے سر پر شامت سوار ہے۔

Marfat.com

عاد کا انجام

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا ھُوْدًا
اور جب آیا حکم ہمارا بچا دیا ہم نے ہود کو
وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ
اور ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ رحمت کے ساتھ
مِّنَّا ۚ وَنَجَّیْنٰھُمْ مِّنْ عَذَابٍ
اپنی طرف سے اور نجات دی ہم نے ان کو سے ایک عذاب
غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾
جو بھاری تھا

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا ھُوْدًا
اور جب ہمارا حکم پہنچا ہم نے ہود کو
وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ
اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بچا دیا اپنی رحمت
مِّنَّا ۚ وَنَجَّیْنٰھُمْ مِّنْ عَذَابٍ
سے اور ان کو ایک بھاری عذاب سے
غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾
بچا دیا

غَلِیْظ: (بھاری) یہ صفت کا صیغہ ہے جو غ۔ ل۔ ظ سے بنا ہے۔ غلاظت اسی سے بنا ہے اس کے معنی موٹاپے اور بھاری پن کے ہیں۔ غلیظ ایسی چیز جس کا اٹھانا دشوار ہو یا جس کا دیکھنا ناگوار ہو۔

دنیا میں اللہ عزوجل کے انتظام اور حکم کے مطابق طبعی حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے لیے اسباب اور اوقات مقرر ہیں۔ سمندر اور دریاؤں کے قریب کے علاقوں میں پانی کے طوفان سیلاب وغیرہ آتے رہتے ہیں۔ خشک علاقوں میں آندھیاں اور سخت ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔ انبیاء کی موجودگی میں ان کے مخالفوں کے لیے انہی میں سے کسی کو عذاب کا ذریعہ بنا دیا جاتا ہے۔ انبیاء کو اور ان کی بات ماننے والوں کو بچا دیا جاتا ہے۔

عاد کا علاقہ خشک تھا۔ صحرا قریب تھا۔ ان کے لیے آندھی کو ذریعہ عذاب بنا دیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو بچا لیا۔ اور باقی کے لوگ آندھی کی سخت ہوا اور ناقابلِ برداشت جھکڑوں سے اڑ اڑ کر گرے اور تباہ و برباد ہوئے اور اللہ نے اپنی رحمت سے ہود علیہ السلام اور ان کے اوپر جو ایمان لائے تھے بڑے سخت عذاب سے نجات دی۔ ورنہ اپنی تدبیر کے بل پر اس کے عذاب سے کوئی نہیں بچ سکتا تھا۔

Marfat.com

عبرت

وَتِلْكَ عَادٌ ۛ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ
اور یہ عاد ہیں کہ انکار کیا انہوں نے آیتوں کا اپنے رب کی اور
عَصَوْا رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ
نافرمانی کی اس کے رسولوں کی اور پیروی کی حکم کے ہر سرکش
عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
ضدی کے اور ڈالی گئی اُن پر اس دنیا میں
لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا
پھٹکار اور دن قیامت کے سنو تحقیق عاد نے
كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾
ناشکری کی اپنے رب کی سنو پھٹکار ہے عاد کے لیے قوم ہود کی

وَتِلْكَ عَادٌ ۛ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ
اور یہ تھے عاد کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہوئے اور
عَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ
اس کے رسولوں کو نہ مانا اور اُن کا حکم مانا جو سرکش
عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
مخالف تھے اور پیچھے لگا دی گئی ان کے اس دُنیا میں
لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا
لعنت اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد اپنے رب سے
كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع
منکر ہوئے سن لو پھٹکار ہے عاد پر جو ہود کی قوم تھی

پروردگار عالم سے منہ پھیرنے والے کبھی فلاح کو نہیں پہنچتے۔ اگر دنیا میں رہ کر انسان نے اللہ کو نہ پہچانا تو اس کا سب کیا کرایا اکارت ہوا۔ عاد کی قوم کو دیکھو وہ تمہارے سامنے ان کی بستیوں کے کھنڈر پڑے ہیں۔ ان کو اپنی قوت پر ناز تھا۔ اپنی عقل پر اتراتے تھے۔ سب کچھ کرتے تھے مگر اپنے رب اور اس ساری کائنات کے رب کا انکار کرتے تھے۔ رسولوں کے ارشادات کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ ان کا کہنا نہ مانتے تھے۔ ہاں طاقت ور، زبردست، مغرور، سرکش لوگوں کا ادب کرتے تھے۔ ان کے کہنے کو سر آنکھوں پر رکھتے تھے۔ آخر انجام کیا ہوا۔ اللہ نے ان کے اوپر آندھی کا عذاب مسلط کر دیا ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ سب کچھ رکھا رہ گیا۔ گھاس کے تنکوں کی طرح اُڑ اُڑا کر گرے۔ زور زور کی پٹخنیاں کھائیں۔ ہوا کے زور نے بدن تک کے ٹکڑے کر دیئے۔ اللہ کی رحمت سے دور ہوئے۔ اس کے غضب کا شکار ہوئے۔ چاہیئے تھا کہ اپنے رب کو پہچان کر اس کے آگے جھکتے۔ لیکن وہ اکڑ کر چلے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جاؤ دنیا سے دفع ہو اور قیامت میں بھی جنت سے محروم رہو۔

Marfat.com

حضرت صالح علیہ السلام

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ
اور طرف ثمود کے ان کا بھائی صالح کہا
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ
اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی نہیں تمہارے لیے کوئی معبود
غَیْرُہٗ ؕ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
اس کے سوا اسی نے پیدا کیا تم کو زمین سے
وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ
اور بسایا تم کو اس میں پس مغفرت چاہو اس سے
ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ
پھر رجوع کرو اس کی طرف تحقیق میرا رب نزدیک ہے
مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾
قبول کرنے والا ہے

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ
اور ثمود کی طرف ان کا بھائی صالح کو بھیجا بولا
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ
اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی
غَیْرُہٗ ؕ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
حاکم نہیں اسی نے تم کو زمین سے بنایا
وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ
اور اس میں تم کو بسایا سو گناہ بخشواؤ اس سے
ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ
اس کی طرف رجوع کرو تحقیق میرا رب قریب ہے
مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾
قبول کرنے والا ہے

اَنْشَاَ (بنایا) اس نے ماضی کا صیغہ ہے جس کا مصدر اِنْشَاءٌ ہے اور مادہ ن۔ش۔ء ہے نَشْاٌ کے معنی اُگنا، بڑھنا۔ انشاء کے معنی اگانا، پیدا کرنا۔ اِسْتَعْمَرَ (آباد کیا۔ بسایا) ماضی ہے اِسْتِعْمَارٌ سے۔ اس کا مادہ ع۔م۔ر ہے۔ عَمْرٌ کے معنی بسنا۔ گھر بنانا ہیں۔ استعمار اسی سے بنا ہے۔ استعمر کے معنی ہیں تم کو بستیوں میں بسایا اور مل جل کر رہنا سکھایا۔

ثمود کے بھائی بندوں میں سے حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے ان سے فرمایا۔ کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہ ہونا چاہیئے۔ اسی نے تمہیں زمین کے اجزا سے پیدا کیا۔ پھر تمہیں چاہیئے کہ اس سے بخشش طلب کرو۔ اور ہر بات میں اسی کی طرف رجوع کرو۔ وہ میرا اور تمہارا رب سب سے قریب ہے اور سب کی بات سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے ؎

Marfat.com

ثمود کا جواب

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا

کہنے لگے اے صالح تھا تو ہم میں ہونہار

قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا

اس سے پہلے کیا روکتا ہے تو ہمیں اس سے کہ پوجیں ہم اسے جسے

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا

پوجتے تھے ہمارے باپ دادا اور حقیقت میں ہم شک میں ہیں اس سے کہ

تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾

بلاتا ہے تو ہم کو جس کی طرف تو ڈھمل یقین کرنے والا ہے

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا

بولے اے صالح تجھ سے تو اس سے پہلے ہمیں

قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا

امید تھی کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ ان کی پرستش کریں جس کی

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا

پرستش ہمارے باپ دادا کرتے رہے اور ہم کو تو اس میں

تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾

جس کی طرف تو بلاتا ہے شبہ ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا

مَرْجُوًّا (جس سے کچھ امید ہو) اسم مفعول ہے۔ ر۔ج۔و سے بنا ہے جس سے رجاء مصدر ہے رَجَا کے معنی توقع کے ہیں۔ راجی توقع کرنے والا۔ مَرْجُوًّا جس سے کچھ توقع کی جائے۔

مُرِيْبٍ (شک و شبہ ڈالنے والا) اسم فاعل ہے اِرَابَۃٌ سے جس کا مادہ ر۔ی۔ب ہے۔ اس کے معنی ہیں شک و شبہ میں پھنسا دینا۔

انسان کی گمراہی کا سبب اصل میں ایک ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مجھے کوئی روکنے والا نہ ہو اور میں اپنی ہر خواہش کے حاصل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دوں اس کے مقابلے میں اللہ کے رسول بھی ہمیشہ ایک ہی بات پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ تمہارا اور اس ساری کائنات کا مالک اللہ ہے۔ اسی کے آگے جھکو اور اپنی خواہشوں کو اس کے حکم کے آگے خیر باد کہو۔

حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی سمجھایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے صالح ہم کو تو تجھ سے بہت کچھ توقع تھی۔ ہم سمجھتے تھے کہ یہ عقل مند شخص ہے۔ خوب دولت کمائے گا اور گلچھرے اڑائے گا۔ تُو نے تو حد ہی کر دی۔ ایک پرانی رسم کو جس کے ہمارے باپ دادا مدتوں سے پابند چلے آتے تھے مٹانے کا تہیہ کر لیا۔ ہم تیری بات کیسے مان لیں، اپنے ٹھاکر دل کو چھوڑ دیں اور ایک اللہ کی عبادت کرتے بیٹھ جائیں؟

Marfat.com

سیدھی بات

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى
اس نے کہا اے میری قوم کیا تم دیکھتے ہو اگر ہو گیا ہیں ٹھیک
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً
سمجھ پر اپنے رب کی طرف سے اور دی اس نے مجھ کو اپنے پاس سے رحمت
فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫
پس کون مدد کرے گا میری اللہ کے سامنے اگر کہنا نہ مانوں اس کا
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾
پس نہیں بڑھاتے تم میرا کچھ سوا نقصان کے

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى
بولا اے میری قوم دیکھو تو اگر مجھ کو اپنے رب کی طرف سے
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً
سمجھ مل گئی اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت دی
فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫
پھر کون بچائے گا مجھ کو اللہ سے اگر میں اس کی نافرمانی کر دوں
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾
سو تم میرا سوا نقصان کے کچھ نہیں بڑھاتے

تَخْسِيْرٍ نقصان / اس کا مادہ خ س ر ہے جس سے لفظ خسارہ اور خسران بنے ہیں۔ خاسرون۔ خاسرین بہت جگہ آچکا ہے۔ جو خاسر کی جمع ہے اور نقصان اٹھانے والے کے معنی میں ہے تخسیر تفعیل کے وزن پہ ہے اور معنی بھی ملتے جلتے ہیں یعنی کمی، نقصان۔ حضرت صالح علیہ السلام ثمود سے فرماتے ہیں۔ اے میری قوم! میری بات سنو۔ میرے رب نے اپنی رحمت سے مجھے ٹھیک سمجھ دی اور مجھے صاف صاف بات سمجھا دی اور میں ٹھیک راستہ پر ہو لیا۔

اتنی بڑی عنایت کے بعد اگر میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کر بیٹھوں۔ اور وہ مجھے اس کی سزا دے۔ تو اس وقت مجھے بچانے والا کون ہے تمہیں میرے کہنے میں شبہ ہے تو ہوا کرے۔ ہر ایک کی سمجھ الگ الگ ہے۔ مگر مجھے میرے رب نے اپنی رحمت سے روشن عقل دی ہے اور اس پر غفلت یا جہالت کے پردے بھی پڑے ہوئے نہیں ہیں میں جان بوجھ کر اس کی نافرمانی کیسے کر سکتا ہوں۔

صاف ظاہر ہے۔ کہ تمہاری بات ماننے میں میرے لیے سوا نقصان کے کچھ نہیں ہے۔ تم باپ دادا کے قائم کیے ہوئے رسم و رواج کو چپٹے ہو۔ جس میں تمہارے لیے سوا نقصان کے کچھ نہیں۔ میں بھی تمہاری مانوں تو سوا نقصان کے کچھ پلّے نہ پڑے گا۔

Marfat.com

آخری امتحان

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً
اور اے میری قوم یہ ہے اونٹنی اللہ کی تمہارے لیے نشانی
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا
پس چھوڑ دو اس کو کہ کھائے اللہ کی زمین میں اور مت
تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
چھوؤ اس کو برائی کے ساتھ پس پکڑ لے تم کو عذاب
قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا
نزدیک پس ٹانگیں کاٹیں اس کی پس کہا جی لو
فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ
اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے
غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾
جھوٹا نہ ہونے والا

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً
اور اے قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے نشانی
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا
سو چھوڑ دو اس کو کہ کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور
تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
اس کو بری طرح ہاتھ مت لگاؤ پھر تو تم کو عذاب بہت
قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا
جلد آ پکڑے گا۔ پھر انہوں نے اس کے پاؤں کاٹے تب کہا اپنے
فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ
گھروں میں فائدہ اٹھا لو تین دن۔ یہ وعدہ ہے جو
غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾
جھوٹا نہ ہوگا

اللہ عزوجل بڑا بُردبار اور حلیم ہے۔ گنہ گاروں کو مہلت دیئے جاتا ہے تاکہ وہ اب بھی سمجھ جائیں لیکن جب وہ کسی طرح باز ہی نہیں آتے تو ان کو دنیا سے مٹا دیا جاتا ہے۔ تاکہ اور لوگوں کا راستہ کھوٹا نہ کریں حضرت صالح علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کہ اس سامنے کی چٹان سے ایک اونٹنی پیدا کر دے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی اور اونٹنی نکل آئی۔ لیکن وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ اونٹنی تم نے طلب کی ہے اسے آزادی کے ساتھ زمین میں جہاں اس کا جی چاہے چرنے چگنے دو۔ تمہاری سلامتی اس کی سلامتی پر موقوف ہے کچھ دن تو وہ چپکے رہے لیکن آخر اکتا کر اپنے ایک غنڈے سے اس اونٹنی کو قتل کرا دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت صالح علیہ السلام نے لوگوں کو خبردار کیا کہ اب تمہیں صرف تین روز کی اور مہلت ہے۔ اس کے بعد تم عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

ایمان والوں کی نجات

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ

پھر جب آیا حکم ہمارا نجات دی ہم نے صالح کو اور ان کو جو

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ

ایمان لائے اس کے ساتھ رحمت سے اپنی اور رسوائی سے اس دن کی

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۶۶﴾

تحقیق تیرا رب وہی ہے قوت والا زبردست

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ

پھر جب ہمارا حکم پہنچا ہم نے صالح کو اور جو اس کے ساتھ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ

ایمان لائے بچا دیا اپنی رحمت سے اور اس دن کی رسوائی سے

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۶۶﴾

بیشک تیرا رب ہی ہے زور والا زبردست

دنیا کی خوشی محض ظاہری خوشی ہے لیکن اس میں بڑا نشہ ہے جس کی ترنگ میں انسان اپنی اصلی حالت سے غافل ہو جاتا ہے شراب کے نشہ کی بھی یہی کیفیت ہے وہ انسان کو مصیبت سے غافل اور خیالی خوشی میں محو کر دیتا ہے۔ پھر اس خیالی خوشی کو قائم رکھنے کے لیے وہ بار بار شراب پیتا ہے تاکہ نشہ اترنے نہ پائے اور خیال میں محویت قائم رہے۔ دنیا کی خوشی کو بھی اس کے دل دادہ بڑی کوشش سے قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کے نشہ میں وہ ان اصلی باتوں کو بھولے رہیں جو انسان کو سیدھے راستہ پر چلانا چاہتی ہیں۔ اللہ کے رسول یہ چاہتے ہیں کہ اس نشہ سے انسان کا پیچھا چھڑائیں تاکہ ان کی عقل ٹھیک کام کرنے لگے۔ وہ دنیا کے عیش و عشرت کو ایک پانی کے بلبلے سے زیادہ وقعت نہ دے۔ اس کے سامنے زندگی اپنے اصلی رنگ میں ظاہر ہو جائے اور وہ دیکھ لے کہ یہ ایک میدان ہے جو کانٹوں اور جھاڑ جھنکار سے پُر ہے۔ اس میں سے اسے دامن سمیٹ کر بڑی احتیاط سے گذرنا ہے تاکہ وہ اللہ کی معرفت کی سیدھی سڑک پر پہنچ جائے اور پھر عمر بھر چلتا رہے اور اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی کوشش دل و جان سے کرتا رہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود نے یہ راستہ باوجود سمجھانے کے نہ ڈھونڈا۔ آخر اللہ عزوجل کا دنیا کی قوتوں میں سے جو اس نے پیدا کر رکھی ہیں کسی ایک قوت کے نام حکم آ جاتا ہے کہ اس فسادی قوم کو تباہ کر دو۔ حکم کی تعمیل فوراً ہوتی ہے اور سرکش لوگ ذلت اور رسوائی کی موت مارے جاتے ہیں۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ایمان والے ساتھیوں کو اللہ اپنی رحمت سے عذاب کی زد سے بچا لیتا ہے جب اللہ کی قوت کا ظہور ہوتا ہے تو اور ساری قوتیں مکڑی کا جالا ثابت ہوتی ہیں ۔

Marfat.com

صورت عذاب

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا
اور آ پکڑا ان کو جو ظالم تھے چنگھاڑ نے پس صبح کو وہ
فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۶۷﴾ کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا کبھی رہے ہی نہ تھے
فِیْھَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ کَفَرُوْا رَبَّھُمْ ۭ
ان میں دیکھو تحقیق ثمود نے کفر کیا اپنے رب سے
اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾
سنو دوری ہو ثمود کو

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا
اور ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پکڑ لیا پھر صبح کو اپنے
فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۶۷﴾ کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا
گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے جیسے وہاں کبھی رہے
فِیْھَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ کَفَرُوْا رَبَّھُمْ ۭ
ہی نہ تھے۔ سنو! ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے
اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع ۶
سنو پھٹکار ہے ثمود پہ

اللہ عزوجل کے وعدے اور وعید اٹل ہیں۔ جو کچھ اس نے اپنی کتاب میں فرما دیا ہے اور جو کچھ اس کے رسولوں نے کہہ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا لیکن اس کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت کے آنے پر پھر دیر نہیں لگتی اور جو کچھ ہونا ہوتا ہے فوراً ہی ہو جاتا ہے۔

ثمود کی قوم نے پہاڑ کی بڑی بڑی چٹانوں کو تراش کر اپنے مکان بنائے تھے۔ غالباً اس خیال سے کہ آندھیوں کے اثر سے محفوظ رہیں۔ انہیں یہ تو معلوم تھا کہ پہاڑ آندھیوں سے نہیں اڑتے۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ پہاڑوں کے غارت کرنے کا بھی ایک طریقہ ہے۔ رات کو جب وہ سو رہے تھے۔ زلزلے کے جھٹکے شروع ہوئے اور ساتھ ہی ایک ہولناک گھڑگھڑاہٹ اور سخت آواز پیدا ہوئی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس زلزلے نے انہیں بستروں سے نیچے پھینک دیا اور کڑک کی آواز سے ان کے پتّے پھٹ گئے۔ صبح کو زمین پہ اوندھے منہ مرے پڑے تھے ہر جگہ سناٹے کا عالم تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کبھی آبادی تھی ہی نہیں۔ یہ ثمود کی قوم تھی جس نے اپنے رب کو نہ پہچانا۔ آخر دنیا سے ان کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ اللہ عزوجل نے ان کا قصہ اس لیے سنایا ہے کہ ہم عبرت حاصل کریں اور عذاب الٰہی آنے سے پہلے ہی سنبھل جائیں لعنت ہے ثمود پہ۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی

اور البتہ تحقیق آئے ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر

قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ

کہا سلام اس نے کہا سلام پس دیر نہ کی اس نے

اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ﴿۶۹﴾

کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی

اور ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آ چکے

قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ

ہیں بولے سلام وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ

اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ﴿۶۹﴾

ایک تلا ہوا بچھڑا لے آیا

حَنِیْذٍ (تلا ہوا) صفت کا صیغہ ہے اور ح۔ن۔ذ اس کا مادہ ہے۔حنذ کے معنی تلنا، بھوننا۔حنیذ تلا ہوا گوشت وغیرہ

اس سورت میں حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تک جو نبی آئے ان کا بیان ہے۔ان سب نبیوں کی قوموں نے اپنے اپنے نبیوں کے ساتھ جو سلوک کیا اور اس سے جو انہیں نقصان پہنچا اس کے قرآن مجید میں جا بجا ذکر کرنے سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کو ڈرانا ہے کہ نبیوں کو ستانے اور ان کا کہنا نہ ماننے کا نتیجہ سوا بربادی کے کچھ نہیں۔

اس سارے رکوع میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا بیان ہے جن کو اللہ نے نبوت عطا کر کے اُردن کے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے بھیجا تھا۔فرشتے آدمیوں کی شکل میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کو سلام کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کے جواب میں سلام کیا۔اور جلدی جلدی ان مہمانوں کے کھانے کا بندوبست کرنے تشریف لے گئے اور ایک بچھڑا ذبح کر کے اس کو آگ میں بھونا اور اپنے مہمانوں کے لیے لائے جنہیں وہ ان کی ظاہری شکل سے انسان سمجھے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان کی خاطرداری میں مشہور تھے۔اپنی عادت کے مطابق سب سے پہلے ان کے کھانے کا فکر ہوا انہیں کیا خبر کہ یہ فرشتے ہیں۔

Marfat.com

خوشخبری

فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ
پھر جب اس نے دیکھا ان کے ہاتھوں کو کہ نہیں بڑھتے کھانے کی طرف تو کھٹکے ان سے
وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ
اور محسوس کیا ان سے خوف وہ بولے مت ڈر
اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَ امْرَاَتُهٗ
ہم تو بھیجے گئے ہیں طرف قوم لوط کی اور بیوی اس کی
قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ
کھڑی تھی پس وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحاق کی
وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾
اور بعد اسحاق کے یعقوب کی

فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ
پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے پر نہیں آتے تو کھٹکا
وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ
اور دل میں ان سے ڈرا وہ بولے مت ڈر
اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ
ہم بھیجے ہوئے ہیں قوم لوط کی طرف اور اس کی عورت
قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ
کھڑی تھی وہ ہنس پڑی پھر ہم نے اس کو اسحاق کے پیدا ہونے کی
وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾
اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے انسانوں کی شکل میں آئے وہ انہیں انسان سمجھ کر ان کے لیے کھانا تیار کرکے لائے۔ لیکن انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف غور سے دیکھا تو چہرے سے ہیبت اور جلال کے غیر معمولی آثار نمایاں ہوئے۔ ادھر یہ بھی ایک منفرد دستور تھا کہ جو کسی کے گھر کا کھانا نہ کھائے وہ ضرور کسی بُرے خیال سے آیا ہے اس وجہ سے ان کے دل میں وحشت پیدا ہوئی۔

فرشتوں نے یہ حالت دیکھ کر ان کو دلاسا دیا۔ کہ تم کچھ خوف نہ کرو ہم اللہ کے فرستادہ ہیں اور قوم لوط کی تباہی کے لیے آئے ہیں اور تمہیں خوشخبری دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ کی بیوی جو پاس ہی کھڑی تھیں۔ خوشی سے مسکرانے لگیں۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم تمہیں خوشخبری دیتے ہیں کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام اسحاق ہوگا۔ آگے چل کر اس اسحاق کے لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام یعقوب ہوگا۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا
اس نے کہا اے خرابی کیا جنوں گی میں حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ
بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾
میرا خاوند بوڑھا ہے۔ تحقیق یہ ایک چیز ہے عجیب
قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ
انہوں نے کہا کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم پر رحمت
اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ
اللہ کی اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو
اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾
تحقیق وہ خوبیوں والا بزرگی والا ہے

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا
بولی اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں اور یہ
بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾
میرا خاوند ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے
قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ
وہ بولے کیا تو اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہے اللہ کی
اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ
رحمت اور برکتیں ہیں تم پر اے گھر والو
اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾
تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائی والا

يٰوَيْلَتٰٓى (اے خرابی میری) وَيْلٌ اور وَيْلَةٌ کے معنی خرابی اور تباہی کے ہیں۔ اصل میں یَاوَیْلَتَا ہے۔ گویا اپنی خرابی شامت کو آواز دینا ہے جس وقت آدمی اچانک کوئی انوکھی بات سنتا ہے تو بوکھلا جاتا ہے اور اس کے منہ سے کچھ ایسے کلمے نکلتے ہیں جس کے کوئی معنی نہیں ہوتے سوا اس کے کہ اپنی حیرت کا اظہار ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بیوی کا نام سارہ تھا۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی اور انہیں اولاد کی ہمیشہ سے تمنا تھی۔ حضرت سارہ کی عمر اس وقت بہت زیادہ ہو چکی تھی۔ فرشتوں نے جو بیٹے کی خوشخبری دی تو تعجب کی کوئی حد نہ رہی اور بے ساختہ زبان سے نکلا لو میری شامت آئی ہیں اس عمر میں جب کہ بڑھیا ہو چکی ہوں اور جب کہ میرے شوہر بوڑھے ہو چکے ہیں بیٹا جنوں گی۔ اچنبھے کی بات ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ تمہارا گھر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہے اور کوئی چیز اللہ کے قابو سے باہر نہیں۔

Marfat.com

شفقت کی شان

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ

پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے خوف

وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ

اور آگئی اس کے پاس خوش خبری لگا جھگڑنے ہم سے قوم لوط کے

لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ

بارے میں تحقیق ابراہیم بردبار نرم دل

مُّنِیْبٌ ﴿۷۵﴾ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ

رجوع کرنے والا ہے اے ابراہیم منہ موڑ

عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ

اس سے یہ تو آچکا حکم تیرے رب کا

وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ

اور ان پہ آہی گیا عذاب نہ ٹلایا جانے والا

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ

پھر جب ابراہیم کا ڈر جاتا رہا

وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ

اور اسے خوشخبری ملی جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط

لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ

کے حق میں البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل

مُّنِیْبٌ ﴿۷۵﴾ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ

رجوع کرنے والا ہے اے ابراہیم یہ خیال چھوڑ دے

عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ

وہ تو تیرے رب کا حکم آ پہنچا

وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

اور ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو لوٹایا نہیں جاتا

اَوَّاهٌ نرم دل۔ صفت کا صیغہ ہے جو اَوَّہٌ سے بنا ہے اَوَّہٌ کے معنی آہ بھرنا۔ اَوَّاہٌ وہ شخص جو کسی کا دکھ دیکھ کر رنجیدہ ہو۔

فرشتوں سے خوشخبری سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سارا خوف وہراس جاتا رہا جب ادھر کی پریشانی دور ہوئی تو قوم لوط کا خیال آیا کہ اب وہ تباہ کر دیئے جائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام فطرتاً رحم دل قصوروار کا قصور معاف کر دینے والے۔ ہر کام میں اللہ کا سہارا لینے والے تھے۔ فرشتوں سے ان کے بارے میں بحث کرنے لگے۔ اس گفتگو کو اللہ نے یُجَادِلُنَا کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ خطاکار سے درگذر کرنے والا۔ دوسروں کی تکلیف اور دکھ سے متاثر ہونے والا اور ہر بات کو اللہ کے حضور میں پیش کرنے والا تھا۔ اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ السلام کی سفارش کی بابت فرمایا کہ "معاملہ سفارش کی حد سے گذر چکا اب ان کو اس کی ذرا بھی مہلت نہیں دی جاسکتی کہ اپنے گندے کاموں سے انسان کی معاشری زندگی کو تباہ و برباد کردیں"۔

Marfat.com

قوم لوط کا حال

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ

اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط کے پاس رنجیدہ ہوا ان کی وجہ سے

وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ

اور گھٹا ان کے آنے سے دل میں اور کہا یہ دن

عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ

بڑا سخت ہے اور آئی اس کے پاس قوم اس کی دوڑتی ہوئی

اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

اس کی طرف اور اس سے پہلے تھے وہ کرتے خبیث کام

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس پہنچے غمگین ہوا ان کے

وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ

آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج کا دن

عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ

بڑا سخت ہے اور اس کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی

اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

ہوئی آئی اور پہلے سے کر رہے تھے بُرا کام

ذَرْعٌ دل اصل میں ذرع کے معنی پیمائش کرنے کے ہیں پھر پھیلنے کے ہوئے پھر اس کے معنی طاقت لیے جانے لگے۔ طاقت دل کی ہوتی ہے اس لیے دل کے معنی میں مستعمل ہونے لگا۔

عَصِيْبٌ سخت صفت کا صیغہ ہے جو عصب سے بنا ہے عصب قوت کے معنی میں مستعمل ہے عصیب تنگ۔ کسا ہوا۔ سخت۔ بہت گرم

يُهْرَعُوْنَ دوڑائے جاتے تھے مضارع مجہول ہے اِہْرَاعٌ سے جس کا مادہ ہرع ہے جس کے معنی دوڑنا۔ اہراع دوڑانا مطلب یہ کہ ان کی دلی خواہش انہیں تیز دوڑنے پر مجبور کر رہی تھی۔

حضرت لوط علیہ السلام کے پاس جب فرشتے پہنچے تو حسین و جمیل نوجوانوں کی شکل میں تھے آکر ان سے کہا کہ ہم آپ کے ہاں مہمان آئے ہیں حضرت لوط علیہ السلام بڑے گھبرائے۔ کیونکہ اپنی قوم کی عادت سے واقف تھے کہ وہ ان کے ستانے سے نہ چوکیں گے اور منہ سے نکلا کہ آج کا دن بڑا سخت ہے دیکھیے کیسے گذرتا ہے۔ قوم کی عقل تو ماری گئی تھی ہی مہمانوں کو دیکھ کر بے تابانہ دوڑے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے برا کام بے دھڑک کرنے کے عادی ہو چکے تھے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے حسین و جمیل لڑکوں کی شکل بنا کر آئے ہی اس لیے تھے کہ ان کے گناہ پر عینی شہادت مل جائے اور بے ثبوت کے اتنی سخت سزا نہ دی جائے۔

Marfat.com

مت ماری گئی

قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ
کہا اے قوم یہ میری بیٹیاں ہیں وہ پاک ہیں
لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ
تمہارے لیے پس ڈرو اللہ سے اور رسوا نہ کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں
اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا
کیا نہیں تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن انہوں نے کہا
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ
تُو تو جانتا ہے نہیں ہمارے لیے تیری بیٹیوں میں سے کوئی کام
وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾
اور تحقیق تو جانتا ہے بلاشک۔ کیا چاہتے ہیں ہم

قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ
بولا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ ان سے پاک ہیں
لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ
تمہارے لیے پس اللہ سے ڈرو اور مجھ کو میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو
اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا
کیا تم میں ایک مرد بھی نیک چلن نہیں بولے تُو تو
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ
جانتا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں
وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾
اور جو ہم چاہتے ہیں تجھ کو معلوم ہے

حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھا رہے ہیں کہ کچھ تو ہوش سے کام لو۔ کیا بالکل پاگل ہو گئے ہو۔ قوم میں اتنی عورتیں موجود ہیں۔ خواہش کے پورا کرنے کا طریقہ اللہ نے مقرر کر دیا ہے۔ ان سے نکاح کرو۔ اور آدمیوں کی طرح رہو۔ کیا اللہ عزوجل کا ڈر تمہارے دل سے بالکل نکل گیا ہے۔ میرے مہمانوں کو ستا کر مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم میں ایک آدمی بھی سمجھ دار نہیں رہا جو تمہیں آدمیت سکھائے۔

وہ بولے ہمیں عورتوں سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارے مطلب سے تُو واقف ہے۔ ہم تو وہی کر کے رہیں گے جو ہمارا جی چاہتا ہے۔ ہم تیری بات نہیں مانتے۔ قوم لوط کا جواب سُنا! آدمی جب خواہش میں اندھا ہو جاتا ہے تو اُسے کچھ نہیں سوجھتا اور وہ خبیث شیطان بن جاتا ہے۔ نہ اُسے اچھے کام اور اُن کے اجر یاد رہتے ہیں اور نہ بُرے کام اور ان کی سزا نظروں کے سامنے رہتی ہے۔

شامتِ اعمال اسی کو کہتے ہیں!

Marfat.com

انتہائی پریشانی

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ
کہنے لگا کاش کہ میرے لیے تم پر کچھ زور ہوتا یا ٹھکانا لیتا میں
اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ
طرف سہارے مضبوط کے بولے مہمان اے لوط
اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ
ہم ہیں بھیجے ہوئے تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچیں گے وہ تجھ تک
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
پس روانہ ہو جا اپنے اہل کے ساتھ. کسی حصے میں رات کے

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ
کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا جا بیٹھتا میں
اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ
کسی مستحکم پناہ میں مہمان بولے اے لوط
اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ
ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ تجھ تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
سو لے نکل اپنے لوگوں کو کچھ رات سے

اٰوِیْ (ٹھکانا پکڑتا میں) مضارع کا صیغہ ہے اَوْی سے جس کے معنی ہیں ٹھکانا پکڑنا. پناہ لینا.

رُکْنٌ (ستون ۔ سہارا) رکن وہ ہے جو کسی چیز کو اپنے سہارے سے تھامے ہوئے ہو جیسے کھمبا ستون وغیرہ. یہاں اس سے مراد کنبہ قبیلہ ہے۔

اَسْرِ (چل پڑ) امر کا صیغہ ہے اِسْرَاءٌ سے ۔ اسراء کے معنی ہیں رات کو چلنا۔ اس کا مادہ س ر ی ہے۔ سُرٰی کے معنی ہیں چپکے چپکے پھیل جانا. سرایت اسی سے بنا ہے جو ہم بھی بولتے ہیں مثلاً اس میں پانی سرایت کر گیا۔

حضرت لوط علیہ السلام نبی بنا کر اردن کے علاقہ میں بھیجے گئے تھے۔ آپ نے اسی قوم میں شادی کر لی تھی مگر بیوی بھی اپنی قوم کی طرف دار تھی۔ قوم کی زیادتی دیکھ کر فرطِ غم سے کہہ اٹھے کاش میرا کوئی اپنا بڑا کنبہ قبیلہ ہوتا تو اس وقت اس کی پناہ لیتا۔

فرشتوں نے جب دیکھا کہ یہ شریر لوگ انہیں بہت دق کر رہے ہیں تو کہا آپ ہماری فکر نہ کریں. ہم تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ ہم تک تو یہ کہاں پہنچیں گے آپ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔ اس کے بعد فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ رات ہی رات اپنے بال بچوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں ؞

Marfat.com

بقیہ ھدایت

وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ

اور نہ مڑکر دیکھے تم میں سے کوئی مگر عورت تیری

اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ

شان یہ ہے کہ پہنچنے والا ہے اسے جو پہنچا انہیں تحقیق

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ

وعدہ کا وقت ان کا صبح ہے کیا نہیں صبح

بِقَرِیْبٍ (۸۱)

نزدیک

وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ

اور تم میں سے کوئی مڑکر نہ دیکھے مگر تیری عورت

اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ

کہ پہنچ کر رہے گا اسے جو ان کو پہنچے گا ان کے

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ

وعدہ کا وقت صبح ہے کیا صبح

بِقَرِیْبٍ (۸۱)

نزدیک نہیں ہے

فرشتے حضرت لوط علیہ السلام سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ان لوگوں کی ان حرکتوں سے پریشان نہ ہوں ہم نے ان کی بے حیائی اور بے غیرتی آنکھوں سے دیکھ لی یہ لوگ اتنے بے باک اور دلیر ہیں کہ دروازہ توڑکر اور دیوار پھاند کر آپ کے گھر گھسنا چاہتے ہیں، یہ انتہا درجے کے نادان ہیں خیر ان کو اب تک ڈھیل دی گئی تاکہ ان کی ڈھٹائی کی حد معلوم ہو جائے اور یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ان میں کوئی سمجھ دار بھی نکلتا ہے یا نہیں۔ اب معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ واقعی بڑے شورہ پشت اور نڈر ہیں۔ یہ اپنی اڑ کے سامنے کسی کو خاطر ہی میں نہیں لاتے۔ یقیناً ان کی شامت نے دھکا دیا ہے۔ اس وقت تو ہم حکم باری تعالیٰ ان کو یہیں سے دفع کیے دیتے ہیں۔ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ کچھ رات رہے ان بستیوں سے باہر اپنے اہل و عیال کو لے کر نکل کھڑے ہوں اور سیدھے جنگل کا راستہ لیں اس طرح کہ کوئی پیچھے مڑکر نہ دیکھے۔

اس آیت میں ہدایت کے باقی حصہ کا بیان ہے۔ کہ آپ اپنے گھر والوں کو لے کر صبح ہونے سے پہلے وہاں سے چلے گئے اور پیچھے مڑکر نہ دیکھا۔ اس طرح آپ اور آپ کے گھر والے بچ گئے۔ لیکن آپ کی بیوی کہ وہ آپ کے ساتھ نہ گئی یا پیچھے مڑکر دیکھ لیا۔ اسی مصیبت کا شکار ہو گئی جس کا شکار ساری قوم ہوئی۔ فرشتوں نے کہا کہ ان کے تباہ ہونے کا وقت آج صبح مقرر ہے۔ اور اب صبح ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہیں اس لیے آپ یہاں سے روانہ ہونے کی تیاری کریں ۔

Marfat.com

عذاب کی صورت

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا
بس جب آیا حکم ہمارا کر ڈالا ہم نے اس کا اوپر
سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً
اس کا نیچا اور برسائے ہم نے ان پر پتھر
مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ (۸۲) مُّسَوَّمَةً
کنکروں کے بنے ہوئے تہ بر تہ نشان کیے ہوئے
عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ
تیرے رب کے پاس اور نہیں یہ ان ظالموں سے
بِبَعِيْدٍ (۸۳)
کچھ دور

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا
پھر جب ہمارا حکم پہنچا کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر
سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً
نیچے اور برسائے ہم نے ان پر پتھر
مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ (۸۲) مُّسَوَّمَةً
کنکر کے تہ بر تہ نشان کیے ہوئے
عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ
تیرے رب کے پاس اور نہیں وہ بستی ان ظالموں
بِبَعِيْدٍ (۸۳) ع ۱۵
سے کچھ دور

مَنْضُوْدٍ (تہ بہ تہ) اسم مفعول ہے جو نضد سے بنا ہے نضد کے معنی ایک دوسرے پر رکھ کر جما دینا۔ یا برابر رکھ کر جوڑ دینا منضود کے معنی ہیں مٹی کی تہہ ایک دوسری پر جمائی ہوئی اور سخت کی ہوئی۔ مُسَوَّمَةً (نشانیاں لگائی ہوئی) اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا مصدر تسویم ہے جو سوم سے بنا ہے رسوم کے معنی ہیں علامت اور نشان۔ تسویم علامت بنانا اور نشان لگانا۔

آخر قوم لوط کی سزا کا وقت آپہنچا۔ فرشتوں نے ان کی ساری بستیاں زمین سے اوپر اٹھالیں اور انہیں پھر اسی جگہ اوندھا ڈال دیا۔ اوپر سے ان کے اوپر پتھر برسائے گئے جو کنکروں سے بنے ہوئے تھے۔ جن میں مٹی کی تہیں آپس میں جم کر سخت ہو گئی تھیں اور اللہ عزوجل نے ان پر الگ الگ علامتیں بنا دی تھیں۔

یہ عرب کے شورہ پشت لوگ ان کا انجام دیکھیں اور عبرت پکڑیں۔ یہ بستیاں ان کے قریب ہی تھیں اور اب ان کی جگہ بحیرہ مردار ہے جو مدینہ سے شام کے راستہ میں آتا ہے۔ یہاں سے فقہاء نے یہ اخذ کیا ہے کہ جو ان کی سی حرکت کا مرتکب ہو اس کی سزا یہ ہے کہ اس پر دیوار گرا دی جائے یا پتھر برسا کر اسے مار ڈالا جائے۔

Marfat.com

اصحاب مدین

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ

اور طرف مدین کے ان کے بھائی شعیب کو کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ

عبادت کرو اللہ کی نہیں تمہارے لیے کوئی معبود سوا اس کے

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ

اور نہ کم کرو ناپ اور تول تحقیق میں

اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

دیکھتا ہوں تمہیں خوش حال اور تحقیق میں ڈرتا ہوں تم پہ

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

عذاب سے ایک دن کے جو گھیر لینے والا ہے

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، بولا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ

اللہ کی بندگی کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ

اور نہ گھٹاؤ ناپ اور تول کو میں تم کو

اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

آسودہ حال دیکھتا ہوں اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

کے عذاب سے ڈرتا ہوں

خَیْرٌ: اچھی بات یا چیز۔ اکثر اس سے مراد مال ہوتا ہے لیکن خیر ہر اچھی چیز کو کہتے ہیں۔ مال۔ دولت صحت۔ تندرستی وغیرہ۔

مَدْیَن: ایک بستی تھی جو خلیج عقبہ کے قریب واقع تھی اور جزیرہ نمائے سینا سے ملتی تھی۔ اس کے آس پاس درختوں کا ایک بن تھا جس کو ایکہ کہتے تھے (اصحاب الایکہ: بن کے رہنے والے) یہ خطّہ سرسبز اور شاداب تھا۔ لوگ خوشحال تھے یہی خوشحالی ان کی غفلت کا باعث ہوئی۔ وہ اللہ کو بھول گئے اور لگے سرسبز، میوہ دار اور فائدہ رساں درختوں کو پوجنے۔ لالچی اس قدر ہو گئے تھے کہ دام پورے لے لیتے اور جنس کی ناپ تول میں کمی کر دیتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام انہیں میں پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تاکہ ان کو اس بد معاملگی سے روکیں اور اللہ کی طرف متوجہ کریں کیونکہ انسان کے اندر برائی کی جڑ اللہ سے غفلت کرنا ہے جو لوگ اللہ کو جس حد تک مانتے ہیں اسی حد تک وہ برائیوں سے بچے رہتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اللہ کی طرف متوجہ کیا اور اس کی بخشی ہوئی خوشحالی کا شکر اس کی فرمانبرداری کی صورت میں ادا کرنے کو کہا۔ ناپ اور تول میں کمی کو نہ چھوڑنے کی صورت میں مصیبت کے دن سے ڈرایا جو نیست و نابود کر دے گا۔

Marfat.com

برائیاں چھوڑو

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ
اے میری قوم پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا
اور نہ نقصان کرو لوگوں کا ان چیزوں میں اور نہ دنگا مچاؤ
فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۸۵) بَقِيَّتُ اللّٰهِ
زمین میں فساد کرتے ہوئے بچا ہوا اللہ کا دیا
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا
بہتر ہے تمہارے لیے اگر ہو تم ایمان والے اور نہیں
اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (۸۶)
میں تم پر پہرہ دار

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ
اور اے میری قوم ماپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا
اور لوگوں کے لیے ان کی چیزیں مت گھٹاؤ اور زمین میں
فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۸۵) بَقِيَّتُ اللّٰهِ
فساد مت مچاؤ اللہ کا دیا جو بچ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا
رہیگا وہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان والے ہو اور میں
اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (۸۶)
تم پر نگہبان نہیں ہوں

لَاتَبْخَسُوْا (کمی مت کرو) نہی کا صیغہ ہے بَخْسٌ سے بخس کے معنی گھٹا دینے اور کم کر دینے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ کسی کی حق تلفی مت کرو۔

لَاتَعْثَوْا (خرابی مت پھیلاؤ) نہی کا صیغہ ہے ع۔ث۔ی سے اس کے معنی ہیں تکبر کرنا، دنگا فساد مچانا، مار پٹائی کرتے پھرنا۔

یہ لوگ ماپ تول میں تو کمی کرتے ہی تھے۔ دوسرے معاملات میں بھی اوروں کو نقصان پہنچا کر اپنا بھلا کرنا ان کا شیوہ تھا۔ ڈکیتی، لوٹ مار تک سے نہ چوکتے تھے کوئی یوں نہ دیتا تو اُسے مار ڈالتے تھے اس وجہ سے نہیں کہ وہ مفلس قلاش تھے اور دوسروں سے چھینے بغیر ان کا پیٹ نہ بھر سکتا تھا، بلکہ اس لیے کہ جو کچھ ان کے پاس ہے اس میں اور اضافہ ہو جائے۔ پیسے کے لوبھی اور دولت جمع کرنے کے دلدادہ تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ دوسروں کو دیتے وقت پورا تولو اور پیمانہ پورا بھر کر دو۔ کمی مت کرو۔ ایمان داری سے جو نفع کما سکو، وہ تمہارے لیے حلال طیّب ہے۔ حلال کی کمائی پر گذارہ کرو۔ اللہ اس میں برکت دے گا۔ میں تم کو فقط سمجھانے ہی پر مامور ہوں۔ میرا کام یہ نہیں کہ تمہارا چوکیدار بن کر بیٹھوں اور تمہیں زبردستی برے کاموں سے روکوں۔

Marfat.com

قوم کا جواب

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ

کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز حکم دیتی ہے تجھے

اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ

یہ کہ ترک کریں ہم جنہیں پوجتے تھے ہمارے باپ یا

اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ

یہ کہ نہ کریں ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں واقعی

لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

ایک تو ہی سمجھ دار نیک چلن ہے

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ

بولے اے شعیب کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھے یہ سکھایا

اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ

کہ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہم

اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ

انہیں چھوڑ دیں یا جو کچھ اپنے مال میں کرتے ہیں کرنا چھوڑ

لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

دیں تو ہی نیک چلن باوقار ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان کی نصیحت کو سن کر جواب دیا۔ وہ وہی ہے جو اس قسم کے سرپھرے لوگ دیا کرتے ہیں اول تو وہ ان نصیحت کرنے والوں کے نیک کاموں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ ان کو چڑاتے ہیں کہ لمبی لمبی نمازیں پڑھ کے ماتھے پہ گٹے ڈال کر پارسا بن گئے۔ دوسروں کو خاطر ہی میں نہیں لاتے۔ گویا بس آپ ہی دنیا میں ایک نیئے آدمی رہ گئے ہیں باقی سب گئے گذرے ہیں۔ ذرا سنیئے! حضرت شعیب علیہ السلام کے نصیحت آمیز کلمات سنکر وہ کیا کہتے ہیں کہ اے شعیب آخر تیری یہ لمبی لمبی نمازیں رنگ لائیں آپ خیر سے ہمارے ناصح مشفق بن کر تشریف لائے ہیں اور ہمیں نصیحت کرنے بیٹھے ہیں۔ کہ باپ دادا کی ریتیں چھوڑو۔ بتوں ونوں کی پوجا بیکار چیز ہے۔ کیا خوب گویا ہمارے باپ دادا باؤلے ہی تھے بس آپ ہی ایک عقل مند شخص دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کو ہمارے سر پر بڑا بن کر بیٹھنے کا شوق ہے۔ ہم سے کہتے ہیں کہ دیکھو مالی معاملات میں ایمان داری سے کام لو۔ کیا خوب گویا ہمیں اپنے مال پر اختیار ہی نہیں ہم اس کے ساتھ جو چاہے کر ہی نہیں سکتے۔ ہر بات میں آپ کی نصیحت ہی سے ہمارا کام چل سکتا ہے۔ کیا کہنا ہے آپ ہی تو دنیا میں ایک سمجھ دار شخص رہ گئے ہیں فقط آپ ہی نیک چلن ہیں۔ باقی سب لچے اوباش ہیں۔ بس بس اپنی نمازوں سے دھیان رکھو ہمارے کانوں میں دخل نہ دو ::

Marfat.com

جڑ کی بات

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
کہ اے میری قوم تم دیکھتے ہو اگر ہوا میں صحیح طریق پر
مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ
اپنے رب کی طرف سے اور دیا اس نے مجھ کو اپنی جانب سے رزق اچھا
وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ
اور میں نہیں چاہتا کہ تم سے چھڑوا کر چلا جاؤں اسی کام کی طرف
اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ
کہ روکتا ہوں میں تم کو جس سے نہیں چاہتا ہوں مگر سنوارنا
مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ
جتنا ہو سکے اور نہیں میرا کام بننا مگر اللہ کی مدد سے
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾
اسی پر بھروسا کیا میں نے اور اسی کی طرف میں جھکتا ہوں

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
بولا اے میری قوم دیکھو تو اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آ گئی
مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ
اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے نیک روزی عطا کی
وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ
اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود وہ کام کروں جو تم سے
اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ
چھڑاؤں میں تو جہاں تک ہو سکے سنوارنا
مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ
چاہتا ہوں میرا کام بننا اللہ کی مدد سے ہے
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾
میں نے اسی پر بھروسا کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا خبر نہیں تم تکبّر میں اس قدر مبتلا کیوں ہو۔ کہ اپنے سامنے کسی کو سمجھتے ہی نہیں۔ بھلا بتاؤ کہ اس کے مان لینے سے کیا خرابی لازم آتی ہے۔ کہ اللہ نے مجھ کو اتنی دانائی عطا کر دی۔ کہ میں نے سیدھا راستہ پہچان لیا اور مجھ کو وہ کچھ دیا۔ جو تمہیں نہیں دیا۔ حاشا وکلّا میرا یہ مقصد نہیں کہ تم کو تو غلط طریقے سے مال جمع کرنے سے روکوں اور خود تمہارا سردار بن کر بیٹھ جاؤں کہ لاؤ میرا گھر بھر دو۔ یہ تو مال جمع کرنے کا ایک غلط طریقہ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ جس چیز سے میں تمہیں روک رہا ہوں وہی اختیار کروں۔ میں تو سوا اس کے کچھ نہیں چاہتا کہ جہاں تک میرے بس میں ہے تمہاری حالت درست کر دوں یہی میرا ارادہ ہے لیکن اس کا پورا ہونا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کی توفیق نصیب ہو تو کام بنے میرا بھروسا تو اسی پر ہے اور میں ہر کام میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

Marfat.com

انجام بدی

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ

اور اے میری قوم نہ ڈالے سر تمہارے مجھ سے ضد کرنا یہ کہ پہنچے تم کو

مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ

اس جیسی چیز کہ پہنچی نوح کی قوم یا ہود کی قوم

اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

یا صالح کی قوم کو اور نہیں لوط کی قوم تو تم سے

بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

کچھ دور اور استغفار کرو اپنے رب سے پھر لوٹو

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾

اسی کی طرف تحقیق میرا رب رحم کرنے والا محبت والا ہے

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ

اور اے قوم میری ضد کر کے یہ نہ کمائیو کہ تم پر پڑے

مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ

جیسا کچھ کہ پڑ چکا نوح کی قوم پر یا ہود کی قوم پر

اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو تم سے کچھ

بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

دور ہی نہیں اور اپنے رب سے گناہ بخشواؤ اور اسی کی طرف رجوع

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾

کرو البتہ میرا رب مہربان محبت والا ہے

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ نہ کمائے تمہارے لیے نہی کا صیغہ ہے ج ر م سے بنا ہے جرم کے معنی ہیں کمانا۔ یہاں اس سے مراد سر تھوپنا ہے۔

وَدُوْدٌ محبّت والا وُدٌّ سے بنا ہے۔ مَوَدَّة بھی اسی سے بنا ہے۔ دونوں کے معنی ہیں دوسرے کا خیال کرنا۔ اس کی بھلائی چاہنا۔ یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو طرح طرح سے سمجھا رہے ہیں کہ دیکھو میری ضد اور مخالفت میں کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اوپر بھی کوئی عذاب آجائے تم سے پہلے بہت سی قوموں پر اسی وجہ سے عذاب نازل ہو چکا ہے۔ قوم نوح۔ عاد۔ ثمود اور قوم لوط اپنے کرتوتوں کی سزا بھگت چکی ہیں۔ تم ان کے حالات سے سبق حاصل کرو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگو۔ سب کے سب اس کی طرف جھک جاؤ میرا رب توبہ کرنے والوں پر اپنی رحمت نازل کرنے والا ہے اور جو اس کی طرف جھکے اس کی طرف وہ خاص توجہ فرماتا ہے ؛

Marfat.com

غرور کی حد

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا
کہنے لگے اے شعیب نہیں سمجھتے ہم بہت کچھ اس میں سے جو
تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ
تو کہتا ہے اور تحقیق ہم البتہ دیکھتے ہیں تجھ کو اپنے میں کمزور
وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ
اور نہ ہوتے تیرے کنبہ والے تو ہم پتھراؤ کرتے تم پہ اور نہیں
اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (۹۱)
تو ہمارے نزدیک عزت والا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا
بولے اے شعیب ہم بہت سی باتیں جو تو کہتا ہے نہیں سمجھتے
تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ
اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو ہم میں کمزور ہے
وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ
اور اگر تیرے بھائی بند نہ ہوتے تو تجھ کو تو ہم سنگسار کر ڈالتے
اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (۹۱)
اور ہماری نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں

دیکھیے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کس کس طرح سمجھا رہے ہیں کبھی کہتے ہیں۔ اپنی بڑائی کا تصور ایک خبط ہے آدمی کو تواضع سے رہنا چاہیے اور یقین کر لینا چاہیے کہ دوسرا مجھ سے ہر بات میں زیادہ ہو سکتا ہے کبھی توجہ دلاتے ہیں کہ غرور کا سر نیچا ہوتے تم نے دیکھ رکھا ہے تم سے پہلے بڑے بڑے سورما مٹی ہو کر رہ گئے۔ تم تو کیا چیز ہو۔ ان سب کے جواب میں سنیے۔ کہ ان کی قوم کیا کہتی ہے کہ اے شعیب تیری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ تیرا جو کچھ دم خم ہے وہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم سب کے مقابلے میں تو ہے کیا چیز۔ تیرے کنبے اور خاندان کے لوگ ہمارے ساتھی ہیں۔

ان کی وجہ سے ہم رکے ہوئے ہیں۔ ورنہ پتھر مار مار کر تیرا دم نکال دیتے۔ ہمارے نزدیک تیری کوئی عزت نہیں، یہ ہے آدمی کا غرور۔ آدمی کے پاس جب کچھ آ جاتا ہے۔ تو وہ ایسی ہی باتیں کرنے لگتا ہے کہ کوئی میرے سامنے کیا مجال کہ چوں کرے۔ پھر میں ان لوگوں کی جو خواہ مخواہ نصیحت کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں کیوں سنوں۔ یہ مجھے تعلیم دینے والے کون ہوتے ہیں۔ ذرا سی دیر میں اگر چاہوں تو ان کا کام تمام کر سکتا ہوں۔ بس یہی خیال ہے کہ ان کے رشتہ دار بگڑ جائیں گے ورنہ ان کا کام تو کب کا تمام کر دیا ہوتا۔

Marfat.com

اللہ سے غفلت

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ
کہا اے میری قوم کیا کنبہ میرا زیادہ زوردار ہے تم پر
مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ
اللہ سے اور رکھ دیا تم نے اس کو اپنے سے پرے
ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
پیٹھ پیچھے تحقیق میرا رب اس پر جو تم کرتے ہو
مُحِيْطٌ (۹۲)
احاطہ کرنے والا ہے

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ
بولا اے میری قوم کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر
مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ
اللہ سے زیادہ ہے اور اس کو تم نے بھلا کر پیٹھ پیچھے
ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
ڈال رکھا ہے تحقیق جو کچھ تم کرتے ہو میرے رب کے
مُحِيْطٌ (۹۲)
قابو میں ہے

اِتَّخَذْتُمُوْهُ (بنا لیا تم نے اس کو) اصل میں اِتَّخَذْتُمْ ہے اس کے ساتھ ہائے ضمیر ملی تو بیچ میں ایک واؤ بڑھ گئی اِتَّخَذْتُمُوْهُ ہو گیا۔ اِتَّخَذْتُمْ ماضی کا صیغہ اتخاذ سے ہے جو اَخْذٌ سے بنا ہے۔ اخذ کے معنی پکڑنا۔ لے لینا۔ بنا لینا وغیرہ۔ اِتِّخَاذٌ۔ کر بیٹھنا۔ رکھ دینا۔

ظِهْرِيٌّ (پیٹھ پیچھے پھینکا ہوا) ظہر پیٹھ کو کہتے ہیں۔ یائے مشدّد نسبت کی ہے یعنی پیٹھ سے تعلق رکھنے والا۔ پیٹھ پیچھے پھینکا ہوا۔

شعیب علیہ السلام جواب میں فرماتے ہیں کہ میرے کنبے والوں کا خیال کر کے تم مجھے جینے دے رہے ورنہ مار ڈالتے۔ دیکھو کنبہ والوں سے زیادہ زور اللہ تعالیٰ میں ہے۔ میری قدر تمہیں اس لیے کرنی چاہیئے کہ میں اس کا رسول ہوں لیکن تم آدمیوں کا تو خیال کرتے ہو اور اللہ عزوجل کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ آدمی اگر خفا ہو گئے تو تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

اگر انہوں نے تم سے لڑائی بھی کی تو تم آسانی سے انہیں دبا لوگے۔ لیکن اگر اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہو گیا۔ تو وہ تمہیں چشم زدن میں فنا کر سکتا ہے۔ تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

یہ تمہاری شامت کی نشانی ہے کہ آدمیوں کی تو اتنی رعایت اور اللہ عزوجل سے اس قدر غفلت کہ گویا اسے پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ یاد رکھو وہ تمہارے سارے کرتوتوں پر قابو رکھتا ہے سزا دینے پر آیا تو تمہیں تہس نہس کر دے گا۔

Marfat.com

اظہارِ ناراضگی

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ
اے میری قوم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر تحقیق میں
عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ
کام کر رہا ہوں عنقریب جان لوگے کون ہے آتا ہے جس پر
عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ
عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور کون ہے کہ وہ جھوٹا ہے
وَ ارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾
اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ
اے میری قوم اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں بھی کام
عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ
کرتا ہوں آگے معلوم کر لوگے کہ رسوا کرنے والا
عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ
عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے
وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾
اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ تاک رہا ہوں

مَكَانَةَ (جگہ) اس کا مادہ ک۔و۔ن ہے۔ کون کے معنی ہیں ہونا۔ اسی سے مکان بنا ہے۔ جو مصدر میمی بھی ہے اور کون کے معنی میں ہے اور اسم ظرف بھی ہے یعنی ہونے کی جگہ۔ مکانۃ بھی اسم ظرف ہے۔ مکان اور مکانۃ کے استعمال میں فرق ہے۔ مکان کے معنی جگہ کے ہیں۔ مکانۃ کے معنی مرتبہ اور حالت کے ہیں یہاں یہی معنی مراد ہیں یعنی حالت اور مرتبہ۔

جب ان لوگوں کا رویہ یہ دیکھا کہ اللہ کو کچھ گردانتے ہی نہیں تو سمجھ گئے کہ ان کی حالت درست نہیں ہو سکتی اس لیے ان کی ہدایت سے مایوس ہوئے۔ اور پھر جو فرمایا وہ اس آیت میں ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم میری بات مانتے معلوم نہیں ہوتے۔ اس لیے جو جی چاہے کرو اور اپنی ضد اور ہٹ پہ اڑے رہو۔ میں بھی اپنی حالت کے تقاضے کے مطابق جو مجھے کرنا چاہیئے کر رہا ہوں۔

تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ عذاب کس کو آگھیرتا ہے اور ذلت و رسوائی کسے حاصل ہوتی ہے مجھے یا تمہیں۔ اور جھوٹا میں ہوں یا تم۔ اب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ آیندہ جو کچھ ہونے والا ہے۔ تم اس کا انتظار کرو۔ ادھر میں بھی اب بس یہی کر سکتا ہوں کہ اپنی جگہ پہ انتظار کروں ؎

Marfat.com

عذاب کی صورت

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ
اور جب آیا حکم ہمارا بچا دیا ہم نے شعیب کو اور
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ
ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے
وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا
اور آپکڑا ان کو جنہوں نے ظلم کیا کڑک نے پس انہوں نے صبح کی
فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے گویا
لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
بسے ہی نہ تھے ان میں سنو دوری ہو مدین کے لیے
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾
جیسے دور ہوئے ثمود

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ
اور جب ہمارا حکم آپہنچا ہم نے شعیب کو اور جو اس کے ساتھ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ
ایمان لائے اپنی رحمت سے بچا دیا
وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا
اور ان ظالموں کو کڑک نے آپکڑا پھر صبح کو
فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا
لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
وہ وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکار ہے مدین پر
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع ۸ ۱۱ ۸
جیسے پھٹکار ہوئی ثمود پر

انسان کو یہی زیب دیتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سامنے عاجزی سے ہاتھ باندھے کھڑا رہے کوئی اس سے مقابلہ کر کے فلاح کو نہیں پہنچ سکتا
اس آیت میں مدین والوں کا انجام دکھایا گیا ہے۔ انہوں نے شعیب علیہ السلام کو کچھ نہ گردانا۔ اس کو سخت سخت جواب دیئے۔ ایذائیں پہنچائیں۔ ڈراوے دیئے۔ دھمکیاں دیں۔ آخر نتیجہ کیا ہوا۔ اس آیت میں ہے کہ کڑک سے ہلاک ہوئے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ زلزلے نے آپکڑا گھبرا کر نکلے تو گرمی کے مارے بُرا حال ہوا۔ ایک ابر آکر ان پر چھا گیا۔ وہ سمجھے اس میں ٹھنڈک ہوگی۔ لیکن اس کے نیچے بلا کی گرمی تھی۔ سب بیہوش ہو کر گر پڑے اور مر گئے۔ ان کی گستاخیاں بیہودگیاں اور زبان درازیاں کچھ ثمود سے ملتی تھیں اس لیے ان پر عذاب بھی انہی کے عذاب سے ملتا جلتا آیا اور آخر میں ان سے کہہ دیا گیا کہ ثمود کی طرح تم بھی تباہ ہو جاؤ اور انہی کی طرح تمہیں بھی اللہ کی رحمت سے دوری نصیب ہو۔ یا اللہ تو اپنے کرم سے ہمیں نیک عمل کی توفیق دے اپنا مطیع و فرمانبردار بنا اور آخرت کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھ!

Marfat.com

موسیٰؑ اور فرعون

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ
اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ کو ساتھ اپنی نشانیوں کے اور سند
مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
واضح کے طرف فرعون کے اور اس کے سرداروں کے
فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ
پس پیروی کی انہوں نے حکم کی فرعون کے اور نہیں حکم
فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾
فرعون کا درست

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ
اور البتہ ہم موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور واضح
مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
سند دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیج چکے ہیں
فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ
پھر وہ فرعون کے حکم پر چلے اور فرعون کی
فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾
بات کچھ کام کی نہیں

فرعون کے ظلم سے بنی اسرائیل کو چھڑانے کے لیے اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا رسول مقرر کیا اور ایسی کھلی ہوئی علامتیں ان کے ساتھ کر دیں جن کو دیکھ کر کسی سمجھ دار کو جو اپنی سمجھ سے کام لیتا ہو ان کے رسول ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا تھا اور ان سے کہہ دیا کہ فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جس کے تم بندے ہو اور ویسے ہی فرعون کی رعیت ہیں جیسے کہ تم ہو۔ اس بات سے فرعون چڑ گیا۔ کیونکہ وہ خود خدائی کا دعویدار تھا۔ اور کہا کہ مجھے اپنے ملک میں اختیار ہے کہ جا ہے جس پر مہربانی کروں اور جا ہے جس کو ستاؤں مجھے اپنے اختیار کو کام میں لانے سے منع کرنے والا کون ہو سکتا ہے اس کے خوشامدی سردار جو اس کے گرد جمع تھے سب نے اس کی تائید کی اور کہا کہ ہم تو اپنے بادشاہ فرعون کو اپنا مالک سمجھتے ہیں اور اس کا ہر حکم بجالانے کے لیے تیار ہیں۔

آگے ارشاد ہے کہ فرعون کے سارے احکام خود بینی اور تکبر پر مبنی تھے۔ اس لیے وہ جو حکم دیتا تھا وہ غلط ہی ہوتا تھا۔ وہ خود بہت بڑا گمراہ سرکش اور مجرم تھا۔ اس کے حکم ماننے میں لوگوں کی کیا بھلائی ہو سکتی تھی یہاں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر بادشاہ کوئی غلط حکم دے تو اس کو سمجھانا چاہیئے تاکہ وہ اپنی غلطی مان لے اندھا دھند اس کے احکام بجالانا ٹھیک نہیں ؛

Marfat.com

لوگوں کو تنبیہ

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ
آگے ہوگا وہ اپنی قوم کے قیامت کے دن پس لا کھڑا کرے گا ان کو
النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ (۹۸)
آگ پر اور برا ہے وہ گھاٹ جس پر وہ پہنچیں گے
وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ
اور پیچھے لگا دیئے گئے اس دنیا میں لعنت اور دن
الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (۹۹)
قیامت کے برا ہے وہ انعام جو انہیں دیا گیا

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ
قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے ہوگا پھر ان کو آگ پر
النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ (۹۸)
پہنچائے گا اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے
وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ
اور اس جہان میں ان کو پیچھے سے لعنت ملتی رہی ۔ اور
الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (۹۹)
قیامت کے دن بھی برا انعام ہے جو ان کو ملا

فرعون کے مقابلہ کا اس کے ملک کے آس پاس کوئی بڑا بادشاہ نہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے سر سے غرور و تمکنت کا سودا نکالنے کے لیے مقرر کیے گئے۔ انہوں نے کہا مانا کہ تیرے مقابلے کا دنیا میں اس وقت کوئی نہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس دنیا کے بنانے والا بھی تجھ سے بڑا نہیں۔ دیکھ میں اس کا رسول ہوں اور اس نے مجھ کو اتنی طاقت دی ہے کہ جس کا تو مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر اپنا عصا زمین پر ڈال دیا گرتے ہی وہ اژدہا بن کر پھنکاریں مارنے لگا۔ ادھر اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکالا اور اس کے سامنے کر دیا تو وہ سورج کی طرح چمکنے لگا۔ فرعون کی اژدہے سے ہی گھگی بندھ گئی تھی۔ اب یہ اور آفت آئی کہ نگاہ بھی ہاتھ کی چمک کے سامنے ماند پڑ گئی۔ چلانا شروع کیا کہ بس بس رحم کر یہ سن کر آپ نے اژدھے کو پکڑ لیا اور وہ پھر عصا ہو گیا اور ہاتھ کی چمک بھی غائب ہو گئی اور بھی آپ نے بہت سی نشانیاں دکھلائیں لیکن اس نے نہ مانا اس کے درباری بھی اسی کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔

یہاں یہ بتانا ہے کہ قیامت کے دن بھی فرعون ان اپنے مددگاروں اور سرداروں کے آگے آگے ہوگا اور ان کو دوزخ میں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ دوزخ بہت بری جگہ ہے اس کے کنارے پر جو پہنچا۔ وہ بجائے آرام اور ٹھنڈک کے آگ میں جا گرے گا۔ دنیا میں بھی اس پر اور اس کے تابعداروں پر دنیا والے ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے اور قیامت کے دن بھی وہ سب لعنت ہی کے مستحق ہوں گے ::

Marfat.com

نتیجہ

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ

یہ کچھ خبریں ہیں بستیوں کی ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر

مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ (۱۰۰) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

بعض ان میں سے موجود ہیں اور بعض کٹ چکیں اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ

اور لیکن انہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر پس فائدہ نہ دیا

عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ

ان کو ان کے معبودوں نے جنہیں وہ پکارتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ

اللہ کے سوا کچھ جب آیا حکم

رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ (۱۰۱)

تیرے رب کا اور نہ بڑھایا ان کے لیے سوا تباہ کرنے کے

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ

یہ بستیوں کے تھوڑے سے حالات ہیں کہ ہم تجھ کو سناتے ہیں

مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ (۱۰۰) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

بعض ان میں سے اب تک قائم ہیں اور بعض کی جڑ کٹ گئی اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ

لیکن وہی اپنی جان پر ظلم کر گئے پھر ان کے ٹھاکر (معبود)

عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ

جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ

ان کے کچھ کام نہ آئے۔ جس وقت تیرے رب کا حکم پہنچا

رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ (۱۰۱)

اور ان کے حق میں سوائے ہلاک کرنے کے کچھ نہ بڑھایا

حَصِيْدٌ (کٹا ہوا) صفت کا صیغہ ہے جو حَصْدٌ سے بنا ہے حَصْدٌ کے معنی کھیتی کاٹنے کے ہیں اسی سے لفظ حصاد ہے جو سورۃ الانعام میں گذرا۔ یہاں یہ مراد ہے کہ انہیں جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا گیا۔ تَتْبِيْبٍ (ہلاک کر دینا) مصدر ہے جو ت۔ ب۔ ب سے بنا ہے۔ تَبٌّ کے معنی تباہ و برباد ہونے کے ہیں۔ تباب تباہی کو کہتے ہیں۔ تَبَّتْ اسی سے ماضی کا صیغہ ہے جو سورۃ اللھب کے شروع میں آیا ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے قوم نوح۔ عاد، ثمود۔ قوم لوط۔ اہل مدین اور فرعون کے حالات سنائے ہیں۔ ان سے تم اپنے لیے سبق حاصل کرو۔ دیکھو ان لوگوں کی کیا گت بنتی رہی۔ ان میں سے بعض کی بستیاں اب تک موجود ہیں جیسے مصر اور بعض کی بالکل اجڑ گئیں جن کا نام و نشان بھی نہ رہا جیسے قوم لوط۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ وہ سب خود اپنے کرتوتوں کے باعث تباہ ہوئے۔ وہ اللہ عزوجل کو بھول گئے اور اوروں کی پوجا کرنے لگے لیکن ان کے جھوٹے معبود ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے بلکہ وہ الٹا عذاب آنے کا سبب بن گئے۔ اور انہیں سوا تباہی اور بربادی کے کچھ نہ ملا:

Marfat.com

عذابِ الٰہی

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى

اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو

وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۗ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

اور وہ ظلم کرتی ہوتی ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک سخت ہے

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

تحقیق اس میں البتہ نشانی ہے اس کے لیے جو ڈرے عذاب

الْاٰخِرَةِ ۗ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ

آخرت سے وہ ایک دن ہے جمع کیے جائیں گے جس میں سب لوگ

وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ

اور وہ ایک دن ہے حاضری کا اور نہیں پیچھے ہٹاتے ہم اس کو

اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾

مگر بوجہ ایک وقت کے جو مقرر ہے

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى

اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہے جب بستیوں کو پکڑتا ہے

وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۗ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

اور وہ ظلم کر رہے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

اس بات میں نشانی ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب

الْاٰخِرَةِ ۗ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ

سے ڈرتا ہے وہ ایک دن ہے جس میں سب لوگ جمع ہوں گے

وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ

اور وہ سب کے پیش ہونے کا دن ہے اور اس میں جو ہم دیر کرتے ہیں سو

اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾

ایک وعدے کے لیے جو مقرر ہے

پچھلی امتوں کے حالات پڑھ کر ہمیں صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی امتوں کو جو سزائیں دنیا میں ملیں وہ اسی وجہ سے کہ انہوں نے ان اعمال سے جن میں ان کی بہتری پوشیدہ تھی منہ موڑا اور وہ کام اختیار کیے جن سے ان کے پیدا کرنے والے نے انہیں منع کیا تھا اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے بُرے اعمال کی فوراً انتہائی سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے اور اپنے رسول اور ان کے ساتھ اپنی واضح نشانیاں بھیج کر انہیں سمجھاتا ہے جب وہ نہیں سمجھتے تو پھر انہیں سخت سزا دیتا ہے ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کے بدلے دینے کا ایک دن یقیناً آئے گا جس کا نام روزِ قیامت ہے اس دن تمام انسان جمع ہونگے اور سب اللہ عزوجل کے روبرو پیش ہوں گے یہ دن یقیناً آئے گا اور اس کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت تک اس دنیا کو قائم رکھنا ہے تاکہ لوگ جتنے کام ان سے کیے جائیں کرلیں اس کے بعد ان سب کو اکٹھا کر کے فیصلہ کر دیا جائیگا کہ تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ یہ ہے جو نمونہ آج دیا جا رہا ہے اسکو اس طرح بھی کہا گیا ہے کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے یاد دلانے کے لیے ہے۔

Marfat.com

قیامت کا حال

یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
جس دن وہ آئے گا نہ بولے گا کوئی جاندار مگر
بِاِذْنِہٖ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾
اللہ کے حکم سے پھر ان میں سے کوئی بدبخت ہے اور کوئی نیک بخت

یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
جس دن وہ آئے گا کوئی جاندار بات نہ کر سکے گا مگر اس
بِاِذْنِہٖ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾
کے حکم سے سو ان میں بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت

لَا تَکَلَّمُ (نہ بولے گا) مضارع منفی ہے جو کلام سے بنا ہے اور اصل میں لا تتکلم بصیغہ مؤنث غائب ہے بولنے میں پہلے ت گرا دیتے ہیں۔

اس آیت میں انسانی زندگی کا پورا خلاصہ دے دیا گیا ہے اور اس کا انجام بتا دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی اس دنیا کی زندگی کو اس نقطہ نظر سے دیکھے کہ وہ آخرت کے لیے تیاری کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ ایک میدان ہے جس میں بری چیزوں کو بہ ظاہر خوشنما اور بھلی چیزوں کو بہ ظاہر بدنما شکل دے کر پھیلا دیا گیا ہے اور انسان کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ اپنی عقل کو کام میں لا کر اچھی چیزیں پہچان کر اختیار کر لے اور بری چیزیں پہچان کر چھوڑ دے۔

اس میں کہا گیا ہے کہ جب قیامت آئے گی تو اس کی پہلی خصوصیت یہ ہو گی۔ کہ زبان سے کوئی آدمی ایک لفظ بھی نہ نکال سکے گا۔ کیوں کہ بولنا انسان کا ایک عمل ہے جو وہ اس دنیا میں آزادی کے ساتھ کر سکتا ہے اور اس کے لیے جزا سزا مقرر ہے جو دنیا میں بھی ملتی ہے لیکن آخرت دار العمل نہیں ہے۔ اس لیے وہاں بولنے کا اختیار چھین لیا جائے گا۔ جیسا کہ اور اعضاء پہ کوئی اختیار نہ رہے گا۔ زبان بھی ایک عضو ہے اور اعضاء کی طرح وہ بھی اس روز اللہ عزوجل کے حکم کے بغیر کچھ نہ کر سکے گی۔

قیامت میں یہ حقیقت ہر شخص پہ آشکارا ہو جائے گی کہ اس کا پھرنا، چلنا، بھاگنا، دوڑنا، پریشانی اور اطمینان سب براہ راست اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق ہو رہا تھا۔ کیونکہ انسان کے اختیاری عمل کے دن دنیا میں ختم ہو چکے۔ اس لیے اب وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ ان کے دنیا کے اعمال کا نتیجہ ہے اور اس کے مطابق کوئی بدبخت ہو گا کوئی نیک بخت۔ غرض ہر شخص اپنے اعمال کا نتیجہ بھگت رہا ہو گا۔

Marfat.com

بدبخت لوگ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ
پس جو لوگ بدبخت ہیں پس آگ میں ہیں ان کے لیے
فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
اس میں چیخنا ہے اور دھاڑنا رہیں گے اس میں
مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ
جب تک رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے
رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾
رب تیرا تحقیق تیرا رب کر ڈالنے والا ہے جو کچھ چاہے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ
سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو
فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا ہمیشہ اس میں رہیں گے
مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ
جب تک آسمان اور زمین ہیں مگر تیرا رب جو
رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾
چاہے بے شک تیرا رب جو چاہے کر ڈالتا ہے۔

شَقُوْا (بدبخت ہوئے) شَقْوٌ سے۔ اسی سے مصدر شَقَاوَۃٌ بنا ہے شقاوت کے معنی ہیں اچھی چیزوں سے محرومی۔

زَفِیْرٌ۔ شَہِیْقٌ: زفیر زور کی آواز کو کہتے ہیں جو حلق سے نکلے۔ شہیق ہلکی آواز جس میں فقط زور زور سے سانس چلتا ہے۔ گدھے کی شروع کی آواز زفیر اور آخر میں ختم کرتے وقت کی آواز شہیق ہے۔ دوزخی اسی طرح چیختے اور ہانپتے رہیں گے۔

فَعَّالٌ: (کر ڈالنے والا) مبالغہ کا صیغہ ہے فعل سے۔ مراد یہ ہے کہ اس کو کسی کام کے کرنے میں نہ دیر لگتی ہے اور نہ دقت پیش آتی ہے۔

ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کی نافرمانی کی اور انہی کاموں میں پھنسے رہے جن سے اللہ نے منع کیا تھا۔ ان کے لیے قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ کہ آگ میں داخل ہو جاؤ۔ یہ آگ آدمی کے وہی بُرے کام بن جائیں گے جو اسے دنیا میں اچھے اور آرام دینے والے معلوم ہوتے تھے۔ انہی کی شکل اور کیفیت وہاں بدل دی جائے گی۔ اور وہاں سخت دکھ دینے والے اور بے چین کرنے والے ثابت ہوں گے۔ وہ کم بخت جب تک زمین و آسمان قائم رہیں گے۔ دوزخ ہی میں جلتے رہیں گے اور درد کے مارے چیختے چلاتے رہیں گے۔ زمین و آسمان آخرت میں بھی ہوں گے۔ اس لیے ان بدبختوں کا عذاب سے چھٹکارا مشکل ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔

Marfat.com

نیک بخت لوگ

وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ
اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ
رہیں گے اس میں جب تک رہیں آسمان
وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً
اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب عطیہ ہے
غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾
نہ منقطع ہونے والا

وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ
اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ
ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان
وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً
اور زمین رہیں مگر تیرا رب جو چاہے بخشش
غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾
ہے بے انتہا

مَجْذُوْذٍ (کٹا ہوا) اسم مفعول ہے مادہ ج۔ذ۔ذ سے۔ اس سے مصدر جَذٌّ ہے جس کے معنی کاٹنا، قطع کر دینا ہیں یہاں اس سے مراد گم کر دینا اور منقطع کر دینا ہے۔ مجذوذ ختم کیا گیا۔ کاٹ ڈالا گیا۔

وہ لوگ جو دنیا میں ہر کام کے اندر اللہ کے حکم کا خیال رکھتے تھے اور اپنی خواہشوں کے غلام بنے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ ان کو روک کر رکھتے تھے اور بغیر حکم شرع کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے۔ اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی عبادت کے لیے جان توڑ کوشش کرتے تھے۔ ان کے یہ نیک اعمال سدا بہار پھلے پھولے باغوں کی شکل میں منتقل ہو جائیں گے۔ یہی لوگ نیک بخت اور سعادت مند ہیں۔ اس آیت میں ان کی بابت ذکر ہے۔ کہ یہ نصیب ور لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال جن کے لیے وہ بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرتے تھے۔ اس روز ہرے بھرے باغوں کی شکل بن کر ان کو اپنی آغوش میں لے لیں گے اور کبھی نہ چھوڑیں گے۔ وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ مگر اللہ کی مشیت سے وہ اس سے بھی اوپر کے درجے میں جا سکتے ہیں جس میں اس سے بھی زیادہ راحت اور خوشی ہوگی۔ غرض اللہ کی نعمتیں ہر وقت اور ہر لحظہ انہیں گھیرے رہیں گی اور کبھی ختم نہ ہوں گی۔ ان دونوں آیتوں میں ہم کو یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ آدمی جو وعدہ یا ارادہ کرے۔ اس کے ساتھ الّا ماشاء اللہ کہہ دیا کرے خواہ وہ کتنا ہی یقینی اور پختہ ہو۔

Marfat.com

ظاہری حال

فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ

پس نہ رہ تو شک شبہ میں اس سے کہ پوجتے ہیں یہ لوگ

مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ

نہیں پوجتے ہیں مگر جیساکہ پوجتے تھے ان کے باپ

مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

اس سے پہلے اور ہم پورا دینے والے ہیں ان کو ان کا حصہ

غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

بغیر گھٹائے ہوئے

فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ

سو تو ان چیزوں سے دھوکے میں نہ رہ جن کو یہ لوگ پوجتے ہیں

مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ

کچھ نہیں پوجتے مگر ویسا ہی جیسا ان کے باپ دادا

مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

پوجتے تھے اس سے پہلے اور ہم ان کو ان کا حصہ پورا

غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع ۹

پورا دینے والے ہیں

مَنْقُوْصٍ گھٹایا ہوا اسم مفعول ہے نَقْصٌ سے جس کے معنی ہیں گھٹانا کم کر دینا نقصان اسی سے حاصل مصدر ہے یعنی گھاٹا۔

اکثر لوگ دنیا میں انکار کرنے والوں کو اور بتوں یا اپنی خواہشوں کے پجاریوں کو مال دار اور خوشحال دیکھ کر دھوکے میں پڑ جاتے ہیں ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ شاید بتوں کی پوجا ٹھیک ہی ہو کیونکہ ہم مشرکوں کو بے دھڑک دنیا میں مزے اڑاتے دیکھتے ہیں۔ دولت کے انبار کے انبار ان کے پاس جمع ہیں اور دن بدن بڑھتے ہی جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ وہ سرکشی میں بھی بڑھتے جاتے ہیں۔

اس آیت میں خطاب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر سمجھانا مقصود ہے مسلمانوں کو کہ ان کی خوش حالی اور مالداری دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ اور اس سے یہ نتیجہ مت نکالو کہ بتوں کا پوجنا اچھا ہے یا کہ اللہ کے انکار کرنے سے کچھ نہیں بگڑتا۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ خوشحالی ان بتوں کی عطا کی ہوئی نہیں ہے۔ بتوں کا پوجنا تو ان کے ہاں رسم کی صورت میں قائم ہو گیا ہے اور ان کے باپ دادا سے یہی رسم چلی آتی ہے۔

۹ خوش حالی تو انہیں ہماری طرف سے عطا کی گئی ہے اس سے ان کا امتحان مقصود ہے کہ دیکھیں یہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں اور مال و دولت کے اصلی دینے والے کو پہچانتے ہیں یا نہیں آخرت میں دنیا کی یہ سب دولت بے کار ثابت ہو گی۔ اور اللہ کا انکار کرنے والوں اور مشرکوں کو قرار واقعی سزا ملے گی۔

Marfat.com

انسان کی غفلت

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ
اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب پس اختلاف کیا گیا
فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
اس میں اور اگر نہ ہوتا ایک حکم جو پہلے ہی ہو چکا تیرے رب کی طرف سے
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ
تو فیصلہ کر دیا جاتا ان میں اور بے شک وہ البتہ شک میں ہیں
مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا
اس کی طرف سے جو شبہ میں ڈالے ہوئے ہے اور تحقیق سب کو وقت آنے پر
لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ
پورے بدلے دے گا تیرا رب ان کے اعمال کے تحقیق وہ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾
اس چیز سے جو وہ کرتے ہیں خبردار ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ
اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی
فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
اور اگر ایک لفظ کہ تیرا رب پہلے فرما چکا تھا نہ ہوتا
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ
تو ان میں فیصلہ ہو جاتا اور ان کو اس میں شبہ
مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا
ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا اور جتنے لوگ ہیں جب وقت
لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ
آئیگا تو بھگتا دے گا تیرا رب ان کو ان کے اعمال اس کو
بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾
سب خبر ہے جو وہ کر رہے ہیں

لَمَّا: جب ظرف زمان ہے آگے پیچھے کی عبارت ملانے سے اس کے بعد وقت آ دیگا۔ خود بخود سمجھ میں آتا ہے اس لیے اس کو لفظوں میں ذکر نہیں کیا۔ لَيُوَفِّيَنَّهُمْ ضرور بدلہ دے گا ان کو۔ يُوَفِّيْ مضارع کا صیغہ ہے جو تَوْفِيَةٌ سے بنا ہے اس کا مجرد وفاء ہے جس کے معنی نبھانے اور وعدہ پورا کرنے کے ہیں۔ یہ پہلے کئی شکلوں میں آ چکا ہے۔ تَوْفِيَةٌ کے معنی بھگتان کر دینا حساب چکا دینا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے بعض نے مانا بعض نے نہ مانا مگر اللہ عزوجل نے پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انسان کو اس کے اعمال کی سزا جزا قیامت کے دن دی جائے گی جزا سزا اور قیامت کے دن میں یہ شک کرتے ہیں۔ یہ شک انہیں ٹھیک فیصلہ نہیں کرنے دیتا۔ ہر ایک کو قیامت کے دن اس کے اعمال کی پوری پوری جزا سزا ملے گی تیرا رب سزا میں جلدی نہیں کرتا اس لیے کہ فیصلہ کا دن پہلے مقرر ہو چکا ہے ۔

Marfat.com

استقامت

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ
پس سیدھا ہو جیسا کہ حکم کیا گیا تجھے اور وہ جنہوں نے توبہ کی تیرے ساتھ
وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۱۲)
اور نہ نکلو حد سے تحقیق وہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے
وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ
اور نہ مائل ہو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا پس چھوئے تم کو
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
آگ اور نہیں تمہارے لیے سوا اللہ کے کوئی
اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (۱۱۳)
مددگار پھر تم نہ مدد کیے جاؤ گے

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ
سو تو جیسا تجھے حکم ہوا اور وہ جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی سیدھے
وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۱۲)
چلے چلو اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو
وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ
اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں کبھی تم کو بھی
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
آگ آ لگے اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی
اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (۱۱۳)
مددگار نہیں پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے

لَا تَطْغَوْا: امت سرکشی کرو نہی کا صیغہ ہے طُغیان سے جس کا مادہ ط۔ غ۔ و ہے طغیان کے معنی حد سے بڑھ جانا زیادتی کرنا۔

لَا تَرْكَنُوْا: مت جھکو نہی کا صیغہ ہے رکون سے جس کا مادہ ر۔ ک۔ ن ہے رکون کے معنی جھکنا مائل ہونا لَا تَرْكَنُوْا مت جھکو

یہ تو ظاہر ہے کہ آدمی خواہشوں کی پوٹ ہے اور اس کی زندگی ان کے پورا کیے بغیر چل نہیں سکتی۔ لیکن ان کو قابو میں رکھنا۔ اور شرع کی حدمیں رہ کر انہیں پورا کرنا کامیاب زندگی کے لیے ضروری ہے اگر حد سے نکل گیا تو گمراہ ہو گیا۔ اس کے دشمن یہی چاہتے ہیں کہ اسے گمراہ کریں۔ اور شرع کی حدود سے باہر نکال دیں اور کہیں کہ خواہشوں کو بے روک ٹوک پورا نہ کیا۔ تو زندگی کا مزہ ہی کیا پایا یہاں یہ ہدایت ہے کہ گمراہوں کا کہنا نہ مانو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرع کے قانون پر چلے چلو اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے مت نکلو۔

اللہ عزوجل تمہارے سارے اعمال کو دیکھ رہا ہے دیکھنا کہیں نام نہاد آزادی کے پھندے میں نہ پھنس جانا نہیں تو تم بھی ظالموں میں شامل ہو جاؤ گے اور تمہیں بھی دوزخ کی آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ یاد رکھو اللہ کے سوا کوئی تمہارا مددگار نہیں ہے۔:

Marfat.com

لائحہ عمل

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا

اور قائم کر نماز دونوں کناروں پر دن کے اور بعض حصوں میں

مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

رات کے تحقیق نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ

یہ یاددہانی ہے یاد کرنے والوں کے لیے اور صبر کر پس تحقیق

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اللہ نہیں ضائع کرتا مزدوری نیکی کرنے والوں کی

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا

اور نماز قائم کر دن کے دونوں طرف اور کچھ رات کے

مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

ٹکڑوں میں البتہ نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ

یہ یاد رکھنے والوں کی یادگاری ہے اور صبر کر البتہ اللہ

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا

زُلَفًا (رات کے حصے) یہ زُلفۃٌ کی جمع ہے زُلفۃٌ رات کا وہ حصہ جو دن کے حصے کے متصل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی زندگی کا دستور العمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھایا اور فرمایا کہ ان آیتوں پر پہلے خود عمل کر تاکہ تجھے دیکھ کر دوسرے بھی خود بخود عمل کرنے لگیں۔ دن کے دونوں حصوں غداۃ عشی (صبح و شام) میں مقررہ اوقات پر نماز پڑھنے کا رواج قائم کر اور کچھ رات کے حصے بھی نماز کے لیے وقف کر۔ اسی کے مطابق آپ نے دن کے پہلے حصے میں فجر اور ظہر کی نمازیں اور آخر کے حصے میں عصر کی نماز اور رات کے پہلے حصے میں مغرب اور عشا کی نمازیں قائم کیں۔ چنانچہ یہ پانچ وقت کی نمازیں مسلمانوں پر فرض ہیں جو وقت کے اندر کسی عذر کے سبب نہ پڑھ سکے۔ وہ اسے بعد میں قضا کرے اور جو جماعت میں کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ وہ اپنی نماز علیحدہ ادا کرے۔

نماز ایک ایسا عمل ہے جو خالص اللہ کے لیے کیا جاتا ہے ایسے عمل کے نیک ہونے میں شبہ نہیں۔ ادھر انسان بھول چوک کی وجہ سے یا دوسروں کے اثر سے یا بہکانے سے بعض بُری باتیں بھی کر بیٹھتا ہے یہ نماز ان کے لیے کفارہ ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ مقرر ہے کہ نیک کاموں سے بُرے کام مٹ جاتے ہیں اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ نمازوں میں کوتاہی نہ ہو۔ پھر ارشاد ہے کہ یہ نمازیں محنت، پابندی اور استقلال سے ادا کرنی چاہئیں۔ صبر کے یہی معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کے نیک کام کا ثواب ضائع نہیں کرتا۔

Marfat.com

نیک لوگوں کا حال

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ
پس جانے کیوں نہ ہوتے ان قوموں میں سے جو تم سے پہلے تھیں
اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي
صاحبان خیر کہ روکتے فساد سے میں
الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ
زمین مگر تھوڑے سے۔ ان لوگوں میں سے کہ نجات دی ہم نے ان میں سے
وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ
اور لگے رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اسی میں کہ مزہ پایا اس میں
وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾
اور تھے وہ جرم کرنے والے

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ
سو ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ کیوں نہ
اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي
ہوئے جن میں اثر خیر رہا ہو کہ ملک میں بگاڑ کرنے سے منع
الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ
کرتے رہتے مگر تھوڑے سے کہ جن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا
وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ
اور پیچھے رہے ظالم اسی چیز کے جس میں انہیں عیش ملا
وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾
اور وہ گنہ گار تھے

بَقِيَّةٌ خیر کا اثر۔ اس کے معنی ہیں بچی ہوئی چیز۔ یہاں اس سے مراد نیکی کا بچا ہوا اثر۔ اُتْرِفُوْا نعمت دیے گئے۔ ماضی مجہول کا صیغہ ہے اِتْرَافٌ سے جو ترف سے بنا ہے ترف کے معنی خوش حالی۔ اترفوا عیش کا سامان دیے گئے۔ لَوْلَا کا لفظ پہلے بھی آچکا ہے۔ اس سے دھمکانا اور اظہار ناراضی ظاہر ہوتا ہے۔ اس آیت کو اسی لفظ سے شروع کیا گیا ہے۔ یعنی ان کی شامت اس لیے آئی کہ ان میں ایسے لوگ نہ تھے جن میں نیکی کا اثر باقی ہو، جو لوگوں کو ظلم و تعدّی سے روکیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ صرف چند لوگ ایسے تھے جنہوں نے رسول کا کہنا مان کر برائی سے منہ موڑ لیا تھا لیکن ان میں اتنی طاقت نہ تھی جو کسی کو بُرے کاموں سے منع کرتے۔

ان کے علاوہ اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ عیش و عشرت سے کام تھا، نکمّے کاموں اور بے ہودہ تفریحوں اور کھیل تماشوں میں روپیہ اور وقت جیسی قیمتی چیز لٹاتے تھے اور کسی کے سمجھانے کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ یہ سب کے سب اللہ عزوجل کے نزدیک مجرم تھے۔ آخر اس کے عذاب سے تباہ ہوئے فقط وہ لوگ جو رسولوں کی ہدایت پر چلنے لگے تھے بچ گئے۔

Marfat.com

عذاب کا سبب

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى
اور نہیں ہے تیرا رب کہ ہلاک کر دے بستیوں کو
بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾
زبردستی اور وہاں کے لوگ درستی میں لگے ہوں

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى
اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں کہ بستیوں کو زبردستی
بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾
ہلاک کرے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں

اس آیت میں دنیا کے عذاب اور تباہی سے بچنے کا طریقہ نہایت صاف اور واضح الفاظ میں بتا دیا گیا ہے کہ جس بستی میں نیک لوگ زیادہ ہوں اور وہ اپنے اثر اور وعظ و نصیحت سے لوگوں کو برائیاں نہ کرنے دیں تو ساری بستی عذاب سے بچی رہے گی تاکہ لوگوں کو ایک نہایت اہم قاعدہ معلوم ہو جائے اور وہ اللہ عزوجل کے عذاب سے بچے رہیں۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل اس بستی کو ہلاک نہیں کرتا۔ جس کے لوگ اپنی حالت درست کرنے میں ہر وقت لگے رہیں۔ ظلم زبردستی اللہ کی شان نہیں وہ چاہے تو یونہی ہلاک کر دے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس پر اعتراض کرے۔ لیکن اس نے دنیا میں کچھ قاعدے مقرر کر دیئے ہیں جن کے مطابق یہاں کا ہر کام ہوتا ہے عقلمندوں نے اس کو آزما لیا ہے۔ اور جس نتیجے پر وہ پہنچے ہیں اسے اپنی کتابوں اور مقولات میں درج کر دیا ہے۔ انگریزی میں ایک عقلمند کا قول ہے کہ مجھے یقین ہے کہ مجھ پر کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ بشرطیکہ میں کوئی غلط چال نہ چلوں۔ ایک اور انسانی زندگی پر غور کرنے والا کہتا ہے۔ کہ جب تمہیں کوئی دکھ پہنچے تو اس کی تہہ میں تمہارا اپنا کوئی نہ کوئی قصور نکلے گا۔ خواہ بظاہر وہ تمہیں نظر نہ آتا ہو۔

اسی قاعدہ کو کلی شکل کے اندر قرآن مجید نے پیش کیا ہے اور ایک جگہ نہیں کئی جگہ تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے وہ کلی شکل یہ ہے کہ جس قوم کے اکثر لوگ قوم کی اصلاح، ان کی حالت کی درستی اور ان کو گناہوں سے بچانے میں جدوجہد کرتے رہتے ہوں وہ قوم تباہی سے بچی رہے گی لیکن جہاں اکثر لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں اور روکنے والے کم ہو جائیں یہاں تک کہ ان کی آواز کوئی نہ سنے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا عذابِ عام بھیجے کہ کوئی نہ بچے (العیاذ باللہ)

Marfat.com

اللہ کی بناوٹ

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً

اور اگر چاہتا تیرا رب کر دیتا تمام لوگوں کو امت

وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا

ایک اور نہ رہیں گے وہ اختلاف کرتے ہوتے مگر

مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ

جس پر رحم کرے تیرا رب اور اسی لیے پیدا کیا ان کو

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ

اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھر دوں گا جہنم کو

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً

اور اگر تیرا رب چاہتا کر ڈالتا لوگوں کو ایک

وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا

راستہ پر اور ہمیشہ اختلاف میں رہتے ہیں مگر

مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ

جن پر تیرے رب نے رحم کیا اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ

اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات کہ البتہ بھر دوں گا جہنم کو

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے

كَلِمَةُ بات۔ قول۔ یہ لفظ پہلے بھی گذر چکا ہے جو لفظ منہ سے نکلے اور اس کے کوئی معنی ہوں وہ کلمہ ہوتا ہے اس سے مراد فیصلہ۔ حکم ہے۔ اَلْجِنَّةُ۔ ایک مخلوق جو دکھائی نہیں دیتی۔ الجنۃ۔ ایک قسم کی مخلوق ہے جو سوچ سمجھ اور اختیار میں آدمیوں سے ملتی ہوتی ہے لیکن نظر نہیں آتی۔

خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ اگر سب آدمیوں کو ہم خیال بنا دیا جاتا اور سارے کے سارے رسولوں کے فرمانبردار ہی ہوتے تو بیچارے عذاب سے بچ جاتے۔ اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ انسان کو عقل عطا ہوئی ہے اور کام کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور اس کی ساخت ہی ایسی ہے کہ اپنی عقل سے کام لے کر جو راستہ چاہے اپنی خوشی سے اختیار کرے۔ اللہ عزوجل چاہتا تو ان کو بھی فرشتوں کی طرح نیک ہی بنا دیتا لیکن اس کی قدرت کا تقاضا تھا کہ دو قسم کی مخلوق آدمی اور جن اپنے ارادے کو کام میں لا کر نیک بنیں خلق کی تکمیل جبھی ہوگی۔ اس لیے ان دونوں میں نیک بھی ہوں گے۔ اور بد بھی اور یہ آپس میں مختلف ہی رہیں گے۔ اللہ اپنی رحمت سے لوگوں کو ہدایت کرے گا۔ مگر بُرے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ جہنم کو جن اور انس دونوں کے بُرے لوگوں سے بھر دیا جائے گا، کیونکہ یہی دونوں اختیار والی مخلوق ہیں۔

Marfat.com

قصوں کی حکمت

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ

اور ہر چیز بیان کرتے ہیں ہم تیرے آگے احوال میں سے رسولوں کے

مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ

کہ تسلی دیں ہم ساتھ اس کے تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس

فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ

اس سورت میں سچی بات اور نصیحت اور یاد دہانی

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

مومنوں کے لیے اور کہہ دے ان سے جو ایمان نہیں لاتے

اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿۱۲۱﴾

کام کرو اپنی جگہوں پر ہم بھی کام کرتے ہیں

وَانْتَظِرُوا ۚ إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿۱۲۲﴾

اور انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ

اور رسولوں کے احوال سے ہم تیرے آگے سب چیزیں بیان

مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ

کرتے ہیں جس سے تیرے دل کو تسلی دیں اور اس سورت میں

فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ

آئی تیرے پاس حق بات اور نصیحت اور یادداشت

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

مومنوں کے لیے اور جو ایمان نہیں لاتے ان سے

اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿۱۲۱﴾

کہہ دے اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ ہم بھی کام کرتے ہیں

وَانْتَظِرُوا ۚ إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿۱۲۲﴾

اور انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں

پچھلی آیت میں بتایا گیا کہ انسان ایک ایسی مخلوق ہے جس میں عقل ارادہ اور اختیار تینوں چیزوں کا تقاضا ہے کہ ہر ایک سوچ سمجھ کر جو چاہے راستہ اختیار کرے۔ اللہ نے اپنی رحمت سے بعض لوگوں کو سیدھا راستہ دکھا دیا ہے اور وہ ان چیزوں پر متفق ہو گئے ہیں جن پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ یہ لوگ اللہ کے پیغامبر اور رسول ہیں۔ اور یہ تمام لوگوں کو ان کی اصلی زندگی کے لیے ضروری چیزوں پر اتفاق کرنا سکھاتے ہیں کچھ لوگ ان کی سنتے ہیں اور ان کا کہنا مانتے ہیں۔ لیکن اکثر ان کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور ان کے ستانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگلی امتوں کے یہ قصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی دینے کے لیے بیان کیے گئے ہیں کہ جو لوگ سچی بات اور نصیحت قبول کریں گے۔ انہیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد ملے گی اور جو اس قدر سمجھانے کے بعد بھی نہ سمجھیں گے۔ ان سے کہہ دیا جائے گا کہ اچھا تم اپنی من مانی کیے جاؤ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔ انجام کا انتظار تم بھی کرو اور ہم بھی کرتے ہیں۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں کی اور زمین کی

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ

اور اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے کام سارا پس بندگی کر اس کی

وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ

اور بھروسا کر اس پر اور نہیں تیرا رب بے خبر

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اس سے جو تم کرتے ہو

وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ کے پاس ہے آسمانوں کی اور زمین کی چھپی بات

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ

اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ

اور اسی پر بھروسا رکھ اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۴/۱۰

اس سے جو تم کرتے ہو

يُرْجَعُ (لوٹایا جاتا ہے) مضارع مجہول ہے ر ج ع سے رَجْعٌ کے معنی ہے لوٹانا۔ واپس بھیجنا۔ اسی مادہ سے رجوع بھی ہے جو لازم ہے اور اس کے معنی ہیں۔ لوٹنا واپس جانا یہاں متعدّی فعل کے استعمال سے اشارہ اس طرف ہے کہ اٹل قاعدہ اور قانون ہے جس کی رو سے سارے معاملات اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں اور ہر کام کا آخری فیصلہ وہی کرتا ہے۔

سورۂ ہود کی یہ آخری آیت ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ جب اس سورت میں حقیقت حال آشکارا کی جا چکی۔ کہ سارے کے سارے انسان وہ راستہ جو قرآن مجید سکھانا چاہتا ہے پورے طور پر اختیار نہیں کریں گے۔ بلکہ بہت سے لوگ ضد اور عناد کی بنا پر اس کے مخالف ہو جائیں گے تو اب لوگوں کی شرارت اور مخالفت سے رنجیدہ ہونا بے کار ہے تو اے رسول ان مخالفوں کا معاملہ اللہ عزوجل کے حوالے کر۔ وہ زمین و آسمان کی ساری چھپی ہوئی باتوں سے بخوبی آگاہ ہے اور آخر کار ہر کام کا فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے ان کے سارے اعمال اس کے علم میں ہیں اور وہ قیامت کے دن اور اگر مصلحت کا تقاضا ہوا تو دنیا میں بھی ان کے برے کاموں کی انہیں سزا دے گا۔ ان کی شرارتوں اور دست درازیوں سے دل تنگ ہونے کی ضرورت نہیں تو اپنا کام کر اور ایمان والوں کے سامنے عمل کا نمونہ قائم کر اللہ کی عبادت کر تا کہ تجھے دیکھ کر ایمان والے بھی صرف اللہ ہی کی عبادت کو اپنا شعار بنائیں اور کسی اور کی پوجا نہ کریں ؛

Marfat.com

سورۃ ہود پر ایک نظر

قرآن حکیم اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ انسان اللہ کو پہچانے اور اس کے رسول کے کہنے کے مطابق چلے۔ رسول کو حکم ہے کہ لوگوں کو سمجھا دیں کہ انسان قصور اور کوتاہیوں سے خالی نہیں۔ اس لیے اس کو چاہیئے۔ کہ اللہ کے حضور میں ہر وقت توبہ و استغفار کرتا رہے اور اس کے آگے عاجزی سے جھکا رہے۔ اللہ اس کو اس دنیا میں بھی خوش رکھے گا۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو اسے ایک نہ ایک دن سخت عذاب آپکڑے گا۔

اللہ عزوجل تم سب کے اعمال چھپی اور کھلی باتوں سے خبردار ہے۔ ایک دن اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ وہاں انسان کو اس کے اعمال کی سزا ملے گی۔ اللہ نے یہ سارا کارخانہ آسمان و زمین اس لیے قائم کیا ہے کہ انسان کو اس دنیا میں پیدا کر کے اس کا امتحان لے کہ اچھی باتیں کون کرتا ہے اور بری باتوں کی طرف کون مائل ہوتا ہے۔ وہ عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ کام کرتے رہنے کی مہلت دیتا ہے۔ یہ مت سمجھو کہ جو کچھ ہے یہ دنیا ہی ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں جو فقط دنیا چاہتا ہے۔ اسے جتنی اس کی قسمت میں ہے دنیا مل جائے گی لیکن آخرت کے اندر وہ خسارے میں رہے گا۔ یہی بات سمجھانے کے لیے اللہ نے دنیا میں وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجے اور ان کے ساتھ اپنی کتابیں نازل کیں تمہیں لازم ہے کہ رسول کی اطاعت کرو اور اس کی کتاب کے احکام جو وہ سمجھائے انہیں مانو ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ حضرت نوح۔ ہود۔ صالح۔ لوط۔ شعیب علیہم السلام اللہ کے رسول یکے بعد دیگرے اپنی اپنی قوموں کو سمجھانے کے لیے دنیا میں آئے لیکن افسوس ان کا کہنا تھوڑے سے لوگوں نے مانا اور باقی لوگوں نے سرکشی اختیار کی۔ آخر عذاب آیا ماننے والے بچ گئے، نہ ماننے والے تباہ و برباد ہوئے۔ اب تمہارے پاس اللہ کے آخری رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی کتاب قرآن حکیم لے کر آئے ہیں۔ ان کی اطاعت کرو اور پچھلی قوموں کی طرح نافرمانی اختیار نہ کرو۔ ورنہ سزا پاؤ گے۔ قیامت کے دن بس دو ہی ٹھکانے ہوں گے۔ جنّت اور دوزخ۔ نیک لوگ جنّت میں اور برے لوگ دوزخ میں جائیں گے اور وہاں جب تک اللہ کو منظور ہوگا رہیں گے۔

پچھلے لوگوں کے حالات سے عوام کو یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ رسول کی نافرمانی کرنے سے اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ان پچھلے قصّوں میں تمہارے لیے تسلی اور اطمینان کا سبق ہے تم صبر و استقلال کے ساتھ لوگوں کے سامنے نیکی کا عملی نمونہ پیش کرتے رہو اور نتیجہ اللہ عزوجل کے حوالے کرو۔

Marfat.com

سورۂ یوسف

یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی بارھویں سورت ہے اس کے رکوع بھی بارہ ہیں جن میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سوا حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات کے اور ان کے نتائج کے جو ہمارے لیے سبق آموز ہیں اور کوئی مضمون نہیں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں کسی اور جگہ بیان نہیں کیا گیا ہے۔ ان کے سوا اور انبیاء کے حالات متعدد مقامات پر مختلف پیرایوں میں ذکر کیے گئے ہیں۔ لیکن ان کا قصہ اسی سورت میں شروع سے لے کر آخر تک تمام و کمال ایک ہی جگہ بیان کر دیا گیا ہے اور کسی اور جگہ ان کے حالات کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا گیا۔ جتنے مختلف حالات میں سے دنیا میں حضرت یوسفؑ کو گذرنا پڑا وہ کسی نبی کو پیش نہیں آئے۔ پھر حالات بھی ایسے کہ جن کے اثر سے انسان کے اصلی جذبات حرکت میں آتے ہیں۔ انسان جذبات کی آندھیوں میں اپنے دل پر قابو مشکل ہی سے رکھ سکتا ہے۔ دوسروں کے جذبات کا اثر بھی اس پر بعض وقت بڑے زور کا ہوتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کا اچھا خاصا حصہ انہیں جذبات کے طوفانوں میں گذرا۔ انہوں نے جس طرح ان کا مقابلہ کیا وہ پورے کا پورا قصہ ایک جگہ رکھ دیا گیا تاکہ آدمی کو ان سے مقابلہ کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے مختلف بیویوں سے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین ایک ہی ماں سے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے باپ کو بہت محبت تھی۔ باپ کا التفات ایک بیٹے کی طرف بہت زیادہ دیکھ کر دوسرے بھائیوں کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوا۔ اس میں حضرت یوسفؑ کا کوئی قصور نہ تھا۔ لیکن اس کے نتیجے انہیں بھگتنے پڑے اور وہ غلام بنا کر بیچے گئے۔ ایک بڑے عہدہ دار کی بیوی نے انہیں خرید لیا۔ اور ان کے عشق میں مبتلا ہو گئی۔ لیکن آپ نے تقویٰ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور قید خانے میں ڈال دیئے گئے۔ اس کے بعد حالات نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ کے وزیر خزانہ ہوئے۔ قحط میں لوگوں کے کھانے پینے کا بندوبست کیا۔ ماں باپ اور بھائیوں کو بلا کر وہیں بسا لیا اور بھائیوں کا قصور معاف کر دیا۔

Marfat.com

(۱۲) سورۃ یوسف مکیۃ (۵۳)

احسن القصص

اٰیاتہا ۱۱۱ · رکوعاتہا ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ

الف لام را یہ آیتیں ہیں کتاب واضح کی ہم نے

اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾

اتارا اسے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھ لو

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ

ہم بیان کرتے ہیں تیرے سامنے بہت اچھا بیان اس لیے کہ

اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ صلے وَ اِنْ

بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن اور تحقیق

کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۳﴾

تھا تو پہلے اس کے البتہ بے خبروں میں

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ

الف لام را۔ یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں ہم نے

اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾

اس کو اتارا عربی زبان کا قرآن تاکہ تم سمجھ لو

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ

ہم تیرے پاس بیان کرتے ہیں بہت اچھا بیان

اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ صلے وَ اِنْ

اس واسطے کہ ہم نے تیری طرف یہ قرآن بھیجا اور

کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۳﴾

تو اس سے پہلے بے خبروں میں تھا

نَقُصُّ (بیان کرتے ہیں ہم) مضارع کا صیغہ ہے ق ص ص سے اس کا مصدر قَصٌّ اور قَصَصٌ ہے یعنی بیان کرنا۔ قَصَصٌ (بیان کرنا) یہ نَقُصُّ کا مصدر ہے اس کے اصل معنی ہیں واقعات یا علامات کو ایک مسلسل طریقے سے جوڑنا۔ تاکہ اس سے وہ نتیجے حاصل ہوں جو مقصود ہیں۔ بیان کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ یہاں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی ترتیب میں ایک غرض پوشیدہ ہے۔ انسانوں میں اکثر یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا جاتا ہے کہ جس شخص کو بڑھا کر دکھانا ہو اس کے کارناموں کو اجاگر کیا جائے۔ اصل مقصود پڑھنے والوں کی دلچسپی کا سامان مہیا کرنا ہوتا ہے اور ایسے سب بیانات قصص کے تحت آتے ہیں۔ لیکن اس صورت میں طرز بیان عجیب ہے۔ واقعات سچے ہیں۔ جذبات کا عکس اتار کر رکھ دیا ہے۔ زبان میں فصاحت کوٹ کوٹ کر بھری ہے مقصد انسان کی تعلیم ہے کہ وہ جذبات کے بھنور میں پھنس کر کیا کرے۔ ہر واقعہ کی تصویر الگ الگ کھینچ دی ہے تاکہ ہر ایک واقعہ سے سننے والا کوئی نہ کوئی سبق حاصل کرے اور اس کا خیال آسانی سے نتیجے نکالنے میں خواہ مخواہ مصروف ہو جائے اور یہ شغل اسے کوئی بار نہ معلوم ہو اسی وجہ سے اس کو احسن القصص کہا ہے۔

Marfat.com

پچھلی آیتوں کا خلاصہ

ان آیتوں میں کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جن میں انسان کے کام کی باتیں صاف طور پر کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ جو شخص اپنے اخلاق اور عادات درست کرنا چاہے اور چاہتا ہو کہ جذبات کی آندھیوں میں اس کا قدم نہ لڑکھڑائے تو اسے چاہیئے کہ ان آیتوں کو سنے اور پڑھے۔ اس کو معلوم ہو جائے گا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اس کی زبان خالص عربی ہے: تاکہ ان لوگوں کو جنہیں اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیتیں سب سے پہلے پڑھ کر سنائیں گے۔ ان کے سامنے کوئی دشواری نہ پیش آئے۔ اس لیے کہ آگے چل کر انہیں دوسروں کو سمجھانا ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم بہترین طریقے سے اے رسول تجھ کو ایک قصہ سناتے ہیں اور اس کو اسی قرآن کا جو تیری طرف بذریعہ وحی بھیجا جا رہا ہے ایک جز قرار دیتے ہیں: تاکہ ہمیشہ کے لیے اپنے بیان کی خوبی، زبان کی لطافت اور طریقۂ تعلیم کی باریکیوں کی بدولت انسان کو زندگی کے راستے کے گہرے غاروں اور جذبات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے ہاتھ پکڑ پکڑ کر باہر کھینچتا رہے۔ ان کے دل کی خواہشات کے تھپیڑوں اور جذبات کے جھونکوں میں تھام کر رکھے۔ ان کو دوسروں کی دست درازیوں اور ایذا رسانیوں کی وجہ سے افسردہ دل نہ ہونے دے۔ اور عزم و استقلال، صبر و تحمل، عفو و کرم کی زندہ مثال ان کے سامنے پیش کرے۔

ارشاد ہے کہ اس قصہ سے تو پہلے آپ واقف نہ تھے۔ اب ہم وحی کے ذریعے اس سے تجھے واقف کرتے ہیں اور اس طریقے سے کہ اس سے ہر قدم پر سبق اور نصیحت آپ ہی آپ ظاہر ہوتی اور دل میں بیٹھتی چلی جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان یہودیوں کو تورات کے ذریعے معلوم تھی۔ انہوں نے مکّہ کے مشرکوں کو سکھایا کہ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یوسف (علیہ السلام) کا قصہ پوچھو۔ مشرکوں نے یہی مطالبہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ کیونکہ ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ آپ اس کے بیان سے عاجزی کا اظہار کریں۔ اور لوگوں کی عقیدت آپ کی طرف سے جاتی رہے۔ اللہ عزوجل نے سورۂ یوسف نازل کی اور قصّے کے پردے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا پروگرام بتا دیا کہ کس طرح قوم کے لوگ ایذا دے کر آپ کو وطن سے نکال دیں گے اور کیسے پردیس میں اللہ تعالیٰ عزت اور قوت دے کر قوم کو آپ کے سامنے مغلوب کر دے گا اور آپ سب کو معاف کر کے ساتھ ملا لیں گے۔

Marfat.com

خواب

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ
جب کہا یوسف نے اپنے باپ سے ابا جان میں نے
رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ
دیکھا گیارہ ستاروں اور سورج
وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴿۴﴾
اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے لیے سجدہ کرتے

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ
جس وقت یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے باپ میں نے
رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ
خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں کو اور سورج کو
وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴿۴﴾
اور چاند کو میں نے انہیں اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا

قصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ ایک بچہ نے بچپن میں ایک خواب دیکھا اور اس کا اپنے باپ سے ذکر کیا یہیں سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس بچہ کا نام یوسفؑ ہے اس کا باپ اس کا بہت خیال رکھتا ہے اور وہ بچہ اپنے باپ سے مانوس ہے اور اپنی ہر بات اس سے کہتا ہے اور اس سے صلاح لیتا ہے اور پھر اس کی صلاح پر عمل کرتا ہے۔

آپ کسی کی کتاب یوسف زلیخا پڑھ کر دیکھیے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ قصہ گوئی اور تاریخ کا پہلو غالب ہے اور انہوں نے اس کو ایک حسن و عشق کی داستان بنا کر رکھ دیا ہے اس کے بعد یہی قصہ قرآن مجید میں پڑھیے یہاں محض ضروری باتیں لی گئی ہیں اور ان کو اس ترتیب سے سجایا گیا ہے کہ باقی متعلقہ باتیں پڑھنے والے کی سمجھ میں خود بخود آجاتی ہیں اور دلچسپی کا سلسلہ کہیں نہیں ٹوٹتا۔ پھر طرز بیان نثر اور نظم کے درمیان کوئی شے ہے جس میں نثر کی وضاحت اور نظم کی کشش پورے طور پر موجود ہے۔

اسلوب بیان ایسا اختیار کیا گیا ہے کہ انسان لاکھ زور مارے اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا پھر داستان کی خصوصیت موجود ہوتے ہوئے اخلاقی سبق سارے کے سارے دیدہ ور کے سامنے آجاتے ہیں اور جذبات کی تصویر اپنا کام کر کے مانند پڑتی چلی جاتی ہے فی الحقیقت یہ سورت اپنے دل کش الفاظ موزوں عبارت جن میں نظم اور نثر دونوں کی کیفیتیں موجود ہیں اور اخلاقی نصیحتوں کے ساتھ دل کو راحت، طبیعت کو تسکین اور اخلاق کو بلندی بخشنے والی ہے۔ اس کا اختصار بلا کا اثر رکھتا ہے اور اس کا اسلوب خواہ مخواہ دل کو کھینچے لیتا ہے۔

اسی آیت کو پڑھیے بچہ کا خواب صاف صاف خارجی حالات کی ترجمانی کر رہا ہے اور بچہ کی اولوالعزمی کا آئینہ دار ہے کہ اس کے ماں باپ اور گیارہ بھائی ایک نہ ایک دن اس بچہ کی فوقیت تسلیم کر کے رہیں گے۔

Marfat.com

باپ کی نصیحت

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى
کہا اے میرے لال مت کہنا خواب اپنا اپنے
اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
بھائیوں سے پس تیار کریں گے تیرے لیے کوئی چال تحقیق شیطان
لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾
انسان کے لیے دشمن ہے کھلا ہوا

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى
کہا اے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کے آگے مت
اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
بیان کرنا پھر وہ تیرے واسطے کچھ فریب بنائیں گے البتہ شیطان
لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾
انسان کا صریح دشمن ہے

اب دیکھیے کہ اسی ایک آیت میں کیا کیا بھر دیا ہے۔ اس کے کل چودہ لفظ ہیں لیکن ان کو اس ترتیب سے بٹھایا ہے کہ سمجھ دار آدمی سُن کر جھومنے لگتا ہے مطلب بالکل واضح ہے اور عبارت کی روانی تعجب خیز ہے۔ اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی گھریلو زندگی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ ان کی اولاد اور بیویاں مل جل کر صلح صفائی سے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو خواہ مخواہ نہیں ستاتے۔ لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کی طرف میرا دلی التفات اس کے بڑے بھائیوں کے دل میں کھٹکتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام انسانی جذبات کو شیطانی وسوسوں کا دروازہ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ نوجوان طبیعتوں پر اوائل عمر میں ان کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے اور شیطان کو موقع ملتا ہے۔ کہ اس حالت میں جوش دلا کر ان سے کوئی ایسا کام کرا دے جو دوسروں کے لیے یا خود ان کے لیے آگے چل کر مضر ہو۔ اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سن کر ان کو خبردار کرتے ہیں کہ اس خواب کا ذکر کسی طرح بھی گھر والوں کے سامنے نہ آئے۔

اس سے ہمیں یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ جس بات سے فساد کا اندیشہ ہو اسے لوگوں میں نہ پھیلائیں بلکہ خاموشی اختیار کریں۔ نیز یہ کہ ایسی باتوں یا تفریحوں سے بچنا چاہیے جن سے جذبات کے بھڑکنے کا اندیشہ ہو۔ خطرناک جذبات۔ حسد، دشمنی، غضب، شہوت لالچ اور تکبر ہیں جو چیزیں انہیں بھڑکائیں ان سے بچنا سعادت مندوں کا شیوہ ہے۔

Marfat.com

پیش گوئی

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ

اور اسی طرح چن لے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھا دے گا تجھ کو ٹھکانے

تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

پر لگانا باتوں کا اور پوری کرے گا اپنی نعمت تجھ پر

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ

اور یعقوب کے گھرانے پر جیسے اس کو پورا کیا تیرے باپ دادا پر

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

اس سے پہلے یعنی ابراہیم اور اسحٰق پر تحقیق تیرا رب

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑥ ع

جاننے والا حکمت والا ہے

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ

اور اسی طرح تیرا رب تجھ کو برگزیدہ کرے گا اور تجھے باتوں کا

تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

ٹھکانے پر لگانا سکھا دے گا اور اپنا انعام تجھ پر

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ

اور یعقوب کے گھرانے پر پورا کرے گا جیسے اس سے پہلے

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پورا کیا البتہ تیرا

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑥ ع

رب خبردار حکمت والا ہے

ع ۲ / ۱۱

یَجْتَبِیْ (چن لے گا) مضارع کا صیغہ ہے اجتباء سے جس کے مادہ جبی کے معنی ہیں ڈھیر میں سے تھوڑا سا چن لینا۔ اجتباء سے مراد چن لینا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے ہی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی نیک مزاجی اور پسندیدہ عادتوں سے واقف تھے جب انہوں نے اپنا یہ خواب ان کو سنایا تو وہ سمجھ گئے کہ یہ ہونہار لڑکا ہے اور آگے چل کر بڑا آدمی بنے گا کیونکہ ساری بیرونی اور اندرونی علامتیں بتا رہی ہیں کہ یہ سب کا سردار بننے کے قابل ہے اس لیے ان کو یہ نصیحت کرنے کے بعد کہ بھائیوں سے اس خواب کا ذکر کرنا ٹھیک نہیں اس کو دل ہی دل میں رکھو ان سے کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے برگزیدہ بندے بننے والے ہو یعنی تم کو نبوت ملے گی اور تم فہم اور فراست میں سب سے بازی لے جاؤ گے لوگوں کے خواب سن کر ان کی ٹھیک ٹھیک تعبیر بتا دیا کرو گے اور واقعات سے ان کا انجام سمجھ جاؤ گے تمہاری معرفت وہ نعمتیں تمہارے خاندان والوں پر بھی پوری پوری عام ہو جائیں گی جیسے پہلے تمہارے باپ اسحٰقؑ پر اور دادا ابراہیمؑ پر اللہ کی خاص نعمتیں ہوئیں اور تمہارے دادا ابراہیمؑ کو مصیبتوں سے نجات دے کر اللہ نے امن و امان کے ساتھ شام میں آباد کیا تمہارے باپ اسحاقؑ کو بہت سے انبیاء کا باپ بنایا اور ان کے خاندان کو دنیا میں عزت عطا فرمائی۔ اسی طرح تمہیں بھی اللہ کی خاص نعمتیں عطا ہوں گی حضرت یعقوبؑ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ تیرے رب کی طرف سے ہوگا۔ وہ سب کے حال سے واقف اور تدبیر میں یکتا ہے۔

Marfat.com

بھائیوں کا حسد

لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ

اور البتہ تحقیق ہیں . یوسف میں اور اس کے بھائیوں میں نشانیاں

لِّلسَّآئِلِیْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ

پوچھنے والوں کے لیے جب وہ کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی

اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ

زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے حالانکہ ہم قوی جماعت ہیں

اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ﴿۸﴾

تحقیق ہمارا باپ بے شک غلطی پر ہے جو ظاہر ہے

لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ

البتہ یوسف کے اور اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں

لِّلسَّآئِلِیْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ

پوچھنے والوں کے لیے جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی

اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ

ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے اور ہم قوت والے لوگ ہیں

اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ﴿۸﴾

البتہ ہمارا باپ صریح خطا میں مبتلا ہے

عُصْبَةٌ ٹولی، جماعت۔ یہ لفظ عَصْبٌ سے ہے جس کے معنی اکٹھا کر کے باندھ دینے کے ہیں۔ عُصْبَہ کم سے کم تین آدمیوں کی جماعت کو کہتے ہیں زیادہ چاہے جتنے ہوں۔ یوسف اور بنیامین کے سوا یہ دس بھائی تھے اور ان کا آپس میں بہت اتحاد تھا۔

ارشاد ہے کہ ان کے قصے میں بہت سی نشانیاں ہیں جو حالات کی تفتیش کرنے والوں کو بہت کچھ سبق سکھا سکتی ہیں۔ مکّہ والے ان کے حالات تو پوچھتے ہیں۔ لیکن انہیں ان سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ بعض نادان لوگ جو جذبات کے جوش میں انجام کا خیال نہیں کرتے اور خود اپنے ہی قریبی رشتہ داروں کو اذیت پہنچاتے ہیں وہ آگے چل کر پشیمان ہوں گے۔ پھر بھی انہوں نے سارا قصہ سنا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستانے سے باز نہ آئے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح آپ آخر میں کامیاب ہوتے اور قریش مکّہ ان کے بھائیوں کی طرح پشیمان اور آپ کے رحم و کرم کے محتاج ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے دس بڑے بیٹوں کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین کی طرف سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دونوں باپ کے زیادہ چہیتے کیوں ہیں۔ حالانکہ وقت پر کام آنے والے تو ہم لوگ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ضرور ہمارے باپ اس بارے میں غلطی کر رہے ہیں۔ جو صاف ظاہر ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسفؑ سے خاص محبت تھی کیونکہ ان کی والدہ بھی انہیں بچہ ہی چھوڑ کر وفات پا چکی تھیں۔

Marfat.com

تین تجویزیں

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا
قتل کرو یوسف کو یا پھینک دو اس کو کسی سرزمین میں
يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا
خالی ہو جائیگی تمہارے لیے توجہ تمہارے باپ کی اور ہو جاؤ گے تم
مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ
اس کے بعد لوگ درست حالت والے کہا ایک کہنے والے نے
مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ
ان میں سے مت قتل کرو یوسف کو اور ڈال دو اس کو
فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ
خفیہ کرنے میں کنوئیں کے تاکہ اٹھائے اس کو کوئی شخص
السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾
قافلے میں سے اگر ہو تم کرنے والے

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا
مار ڈالو یوسف کو یا کسی ملک میں پھینک دو تاکہ
يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا
تمہارے باپ کی توجہ خالص تمہاری طرف رہے اس کے بعد
مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ
نیک لوگ ہو کر رہنا ایک بولنے والا ان میں
مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ
سے بولا کہ یوسف کو مت مار ڈالو بلکہ اس کو کنوئیں
فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ
میں کسی چھپی جگہ ڈال دو کہ کوئی مسافر اس کو اٹھا
السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾
لے جائے اگر تم کو کچھ کرنا ہے

اِطْرَحُوْا (پھینک دو) امر کا صیغہ ہے طَرْحٌ سے طَرْحٌ کے معنی ہیں بہت سی چیزوں میں سے تھوڑی چیز نکال کر پھینکنا۔ دور کر دینا۔

یوسف علیہ السلام کی بابت مشورہ ہونے لگا تو اکثر کی زبان سے نکلا کہ اسے مار ڈالو یا پکڑ کر کسی دور دراز ملک میں چھوڑ آؤ۔ جب باپ کو تمہارے سوا کوئی نظر نہ آئے گا تو وہ خواہ مخواہ تمہارے اوپر پورا پورا مہربان ہو جائے گا۔ اس کے بعد تم اچھی طرح رہنے سہنے لگو گے، تمہاری حالت درست ہو جائے گی۔ یا یہ کہ گناہ سے توبہ کر کے نیک لوگ بن جانا۔ ان میں سب سے بڑا یہودا تھا۔ اس نے کہا کہ جان سے مارنا تو ٹھیک نہیں ایسا کرو کہ وہ جو بے ڈھنگا سا کھدا ہوا کنواں پڑا ہے جہاں سے مسافر پانی بھرتے ہیں۔ اس کے اندر کسی خفیہ مقام پر یوسف کو ڈال دو۔ وہاں بہت مسافر آتے ہیں کوئی نہ کوئی نکال کر لے ہی جائے گا۔ اگر کچھ کرنا ہے تو بس یہی کرو کہ اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں ۔

Marfat.com

باپ سے درخواست

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا
بولے اے باپ ہمارے کیا ہوا تجھے کہ نہیں اعتبار کرتا تو ہمارا
عَلٰى يُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ (۱۱)
یوسف کے بارے میں اور ہم ہیں اس کے البتہ خیرخواہ
اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ
بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کہ کھائے وہ اور کھیلے
وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ
اور یقیناً ہم اس کے نگہبان ہیں

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا
بولے اے باپ کیا بات ہے کہ تو ہم پر اعتبار نہیں کرتا
عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ (۱۱)
یوسف کے بارے میں اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں
اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ
کل اس کو ہمارے ساتھ بھیج دے خوب کھائے اور کھیلے
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۱۲)
اور ہم اس کے نگہبان ہیں

لَا تَاْمَنَّا: نہیں اعتبار کرتا ہم پر۔ اصل میں لَا تَاْمَنُنَا ہے۔ لَا تَاْمَنُ مضارع منفی ہے اَمِنَ سے جس سے امانۃً بنا ہے۔ امن کے معنی کسی کے بھروسے پر بے خوف ہو جانا۔ نَا کے معنی ہم۔ دونوں اکٹھے آ گئے تو دو نُون کو ایک دوسرے میں ادغام کر کے نون مشدد بنا دیا لَا تَاْمَنَّا ہو گیا۔ مطلب یہ ہے کہ تجھے ہم پر اتنا بھروسا نہیں کہ یوسف کو تنہا ہمارے اندر چھوڑ دے۔ ہر دم اسے اپنے آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے۔

يَرْتَعْ: کھائے مضارع کا صیغہ ہے رَتْعٌ سے جس کے معنی ہیں چرنا۔ مراد یہ ہے کہ بے روک ٹوک سے کھاتے پیے۔

يَلْعَبْ: کھیلے مضارع کا صیغہ ہے لَعِبٌ سے۔ لعب آزادی کے ساتھ کھیلنے کودنے کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ جنگل میں بھاگے دوڑے گا۔

یہ مشورہ کر کے باپ کے پاس گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید پہلے بھی وہ کچھ اس قسم کی درخواست کر چکے تھے اور کہا کہ ابا جان آپ کو ہمارے اوپر اعتبار ہی نہیں ہوتا کہ یوسف کو ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجیں۔ آخر ہم گھر بھر کی بکریاں جانور چراتے ہیں۔ دن بھر جنگل کی تازہ ہوا کھاتے ہیں۔ آپ ہیں کہ یوسفؑ کو اپنی آنکھ سے کبھی اوجھل ہی نہیں ہونے دیتے۔ اسے پھرنے چلنے کھیلنے کودنے کا کوئی موقعہ ہی نہیں دیتے۔ بچوں کو روز نہیں تو کبھی کبھی آزادی کے ساتھ کھیلنا کودنا بھی چاہیے۔ آخر آپ کو ہمارے اوپر اعتبار کیوں نہیں ہم تو اس کے خیر خواہ اور سچے وفادار ہیں۔ آخر تو وہ ہمارا بھائی ہے۔ مہربانی فرما کر جب ہم جانوروں کو لے کر حسب معمول جنگل میں جانے لگیں تو یوسف کو بھی ہمارے ساتھ کر دیجیے۔

Marfat.com

جذبات کی کشمکش

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ
کہا تحقیق مجھے البتہ یہ غمگین کرتا ہے کہ تم لے جاؤ اسے
وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ
اور میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اسے بھیڑیا اور تم
عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (۱۳) قَالُوْا لَئِنْ اَکَلَهُ
اس سے بے خبر رہو کہنے لگے اگر سچ مچ کھا گیا ہے
الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ
بھیڑیا اور ہم طاقتور گروہ ہیں تو بے شک
اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۱۴)
اس صورت میں ہم بالکل گئے گذرے ہوئے

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ
بولا مجھے اس سے غم ہوتا ہے کہ تم اسے لے جاؤ
وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ
اور میں ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا جائے اور تم
عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (۱۳) قَالُوْا لَئِنْ اَکَلَهُ
اس سے بے خبر رہو وہ بولے اگر اس کو
الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ
بھیڑیا کھا گیا اور ہم ایک طاقتور جماعت ہیں تو ہم
اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۱۴)
نے سب کچھ گنوا دیا

باپ کی شفقت، بھائیوں کا حسد اور اس کے ساتھ ہی چالباز طبیعت حضرت یوسفؑ کا بھولا پن، یہ سب جذبات الگ الگ سینوں میں اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ بھائیوں کو حسد نے اندھا کر دیا۔ انہیں یہ خبط سوار ہے کہ یوسفؑ کو باپ کے پاس سے دور ہٹا دیں۔ اور پھر خدمت اور اطاعت سے باپ کی شفقت حاصل کریں۔ باپ کو فرطِ شفقت سے کسی پر بھروسا نہیں ہوتا کہ یوسف جیسے پیارے بچے کو اس کے ساتھ کر دیں۔ خاص کر جب کہ وہ اپنے باقی بیٹوں کے قبیح جذبات سے بخوبی واقف بھی ہیں۔ یوسف علیہ السلام کو وہ ایک دفعہ اشارہ کر چکے ہیں کہ بھائیوں سے بچتے رہنا لیکن وہ صاف دل بچہ کسی کے چھل بٹوں سے کیا واقف بھائیوں کے بہکانے میں یا آگیا کہ سچ مچ ایک دن باہر کی سیر و تفریح میں کیا حرج ہے؟ اگر یوسف علیہ السلام بھائیوں کے طرف دار نہ ہو جاتے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کبھی ان کے بھائیوں کے کہنے پر انہیں باہر نہ جانے دیتے۔ بھائیوں کی درخواست پر تو انہوں نے ان سے کہہ دیا کہ کیا کروں میرا دل تو اس خیال سے بیٹھا ہی جا رہا ہے کہ تم یوسفؑ کو جنگل میں لے جاؤ اور اسے چپکے سے بھیڑیا اٹھا لے جائے اور چیر پھاڑ کر کھا جائے۔

Marfat.com

بدسلوکی

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ

پھر جب چلے گئے اسے لے کر اور ٹھان لی کہ ڈال دیں اس کو

فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ

چھپے ہوئے کونے میں کچے کنوئیں کے اور ہم نے چپکے سے کہہ دیا اس سے

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ

البتہ خبر دے گا تو اُن کو ان کے کام کی اس کی اور وہ

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

نہ پہچانتے ہوں گے تجھ کو

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ

پھر جب اس کو لے کر چلے اور متفق ہوتے کہ اس کو کنوئیں

فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ

کی چھپی ہوئی جگہ میں ڈال دیں اور ہم نے اس کو خفیہ اشارہ

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ

کیا کہ تو اِن کو ان کا یہ کام جتائے گا اور وہ

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

تجھ کو نہ پہچانیں گے

اَوْحَيْنَا (اشارہ کیا ہم نے چپکے سے) ماضی کا صیغہ ہے ایحار سے جس کا مادہ وحی ہے۔ وحی کے معنی ہیں خفیہ اشارہ۔ ایحار سے یہاں یہ مراد ہے کہ اچانک حضرت یوسفؑ کے دل میں یہ خیال پختہ ہوگیا کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ میں اچھی حالت میں ہوں گا اور انہیں ان کی بدسلوکی کی اطلاع دوں گا اور پھر انہیں معاف کردوں گا۔ یہ خیال اللہ عزوجلّ نے ان کے دل میں خود ڈالا تھا بیچ میں کوئی واسطہ نہ تھا۔ پہلے فقرے کا مطلب یہ ہے کہ جب یوسفؑ کو ان کے بھائی لے کر چلے اور کنوئیں میں ڈالنے کا فیصلہ کرلیا۔ بس یہاں بیان کو ختم کردیا اور اس کا پورا کرنا سننے والے کے فہم پر چھوڑ دیا۔ پھر ذرا ٹھہر کر فرمایا کہ یوسفؑ کے دل میں ہم نے یہ بات ڈال دی کہ ایک دن ایسا آئیگا کہ تو ان کو اس بدسلوکی کا حال خود بتائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی کہ یہ جو ہم سے بول رہا ہے یہی یوسفؑ ہے کیوں کہ اس وقت تو عزیزِ مصر ہوگا اور یہ تیرے آگے سائل بنے کھڑے ہوں گے۔ کنوئیں میں ڈالنے کا فیصلہ کرکے گھر سے چلنے اور اس خیال کے یوسفؑ کے دل میں پیدا ہونے کے درمیان جو کچھ ہوا ہوگا۔ وہ اتنا تو ضرور ہے کہ انہوں نے لے جاکر یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال ہی دیا اور یہ خیال کنوئیں کی تنہائی میں یکایک پیدا ہوگیا۔ بیچ کی مصیبت بیان نہیں کی۔ کیوں کہ قرآن مجید مصیبتوں پر صبر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہوسکتی کہ لوگوں کی اپنی یا اور لوگوں کی گذری ہوئی مصیبتوں کو بیان کرکے ان کے جذبات برانگیختہ کرے اور مصیبت ڈالنے والوں کے ظلم وستم کا بیان کرکے لوگوں کو رونے دھونے اور ماتم کہنے پر خواہ مخواہ اکسائے۔

Marfat.com

درس عبرت

سورۂ یوسف جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں نازل ہوئی۔ آپ اس وقت ہر طرف سے مخالفوں کے نرغے میں گھرے ہوئے تھے ان لوگوں سے سوا ایذا رسانی کے اور کچھ توقع ہی نہ تھی۔ انہوں نے آپ کے ستانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ انتہا یہ ہوئی کہ سب نے جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ اس شخص سے پیچھا چھڑانے کی کیا صورت ہونی چاہیئے۔ آخر کار فیصلہ کیا کہ آپ کو قتل کر دیا جائے۔ یہ وہی فیصلہ تھا جو اس سے پہلے زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے باہم اکٹھے ہو کر حضرت یوسفؑ کی بابت کیا تھا۔ ان کے قصہ سے ایک طرف تو یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل کا نقشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھینچنا تھا تا کہ آپ کے دل کو تسکین ہو اور معلوم ہو جائے کہ بعض وقت اپنے ہی بھائی بند اپنے ذاتی اغراض اور دلی جذبات کے تحت اپنے ہی عزیز بھائی کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ بدسلوکی پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے اوپر ظلم پر ظلم توڑے اور آخر کنوئیں میں ڈال دیا۔ آپ نے ان کو صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ آخر ان کے نادان بھائی پست ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام ان سب پر سردار بن گئے اور مصر کی وزارت الگ ملی۔ پھر اس قصہ میں ان لوگوں کے لیے بھی تنبیہ موجود ہے جو جذبات میں پھنس کر اپنے ہی بھائیوں اور عزیزوں کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

انہیں اس قصہ سے یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ اس قسم کا سلوک کرنے والے آخر کار ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور جس کو وہ ظلم و ستم سے دبانا بلکہ نیست و نابود کرنا چاہتے تھے وہی انجام کار کامیاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے عزت و شوکت عطا فرماتا ہے۔ اس سورت کو قرآن حکیم کا جزو بنا کر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ تا کہ ہر زمانے میں اس سے ظالم و مظلوم دونوں سبق حاصل کرتے رہیں اور ظلم کے انجام سے غافل نہ ہوں۔ ظالم ظلم سے رُکے اور مظلوم ہمت اور صبر سے کام لے اور یقین رکھے کہ ظالم آخر کار پست ہو کر رہے گا۔ اور اللہ اس کو کامیاب کرے گا اور اس عام سبق کے علاوہ قصہ کا طرز بیان خود ہمیں علیحدہ سبق سکھاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی بدسلوکی کا تفصیلی بیان پتھر کے کلیجے کو بھی رلا سکتا ہے۔ مگر قرآن مجید نے صرف اشارہ میں اس کا ذکر کر دیا۔ اصل غرض یہ ہے کہ اس قصہ سے ظالم عبرت کا اور مظلوم صبر کا سبق لیں۔ یہ نہیں کہ لوگ اس کو سن سنا کر رویا کریں۔

Marfat.com

کام کا سبق

عزیز کی بیوی کو حضرت یوسف علیہ السلام سے عشق ہو گیا تھا۔ قرآن مجید نے اس کو صرف تین مختصر جملوں میں ختم کر دیا ہے جیسا کہ آگے آئے گا لیکن ہمارے اہل قلم نے حسن و عشق کی ایک ایسی دلکش داستان بیان کی ہے کہ آدمی جذبات کی رو میں بہ جاتا ہے۔ قرآن حکیم یہ نہیں کرتا جو نیلے سے جو نیلے جذبے کا بیان صرف دو تین جملوں میں ختم کر دیتا ہے۔

اس طرز بیان کے اختیار کرنے سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید جذبات میں رنگین بیانی سے کام لے کر ان کو ابھارنا نہیں چاہتا۔ حدیثوں اور بزرگوں کے اقوال میں تو خیر تصریح کے ساتھ موجود ہے۔ کہ آدمی اپنی کسی حرکت، رفتار، گفتار سے کبھی کسی کے جذبات کے ابھارنے کی کوشش نہ کرے۔ اگر کسی واقعہ کو جس سے جذبات برانگیختہ ہونے ہوں بیان کرے۔ تو مختصر طور پر اور زیادہ تر اشاروں کے ذریعے اس پر بھی فوراً اس کے مضر نتائج ساتھ ہی ظاہر کر دے تا کہ واقعہ کی طرف سے دھیان ہٹا کر انسان اس کے برے نتیجوں کو سوچنے لگے۔

یہاں ہمیں اس بات کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ہمارے اہل قلم سوا اس کے کہ اپنی تحریرات سے خراب جذبات کو ابھاریں اور کوئی مقصد اپنے سامنے نہیں رکھتے۔ ہماری شاعری کا کام صرف یہ ہے کہ عشق و محبت کے جذبات ابھارے ہمارے نثر نویس حرص۔ لالچ۔ چالاکی۔ دھوکا دہی ابھارنے والے قصے یہاں تک کہ فحاشی اور عریاں بیانی تک سے نہیں چوکتے۔ ڈراما، سینما، عریاں ناچ، تصویر کشی، گانے غرض ہر چیز کا ایک ہی مقصد ہے کہ انسانی جذبات کو ابھارے۔ یہ تمام باتیں ہیں قرآن مجید کی تلقین کے خلاف ہیں۔ قرآن مجید مہلک جذبات کا ابھارنا انسان کے لیے زہر قاتل سمجھتا ہے۔ اس کے بجائے ایسے پاکیزہ جذبات انسان کے لیے پیش کرتا ہے جس سے وہ تمام برائیوں سے پاک صاف ہو کر زندگی کی گندگیوں سے نجات پا جائے۔ دوسری طرف ایک گروہ نے اپنا زور قلم دوسروں کی مصیبت کے بیان کرنے میں صرف کیا ہے وہ اسی میں اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ کہ اچھے لوگوں پر برے لوگوں نے جو مصیبتیں کبھی توڑی ہیں ان کا بیان کر کر کے لوگوں کو رلائیں۔

قرآن مجید کے طرز بیان سے صاف ظاہر ہے کہ نہ وہ دنیا کی مصیبتوں کا ذکر کر کے لوگوں کو رلانا اور بزم ماتم منعقد کرنا سکھاتا ہے اور نہ لطیف جذبات کو ابھار کر بد چلنی کی طرف مائل کرنا چاہتا ہے جو لوگ ان باتوں میں مصروف ہیں انہیں کچھ تو سوچنا چاہیے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

بہانہ بازی

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا
اور آئے وہ اپنے باپ پاس اندھیرے میں روتے ہوئے بولے
يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا
اے ہمارے ابا ہم دوڑنے لگے آگے نکلنے کو اور چھوڑا ہم نے
يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ
یوسف کو پاس اپنے سامان کے پس کھا گیا اس کو بھیڑیا اور نہ
اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾
تو یقین کرنے والا ہمارا اگرچہ ہوں ہم سچے

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا
اور آئے اندھیرا پڑے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے کہنے لگے
يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا
اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور یوسف کو
يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ
اپنے اسباب کے پاس چھوڑا پھر اس کو بھیڑیا کھا گیا اور تو
اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ الربع
ہمارا کہنا باور نہ کرے گا اگرچہ ہم سچے ہوں

نَسْتَبِقُ (آگے بڑھیں ہم) مضارع کا صیغہ ہے استباق سے جس کا مادہ سبق ہے سبق کے معنیٰ ہیں آگے ہو جانا پہلا ہونا۔ استباق دوسرے سے مقابلہ کرنا۔ دیکھیں سب سے آگے کون رہے۔

ایسے اکثر کھیل ہیں جن میں ہر آدمی دوسروں سے مقابلہ میں بڑھ کر رہنا چاہتا ہے مثلاً پٹا لکڑی چلانا۔ تلوار بازی۔ نیزہ بازی اور پیدل دوڑنا۔ یہ سب مردانہ کھیل ہیں اور ہر زمانے میں رائج رہے ہیں کہنا یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا کوئی کھیل کھیلنے لگے۔

جب اندھیرا چھا گیا تو گھر کو چلے اور پاس پہنچکر رونا دھونا شروع کر دیا حضرت یعقوب علیہ السلام رونے کی آواز سن کر گھبرا کر باہر نکلے ہوں گے اور پوچھا ہوگا۔ کیا ہوا اور یوسف کہاں ہے کہنے لگے ابا جان کیا کہیں جنگل میں نکل کر جی چاہا کہ بھاگیں دوڑیں۔ اور یوسف کو سامان کے پاس بٹھا دیا اور خود کھیلنے کودتے دور نکل گئے۔ قضا کار سامان کے پاس ایک بھیڑیا آگیا اور یوسفؑ کو تنہا پا کر ہڑپ کر گیا۔ آپ تو ہماری طرف سے پہلے ہی بدظن ہیں ہم لاکھ سچے ہوں۔ مگر آپ ہمارا یقین کاہے کو کرنے لگے۔ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ کم سے کم رونے کی آواز بنا رکھی تھی۔ اگر اندھیرا نہ ہوتا تو ان کا چہرہ بھی بنا دیتا۔ کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں پھر بھی کہانی صاف گھڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جیسا معاملہ شناس شخص اس بات کا کیسے یقین کر سکتا تھا:

Marfat.com

عذر گناہ

وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ

اور آئے وہ اس کی قمیص پر لہو کے ساتھ جو جھوٹا تھا کہا

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ

بلکہ بنالی ہے تمہارے لیے تمہارے دلوں نے ایک بات

فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ۭ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

پس صبر ہی اچھا اور اللہ ہی مددگار ہے

عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اس پر جو تم بیان کرتے ہو

وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ

اور لائے اس کے کرتے پر جھوٹ لہو لگا کر بولا یہ

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ

ہرگز نہیں بلکہ تمہارے لیے تمہارے جیوں نے ایک بات بنادی

فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

اب صبر ہی بہتر ہے اور اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو

عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں

سَوَّلَتْ (گھڑلی ہے) ماضی کا صیغہ ہے تَسْوِیْلٌ سے جس کا مادہ س. و. ل ہے۔ سَوْلٌ کے معنی نرمی اور سہولت کے ہیں۔ تَسْوِیْل دل سے کوئی بات گھڑ لینا اور اس کو کام آسانی سے نکالنے کے لیے وقت پر پیش کر دینا۔

مُسْتَعَانٌ (وہ جس سے مدد مانگی جائے) اسم مفعول یا اسم ظرف ہے اِسْتِعَانَۃٌ سے جس کا مادہ ع. و. ن ہے عون کے معنی مدد اور سہارے کے ہیں۔ اِسْتِعَانَۃٌ مدد مانگنا۔ اسی سے نَسْتَعِیْن بنا ہے جو سورہ فاتحہ میں ہے۔ مستعان وہ جس سے مدد مانگی جائے یا وہ ٹھکانا جہاں سے مدد کی امید ہو۔

یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال دینے کے بعد بھائیوں نے یہ ڈھونگ رچایا کہ روتے دھوتے رات پڑے باپ کے پاس پہنچے اور یوسف کی قمیص جو کنوئیں میں ڈالتے وقت ان کے بدن سے اتارلی تھی کسی جانور کو مار کر اس کے خون سے بھرلی۔ نادان یہ نہ سمجھے کہ اگر بھیڑیا پکڑتا۔ تو سب سے پہلے قمیص پھٹتی اس کے بعد کہیں بدن تو زخمی اور لہولہان ہوگیا۔ لیکن قمیص پر ذرا بھی آنچ نہ آئی حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھتے ہی کہہ دیا۔ کہ یہ ساری کہانی تمہاری گھڑی ہوئی ہے اور یہ خون جھوٹا خون ہے۔ بہرحال اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔ ان کے دل میں یقین تھا کہ یوسف زندہ دنیا میں موجود ہے اور ایک دن مجھ سے ملے گا۔ لیکن ہاں اس وقت وہ مجھ سے دور ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں میرے لیے یہی بہتر ہے کہ صبر کروں اور معاملہ اللہ عزوجل پر چھوڑ دوں۔ ان سے کہا اس مصیبت کے وقت میری اللہ عزوجل ہی سے درخواست ہے کہ وہ میری اس غم میں مدد کرے۔

Marfat.com

خرید و فروخت

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ

اور آیا ایک قافلہ پس بھیجا انہوں نے اپنا پانی لانے والا

فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَٰبُشْرَىٰ هَٰذَا

پس ڈالا اس نے اپنا ڈول کہنے لگا اوہ یہ تو

غُلَٰمٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَٰعَةً ۚ وَاللَّهُ

ایک لڑکا ہے اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال جان کر اور اللہ

عَلِيمٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ⑲

جاننے والا ہے جو وہ کرتے ہیں

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ

اور ایک قافلہ آیا اس نے اپنا پانی بھر لینے والا بھیجا پس اس نے

فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَٰبُشْرَىٰ هَٰذَا

اپنا ڈول لٹکایا کہنے لگا کیسی خوشی ہے یہ تو

غُلَٰمٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَٰعَةً ۚ وَاللَّهُ

ایک لڑکا ہے اور چھپا لیا اس کو مال تجارت سمجھ کر اور اللہ

عَلِيمٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ⑲

خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں

اَدْلٰی (ڈالا، نیچے لٹکایا) ماضی کا صیغہ ہے اِدْلَاءٌ سے جو دَلْوٌ سے بنا ہے جو اس کے بعد مذکور ہے اور جس کے معنی ڈول کے ہیں۔ اِدْلَاءٌ کنوئیں میں ڈول ڈالنا۔

یٰبُشْرٰی (اے خوشی) بشریٰ حاصل مصدر ہے جس کے معنی خوشی اور خوشخبری کے ہیں۔ اچانک خوشی کا اظہار عربی میں اس لفظ سے کرتے ہیں جیسے ہمارے ہاں اوہو یا واہ واہ ہے

بِضَاعَةً (پونجی) بیچنے کے سامان کو بضاعۃ کہتے ہیں۔ کہتے ہیں اس زمانے میں آدمیوں کو غلام بنا کر بیچ ڈالنے کا رواج تھا۔
حضرت یوسف علیہ السلام کو بڑا قیمتی مال جان کر اوروں سے چھپا دیا۔ لکھا ہے کہ بھائیوں نے یوسفؑ کو کنوئیں میں تو ڈال دیا لیکن ان کی خبر گیری برابر کرتے رہے۔ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ مر جائیں ان کی دلی خواہش تھی کہ کوئی ان کو نکال لے جائے اور دور لے جا کر بیچ ڈالے۔ اس لیے پل پل کی خبر رکھتے تھے انہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ قافلے والوں نے ڈول کے ذریعے انہیں باہر کھینچ لیا ہے اور اب اسے مال تجارت قرار دے کر چھپا رکھا ہے وہ تو خود یہی چاہتے تھے جان میں جان آئی۔ قافلے والوں کے پاس گئے اور اطمینان کر لیا کہ یوسف علیہ السلام ان کے پاس ہے ان سب لوگوں کی کارروائیوں سے اللہ تعالیٰ اچھی طرح واقف تھا وہ خوب جانتا تھا کہ اس سب کا انجام کیا ہونے والا ہے:۔

Marfat.com

یوسف بک گئے

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ
اور بیچ ڈالا اس کو قیمت کم میں درہم گنتی کے
وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾
اور تھے وہ اس سے نفرت کرنے والے

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ
اور بیچ آئے اس کو ناقص قیمت میں گنتی کے چند درہم
وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾ ع
اور ہو رہے تھے وہ اس سے بیزار

بَخْسٍ (گھٹا ہوا کم) اس لفظ کے معنی بہت کم تھوڑی سی چیز کے ہیں۔ اسی سے فعل مجہول لا یبخسون سورہ ہود کے دوسرے رکوع میں گذرا ہے۔ دَرَاهِمَ (درہم کی جمع ہے یہ اس وقت کا ایک چاندی کا سکّہ تھا جو تقریباً آج کل کی چونی[1] کے برابر ہے۔ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ۔ گنتی کی چونیاں۔ اَلزَّاهِدِينَ (بے رغبت) زاہد کی جمع ہے جو زہد سے بنا ہے۔ زہد کے معنی کسی سے دل ہٹا لینا۔ بے رغبتی کرنا۔ بے قدر سمجھنا۔ شَرَوْهُ (اسے بیچ ڈالا) ماضی کا صیغہ ہے ش۔ ر۔ ی شری کے معنی خریدنا اور بیچنا دونوں ہیں۔ یہاں بیچنا مراد ہے۔

لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کنوئیں میں ان کو ڈال کر بے فکر نہیں ہو گئے تھے بلکہ خیر خبر رکھتے تھے۔ ایک دن جو صبح وہاں گئے تو کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پایا سامنے قافلے والے نظر آئے۔ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے اور اسے تم نے چھپا لیا ہے۔ یا تو اسے ظاہر کر دو ورنہ تم مجرم قرار پاؤ گے۔ وہ ڈر گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ظاہر کر دیا۔ وہ تو دل سے چاہتے تھے کہ کوئی انہیں نکال کر دوسرے شہر میں لے جائے۔ کیونکہ وہ سچ مچ ان سے جلتے تھے اور ان کے چلے جانے سے انہیں چین ملنے کی امید تھی۔ قافلے والوں سے سودا کیا تا کہ ان کو سچ مچ یوسف کا مالک بنا دیا جائے۔ اور وہ اس کو اپنا مال سمجھ کر اس کی رکھوالی کریں اور کسی بڑے شہر میں لے جا کر بیچیں۔ بڑی قیمت کی تو انہیں کچھ پروا تھی ہی نہیں۔ یوں ہی برائے نام کچھ درہم ٹھہرا لیے۔

موضح القرآن میں لکھا ہے کہ کل اٹھارہ درہم میں بیچ ڈالا۔ درہم اس وقت کا سکّہ تھا۔ جو تقریباً چونی[1] کے برابر تھا۔ یہ درہم نو بھائیوں نے دو دو فی کس کے حساب سے آپس میں بانٹ لیے۔ ایک بھائی یہودا نے جو پہلے ہی سے یوسفؑ کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کا حامی تھا کہا میں اس میں سے کوئی حصّہ نہ لوں گا۔

---

[1] اس دور (۱۹۷۶ء) میں درہم کی قیمت ۴/۱ روپے کے لگ بھگ بنتی ہے۔

Marfat.com

مصر پہنچ گئے

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ

اور کہا جس نے خرید اس کو مصر سے

لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ

اپنی بیوی سے آبرودار بنا اس کا ٹھکانا شاید کہ

یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

نفع پہنچائے ہم کو یا بنالیں ہم اس کو بیٹا

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ

اور جس شخص نے اسے مصر سے خرید کیا

لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ

اپنی بیوی سے کہا اس کو آبرو سے رکھ شاید ہمارے

یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

کام آئے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں

مَثْوٰی (ٹھکانا) یہ اسم ظرف بھی ہے اور مصدر میمی بھی۔ اس لیے اس کے معنی رہنے کی جگہ اور رہنا دونوں ہوسکتے ہیں۔ اصل مصدر ثَوَاءٌ ہے جس کے معنی ہیں رہنا سہنا۔ اَكْرِمِیْ (عزت کر) امر کا صیغہ ہے اکرام سے جس کا مادہ کرم ہے کرم کے معنی بزرگی۔ اونچا درجہ۔ اکرام کے معنی ہیں اونچا درجہ دینا۔ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ کا مطلب ہوا۔ اس کے رہنے سہنے کا طریقہ اونچے درجے والوں کی طرح کا مقرر کر۔ اس آیت میں فقط اتنا ہے کہ کسی نے مصر میں انہیں خرید لیا لیکن اس سے پہلے جو کچھ ہوا۔ اس کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ دونوں آیتوں کو ملانے سے معلوم ہوا کہ یہ قافلہ اپنے وطن سے تجارت کرنے اور نفع کمانے کی غرض سے نکلا تھا۔ راستہ میں اس کنوئیں کے پاس سے گذر ہوا جس میں حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں نے ڈال رکھا تھا۔ پانی کھینچنے کو ڈول ڈالا۔ تو حضرت یوسف ؑ اس میں بیٹھ گئے۔ کھینچنے والے نے کھینچا تو خوشی کے مارے چلا اُٹھا کہ یہ تو جیتا جاگتا لڑکا ہے بڑی قیمت میں بکے گا۔ مال تجارت سمجھ کر چھپانا چاہا مگر بھائی ٹوہ میں تھے۔ انہوں نے پتہ لگا لیا۔ بہرحال انہوں نے اونے پونے بیچ کر اپنے سر سے بلا ٹالی۔ یہ قافلہ چلتے چلتے مصر پہنچا اور وہاں کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام بنا کر بیچنے کے لیے پیش کیا اور ایک شخص نے انہیں خرید لیا۔ اس کے بعد اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ اس نے گھر لے جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو غلاموں کی طرح مت رکھنا۔ یہ بڑا ہونہار لڑکا معلوم ہوتا ہے اس کو عزت اور احترام سے رکھو۔ توقع امید ہے کہ آگے چل کر اس سے ہمیں نفع پہنچے۔ ہمارے اب تک کوئی اولاد نہیں ہے جی میں آیا تو اسی کو بیٹا بنا لیں گے۔ مفسّرین نے اس کو عزیزِ مصر (بادشاہ کا مختارِ عام) بتایا ہے اور اس کا نام قطفیر اور اس کی بیوی کا زلیخا یا راعیل بتایا ہے :-

Marfat.com

یہ سب کیوں ہوا؟

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ

اور اسی طرح ٹھکانا دیا ہم نے یوسف کو اس سرزمین میں

وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ط

اور تاکہ سکھائیں ہم اس کو کچھ باتوں کا ٹھکانے سے ٹھانا

وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ

اور اللہ بڑھ چڑھ کر رہتا ہے اپنے کام میں اور لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۱)

بہت سے لوگ نہیں جانتے

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ

اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس ملک میں جگہ دی

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ط

اور اس لیے کہ اس کو باتوں کا ٹھکانے پر بٹھانا کچھ سکھائیں

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ

اور اللہ اپنے کام میں غالب رہتا ہے لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۱)

اکثر لوگ نہیں جانتے

مَكَّنَّا: ٹھکانا دیا ہم نے (ماضی کا صیغہ ہے تمکین سے، تمکین مکان سے بنا ہے۔ مکان کے معنی ہیں جگہ، ٹھکانا۔ تمکین۔ مکان دینا۔ جگہ دینا۔ ٹھکانا دینا۔ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ (باتوں کا صحیح مطلب معلوم کرنا) یہ لفظ پہلے رکوع میں گذر چکا ہے۔ واقعات سے صحیح نتیجہ پر پہنچ جانا۔ خواب کی تعبیر بیان کرنا۔ بات کی تہ کو پہنچ جانا۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی خاص بندے پر عنایت کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے اسباب پیدا کر دیتا ہے اور ایسے واقعات شروع ہو جاتے ہیں جو اس خاص بندے کو آخر کار کسی خاص مزید فضیلت اور بزرگی تک پہنچا کر رہتے ہیں۔ گو دیکھنے والے اس بات کو نہ سمجھیں کہ یہ سب واقعات کیوں ہو رہے ہیں۔ یہ حالات جن میں حضرت یوسف علیہ السلام گذرے ان سے ان کی تعلیم و تربیت مقصود تھی۔ اگرچہ وہ بظاہر کس قدر تکلیف دہ تھے۔

ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر پہنچ گئے اور وہاں عزیز مصر نے ان کو خرید کر اپنے گھر میں داخل کیا۔ اور بیوی سے کہا کہ اس لڑکے کو عزت کے ساتھ اچھی طرح رکھو۔ ان سب باتوں سے مقصود یہ تھا کہ حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے ہاں آتے ہی اونچے طبقے کے لوگوں سے ملیں جلیں۔ ان کی باتیں سنیں۔ ان کا کام کرنے کا طریقہ دیکھا۔ آگے چل کر اس سے حاصل یہ ہوا کہ مشکلات میں تدبیر سوچنے لگے۔ انتظام میں ماہر ہو گئے۔ خواب کی صحیح تعبیر بتانے لگے۔

Marfat.com

سمجھدار نوجوان

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ
اور جب پہنچ گیا قوت کو اپنی دیا ہم نے اس کو حکم اور
عِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۲۲
علم اور اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم اچھوں کو

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ
اور جب اپنی قوت کو پہنچ گیا ہم نے اس کو حکم اور
عِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۲۲
علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں

اَشُدَّ: (قوت) یہ مفرد لفظ ہے اس کے معنی قوت اور طاقت کے ہیں۔ یہ لفظ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے۔ وہاں اس کے معنی جوانی کے ہیں۔ یہ لفظ ش۔ د۔ د سے بنا ہے جس سے اسم شدت ہے۔ شدت کے معنی مضبوطی اور سختی کے ہیں بَلَغَ اَشُدَّهٗ یعنی جوان بالغ ہو گیا۔

مصیبتیں انسان کے جذبات کے لیے رندے کا کام کرتی ہیں۔ اور اس کے ادھر ادھر کے بے جا بڑھے ہوئے کونوں کو گھس گھسا کر ان کو سڈول اور صاف بنا دیتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جن حالات میں سے گذرنا پڑا۔ وہ ان کے لیے بڑی اچھی تربیت کا ذریعہ بن گئے۔ ان آیتوں سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ دماغی، بدنی اور قلبی قوتوں کی اصلی ترقی بلوغ سے پہلے کی عمر یعنی بچپن میں ہوتی ہے اور ان کی اصلاح اور تربیت کا بہترین طریقہ نرمی اور لطف کے ساتھ بڑوں کا سمجھانا اور اس کے ساتھ ہی بچے کے سامنے اچھی عادتوں کا نمونہ پیش کرنا ہے۔ اس کے بعد اگر بچہ پر ایسے حالات گذریں کہ جس میں وہ اپنے تجربے سے خود عادتوں کی اصلاح کا طریقہ سمجھ جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بچہ بالغ ہو کر عاقل اور سمجھدار ہوگا۔

دماغی قوتوں میں اصل چیز انسان کا فکر ہے۔ فکر کے معنی ہیں جو چیزیں علم میں آئیں ان کو قرینے سے جوڑنا اور ان سے اصول اخذ کرنا جن پر اس کے بدن کی اصلاح موقوف ہے۔ قلبی قوتوں میں سے عقل اور ارادہ ہے۔ عقل وہ قوت ہے۔ جو دل کے ارادہ کو فکر صحیح کے تابع کرتی ہے اور جذبات کا فرماں بردار نہیں ہونے دیتی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ان سب قوتوں کی تربیت بچپن ہی میں ہو چکی تھی اس لیے جب وہ جوان ہوئے تو عالم اور عاقل دونوں تھے۔ انسان جب بالغ ہوتا ہے تو اس میں جنسی خواہش پیدا ہوتی ہے اگر عقل درست ہے تو جوانی میں وہ اس خواہش کی اصلاح بھی کر سکتا ہے۔

Marfat.com

زبردست آزمائش

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا
اور پھسلایا اس کو اس عورت نے کہ وہ جس کے گھر میں تھا
عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
نفس پر قابو رکھنے سے اور بند کر دیئے دروازے
وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ
اور کہا آ جا

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا
اور اس کو عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا
عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
اپنا جی تھامنے سے پھسلایا اور اس نے دروازے بند کر دیئے
وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ
اور بولی شتابی کر

عَنْ نَّفْسِهٖ (نفس کے رکنے سے) انسان کا نفس خواہشوں کا مخزن ہے اس کو عقل قابو میں رکھتی ہے یہاں مطلب یہ ہے کہ اس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے نفس کو عقل کی نگرانی سے نکالنا چاہا تاکہ وہ ان کے دل کو اس عورت کی طرف مائل کر دے۔

هَیْتَ لَكَ (آ۔ اپنا کام کر) یہ ایک عبرانی زبان سے لیا ہوا لفظ ہے جسے ایسے موقعہ پر بولتے ہیں جہاں کسی کے سامنے کام کے سارے سامان مہیا ہوں اور اس کو کام کرنے کے لیے کہا جائے اس کے لیے عربی میں دوسرا لفظ تَعَالَ ہے۔

اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام جس عورت کے گھر میں رہتے تھے اس نے آپ سے فعل قبیح کا مطالبہ کیا اور ایسے سامان کر دیئے جن سے ایک نوجوان شخص کا اپنے نفس پر قابو رکھنا مشکل ہے مکان کے کمرہ کی اشتعال انگیز سامان سے سجاوٹ کی اور آپ خوب بناؤ سنگھار کیا اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آپ سے زبانی بھی کہا کہ اب کیا دیر ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بچپن میں اپنے والد کی نگرانی میں پلے اور ان کی عملی مثال اور زبانی ہدایات کی بدولت ساری دماغی اور قلبی قوتوں میں ملائمت، نظم اور اعتدال پیدا ہو گیا اب جب بھرپور جوانی آئی تو بالکل ایک نئی حالت سے سابقہ پڑا۔ نئی جوانی میں کسی نوجوان کا جس کی بدنی قوتیں قوی اور درست ہوں اپنے اوپر قابو رکھنا مشکل ہے صرف وہی شخص اس بھنور سے نکل سکتا ہے جس پر اللہ عزوجل کی خاص عنایت ہو کسی قوی اور تندرست نوجوان کو اگر کوئی جنس لطیف خود ورغلانے کے ہتھکنڈے استعمال کرے تو اس کا گناہ سے بچنا تقریباً ناممکن ہے یہاں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا بے جا اور بے تکلف خلط ملط ایک نہایت ہی نازیبا امر ہے۔

Marfat.com

حیرت انگیز ضبط

قَالَ مَعَاذَاللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ

کہا پناہ مانگتا ہوں اللہ کی تحقیق وہ میرا مالک ہے بہت اچھا رکھا

مَثْوَایَ ؕ اِنَّہٗ لَایُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳)

اس نے میرا رہنا سہنا۔ یقیناً نہیں فلاح پاتے احسان فراموش

قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّہٗ لَایُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳)

کہا خدا کی پناہ وہ عزیز میرا مالک ہے اس نے مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے بیشک بے انصاف لوگ بھلائی نہیں پاتے

گناہوں سے روکنے والی اصل چیز اللہ کا خوف ہے بچے کے دل میں اس کے پالنے والے اگر اللہ کی صفات کا نقشہ شروع ہی سے جما دیں تو آیندہ زندگی میں اللہ کا یہ تصور اُس کو بہت سی تباہ کن عادتوں اور ذلیل کرنے والے گناہوں سے بچائے رکھتا ہے۔ انسان کی صحیح فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے محسن اور مُربّی کے ساتھ کسی طرح کا بُرا سلوک نہ کرے۔ بچہ ماں باپ کا گرویدہ ہوتا ہے۔ اور جوں جوں عمر بڑھتی ہے اس کی عقل اسے بتاتی چلی جاتی ہے کہ یہ میرے محسن ہیں۔ ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا میرا ذاتی فرض ہے اب اگر ماں باپ بچے کی صحیح تربیت کرنے والے ہوں تو اسے بخوبی سمجھا سکتے ہیں۔ کہ آدمی کا اصل محسن اور مربّی اللہ ہے۔ اسی نے اپنی رحمت سے ماں باپ کے دل میں شفقت ڈال دی ہے جس کی وجہ سے وہ بچے کو پالتے ہیں۔ اصل میں حفاظت کرنے والا ضرورت کی چیزیں دینے والا اور خطرے کے وقت بچانے والا وہی ہے۔ اس لیے ہر وقت اسی کی پناہ طلب کرنی چاہیئے۔ کیوں کہ ماں باپ جدا ہو سکتے ہیں لیکن اللہ ہر وقت انسان کے ساتھ ہے اسے دیکھتا ہے۔ اس کی فریاد سنتا ہے۔ اور اس کی مدد کرتا ہے۔ اس لیے انسان کو بُرے کاموں اور گناہوں سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں اور اپنے محسن اور مُربّی کو ناراض کرنا بہت ہی بُری بات ہے۔ اگر گناہ اور بُری بات میں پھنسنے کا اندیشہ ہو تو فوراً اللہ تعالیٰ کو مدد کے لیے پکارنا چاہیئے اور اس سے عرض کرنی چاہیئے کہ وہ گناہ سے پناہ دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پیدائش ہی کے وقت سے سمجھ دار تھے۔ پھر ان کو اللہ کے نبی سمجھانے والے ملے۔ جب دیکھا کہ مجھے فتنہ نے گھیر لیا ہے۔ تو فوراً منہ سے معاذ اللہ نکلا اور دل سے دعا کی کہ اے میرے اللہ مجھے اس گناہ سے بچا لے۔ اللہ عزّ وجلّ نے فوراً دل میں ڈالا کہ یہ عزیز کی بیوی ہے اور عزیز میرا مُربّی ہے۔ اس کی بیوی کے ساتھ ایسی ذلیل حرکت کرنا اس کی ذلّت کا باعث ہو گا۔ انہوں نے عورت کو جواب دیا کہ عزیز میرا مُربّی ہے اس نے مجھے بڑے آرام سے رکھا ہے یہ تو بڑا ظلم ہو گا کہ میں اس کے ساتھ خیانت کروں ﴿

Marfat.com

ستھرے خیالات

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ

اور پہلے سے لگی تھی عورت اس کے دھیان میں۔ اور اس نے دھیان کیا اس کا اگر نہ ہوتا یہ

اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ

کہ دیکھے وہ زبردست دلیل اپنے رب کی ایسا ہوا

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ

تاکہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی البتہ وہ ہے

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

ہمارے ان بندوں میں سے جو خالص ہمارے ہی ہیں

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ

البتہ عورت نے اس کا فکر کیا اور اس نے عورت کا فکر کیا اگر یہ نہ ہوتا

اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ

کہ اپنے رب کی قدرت دیکھے یوں ہی ہوا

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ

تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی ہٹا لیں البتہ وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہے

قَدْ هَمَّتْ بِهٖ پہلے ہی دھن میں تھی اس کی یعنی یہ عورت پہلے ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی دھن میں رہتی تھی۔ هَمَّتْ ماضی مؤنث ہے هَمٌّ سے۔ هَمٌّ کے معنی دھیان کرنا۔ دھن میں لگ جانا۔ وَهَمَّ بِهَا (اس کا خیال بھی اس کی طرف متوجہ ہوا) یہ ماضی مذکر ہے هَمٌّ سے یعنی جب اس عورت نے یہ سب ڈھونگ رچایا تو اب یوسفؑ بھی اس کی حالت پر غور کرنے لگے۔ لَوْلَا (اگر نہ) یہ حرف شرط ہے۔ اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس کا جواب ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ یہاں آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے یعنی نہیں تو وہ گناہ میں پھنس جاتا۔

اس آیت میں ایک ہی لفظ هَمٌّ عورت اور حضرت یوسف دونوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے لیکن ساتھ قَدْ لگا دیا گیا ہے جس کے معنی ہیں پہلے ہی سے کوئی کام کر لینا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قَدْ نہیں لگایا جس کے معنی ہوئے کہ انہوں نے اس کا ابھی ابھی خیال کیا۔ عورت تو پہلے ہی سے ان کی دھن میں تھی اور ان کو ورغلانے کے لیے موقع کی تاک میں تھی لیکن حضرت یوسفؑ کا اس کی طرف ذرا بھی خیال نہ تھا۔ اس وقت جو اس کی بے تابی دیکھی تو اس کی حالت پر غور کرنے لگے۔

غرض آپ کا خیال نہ کبھی پہلے اس عورت کی طرف تھا اور نہ اس وقت اسے بری نظر سے دیکھ رہے تھے بلکہ اس کی حالت پر افسوس اور رحم کی نظر ڈال رہے تھے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے اس کا خیال بھی پاک صاف رکھا اور گناہ کو عمل میں لانے سے بھی بچایا۔ کیونکہ ہم تو اس کو پہلے ہی برے خیال اور برے کاموں سے چھڑا کر اپنا خالص بندہ بنا چکے تھے۔

Marfat.com

پاکیزگی

قصہ گویوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ کو مختلف انداز سے لکھا ہے جس میں ان سے بہت بڑی چوک ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی تربیت شروع ہی سے اس طریقے سے ہوئی تھی کہ ان کے دل میں برائی اور بے حیائی کے خیالات جاگزیں نہیں ہو سکتے تھے۔ اس آیت میں قرآن مجید کے انداز بیان سے یہ معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کبھی اس عورت کی جانب بدخیالی سے نہ دیکھا۔ ان کا اس گھر میں رہنے کا طرز اسی خیال پر مبنی تھا۔ جو انہوں نے وقت آنے پر اس عورت کے سامنے صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا۔ کہ وہ اس گھر کے مالک عزیز مصر کو اپنا مالک سمجھتے تھے اور اس حیثیت سے اس کی تعظیم و توقیر اپنا فرض منصبی جانتے تھے۔ پھر اس نے جس طرح ان کو رکھا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ اسے اُن پر پورا اعتماد تھا کہ وہ اس کے ناموس اور شہرت پر بٹہ نہ آنے دیں گے۔

آیت اس بات پر ختم ہوتی ہے کہ اللہ عزوجلّ نے اس کی تدبیر پہلے ہی کر دی تھی۔ کہ یوسف علیہ السلام کے دل میں کمینے خیالات بیٹھنے ہی نہ پائیں۔ اللہ عزوجلّ نے ان کو اپنا خالص بندہ پہلے ہی بنا لیا تھا پھر ان کے دل میں بُرے خیالات کیسے آسکتے تھے اس لیے ھَمَّ بِہَا کے معنی اس روشنی میں یقیناً یہ ہوں گے کہ یکایک اسی وقت ان کے دل میں اس عورت کا خیال آیا۔ اس سے پہلے اپنے مربّی اور محسن کی اہلیہ ہونے کی حیثیت سے وہ اس کا ادب و احترام کرتے تھے۔ اس کا رویہ دیکھ کر وہ حیرت سے منہ تکتے رہ گئے۔ اور ان کو ان اخلاقی اصول کا خیال آیا جو بچپن ہی سے ان کے دل و دماغ میں پیوست ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے اپنے آپ کو ایک آفت میں پھنسا ہوا پایا۔ اور پہلا کلمہ جو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا وہ معاذ اللہ تھا۔ جو ہر مومن کی زبان پر مصیبت کے وقت آنا چاہیے۔

اس کے بعد آپ نے جتلا دیا کہ وہ اس عورت کی طرف صرف اس نظر سے ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں، کہ وہ ان کے محسن اور مربّی کی بیوی ہے۔ وہ اپنے اس طرز کو نہیں بدل سکتے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا خالص بندہ بنا لیتا ہے اس کے دل سے بُرے خیالات بہت دور رہتے ہیں۔

Marfat.com

انجام

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهٗ

اور آگے پیچھے دوڑے دروازہ کی طرف اور پھاڑ ڈالی عورت نے اس کی قمیص

مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

پیچھے سے اور پایا دونوں نے عورت کے خاوند کو پاس

الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ

دروازے کے کہنے لگی نہیں سزا اس کی جو

اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ

چاہے تیری اہلیہ کے ساتھ برائی مگر یہ کہ

يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

قید کیا جائے یا کوئی عذاب دردناک

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهٗ

اور دوڑے دونوں دروازے کی طرف اور چیر ڈالا عورت نے

مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

اس کا کرتا پیچھے سے اور مل گئے دونوں عورت کے خاوند سے

الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ

دروازہ کے پاس۔ بولی اس شخص کی کیا سزا ہے جو تیری

اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ

بیوی کے متعلق برا ارادہ کرے مگر یہی کہ

يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

بندی میں ڈالا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے

قَدَّتْ (پھاڑ ڈالا اس عورت نے) ماضی کا صیغہ ہے ق۔د۔د سے قَدٌّ کے معنی پھاڑ ڈالنا۔ چیر دینا۔

اَلْفَيَا (پایا دونوں نے) ماضی کا صیغہ ہے اِلْفَاءٌ سے جو ل۔ف۔و سے بنا ہے لفوٌ کے معنی نقصان پہنچانا۔ الفاءٌ پا لینا۔ مل جانا۔ تلافی اسی سے بنا ہے۔

جب عزیز مصر کی بیوی سے پیچھا چھڑانے کے لیے حضرت یوسفؑ اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑے تو عورت ان کے پیچھے لپکی پھر حضرت یوسف علیہ السلام تو اس کے ہاتھ نہ آئے لیکن ان کی قمیص کا پیچھے کا دامن اس کے ہاتھ آ گیا۔ اس نے اس کو پکڑ کر زور سے کھینچا تو وہ پھٹ گیا۔ باہر پہنچے تو عورت بھی ان کے پیچھے تھی۔ دونوں کیا دیکھتے ہیں کہ عزیز مصر خود دروازے کے پاس کھڑا ہے۔ عورت نے سوچا کہ یہ تو بڑی بات ہوئی۔ فوراً بولی کہ یہ شخص تیری گھر والی سے یعنی مجھ سے برے ارادے سے پیش آنا اور زبردستی برا کام کرنا چاہتا تھا۔ ایسے شخص کی سزا بس یہی ہو سکتی ہے کہ یا تو اسے قید خانے میں ڈال دیا جائے یا کوئی اور سخت سزا دی جائے مثلاً کوڑے لگائے جائیں۔

Marfat.com

مشکل کا حل

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ
یوسف نے کہا اسی نے بے قابو کرنا چاہا مجھے میرے جی سے اور گواہی دی
شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ
ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کرتا اس کا پھٹا ہوا
مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿۲۶﴾
آگے سے تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹوں میں سے ہے
وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ
اور اگر ہے اس کا کرتا پھٹا ہوا پیچھے سے تو وہ جھوٹی ہے
وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۲۷﴾
اور وہ ہے سچوں میں سے

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ
یوسف بولا اسی نے مجھ سے خواہش کی کہ اپنے جی کو نہ تھاموں اور
شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ
ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے گواہی دی۔ اگر اس کا کرتہ آگے سے
مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿۲۶﴾
پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے
وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ
اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی ہے
وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۲۷﴾
اور وہ سچا ہے

حضرت یوسف علیہ السلام نے صاف صاف کہا کہ یہی خود چالبازیوں سے مجھے ورغلا کر گناہ میں پھنسانا چاہتی تھی میں نے بھاگ کر اپنی جان بچائی اور خود عورت ہی کے خاندان میں سے ایک گواہ نے آپ کے بے گناہ ہونے کی گواہی دی۔ اس نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کا کرتہ دیکھو۔ اگر آگے سے پھٹا ہے تو ظاہر ہے کہ یوسف علیہ السلام کا منہ اس عورت کی طرف تھا۔ اس نے اسی کو کھینچ کر یوسفؑ کو ایک طرف کرنا چاہا۔ اس صورت میں عورت سچی ہے۔ اور اگر کرتے کا پیچھے کا دامن پھٹا ہے تو ظاہر بات ہے کہ یوسفؑ اس سے دور بھاگ رہے تھے اور اس نے اسے کھینچا تو وہ پھٹ گیا۔ اس صورت میں حضرت یوسف علیہ السلام بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

عزیزِ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے زورِ کلام سے عورت کے غیر معمولی طور پر بنے سنورے ہونے سے یوسف کے آگے آگے بھاگنے اور عورت کے ان کے پیچھے دوڑنے ہی سے سمجھ چکا تھا کہ عورت ہی کا قصور ہے ⁂

Marfat.com

فیصلہ

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
پس جب دیکھا اس کی قمیص کو پھٹا ہوا پیچھے سے
قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ
کہا بے شک یہ تم عورتوں کا فریب ہے یقیناً تمہارا فریب
عَظِيْمٌ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ
بڑا ہے اے یوسف منہ موڑ اس سے
وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ
اے عورت بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی تھی
مِنَ الْخٰطِــِٕيْنَ ﴿۲۹﴾
گنہگاروں میں سے

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا
قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ
کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ تمہارا فریب
عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ
بڑا ہے یوسف اس ذکر کو جانے دے
وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ
اور اے عورت تو اپنا گناہ بخشوا بے شک گنہ گا۔
مِنَ الْخٰطِــِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۳/۱۳
تو ہی تھی

کَیۡد (فریب) اس کو عام بول چال میں داؤ کہتے ہیں۔ داؤ اس چال کو کہتے ہیں جیسے کسی نے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے پوشیدہ طور پر سوچ رکھا ہو اور موقع آتے ہی اپنی سوچی ہوئی خفیہ چال چلے اور مقصد حاصل کرلے اسی کو عربی میں کَید کہتے ہیں۔ کید کا اچھا برا ہونا اس کے مقصد پر موقوف ہے۔

عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کا معائنہ کیا اور دیکھا کہ قمیص کا پیچھے کا دامن پھٹا ہوا ہے۔ اس نے فی الفور فیصلہ کر دیا کہ عورت ہی قصور وار ہے۔ یوسف علیہ السلام بے قصور ہیں اور عورت کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ایسی ایسی چالبازیاں عورتیں ہی کیا کرتی ہیں۔ اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے ان کو بڑی بڑی چالبازیاں بھی آتی ہیں۔ یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اس بات کا چرچا فضول ہے۔ یہ عورت گنہگار ہے۔ اے عورت تو اپنے گناہ سے توبہ کر اور جس کو تو نے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس سے معافی مانگ کیونکہ اس معاملہ میں سراسر تیرا ہی قصور ہے ؛

Marfat.com

نصیحت

یوسف علیہ السلام نے جس طرح جذبات کا مردانہ وار مقابلہ کیا وہ ہمارے لیے سبق آموز ہے۔ انسان میں جب تک اخلاقی جرأت نہ ہو اسے دنیا میں کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ نوجوان مرد و عورت کے لیے ایسے ماحول میں جہاں چاروں طرف جذبات کے برانگیختہ کرنے کا سامان موجود ہو بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر نے اپنے گھر میں بیٹوں کی طرح رکھا اور آزادی کے ساتھ گھر والوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے کی اجازت دی اور پردہ کی ضرورت نہ سمجھی۔ نتیجہ کیا ہوا یہی کہ عزیز مصر کی بیوی پر ایک نوجوان کے ساتھ اس طرح بے تکلف رہنے کا اثر ہو کر رہا۔ کیونکہ وہ ایک ناز و نعمت سے پلی ہوئی دولت مند گھرانے کی آزاد خیال عورت تھی۔

تنہائی اور خلوت میں تو فقط اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوف ہی کام آئے تو آئے۔ اور شرع کی دل و جان سے پابندی ہی گناہ سے بچائے تو بچائے۔ پھر بھی شرع میں ایمان اور خوفِ خدا رکھنے والوں کو بھی سختی سے ہدایت ہے، کہ مرد و عورت کو آزادی کے ساتھ ملنے سے روکنا چاہیئے۔ اگر مستورات کو کبھی ضرورتاً باہر نکلنا پڑے، تو انہیں بناؤ سنگھار کر کے نہ جانا چاہیئے اور کوئی محرم ساتھ ہونا چاہیئے۔ لباس میں نمائش کا شوق۔ رفتار میں جھنکار۔ گفتار میں نرمی نامحرم کے سامنے زیبا نہیں۔ مرد و عورت دونوں کو اپنی اپنی نظر نیچی رکھنی چاہیئے۔ یہ پابندیاں ان لوگوں کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہیں ورنہ قانون شکن دیدہ دلیروں میں، تو مستورات کے لیے گھر سے نکلنا ہی ٹھیک نہیں۔

غرض یہ کہ عورت کے لیے حجاب شرعی تو خالص ایمان داروں کے درمیان میں بھی ضروری ہے لیکن جب لوگ خدا اور رسول کے احکام سے بالکل ہی غافل اور حد درجے کے بے باک ہو جائیں۔ تو پھر تو سخت پردے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔ یوسف علیہ السلام کا قصہ ہمیں سبق سکھاتا ہے کہ اجنبی نوجوان مرد اور عورت کا باہم اختلاط یا تو ناجائز تعلق پر ختم ہوتا ہے اور یا دونوں میں سے کسی نہ کسی کے لیے سخت آزمائش بلکہ بعض دفعہ ناگفتہ بہ آلام و مصائب کا باعث بن جاتا ہے ؁

Marfat.com

عورتوں میں چرچا

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ

اور کہا چند عورتوں نے شہر میں عورت عزیز کی

تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ

مانگتی ہے اپنے غلام سے اس کا آپا وہ باؤلا کرچکا ہے اس کو محبت میں

اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا

ہم تو البتہ دیکھتے ہیں اس عورت کو بیچ گمراہی صریح کے پس جب

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ

سنا اس عورت نے ان کی چال کی بابت دعوت بھیجی ان کی طرف

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

اور تیار کی ان کے لیے بیٹھنے کی جگہ

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ

اور کچھ عورتیں اس شہر میں کہنے لگیں عزیز کی عورت

تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ

اپنے غلام سے اس کے جی کو طلب کرتی ہے اسکا دل اس کی محبت میں فریفتہ ہوگیا ہے

اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا

ہم تو اس کو صریح خطا پر دیکھتے ہیں پھر جب

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ

اس نے ان کا فریب سنا تو ان کو بلا بھیجا

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

اور ان کے واسطے ایک مجلس تیار کی۔

شَغَفَ (بھر دیا) اس کا دل ماضی کا صیغہ ہے ش۔غ۔ف سے شَغَف کے معنی ہیں دل کی تہ میں داخل ہو جانا اور سوا اپنے اور سب خیال اس میں سے نکال دینا۔ شَغَفَهَا دل میں داخل ہوگیا اس عورت کے حُبًّا محبت کی راہ سے شَغَفُ محبۃ کے دل میں بیٹھ جانے کو کہتے ہیں، جو کسی کی محبت میں محو ہو جائے اسے مَشْغُوف کہتے ہیں۔

مَکْر (تدبیر) دل میں کچھ اور ارادہ رکھنا، مگر ظاہر میں کچھ دکھانا۔ ان عورتوں کے دل میں تو یہ تھا کہ یہ یوسف کو دیکھیں کہ وہ کیسا ہے۔ ظاہر میں یہ طعنہ دیا کہ اتنی بڑی عورت ایک غلام پر مرنے لگی۔ غلام کا درجہ ہمیشہ بہت گھٹیا سمجھا گیا ہے۔

عزیز کی بیوی کے واقعہ کی بھنک شہر کی عورتوں تک پہنچ گئی۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ بات تو کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی کہ اتنے بڑے درجے کی عورت ایک غلام پر ریجھنے لگے۔ آخر سب نے یہ رائے قائم کی کہ وہ باؤلی ہوگئی ہے۔ عزیز کی بیوی نے جب یہ سنا تو ان سب کی دعوت کر دی اور ہر ایک کے بیٹھنے کے لیے جگہ فرش فروش سے آراستہ کی۔ گاؤ تکیے رکھ دیئے تاکہ آرام سے بٹھا کر انہیں یوسف کا معائنہ کرا دیا جائے۔

Marfat.com

ملاقات کا نتیجہ

وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا
اور دے دی ہر ایک کو ان میں سے ایک چھری
وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ
اور کہا نکل آ ان کے سامنے پس جب دیکھا انہوں نے اس کو
اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۘ وَقُلْنَ
بھونچکی رہ گئیں اور کاٹ لیے ہاتھ اپنے اور کہا
حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ
پناہ اللہ کی نہیں یہ بشر نہیں
هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۳۱) قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ
یہ مگر ایک فرشتہ شاندار بولی وہی ہے یہ
الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ
کہ ملامت کی تھی تم نے مجھے جس کے بارے میں

وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا
اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی
وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ
اور کہا نکل آ ان کے سامنے پھر جب اس کو دیکھا
اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۘ وَقُلْنَ
ششدر رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں
حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ
حاشا للہ یہ شخص آدمی نہیں بلکہ
هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۳۱) قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ
یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے بولی یہ وہی ہے جس کے
الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ
واسطے تم نے مجھے طعنہ دیا تھا

عزیز کی بیوی نے عورتوں کے آگے کچھ پھل ڈال دیئے اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دے دی کہ کاٹو اور کھاؤ اور یوسف سے کہا کہ نکل کر ذرا ان کے سامنے آجا۔ ان کو دیکھ کر ان عورتوں کو اتنا ہوش بھی نہ رہا کہ چھری پھل کے بجائے ان کے ہاتھ پر چل رہی ہے اور ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ ارے یہ تو آدمی نہیں یقیناً کوئی بڑا شاندار فرشتہ ہے۔ عزیز کی بیوی نے کہا۔ دیکھا تم نے یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے باتیں بنا رہی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام آنے کو تو آگئے لیکن جب دیکھا کہ عورتوں کی محفل ہے۔ نظریں نیچی کر کے کھڑے ہو گئے۔ عورتوں پر جس چیز کا اثر ہوا۔ وہ آپ کی روحانی قوت تھی۔ دیکھنے والا حسن صورت سے اتنا باؤلا نہیں ہو جاتا کہ اپنے ہاتھ کاٹ لے۔ یہ اس باطنی نور کا رعب تھا جو آپ کے چہرہ مبارک سے جھلک رہا تھا۔ یہ نور اسی کو نصیب ہوتا ہے جس کے اخلاق پاک اور پختہ ہوں۔ معمولی آدمیوں میں یہ نور نہیں ہوتا۔ اسی لیے انہوں نے آپ کو فرشتہ کہا جن کو آدمیوں سے بہ حال زیادہ پاک صاف سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

دھمکی

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَؕ

اور البتہ تحقیق طلب کی میں نے اس سے اس کی خواہش بس وہ تھما رہا

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ

اور البتہ اگر نہ کیا اس نے وہ جو میں کہتی ہوں اسے البتہ قید کر دیا جائیگا

وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۲) قَالَ رَبِّ

اور البتہ ہو جائے گا بے عزتوں میں سے کہا اے میرے رب

السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ

قید زیادہ پسند ہے مجھ کو اس بات سے کہ بلاتی ہیں یہ مجھ کو

اِلَيْهِۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ

اس کی طرف اور اگر نہ پھیرا تو نے مجھ سے داؤ ان کا

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (۳۳)

تو جھک جاؤنگا میں ان کی طرف اور ہو جاؤں گا میں جاہلوں میں سے

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَؕ

اور میں نے اس سے اس کا جی لینا چاہا تھا پھر اس نے تھام رکھا

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ

اور بے شک اگر جو میں اس کو کہتی ہوں نہ کرے گا تو وہ قید

وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۲) قَالَ رَبِّ

میں پڑے گا اور بے عزت ہو گا بولا اے رب

السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ

مجھے اس بات سے جس کی طرف مجھے یہ بلاتی ہیں قید

اِلَيْهِۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ

پسند ہے اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب دفع نہ کریگا

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (۳۳)

تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور بے عقل ہو جاؤں گا

عزیزِ مصر کی بیوی کی مہمان عورتیں جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اتنی بے خود ہو گئیں کہ چھری سے ہاتھ کاٹ لیے اور پتہ نہ چلا۔ تو وہ سمجھ گئی کہ انہوں نے مجھے یوسف کے معاملے میں معذور سمجھ لیا ہے تو اب ان کو اس نے رازدار بنا لیا اپنی بے بسی کا اظہار کرنے کے بعد اسے جوش آیا اور کہا کہ یہ اس خیال میں نہ رہے کہ میں اس کی دلیری اور گستاخی برداشت کروں گی۔ اگر اس نے میرا کہنا مان لیا تو خیر ورنہ اسے قید خانے میں ڈال کر رہوں گی۔ لکھا ہے کہ مہمان عورتوں نے بھی حضرت یوسف کو سمجھانا شروع کیا، کہ اپنے مربّی کی بیوی کے حکم سے سرتابی نہ کرے۔ ورنہ وہ سخت سزا دلوائے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان سب کی بے تکی باتوں سے رنجیدہ ہوئے اور چپکے چپکے اپنے رب سے التجا کی۔ ان عورتوں کے فریب اور چاپلوسیوں سے تو نے اگر مجھے نہ بچایا تو ڈر ہے کہ کہیں ان کی طرف مائل نہ ہو جاؤں۔ مجھے قید منظور مگر نادانی کا کام منظور نہیں ؎

Marfat.com

قید و بند

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

پس قبول کرلی اس کی دعا اس کے رب نے پس پھیر دیا اس سے

كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

ان کا داؤ تحقیق وہ ہے سننے والا جاننے والا

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا

پھر ظاہر ہوا ان پر پیچھے اس کے کہ دیکھیں انہوں نے

الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾

نشانیاں ضرور قید کرنا چاہیے اس کو کچھ مدت تک

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

سو اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی پھر اس سے ان کا فریب

كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

دفع کیا البتہ وہی ہے سننے والا خبردار

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا

پھر ان نشانیوں کے دیکھنے پر لوگوں کی سمجھ میں

الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع

یہ آیا کہ اسے ایک مدت قید رکھیں

حضرت یوسف علیہ السلام گناہوں سے طبعاً متنفر تھے ان پر ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی تربیت کا اثر یہ تھا کہ وہ ہمیشہ اچھی باتوں اور نیک کاموں میں مشغول رہتے پھر بھی خوف تھا کہ اگر اسی ماحول میں رہا تو ان عورتوں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک کہ اللہ عزوجل کی مدد میرے شریک حال نہ ہو۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے یوسف کی دعا قبول کی کیوں کہ ہم ہر ایک کی دعا سنتے ہیں اور جانتے ہیں۔ اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو ایسے ماحول سے بھاگنا جس میں گناہوں کی طرف ترغیب ہوتی ہو دوسرے یہ کہ تنہائی میں ایسی صورتوں کا خیال دل میں نہ آنے دینا جو گناہ کی طرف مائل کرتی ہیں۔ ان دونوں تقاضا یہ ہے کہ بری صحبت سے بچے اور نیک خیال لوگوں کے پاس بیٹھے جن کے پاس بیٹھنے سے اللہ یاد آئے لیکن برے لوگوں سے بچنے کے لیے ایسی دعا منہ سے نہ مانگے جو اس کے لیے بے آرامی کا باعث ہو اور نہ ان سے بچنے کے لیے کوئی ایسا کام کرے جس سے اپنے اوپر آفت آئے بلکہ اللہ سے ہمیشہ عافیت طلب کرے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عورتوں کے مکر و فریب سے تنگ آکر ان سے بچنے کے لیے قید خانہ طلب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بری صحبت سے بچا لیا۔ لیکن چونکہ زبان سے قید خانہ کی طلب ظاہر ہو گئی تھی اس لیے برے لوگوں سے بچنے کی وہی صورت پیدا کر دی۔ ارشاد ہے کہ لوگوں نے حالات پر غور کر کے آخر کار یہ فیصلہ کیا کہ یوسف کو کچھ دن کے لیے قید خانے بھیج دیا جائے اور مصلحت اسی میں سمجھی کہ وہ عزیز کی بیوی کی نظروں سے الگ ہٹ جائیں ؛

Marfat.com

قید خانہ

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ
اور داخل ہوئے اس کے ساتھ قید میں دو جوان کہا
اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ
ایک نے ان میں سے میں ہوں میں دیکھتا ہوں نچوڑ رہا ہوں شراب
وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ
اور کہا دوسرے نے میں دیکھتا ہوں اپنے آپ کو کہ اٹھائے ہوئے ہوں اوپر
رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا
سر اپنے کے روٹی کہ کھا رہے ہیں پرندے اس میں سے خبر دے ہم کو
بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (۳۶)
اس کی تعبیر کی تحقیق ہم دیکھتے ہیں اچھے کام کرنے والوں میں سے

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ
اور دو جوان اس کے ساتھ قید خانہ میں داخل ہوئے ان میں سے
اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ
ایک کہنے لگا میں دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں
وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ
اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر
رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا
پر روٹی اٹھا رہا ہوں کہ اس میں سے جانور کھا رہے ہیں ہم کو
بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (۳۶)
تعبیر ہم کو بتلا ہم تجھ کو نیکی والا دیکھتے ہیں

فَتَيٰنِ (دو جوان) فتیٰ کا تثنیہ ہے جس کا مادہ ف ت ت ہے فتو کے معنی زور اور طاقت کے ہیں فتیٰ اسی سے صفت کا صیغہ ہے یعنی جوان

اَعْصِرُ (نچوڑتا ہوں) مضارع کا صیغہ ہے ع ص ر سے عصر کے معنی نچوڑنے کے ہیں اسی سے یہ لفظ بنا ہے۔

اسی زمانے میں جب یوسف علیہ السلام قید خانے میں تھے دو جوان آدمی اور وہاں سزایاب ہو کر قید کاٹنے آئے ان دونوں نے وہاں یہ خواب دیکھے اور ان کو یوسف علیہ السلام سے بیان کیا۔ ایک نے کہا میں نے دیکھا کہ میں شراب بنانے کے لیے انگور کا عرق نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میں سر پہ روٹیاں رکھے لیے جا رہا ہوں اور پرندے انہیں نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اس کے بعد ہر ایک نے حضرت یوسف سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی کیونکہ وہ انہیں اچھا اور نیک آدمی سمجھتے تھے۔ یوسف علیہ السلام قید خانے میں ڈال دیئے گئے اور اپنی اچھی عادتوں اور نیک برتاؤ کی وجہ سے قیدیوں اور قید خانے والوں پر اچھا اثر ڈالا۔ نئے قیدیوں کی بابت مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ دونوں بادشاہ مصر کے جس کا نام ریّان بن الولید تھا، ملازم تھے۔ ایک ساقی تھا اور ایک باورچی۔ دونوں اس الزام میں ماخوذ ہوئے کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی۔ دونوں نے اپنے اپنے مناسب خواب دیکھے اور اس خواب کا مطلب سمجھنا چاہا:

Marfat.com

دین کی تعلیم

قَالَ لَا یَاْتِیْکُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِہٖٓ اِلَّا
کہا نہ آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں دیا جاتا ہے مگر
نَبَّاْتُکُمَا بِتَاْوِیْلِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَکُمَا ؕ
میں خبر دیدونگا تم کو اس کے مطلب کی پہلے اس کے کہ آئے وہ تمہارے پاس
ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ
یہ وہ علم ہے جو سکھایا مجھ کو میرے رب نے تحقیق
تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ
چھوڑا میں نے دین اس قوم کا جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر
وَ هُمْ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾
اور وہ آخرت کا وہی انکار کرتے ہیں

قَالَ لَا یَاْتِیْکُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِہٖٓ اِلَّا
بولا تمہارے پاس کھانا جو تم کو روز ملتا ہے نہ آنے پائیگا مگر
نَبَّاْتُکُمَا بِتَاْوِیْلِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَکُمَا ؕ
میں تم کو اس کی تعبیر بتا چکوں گا اس کے آنے سے پہلے
ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ
یہ علم ہے جو مجھ کو میرے رب نے سکھایا میں نے چھوڑا
تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ
اس قوم کا دین جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور
وَ هُمْ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾
آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں

مِلَّۃَ (دین) دین اور ملّت قانون کے دو نام ہیں۔ قانون کے عملی پہلو کا نام دین ہے اور اس کو دفتروں میں لکھ کر محفوظ کر دینے سے وہی دین ملّت ہو جاتا ہے۔

قید خانہ کی تنہائی میں حضرت یوسف علیہ السلام کی روحانی ترقی کی تکمیل ہوئی اور قیدی اور محافظ سب آپ سے متاثر ہوتے دونوں قیدیوں کی خوابوں کی تعبیر کا تو آپ نے وقت مقرر کر دیا کہ کھانے سے پہلے بتا دی جائے گی اور موقع غنیمت سمجھ کر انہیں توحید کی تبلیغ کی کہ یہ جو علم مجھے ملا ہے کہ میں خواب کی تعبیر بتلا دیتا ہوں۔ یہ میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔ میرا رب اور ہم سب کا رب وہی ہے۔ اسی نے سب کچھ پیدا کیا۔ وہی سب کی پرورش کرتا ہے اور تمام انسان مرنے کے بعد ایک دن زندہ ہو کر اس کے سامنے حاضر کیے جائیں گے میں نے اسی راستے کو اختیار کیا اور ان لوگوں کا راستہ دین اور طریقہ چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ آخرت کو مانتے ہیں تمہارے خوابوں کی تعبیر بتانے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس دین کی باتیں بتا دوں خبر نہیں پھر تمہیں ایسی باتیں سننے کا موقع ہاتھ آئے کہ نہ آئے۔

Marfat.com

دینِ حق

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ

اور پیروی کی میں نے دین کی اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق

وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ

اور یعقوب کے نہیں ہے ہمارے لیے کہ شریک کریں ہم اللہ کے ساتھ

مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا

کسی چیز کو یہ ایک فضل ہے اللہ کا ہمارے اوپر

وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

اور لوگوں کے اوپر اور لیکن بہت سے لوگ

لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

شکر نہیں کرتے

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ

اور میں نے اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق

وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ

اور یعقوب کا دین پکڑا ہمارا کام نہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا

مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا

شریک کریں یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر

وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

اور ان سب لوگوں پر لیکن بہت لوگ

لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

احسان نہیں مانتے

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دو قیدیوں سے کہا کہ میں نے اللہ اور آخرت کے نہ ماننے والوں کا طریقہ چھوڑ کر اس طریقے کی پیروی کی جس پر میرے والد یعقوب علیہ السلام اور دادا اسحٰق علیہ السلام اور پردادا ابراہیم علیہ السلام چلتے تھے ہم میں سے کوئی اس بات کے لیے تیار نہیں کہ اللہ کے برابر کسی اور کو مانے یا اس کے ساتھ اور کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے غور کر کے دیکھا جائے تو یہ اللہ کی توحید کا عقیدہ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منقح کیا۔ ہمارے لیے جو ان کی اولاد ہیں اور دنیا کے سب لوگوں کے لیے اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے لیکن اکثر لوگ اپنی نادانی سے ادھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اللہ کی نعمت کی قدر نہیں کرتے اور نہ اس کا احسان مانتے ہیں۔ یہاں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کو مفید باتوں کا علم اپنی استعداد کے مطابق حاصل کرنا چاہیے اور حاصل کر لینے کے بعد اسے تیار رہنا چاہیے کہ مناسب محل اور موقع پر وہ اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک خاص طریقہ زندگی بسر کرنے کا ایسا ہے کہ جو انسان کے لیے دنیا میں بھی مفید ہے اور مرنے کے بعد اسے چین اور آرام سے رکھے گا۔ اور وہ طریقہ یہ ہے کہ اللہ کو ذات و صفات میں یکتا مانے۔ اس کے سوا کسی کو اپنا حاجت روا نہ سمجھے اور اس کی نافرمانی سے بچے ؛

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کا پیغام

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ
اے میرے دو ساتھیو قیدخانے کے کیا کئی معبود الگ الگ
خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا
بہتر یا اللہ اکیلا زبردست نہیں
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً
پوجتے تم سوا اس کے مگر چند نام
سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ
کر رکھ لیا ہے انہیں تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں
اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ
اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں حکومت
اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ
مگر اللہ کے لیے حکم دیا ہے اس نے کہ نہ پوجو تم مگر
اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ
خاص اسی کو یہی دین ہے سیدھا لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾
اکثر لوگ نہیں جانتے

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ
اے قید خانہ کے رفیقو! بھلا کئی معبود جدا جدا
خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا
بہتر یا اکیلا اللہ زبردست اس کے
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً
سوا تم کچھ نہیں پوجتے ہو مگر نام ہیں
سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ
جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں
اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ
اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔ اللہ کے سوا کسی کی
اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ
حکومت نہیں ہے اس لے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر
اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ
اسی کو یہی سیدھا راستہ ہے لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾
بہت سے لوگ نہیں جانتے

اس آیت میں وہ پیغام ہے جو دین اسلام کی جڑ ہے۔ اسلام ساری خوبیوں کا جامع ہے اور انسان کی پیدائش سے لے کر اب تک سارے انبیاء اسی کو سکھاتے چلے آئے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ پیغام اپنے زمانے کے دو قیدیوں کو سنایا تھا لیکن قرآن حکیم نے اس کو ان کے قصے کے ضمن میں ساری دنیا میں ہر زمانے کے لیے اور ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا یہ آیت اس ساری سورت کی روح ہے:

Marfat.com

توحید

اللہ کی طرف انسان کی توجہ اللہ کی ایک نہایت ہی واضح صفت کے ذریعے ہوسکتی ہے۔اس لیے حضرت یوسفؑ اسی کا ذکر پہلے کرتے ہیں۔ انسان اگر اس کے ہوش و حواس میں کچھ خلل نہ ہو تو دوسرے کا احسان ضرور مانتا ہے اور جو اس کی ہر طرح خبر گیری کرے اور اس کے لیے ساری آرام اور ضرورت کی چیزیں مہیا کرے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔اس کو اپنا محسن اور مربّی کہتا ہے۔ اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ظاہر ہے کہ دُنیا میں ہر چیز انسان کے فائدے کے لیے ہے۔ سورج، چاند، ہوا، پانی اس کے قریبی رشتہ دار جیسے ماں باپ، بھائی بہن وغیرہ سب اس کو بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہی مجھے سب کچھ دے رہے ہیں۔ اس لیے ان کی طرف جھکتا بھی ہے۔ اور ان کو اپنے سے زیادہ طاقت ور دیکھ کر ان سے ڈرتا بھی ہے۔ کہ کہیں ناراض ہو کر کوئی چپت رسید نہ کردیں۔اس لیے ان کی زبان سے خوشامد کرتا ہے۔ دل سے ان کی محبّت اور عظمت کا اقرار کرتا ہے۔اور ان کو اپنا رب مان لیتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اسی کی طرف توجّہ دلاتے ہیں۔کہ یہ ساری چیزیں تمہیں فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اگر ان کو اپنا رب کہہ کر ان کی عبادت کرنے لگو تو بتاؤ کہ کس کس کی عبادت کروگے۔ ہر انسان نے نادانی سے ان میں سے ایک چیز کو اپنی پسند کے مطابق اپنا رب بنا رکھا ہے۔ کوئی سُورج کو پُوجتا ہے۔ کوئی چاند اور ستاروں کو، کوئی اپنے بڑوں اور بزرگوں کو۔اس لیے سب نے اپنے الگ الگ معبود بنا رکھے ہیں۔

کیا اس سے بہتر طریقہ یہ نہیں کہ ان سب کو ایک تنہا سب پر قدرت والے قادر و مہربان رب کے تحت مان کر اسی اکیلے کی عبادت کی جائے۔یہ اوروں کو معبود ماننے والے ان میں معبود کی صفات خود اپنے دل سے گھڑتے ہیں۔ تم نے اور تمہارے اگلوں نے ان کے بڑے بڑے نام گھڑ لیے۔ دنیا کے بنانے والے نے دنیا میں کوئی علامت ایسی نہیں رکھی جس سے ثابت ہو کہ ان میں معبود کی صفات ہیں۔ اس کے برخلاف نہ یہ کچھ طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنے ارادے سے کچھ کرسکتے ہیں۔ یہ تو سننے دیکھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔اس لیے جو میں کہتا ہوں سنو۔ اسی پر غور کرو اور سمجھو۔ دیکھو حکومت فقط اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی سب کچھ دیکھتا اور سب کی سنتا ہے۔ ہر بات کا فیصلہ وہی کرتا ہے اور اسی کا فیصلہ چلتا ہے۔

Marfat.com

تعبیر

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ
اے میرے دو ساتھیو قیدخانے کے جو ہے ایک تم میں سے سو پلائے گا اپنے مالک کو
خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ
شراب اور جو ہے دوسرا سو سولی دیا جائے گا پس کھائیں گے پرندے
مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ
اس کے سر میں سے طے ہوا کام وہ جس کی بابت
تَسْتَفْتِيٰنِ (۴۱) وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ
تم پوچھتے تھے اور کہا اس سے جس کو گمان کیا کہ وہ بچے گا
مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ
ان دو میں سے ذکر کر میرا اپنے مالک کے آگے پس بھلا دیا اس کو شیطان نے
ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ (۴۲) ع
ذکر کرنا اپنے مالک سے پس ٹھیرا وہ قید میں کئی سال

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ
اے قیدخانے کے رفیقو! تم دونوں میں سے ایک جو ہے اپنے مالک کو
خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ
شراب پلائے گا اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا پھر پرندے اس کے
مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ
سر میں سے کھائیں گے فیصل ہوا وہ کام جس کی تم
تَسْتَفْتِيٰنِ (۴۱) وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ
تحقیق چاہتے تھے اور اس شخص سے جس کو گمان کیا تھا کہ ان
مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ
دونوں میں سے بچے گا کہا کہ اپنے مالک کے آگے میرا ذکر کرنا سو اس کو شیطان نے
ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ (۴۲) ع ۵ ۱۵
اپنے مالک سے ذکر کرنا بھلا دیا پھر وہ کئی سال قید میں رہا

حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں قیدیوں کو خواب کی تعبیر الگ الگ بتا دی۔ اور کہا کہ تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کا شراب پلانے والا پھر بن جائے گا اور دوسرا سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے اور یہ دونوں باتیں تمہارے واسطے مقرر ہو چکی ہیں جو ہو کر رہیں گی۔ پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر جس سے وہ کہہ چکے تھے کہ تو بادشاہ کا شراب پلانے والا ہو جائے گا کہا کہ بادشاہ کے آگے میرا بھی ذکر کر دینا۔

آخر وہی ہوا جو آپ نے ان سے کہا تھا ساقی کو آزادی اور نوکری دونوں چیزیں مل گئیں۔ وہ پہلے قصے بھول گیا۔ یہ شیطان کا ایک کاری وار ہے کہ وہ انسان کو دنیا کے دھندوں میں پھنسا کر نیکی کرنے کے کام سے غافل کر دیتا ہے۔

Marfat.com

قدرتی سامان

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ
اور کہا بادشاہ نے کہ میں دیکھتا ہوں خواب میں سات گائیں
سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ
موٹی کھا رہی ہیں ان کو سات دبلی اور سات بالیں
خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ
ہری اور دوسری خشک اے سردارو بتاؤ مجھے
فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾
میری خواب کے بارے میں اگر ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے
قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ
بولے پوٹلیاں ہیں خیالات کی اور نہیں ہم جوڑنے والے
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا
ایسے خیالوں کے واقف اور کہا اس نے جو بچا تھا
مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ
ان دونوں میں اور یاد کیا اس نے بعد مدت کے میں بتاتا ہوں تمہیں
بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾
تعبیر اس کی سو مجھے روانہ کرو

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ
اور بادشاہ نے کہا میں خواب دیکھتا ہوں سات موٹی گائیں کہ
سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ
ان کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں
خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ
ہری اور دوسری سوکھی اے دربار والو مجھ سے میری
فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾
خواب کی تعبیر کہو اگر تم خواب کی تعبیر دینے والے ہو
قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ
بولے یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا
ایسے خوابوں کی تعبیر معلوم نہیں اور جو ان دونوں میں
مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ
سے بچا تھا اس کو مدت کے بعد یاد آگیا بولا میں تم کو اس
بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾
کی تعبیر بتاؤں سو تم مجھ کو بھیجو

اَضْغَاث گٹھڑیاں اَضْغَث کی جمع ہے ضغث کے معنی بنڈل کے ہیں وہ چیزیں جن کو ایک جگہ اندھا دھند اکٹھی کر کے گٹھڑی بنالیں اَحْلَام (خیالات) حُلُم کی جمع ہے حلم پریشان خواب کو کہتے ہیں جو فقط ایک خیالی ڈھکوسلا ہوتا ہے۔ آخر یوسف علیہ السلام کی رہائی کا وقت آپہنچا مصر کے بادشاہ ریان بن الولید نے ایک خواب دیکھا کہ سات موٹی تازی گایوں کو سات دبلی پتلی گائیں کھائے جا رہی ہیں۔ اور سات سبز بالوں پر سات سوکھی بالیں لپٹ کر انہیں سکھائے دے رہی ہیں۔ بادشاہ نے درباریوں سے اس کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ خواب نہیں خیالاتِ پریشان ہیں۔ اتنے میں یوسف علیہ السلام کے ساتھی قیدی کو جو اب شاہی ساقی تھا اور اب دربار میں اپنی جگہ پر حاضر تھا حضرت یوسف یاد آگئے۔ اس نے کہا میں اس کی تعبیر ابھی لاتا ہوں تم مجھے بھیج دو۔

Marfat.com

خواب کی تعبیر

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ
اے یوسف اے ٹھیک بات بتانے والے بتا ہم کو بارے میں سات گایوں
سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ
موٹی تازی کے کھا رہی ہیں ان کو سات دبلی اور سات
سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ
بالوں سبز کے اور دوسری سوکھی کے تاکہ میں لوٹوں
إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ (۴۶) قَالَ تَزْرَعُونَ
لوگوں کی طرف شاید وہ جان جائیں کہا بوؤ گے تم
سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ
سات سال لگاتار پس جو کاٹ لو تم پس چھوڑ دو اسے
فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ (۴۷) ثُمَّ
اس کے خوشہ میں مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ گے پھر
يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ
آئیں گے بعد میں اس کے سات کڑے سال کھا جائیں گے
مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ (۴۸)
جو رکھا تم نے ان کے لیے مگر تھوڑا سا جو تم بچاؤ گے
ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ
پھر آئے گا اس کے بعد میں ایک سال جس میں مینہ دیئے جائیں گے
النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ (۴۹)
لوگ اور جس میں وہ نچوڑیں گے

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ
اے یوسف اے سچ کہنے والے حکم دے ہمیں اس خواب میں کہ سات موٹی
سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ
گایوں کو کھائی جا رہی ہیں سات دبلی اور سات
سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ
بالیں ہیں ہری اور سات سوکھی تاکہ میں لے جاؤں
إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ (۴۶) قَالَ تَزْرَعُونَ
لوگوں کے پاس شاید انہیں معلوم ہو جائے کہا کھیتی کرو گے تم
سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ
سات برس جم کر پھر جو کاٹو اس کو اس کی
فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ (۴۷) ثُمَّ
بال میں چھوڑ دو مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ پھر
يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ
اس کے بعد سات سال سختی کے آئیں گے کھا جائیں گے
مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ (۴۸)
جو تم نے ان کے لیے رکھا مگر تھوڑا سا جو تم بچا رکھو
ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ
پھر اس کے پیچھے ایک برس آئے گا ع اس میں لوگوں پر مینہ
النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ (۴۹) ع ۷ ۱۲
برسے گا اور اس میں وہ رس نچوڑیں گے

تُحْصِنُونَ (محفوظ کر دو گے تم) مضارع ہے اِحْصَان سے جو حصن سے بنا ہے حصن کے معنی قلعہ کے ہیں اِحصان قلعوں میں بند کرنا۔ محفوظ رکھنا۔

يُغَاثُ (مینہ دیئے جائیں گے) مضارع مجہول ہے اغاثۃ سے جو غیث سے بنا ہے جس کے معنی مینہ کے ہیں اغاثۃ کے معنی مینہ برسانا

قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان سے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور کہا کہ اس خواب کی اصلی اور سچی تعبیر بتایئے تاکہ بادشاہ کو پریشانی سے نجات

آپ نے فرمایا کہ سات موٹی گائیں اور سات ہری بالیں، سات سال تک خوشحالی کی اور سات دبلی گائیں اور سات سوکھی بالیں، سات سال تک خشک سالی کی نشانی ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ آپ نے سات سال بعد سات سال تک سخت قحط پڑے گا جس میں سب اندوختہ غلہ ختم ہو جائے گا صرف تھوڑا سا بیج کے لیے بچ رہے گا۔ تعبیر کے ساتھ مناسب تدابیر بھی بتا دیں کہ سات

سال کی پیداوار میں سے جتنی کھاؤ اتنی نکالو۔ باقی بالوں ہی میں رہنے دینا تاکہ کیڑا نہ لگنے پائے اور قحط سالی میں کام آئے۔ سات سال قحط کے بعد پھر خوشحالی آئے گی۔

Marfat.com

ذخیرہ
لاہور پاکستان

مقدمہ کی پیشی

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ

اور کہا بادشاہ نے میرے پاس لے آؤ اس کو پس جب آیا اس کے پاس

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ

قاصد اس نے کہا لوٹ جا اپنے مالک کے پاس پس پوچھ اس سے

مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ

کیا واقعہ ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹ لیے تھے اپنے ہاتھ

إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ (۵۰) قَالَ مَا

تحقیق میرا رب ان کے داؤ سے واقف ہے بادشاہ نے کہا کیا

خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ ۚ

نقصہ تھا تمہارا جب حیلے کیے تم نے یوسف کو اپنے آپ سے بے قابو کرنے کے لیے

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ

اور کہا بادشاہ نے اسے میرے پاس لے آؤ پھر جب اس کے پاس

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ

بھیجا ہوا آدمی پہنچا کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا اور اس سے پوچھ

مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ

کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ (۵۰) قَالَ مَا

میرا رب تو ان سب کا فریب جانتا ہے بادشاہ نے کہا جب تم

خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ ۚ

نے یوسف کو اس کے نفس کی حفاظت سے پھسلانا چاہا تو کیا واقعہ ہوا تھا

جب ساقی نے واپس آکر بادشاہ سے اس کے خواب کی تعبیر جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بتائی تھی بیان کی تو وہ ان کی دانشمندی دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ فوراً حکم صادر کیا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت یوسفؑ اس قید خانے میں کئی سال گذار چکے تھے۔ اس حالت کا تقاضا تو یہ تھا کہ خوشی کے مارے اچھل پڑتے اور فوراً قاصد کے ساتھ ہو لیتے لیکن آپ کی دوربینی نے جلدی کرنے کی اجازت نہ دی سوچا کہ مجھ پر جو جھوٹا الزام عاید کیا گیا ہے اس کے ہوتے ہوئے میں لوگوں کو کیا منہ دکھا سکوں گا

آپ نے قاصد سے کہا کہ تو ابھی بادشاہ کے پاس جا کر پہلے میری بے گناہی ثابت کرنے کے لیے ان عورتوں کو طلب کرے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے اور جن کی رائے کی بنا پر مجھے مجرم ٹھہرا کر قید میں ڈالا گیا تھا۔ ان سے کہے کہ اس واقعہ کی بابت سچا سچا حال بتائیں تاکہ لوگوں پر اصل حقیقت آشکارا ہو جائے۔ اللہ عزّ وجلّ میرا رب میرا مالک تو ان کے مکر و فریب سے پہلے ہی اچھی طرح واقف ہے۔ بادشاہ نے بھی اس معاملہ کو جلد صاف کرنا ہی مناسب سمجھا اور فوراً عورتوں کو طلب کیا اور ان سے اس طرح پوچھا کہ گویا اصل قصہ تو وہ جانتا ہے مگر صرف یہ جاننا چاہتا ہے کہ تم نے یوسفؑ سے بدکاری کا مطالبہ کیا سمجھ کر کیا تھا کیا تمہارا خیال تھا کہ وہ بدکار شخص ہے؟

Marfat.com

بے گناہی کا ثبوت

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ

وہ عورتیں بولیں۔ پاکی ہے اللہ کے لیے نہیں معلوم کی ہم نے اس پر کچھ

سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ

برائی بولی عورت عزیز کی اب

حَصْحَصَ الْحَقُّ ز اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ

ظاہر ہو گئی حقیقت میں نے ہی ہٹانا چاہا اس کو اپنے

نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِکَ

نفس کے ضبط سے اور وہ البتہ سچوں میں سے ہے یہ سب اس لیے

لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ

تا کہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی چھپ کر اور یہ کہ

اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

اللہ نہیں چلنے دیتا فریب دغا بازوں کا

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ

بولیں پاک ذات ہے اللہ نہیں معلوم کی ہم نے اس کے خلاف

سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ

کچھ برائی عزیز کی عورت بولی اب

حَصْحَصَ الْحَقُّ ز اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ

سچی بات کھل گئی میں نے ہی اس کو اس کے

نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِکَ

جی سے پھسلایا تھا اور حقیقت یہی ہے کہ وہ سچا ہے۔ یوسف نے

لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ

کہا یہ سب اس لیے تھا کہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں

اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

کی در پردہ اور یہ کہ اللہ دغا بازوں کا فریب نہیں چلنے دیتا۔

بادشاہ کے سامنے پیش ہونے والی عورتوں میں عزیز کی بیوی اور وہ سب مہمان عورتیں جن کے سامنے یوسف علیہ السلام کو لا کر کھڑا کر دیا تھا شامل تھیں سوال کا خلاصہ یہ تھا کہ تم نے یوسف علیہ السلام کو پرہیزگار پایا یا بدچلن دیکھا اس کا جواب سب عورتوں نے یک زبان ہو کر دیا اللہ پاک کی قسم ہم نے اس میں بدنیتی اور بدچلنی کا شائبہ تک بھی نہیں پایا عزیز مصر کی بیوی نے کہا آخر کار سچ ظاہر ہو کر رہا اپنے خاص معاملے میں میرا اس بھرے دربار میں اعتراف ہے کہ شیطان نے مجھے بہکایا تھا کہ میں اس پر ڈورے ڈالوں وہ اپنی بے گناہی کے دعویٰ میں بالکل سچا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں یہ سب کچھ سن کر اطمینان کا سانس لیا ہوگا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ میں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ عزیز مصر کو کامل یقین ہو جائے کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کے گھر میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے اس کی عزت میں بٹہ لگے اللہ دھوکہ بازوں کی چالیں کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

Marfat.com

الجزء الثالث عشر ۱۳

انکسار

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ

اور نہیں ٹھیراتا میں اپنے نفس کو تحقیق نفس البتہ حکم کرنے والا ہے

بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ

برائی کا مگر جو رحم کیا میرے رب نے تحقیق میرا رب

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

بخشنے والا مہربان ہے

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ

اور میں اپنے جی کو پاک نہیں کہتا بے شک نفس تو

بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ

برائی ہی سکھاتا ہے مگر جو میرے رب نے رحم کر دیا بے شک میرا رب

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

بخشنے والا مہربان ہے

اُبَرِّئُ (بری ٹھیراتا) مضارع کا صیغہ ہے تَبْرِئَۃٌ سے جس کا مادہ ب ر ء ہے۔ برءٌ کے معنی اچھائی اور تندرستی کے ہیں۔ تَبْرِئَۃٌ کے معنی بے گناہ قرار دینا۔ بے قصور مان لینا۔ اَمَّارَۃٌ (بہت زیادہ کہنے والا) مبالغہ کا صیغہ ہے امر سے۔ امر کے معنی ہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دینا۔ اَمَّارَۃٌ: ہر وقت اُکساتے رہنے والا، کام کرنے کا حکم دیتے رہتے والا۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اپنے نیک ہونے پر فخر نہیں کرتے بلکہ نیکی کی توفیق اللہ کی طرف سے جانتے ہیں۔ اگر وہ گناہ سے بچتے ہیں تو وہ اتنہ اتنے نہیں پھرتے کہ ہم نیک ہیں اور اس لیے دوسروں سے افضل ہیں۔ بڑے لوگوں نے جو کچھ کہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نیکی کا کام کر کے اس پر فخر کرنے لگے اور چاہے کہ لوگ اس کی اس وجہ سے تعظیم کریں کہ وہ بزرگ اور نیک چلن آدمی ہے تو اس کی نیکیاں اکارت ہو جاتی ہیں۔ دین کے اصول ہیں یہ مان لیا گیا ہے کہ دکھاوا، شہرت کی خواہش، مدح کی توقع اور اترانا، نیک عمل کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو بھسم کر دیتی ہے۔

اللہ کے خاص بندے اس میں کوئی اپنی تعریف کی وجہ نہیں دیکھتے کہ وہ پرہیزگار ہیں۔ اور نہ اس وجہ سے دوسروں پر اپنی فوقیت طلب کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں اپنے نفس کو بذات خود پاک و صاف قرار نہیں دیتا ہوں جو اس گناہِ عظیم سے بچا۔ تو یہ اللہ کی میرے حال پر رحمت اور عنایت تھی۔ ورنہ نفس تو مجھے لے ڈوبتا۔ اللہ عزّ و جل اپنے منکسر مزاج بندوں پر مغفرت اور رحمت کی نظر رکھتا ہے۔

Marfat.com

شاہی منشیر

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ

اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس میں خاص کر دوں گا اس کو

لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ

اپنے واسطے پھر جب بات کی اس نے کہا تحقیق تو

الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ

آج سے ہمارے پاس منزلت والا معتبر ہے یوسف نے کہا

اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ

مقرر کر مجھے خزانوں پر ملک کے بے شک میں

حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

محافظ خبردار ہوں

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ

اور بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ میں اس کو اپنے کام میں

لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ

خاص کر رکھوں پھر جب اس سے بات چیت کی کہا واقعی تو نے

الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ

آج سے معتبر ہو کر ہمارے پاس جگہ پائی کہا یوسف

اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ

نے مجھ کو ملک کے خزانوں پر مقرر کر میں

حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

خوب نگہبانی جاننے والا ہوں

اَسْتَخْلِصْهُ: (سب سے چھڑا لوں اس کو) مضارع کا صیغہ ہے استخلاص سے جو خ ل ص سے بنا ہے۔ خلوص کے معنی بے ملاوٹ ہونے کے ہیں۔ استخلاص کے معنی ہیں سب سے چھڑا کر الگ کر لینا۔ مراد یہ ہے کہ میں اس کو سب سے چھڑا کر اپنے پاس ہی رکھوں گا۔

بادشاہ نے پھر قاصد بھیجا۔ کہ اُسے میرے پاس لے آؤ۔ میں اُسے اپنی خدمت میں رکھوں گا اور کسی سے اس کا تعلق نہ رہے گا۔ جب آپ بادشاہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ آج سے تو خاص ہمارا آدمی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اپنے ملک کے خزانہ کا محافظ اور منتظم بنا دیجیے میں مالیات کے انتظام سے خوب واقف ہوں اور موجودہ حالات میں مجھ سے زیادہ مال کے جمع خرچ کرنے کا انتظام اور اس کی حفاظت کا کام کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے لیے ایک واقف کار اور دیانت دار شخص کی ضرورت ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے بھی امانت اور دیانت کا ایک جزو سمجھا۔ کہ عوام کی بہتری کے لیے اپنی خدمات خود پیش کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی خاص قابلیت کو عوام کے نفع کے لیے ظاہر کر سکتا ہے لیکن نام و نمود اور اپنے ذاتی فائدے کے لیے نہیں بلکہ خلق خدا کو نفع پہنچانے کے لیے۔

Marfat.com

بادشاہت

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ

اور اس طرح جمایا ہم نے یوسف کو اس سرزمین میں

يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ

ٹھکانا بناتے اس میں جہاں چاہے ہم پہنچاتے ہیں

بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ

اپنی رحمت جسے چاہتے ہیں اور ضائع نہیں کرتے ہم ثواب

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ

نیکوکاروں کا اور البتہ بدلہ آخرت کا بہتر ہے

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

ان کے لیے جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری کرتے

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ

اور یوں ہم نے یوسف کو اس زمین میں قدرت دی

يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ

جگہ پکڑتا اس میں جہاں چاہتا ہم اپنی

بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ

رحمت جس کو ہیں پہنچا دیتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ

بھلائی کرنے والوں کا بدلہ اور آخرت کا ثواب ان کے لیے جو

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع

ایمان لائے اور پرہیزگاری میں رہے بہتر ہے

ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے مہتمم خزانہ بننا قبول کیا۔ آخر رفتہ رفتہ سلطنت کے تمام شعبے ان کے سپرد ہو گئے۔ اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ ان سب حالات میں سے گذار کر اللہ کو منظور تھا کہ انہیں عزیز مصر بنائے اور آپ کے ذریعے بنی اسرائیل کو مصر میں لا کر بسائے۔ چنانچہ یہ سب اسی کا سامان تھا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سلطنت کا کلی اختیار حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ بادشاہ برائے نام بادشاہ تھا کرتے سب کچھ حضرت یوسفؑ ہی تھے۔ جہاں چاہتے جا کر ٹھیرتے اور جو انتظام مناسب ہوتا کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اپنی رحمت سے جسے چاہیں سربلند کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں نیک کام کرنے والوں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ مل کر رہتا ہے۔ جو ہمارے مقرر کیے ہوئے قانون کے مطابق چلتا ہے اسے ضرور اس کا صلہ ملتا ہے۔ دنیا میں خوش حال رہتا ہے۔ پریشانی پاس کھٹکنے نہیں پاتی جس مرتبے کے قابل ہوتا ہے اس تک پہنچ جاتا ہے اس کے علاوہ مرنے کے بعد آخرت میں اس کو اس سے بھی اچھا بدلہ ملے گا کیونکہ وہاں سارے ایماندار اور پرہیزگار اپنے کیے کا پھل پائیں گے ؛

Marfat.com

بھائیوں کی آمد

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ

اور آئے بھائی یوسف کے پس داخل ہوئے اس کے پاس

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا

پس پہچانا اس نے ان کو اور وہ اس کو نہ پہچانتے اور جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ

تیار کردیا ان کو سامان ان کا کہا لیتے آنا میرے پاس

بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ

وہ بھائی جو تمہارا ہے تمہارے باپ سے کیا نہیں دیکھتے تم کہ میں

اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾

پورا کرتا ہوں پیمانے کو اور میں سب سے اچھا اتارنے والا ہوں

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ

اور یوسف کے بھائی آئے پھر اس کے پاس داخل ہوئے تو

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا

اس نے انہیں پہچان لیا اور وہ نہیں پہچانتے اور جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ

اُن کو اُن کا اسباب تیار کردیا کہا میرے پاس لے آیو

بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ

اپنے بھائی کو جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں

اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾

پورا دیتا ہوں ناپ اور میں بہترین مہمان نواز ہوں

حضرت یوسف علیہ السلام نے سات برس میں غلّہ جمع کر کے قحط میں تدبیر سے بانٹنا شروع کیا، دُور دُور تک خبر پہنچی۔ کہ مصر میں ضرورت مند کو غلّہ خوب ملتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی یہ سُن کر وہاں غلّہ خریدنے آئے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ لیکن بھائیوں نے نہ پہچانا۔ پھر یوسف علیہ السلام نے ان سے ان کا پتہ نشان پوچھا ہوگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی خوب خاطر کی اور چلتے وقت فیاضی کے ساتھ انہیں غلّہ دیا۔ شاید انہوں نے کہا ہو کہ ہمارا ایک بھائی ہمارے ساتھ نہیں آیا ہے اور سارا حال بیان کر کے درخواست کی ہوگی کہ اگر اس کے حصہ کا غلّہ بھی مل جائے تو بڑی عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا اب کے آؤ تو اسے ساتھ لیتے آنا وہ آئے گا تو اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔ تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ میں ماپ میں کمی نہیں کرتا اور مہمان کی خاطر بھی خوب کرتا ہوں۔ اصل میں حضرت یوسف علیہ السلام چاہتے تھے کہ اپنے سگے بھائی بنیامین کو اپنے پاس بلائیں ؂

Marfat.com

مزید تاکید

فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِىۡ بِهٖ فَلَا كَيۡلَ

پس اگر نہ لائے تم میرے پاس اس کو تو نہیں ناپ

لَكُمۡ عِنۡدِىۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا

تمہارے لیے میرے پاس اور نہ قریب آنا میرے بولے

سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

ہم درخواست کریں گے اس کی بابت اس کے باپ سے اور تحقیق ہم

لَفٰعِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾

البتہ کرنے والے ہیں

فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِىۡ بِهٖ فَلَا كَيۡلَ

پھر اگر اس کو میرے پاس نہ لائے تو تمہارے لیے میرے پاس

لَكُمۡ عِنۡدِىۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا

غلّہ کا کوئی پیمانہ نہیں اور میرے پاس نہ آنا بولے

سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

ہم درخواست کریں گے اس کی اس کے باپ سے اور ہم کو

لَفٰعِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾

یہ کام کرنا ہے

فَلَا كَيۡلَ ناپ یہاں اس سے مراد غلّہ ہے جو پیمانے سے ناپ کر دیا جائے۔ مراد یہ ہے کہ تمہیں ذرا سا غلّہ بھی نہ ملے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام ابھی اپنے آپ کو ظاہر کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتے۔ حقیقت انہیں سب معلوم ہی ہے۔ لیکن بھائیوں سے اسی طرح بات کر رہے ہیں گویا ان کی بابت انہیں وہی معلوم ہے جو وہ بتا رہے ہیں۔ اس لیے جب انہوں نے بنیامین کا حصّہ مانگا۔ تو انہوں نے ان سے کہا کہ اسے اب کے اپنے ساتھ لیتے آنا۔ اس کے ساتھ بھی وہی نیک سلوک ہوگا، جو تمہارے ساتھ ہوا۔ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ آپ نے انہیں ایک دھمکی بھی دی۔ اگر اپنے بھائی کو نہ لائے تو معلوم ہو جائے گا کہ تم محض باتیں بنا کر غلّہ کا ایک اونٹ زیادہ لینا چاہتے تھے۔ اگر تمہاری بات سچی ہے تو تمہیں اس کے ثابت کرنے کے لیے اسے لانا ضرور ہے ورنہ تم جھوٹے ہو۔ اس صورت میں تم میرے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ کیونکہ میرے ہاں دھوکہ بازوں کا کچھ کام نہیں۔ اگر آؤ گے تو تمہارا آنا بے کار ہوگا۔ کیونکہ تمہیں غلّہ کا ایک دانہ بھی نہ دوں گا۔ یہ سُن کر وہ ضرور سٹ پٹائے ہوں گے۔ کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ وہ خود یوسف کے معاملہ میں کیا کر چکے ہیں۔ باپ اب بنیامین کے معاملے میں ان پر کیسے اعتبار کرے گا۔ ایک مشکل میں پھنس گئے۔ اگر نہیں لاتے تو جھوٹے ٹھہرتے ہیں اور لائیں تو کیسے لائیں۔ آخر سوا اس کے کچھ نہ کہہ سکے کہ ہم اپنے باپ کی خوشامد کریں گے اور جس طرح ہو سکے گا۔ انہیں اس پر آمادہ کریں گے کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔

Marfat.com

مال واپس

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ
اور کہا اپنے جوانوں سے کر دو ان کی پونجی
فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا
ان کے سامان میں شاید وہ پہچان لیں اس کو جب
انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۶۲)
لوٹیں اپنے لوگوں میں شاید وہ واپس آجائیں

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ
اور اپنے خدمت گاروں سے کہہ دیا کہ ان کی پونجی
فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا
ان کے اسباب میں رکھ دو شاید جب پھر کر اپنے گھر
انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۶۲)
پہنچیں تو اس کو پہچانیں شاید وہ واپس آجائیں

حضرت یوسف علیہ السلام چاہتے تھے کہ یہ لوگ اب کے آئیں تو اپنے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی بنیامین کو ضرور لیتے آویں۔ اس لیے پہلے تو تفصیل کے ساتھ ان کا پتہ نشان پوچھا پھر پوچھا کہ وہ کتنے بھائی ہیں اور جب چھوٹے بھائی کا تذکرہ آیا۔ تو پہلے تو اُسے لانے کی تاکید کی اور یہ بھی بتا دیا کہ اگر اسے نہ لائے تو آیندہ کچھ نہ ملے گا۔

اس کے بعد چپکے سے ایک اور تدبیر بھی کر دی جس سے بنیامین کا آنا اور بھی یقینی ہو جائے جب بھائی واپس جانے لگے تو ان کا سامان حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازم اونٹوں پر لادنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے چپکے سے ان کے سامان میں چھپا کر ان کا لایا ہوا مال تجارت بھی جس کے بدلے میں انہیں غلہ دیا جا رہا تھا واپس کر دیا کہ جب گھر پہنچ کر سامان کھولیں گے۔ تو اپنا مال پہچان کر سمجھ جائیں گے کہ غلہ تو ہمیں مفت ہی میں مل گیا۔ اس سے ان پر اچھا اثر ہوگا اور ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام بھی سوچیں گے کہ ایسے فیاض شخص کے پاس بنیامین کے بھیج دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ ضرور اس کی بھی خاطر مدارات کرے گا۔ ان سب باتوں سے ان کے واپس آنے اور اپنے بھائی کو بھی ساتھ لیتے آنے کا احتمال تقریباً یقینی ہو جائے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام پہلے ہی سوچ چکے تھے۔ کہ ان سب کو یہاں بلا کر اپنے پاس بسانے کی کیا ترکیب ہونی چاہیے۔ پہلی ہی ملاقات میں اپنے آپ کو ظاہر کر کے انہیں شرمندہ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ ایک طرح سے ان کو باپ سے پھر ملا دینے کا ذریعہ قرار دینا چاہتے تھے۔

Marfat.com

دوبارہ وہی درخواست

فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا

پس جب وہ لوٹے اپنے باپ کی طرف بولے ابا جان

مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ

روک دی گئی ہم سے ماپ پس بھیج دے ہمارے ساتھ

اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۶۳)

ہمارا بھائی تو ماپ کر لائیں ہم اور تحقیق ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں

فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا

پھر جب اپنے باپ کے پاس لوٹے بولے اے باپ

مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ

ہم سے تو غلّہ روک دیا گیا سو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو

اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۶۳)

بھیج دو کہ ہم غلّہ لائیں اور جب کہ ہم اس کے نگہبان ہیں

نَكْتَلْ ۔ ماپ کر لائیں مضارع کا صیغہ ہے اِكْتِيَال سے جو كَيْل سے بنا ہے كَيْل کے معنی ماپنے کے ہیں۔ اِكْتِيَال ۔ ماپ کر لینا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر طرح اس کا انتظام کر دیا کہ یہ بھائی کو ساتھ لائیں۔ اوّل تو وعدہ کیا کہ تمہارے بھائی کو اس کے حصّے کا پورا غلّہ ملے گا۔ دوسرے ایک دھمکی بھی دی کہ اگر بھائی کو نہ لائے تو میرے پاس آنے کا ارادہ نہ کرنا۔ تیسرے چپکے سے ان کا سامان بھی واپس کر دیا۔ بھائی اس وقت یہ وعدہ اور دھمکی سن کر بس یہی کہہ سکے کہ ہم تو اپنی طرف سے باپ کو ہر طرح سے اس بات پر آمادہ کریں گے کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔

ارشاد ہے کہ باپ کے پاس پہنچتے ہی پہلی خبر یہ سنائی کہ ابا جان آئندہ ہمیں غلّہ وغیرہ کچھ نہیں ملے گا۔ عزیز مصر نے صاف کہہ دیا ہے کہ اپنے بھائی کو جسے پیچھے چھوڑ آئے ہو اب کے آؤ تو ساتھ لے کر آنا۔ ورنہ تمہیں غلّہ نہیں دیا جائے گا۔ اس لیے آپ آئندہ پھیرے میں ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ کر دیجیے۔ ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے وعدہ اور دھمکی کا بہت اثر ہوا انہوں نے اس معاملہ کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آگے پیش کرنے میں ذرا بھی دیر نہ کی ظاہر بات ہے کہ انہوں نے پہلے باپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی مہمان نوازی اور خاطر داری کا ذکر سنایا ہوگا اور ان کی فیاضی کی خوب بڑھا چڑھا کر کہانی کہی ہوگی۔ ادھر ادھر انہوں نے غلّہ سے لدے ہوئے اونٹ بھی سامنے کھڑے دیکھے ہوں گے۔ غرض انہوں نے اپنی عرضداشت کے پیش کرنے کا موقع و محل خوب تیار کیا ہوگا۔ تاکہ باپ ان کی درخواست بلا تامّل منظور کر لیں اس کے بعد یہ بھی کہہ دیا کہ اب کے ہم بھائی کو کھیل کود کے لیے نہیں لے جا رہے ہیں اس لیے غفلت کی کوئی وجہ نہیں سفر میں تو حفاظت کے سوا ہمارا اور کوئی کام ہی نہیں ؛؛

Marfat.com

جوابِ درخواست

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ
کہا کیا بھروسہ کروں تم پر اس کے لیے مگر جیسا
اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ
بھروسہ کیا تھا میں نے تم پر اس کے بھائی کے لیے اس سے پہلے
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ
پس اللہ بہتر ہے نگہبانی کرنے والا اور وہی زیادہ رحم کرنے والا
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾
سب رحم کرنے والوں سے

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ
کہا میں تمہارا اس کے بارے میں کیا اعتبار کروں مگر وہی جیسا
اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ
کہ اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں اعتبار کیا تھا
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ
سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہی سب مہربانوں
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾
سے بڑھ کر مہربان ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بھائی کو تمہاری حفاظت کے وعدہ پر تمہارے ساتھ بھیج کر اب تک اس کا خمیازہ بھگت رہا ہوں اور تم پر بھروسہ کرنے کا نتیجہ خوب دیکھ چکا ہوں اب کیا دوبارہ تم مجھ سے توقع رکھتے ہو کہ تمہاری باتوں پر اعتماد کر کے اب کے یوسف کے بھائی کو بھی تمہارے ساتھ بھیج دوں تم سے اس کے بھائی کی ہی حفاظت نہ ہو سکی تو تم اس کی حفاظت کیا کرو گے۔ میں نے پہلی غلطی کی کہ تم پر اور تمہارے حفاظت کے پختہ وعدے پر بھروسہ کیا۔ اب میں اپنی غلطی سمجھ گیا ہوں حفاظت کرنے والا فقط اللہ ہے۔ تم کیا حفاظت کرو گے اس کو کسی وقت نہ بھولنا چاہیے۔ وہ سب سے بہتر محافظ ہے اسے اپنے بندوں کی حالت سب معلوم ہے وہی میری حالت سے بھی واقف ہے۔ اس سے زیادہ رحم کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ رحم تو اسی کا کام آتا ہے۔ جو مصیبت دور کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور سارے رحم کرنے والے عاجز ہیں۔ کسی کی مصیبت دیکھ کر وہ فقط یہی کر سکتے ہیں کہ ہمدردی کا اظہار کریں۔ دل میں اس کی حالت پر ترس کھائیں۔ پھر کسی کی دلی کوفت تو کوئی دور نہیں کر سکتا۔ یہ صرف اللہ عزوجل ہی میں قدرت ہے کہ کسی کے دلی رنج و غم کو دور کر دے۔ بے چینی کے بدلے چین دے اور دکھ کو راحت میں بدل دے اس لیے حفاظت اسی کی کام دے سکتی ہے کیونکہ وہ چھپے اور کھلے دونوں قسم کے دشمنوں کو دیکھتا ہے اور ان کا دفعیہ فوراً کر سکتا ہے تم بیچارے کیا حفاظت کرو گے ؛

Marfat.com

سفر سے واپسی

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا
اور جب کھولا انہوں نے اپنا اسباب پایا انہوں نے
بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا
اپنی پونجی کو لوٹائی گئی ان کی طرف بولے
يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا
اے باپ ہمارے کیا چاہتے ہیں ہم یہ ہماری پونجی ہے
رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا
لوٹا دی گئی ہماری طرف اور رسد لائیں گے اپنے گھر
وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ
اور حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی اور بھرتی لیویں بوجھ
بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾
ایک اونٹ کا وہ بوجھ آسان ہے

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا
اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا پایا انہوں نے
بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا
اپنی پونجی کو کہ ان کی طرف پھیر دی گئی ہے بولے
يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا
اے باپ ہمیں اور کیا چاہیئے یہ ہماری پونجی ہم کو
رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا
پھیر دی ہے اب جائیں تو اپنے گھر رسد لائیں
وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ
اپنے بھائی کی خبرداری کریں گے اور ایک اونٹ کی زیادہ
بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾
بھرتی لیویں وہ آسان بھرتی ہے

نَمِيْرُ: (رسد لائیں) مضارع کا صیغہ ہے جو مَیر سے بنا ہے مَیر کے معنی کھانے کا سامان لا دینا۔ نَمِيْرُ اَهْلَنَا کھانے کا سامان لا دیں ہم اپنے گھر والوں کو۔

سامان کھولا تو دیکھا کہ ساری پونجی جس کے عوض غلّہ لینے گئے تھے سامان میں موجود ہے خوشی خوشی باپ کے پاس دوڑے گئے، کہا سنا آپ نے بادشاہ نے ہماری قیمت واپس کر دی ہے اور غلّہ مفت دیا ہے۔ یہ دیکھو وہ تمام پونجی جو ہم غلّہ کے بدلے دینے لے گئے تھے وہ موجود ہے اب تو جانے کی دیر ہے۔ غلّہ ملا رکھا ہے۔ بادشاہ کی شرط اب پوری کر دیجیے۔ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے۔ اس کی حفاظت کچھ مشکل نہیں۔ اس کے حصے کا ایک اونٹ غلّہ زیادہ مل جائے گا۔ یہ تو غلّہ لینے کی بڑی آسان ترکیب ہے۔ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کا مال جو واپس کر دیا تھا اس سے یہاں بھائیوں کو باپ کے راضی کرنے میں بڑی مدد ملی اور یوسفؑ بھی یہی چاہتے تھے ؛

Marfat.com

ظاہری انتظام

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

کہا ہرگز نہ بھیجوں گا تمہارے ساتھ یہاں تک کہ دو تم مجھ کو

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ

پکا قول اللہ کے نام سے البتہ لے آؤ گے میرے پاس اس کو مگر

اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ

یہ کہ گھیر لیا جائے تم کو پھر جب دیا اس کو انہوں نے اپنا پختہ قول

قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

کہا اللہ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں نگہبان ہے

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

کہا تمہارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا یہاں تک کہ تم مجھ کو پختہ

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ

عہد دو خدا کا کہ اس کو میرے پاس ضرور پہنچا دو گے

اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ

مگر جبکہ تم سب گھیرے جاؤ پھر جب اس کو سب نے عہد دیا

قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے

مَوْثِق: (عہد و پیمان) یہ مصدر میمی ہے جو وثوق سے بنا ہے وثوق کے معنی بھروسے کے ہیں۔ موثق پکا وعدہ۔ پختہ قول۔ عہد و پیمان

يُحَاطُ (گھیر لیے جاؤ) مضارع مجہول ہے جو احاطہ سے بنا ہے اس کا مادہ ح۔و۔ط ہے۔ حوط کے معنی ہیں گھیرا۔ احاطہ۔ گھیر لینا۔

وَكِيْلٌ (دیکھ بھال کرنے والا) صفت کا صیغہ ہے و۔ک۔ل سے۔ وکل کے معنی ہیں کام سنبھالنا۔ وکیل۔ کام سنبھالنے والا۔ مختار۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا سنو میں اسے تمہارے ساتھ فقط اس شرط پر بھیج سکتا ہوں کہ تم سب اللہ کی قسم کھا کر پختہ وعدہ کرو کہ تم ضرور اسے اپنے ساتھ میرے پاس واپس لے آؤ گے۔ اگر تم سب کو کسی آفت نے یا دشمنوں نے اس بُری طرح گھیر لیا کہ نکلنے کی کوئی صورت ہی نہ رہی۔ تب تو اور بات ہے۔ بیٹوں نے قسمیں کھا کر پختہ وعدہ کیا اور قول دے دیا کہ اس کا واپس آپ تک پہنچا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اب یہ معاملہ میں اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی درگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ ان کو توفیق دے کہ یہ اپنے قول و قرار میں سچے ثابت ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کی پہلی درخواست پر بات اس پر ختم کر دی تھی کہ تم اس کی کیا حفاظت کرو گے بہترین محافظ تو اللہ ہے۔ اب ان کے قول و قرار کو اس پر ختم کیا کہ یہ معاملہ اللہ کے سپرد ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی کام کے انجام دینے کا ایک مسلم کے لیے راستہ یہ ہے کہ ظاہری اسباب کی خوب پختگی کر لے لیکن ان پر بھروسا نہ کرے بلکہ اسباب سے نظر ہٹا کر بھروسا صرف اللہ ہی پر کرے ۔

Marfat.com

احتیاط

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ
اور کہا اے میرے بیٹو مت داخل ہو دروازے
وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ
ایک سے اور داخل ہو دروازوں سے الگ الگ
وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ
اور نہیں بچاتا میں تم کو اللہ کی کسی چیز سے
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ
نہیں حکم مگر اللہ کا اسی پر بھروسا کیا میں نے
وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾
اور اسی پر پس چاہیے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ
اور کہا اے بیٹو ایک دروازے سے مت داخل ہونا
وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ
اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا
وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ
میں اللہ کی کسی بات سے تم کو نہیں بچا سکتا
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ
اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں مجھ کو اسی پر بھروسہ ہے
وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾
اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پہ بھروسہ کرنا چاہیئے

اُغْنِيْ عَنْكُمْ (بچانا تم کو) یہ ایک محاورہ ہے جس کی تشریح سورہ آل عمران میں گذر چکی ہے اغناء کے بعد عن آنے سے اس کے معنی بچانے کے یا فائدہ پہنچانے کے ہو جاتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں کی نگاہِ بد سے بچنے کے لیے بیٹوں کو ہدایت کی کہ اکٹھے ہو کر ایک دروازے سے شہر میں داخل نہ ہونا ورنہ کہیں لوگ تمہیں بُری نگاہ سے نہ دیکھنے لگیں۔ الگ الگ دروازوں سے ایک ایک دو دو کر کے داخل ہونا۔ پھر فرماتے ہیں کہ یہ ظاہری احتیاط ہے ورنہ اللہ کے حکم کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔ میں نے اپنا سارا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا ہے اور چاہیئے بھی یہی کہ جہاں آدمی کی خود کچھ نہ چل سکے۔ وہاں خاص طور پر اپنا کام اللہ کے سپرد کر دے۔ اس کے سوا اور کوئی ایسا نہیں جس پر بھروسہ کیا جائے۔ بھروسہ کرنے والوں کو اسی پہ بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس سے اور بھی زیادہ واضح ہو گیا کہ عالم اسباب میں ظاہری تدبیر اختیار کرنا عام حالات میں ضروری ہے۔ لیکن بھروسہ اپنی تدبیر پر نہیں اللہ عزوجل پہ ہونا چاہیئے:

Marfat.com

نصیحت پر عمل

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ

اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے حکم دیا تھا ان کو ان کے باپ نے

مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

نہیں تھا وہ کہ بچالیتے وہ ان کو اللہ کی کسی بات سے

اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ

مگر ایک منصوبہ تھا دل میں یعقوب کے جسے ظاہر کیا اس نے

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ

اور بے شک وہ جاننے والا تھا اس کا جو ہم نے اسے سکھایا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ

اور جب داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے کہا تھا

مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

وہ ان کو اللہ کی کسی بات سے نہ بچا سکتا تھا

اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ

مگر یعقوب کے جی میں ایک خواہش تھی سو پوری کر چکا

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ

اور وہ تو جو کچھ ہم نے اسے سکھایا اس سے خبردار تھا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع

لیکن بہت سے لوگوں کو خبر نہیں

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے شہر میں ایک دروازے سے داخل نہ ہوئے بلکہ جیسا کہ آپ نے ان کو کہا تھا، الگ الگ دروازوں سے داخل ہوئے۔ لوگوں کو خبر بھی نہ ہوئی کہ ان کا قافلہ شہر میں پہنچ گیا ہے۔ آگے ارشاد ہے کہ ہوتا وہی ہے جو اللہ عزوجل کو منظور ہوتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو کچھ سکھا دیا تھا اس پر انہوں نے عمل کیا۔ یعنی عالم اسباب میں انسان کو تدبیر اور احتیاط نہ چھوڑنی چاہیئے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی چاہیئے۔ کہ اسباب پر ہی بھروسا نہ کر بیٹھے۔ نظر فقط اللہ پر رکھے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کا جنہیں اللہ اپنے پاس سے علم عطا کرتا ہے۔ دنیا میں یہی طرز عمل ہوتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ افراط اور تفریط میں پھنس کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی نرے اسباب پر ہی تکیہ کر بیٹھتا ہے اور اللہ کو بالکل بھلا دیتا ہے۔ کوئی اسباب کو بالکل چھوڑ کر کونے میں بیٹھ جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا کام کر دے گا لیکن ٹھیک راستہ ان دونوں کے درمیان ہے۔

Marfat.com

ایک تدبیر

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ

اور جب داخل ہوئے یوسف پر ٹھکانا دیا اس نے اپنے پاس

اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا

اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہی تیرا بھائی ہوں پس مت

تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا

کڑھ اس سے جو تھے وہ کرتے پس جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

تیار کردیا ان کے لیے سامان ان کا رکھ دیا پینے کا پیالہ

فِیْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

اپنے بھائی کے سامان میں پھر پکارا پکارنے والا

اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾

اے قافلہ والو بے شک تم ضرور چور ہو

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ

اور جب یوسف کے پاس داخل ہوئے اس نے اپنے بھائی کو

اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا

اپنے پاس رکھا کہا تحقیق میں تیرا بھائی ہوں سو ان کاموں

تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا

سے جو انہوں نے کیے ہیں غمگین مت ہو پھر جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

ان کے واسطے ان کا سامان تیار کردیا تو پینے کا پیالہ اپنے

فِیْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

بھائی کے سامان میں رکھ دیا پھر پکارنے والا پکارا

اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾

اے قافلہ والو البتہ تم چور ہو

ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ معاملات کے ظاہری حالات اور اس کی اپنی کوششیں ہی نتیجہ کا باعث ہوں گی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پردہ کے پیچھے اللہ عزوجل کا ارادہ اصل کام کرتا ہے جو کبھی ظاہری حالات اور اپنی کوششوں کے خلاف بھی نکل آتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو واقعات گذرے وہ ظاہر میں تو ان کے لیے تکلیف دہ تھے لیکن اس کا انجام اللہ کے ارادے کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کی بہبودی اور بلندی اور ان کے ستانے والوں کی پستی پر ہونے والا تھا۔ انہوں نے بنیامین کو خاص اپنے پاس رکھا اور اس پر بھید ظاہر کردیا کہ میں تیرا بھائی ہوں۔ بڑے بھائیوں نے جو کچھ بدسلوکی ہمارے ساتھ کی ہے اس سے رنجیدہ نہ ہو۔ پھر بھائی کو واپس نہ بھیجنے کی انہوں نے یہ ترکیب کی کہ اس کے حصہ کے اونٹ میں چپکے سے اپنا ایک قیمتی پیالہ رکھ دیا۔ گھر کے سامان کے محافظوں نے ایک پیالہ گھر میں غائب پایا قافلہ والوں پر شبہ ہوگیا اس لیے ان کے پیچھے دوڑے اور کہا ٹھہرو تم چور ہو۔

Marfat.com

پیالے کی تلاش

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا

انہوں نے کہا منہ کرتے ہوئے ان کی طرف کیا ہے جو

تَفْقِدُوْنَ (۷۱) قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ

تم گم کر بیٹھے بولے ہم گم کر بیٹھے پیمانہ

الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ

بادشاہ کا اور اس کے لیے جو اسے لائے بوجھ ہے

بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ (۷۲)

ایک اونٹ کا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ (۷۱) قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ (۷۲)

وہ ان کی طرف منہ کرکے کہنے لگے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی بولے ہم بادشاہ کا پیمانہ نہیں پاتے اور جو کوئی اس کو لائے اس کو ایک اونٹ کا بوجھ ملے اور میں اس کا ضامن ہوں

صُوَاعَ (پیمانہ) یہ لفظ صاع سے بنا ہے جو ایک وزن کا نام ہے (آدھ سیر سے کچھ کم) وہ پیمانہ جس میں اس کے برابر چیز سمائے صُواع ہے۔ زَعِيْمٌ (ذمہ دار) صفت کا صیغہ ہے زعم سے جس کے ایک معنی ذمہ داری لینے کے ہیں۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب یہ آواز سنی تو سرکاری آدمیوں کی طرف منہ کرکے کہا۔ کہ تمہاری کیا چیز کھوئی گئی ہے سرکاری آدمیوں نے جواب دیا کہ محل شاہی کے سامان میں سے ایک قیمتی پیالہ غائب ہے بتانے والے کو ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر غلّہ ملے گا۔ اور اس انعام کا دلوانا میرے ذمہ ہے۔ یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ پیالہ بنیامین کے سامان میں سے نکلے گا اور شریعت اسرائیلی میں اس کی سزا یہ ہے کہ چور کو مال مسروقہ کا مالک ایک سال تک غلام بنا کر رکھے۔ اس ترکیب سے بنیامین ان کے پاس قانونی طور پر رہ جائے گا بھائی کو اپنے پاس رکھنے کی یہ ترکیب اللہ عزوجل نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں ڈالی۔ بہ ظاہر اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ موقعہ دیا گیا۔ کہ ان کے دربار میں ان کے وہی بھائی جنہوں نے انہیں ستایا تھا۔ آج چوری کے الزام میں جواب دہی کے لیے حاضر ہوں اور جیسے خود ان کی حفاظت کا عہد باپ سے پورا نہ کر سکے تھے اسی طرح بنیامین کی بابت بھی ان کا عہد پورا نہ ہو اور بعد میں انہیں ندامت ہو اور وہ توبہ کریں ۔

Marfat.com

چور کی سزا

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا

کہنے لگے قسم اللہ کی البتہ تحقیق تم جانتے ہو نہیں آئے ہم

لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

تاکہ فساد کریں ملک میں اور نہ تھے ہم کبھی چور

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾

بولے پس کیا سزا ہے اس کی اگر ہوئے تم جھوٹے

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ

کہنے لگے اس کی سزا جو شخص کہ پایا جائے وہ اس کے سامان میں پس وہی

جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

بدلہ ہے اس کا اسی طرح سزا دیتے ہیں ہم ظالموں کو

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا

بولے قسم اللہ کی تمہیں معلوم ہے کہ ہم ملک میں

لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

شرارت کرنے نہیں آئے اور نہ ہم کبھی چور تھے

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾

بولے پھر اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے نکلے

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ

کہنے لگے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں نکلے وہی

جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اس کے بدلے میں جائے ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں

قافلے والوں نے جو سنا کہ بادشاہ کا چاندی کا پیالہ گم ہے۔ تو وہ حیرت سے کہنے لگے۔ کہ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہاں ہم اس ارادے سے نہیں آئے کہ لوگوں کو ستائیں یا اُن کا مال چرائیں، ہم چور نہیں ہیں۔ یہ سُن کر شاہی ملازموں نے کہا، تم یہ کہو کہ اگر پیالہ تم میں سے کسی کے سامان میں نکل آیا تو اس کی کیا سزا ہوگی؟

اسرائیلی شریعت میں چور کی سزا چوری ثابت ہونے پر یہ مقرر تھی کہ جس کی چیز چرائی اس کا غلام بن کر سال بھر اُس کے پاس رہے اور اس کی خدمت کرے ورنہ مصری قانون کے مطابق چور کی سزا یہ نہیں تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو تو یقین تھا کہ ہم میں سے چور کوئی نہیں ہو سکتا اس لیے بے دھڑک سزا بتلا دی۔ جس کے پاس چوری کا مال برآمد ہو وہ اس کے بدلے خود چرائے ہوئے مال کے مالک کی غلامی کرے اور اس کے بعد یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے قانون میں چوری اور زیادتی کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے اقرار کی رُو سے خود ہی پکڑے گئے۔

Marfat.com

تلاشی

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ

پس شروع کیا ان کی بوریوں سے پہلے بوری اپنے بھائی کی

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ

پھر نکالا اس کو بوری سے اپنے بھائی کی

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ

اس طرح داؤ کیا ہم نے یوسف کی خاطر نہ تھا وہ کہ لے

اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ

اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے دین میں مگر یہ کہ چاہے

اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ

اللہ بلند کرتے ہیں ہم درجوں کو جس کے چاہیں

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (۷۶)

اور اوپر ہر جاننے والے کے ایک جاننے والا ہے

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ

پھر یوسف نے اپنے بھائی کی بوری سے پہلے ان کی بوریاں دیکھنی شروع

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ

کیں آخر کو وہ برتن اپنے بھائی کی بوری سے نکالا

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ

یوں ہم نے یوسف کو داؤ بتایا وہ ہرگز نہ لے سکتا تھا

اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ

اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے دین میں مگر جو چاہے

اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ

اللہ ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (۷۶)

اور ہر جاننے والے سے اوپر ایک جاننے والا ہے

مصلحت اس میں تھی کہ پہلے بھائیوں کا سامان ٹٹولا جائے تا کہ کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے کہ خاص بنیامین کے ساتھ اس معاملہ کا تعلق ہے اس کا سامان کھولتے ہی اس میں سے پیالہ برآمد ہوا۔ بھائیوں کا جو حال ہوا ہوگا اس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔

اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ ہم سب جاننے والوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ ہم نے اپنے علم کی رُو سے مصلحت کی بنا پر یوسف علیہ السلام کو یہ تدبیر سکھائی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو پاس نہ رکھ سکتا تھا اور اس کے رکھنے میں بہت سی مصلحتیں تھیں مثلاً بھائیوں کی تنبیہ کا ایک اور سامان ہو۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک اور دھچکا پہنچے اور صبر کا دوبارہ اجر ملے اور پھر سب کے سب مل جائیں اور بھائی ان واقعات کو یاد کر کے اپنے کیے پر نادم ہوں۔

Marfat.com

بوکھلاہٹ

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ

بولے اگر چرایا اس نے تو تحقیق چوری کی تھی ایک بھائی نے

لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ

اس کے اس سے پہلے پس چھپایا اس کو یوسف نے

فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

اپنے جی میں اور نہ ظاہر کیا اس کو ان کے آگے کہا

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ

تم بدتر ہو درجہ میں اور اللہ زیادہ جانتا ہے

بِمَا تَصِفُوْنَ (۷۷)

جو تم کر رہے ہو

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ

کہنے لگے اگر اس نے چوری کی تو اس کے ایک بھائی نے بھی

لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ

اس سے پہلے چوری کی تھی تب یوسف نے آہستہ سے

فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

اپنے جی میں کہا اور ان کو نہ جتایا کہا جی

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ

ہیں کہ تم درجہ میں بدتر ہو اور اللہ خوب جانتا ہے

بِمَا تَصِفُوْنَ (۷۷)

جو تم بیان کرتے ہو

اَسَرَّهَا چھپایا اس چوری کو۔ اَسَرَّ ماضی کا صیغہ ہے اسرار سے جو سِرّ سے بنا ہے۔ سِرّ کے معنی بھید۔ اسرار چھپانا۔ ھا کی ضمیر سرقہ کی طرف راجع ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس کی چوری تو اس کا پیدائشی عیب ہے اور اس کا بھائی بھی اسی عیب میں مبتلا تھا۔ اس جواب سے ظاہر ہے کہ ان کے دل میں اب تک وہی خبط موجزن ہے کہ ہم ان دونوں چھوٹے بھائیوں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اسی خبط کے تحت انہوں نے یوسفؑ کو باپ کی نگاہوں سے دُور کیا اور اب اسی خبط کے خفیہ اثر کی وجہ سے وہ ایسی بات کہہ رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یقیناً بنیامین کا باپ سے دُور ہونا نکلے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسی بے تُکی بات کا جواب ضروری نہ سمجھا۔ ان سے تو کچھ نہ کہا۔ لیکن چپکے سے دل میں کہا کہ یہ چوری جو بنیامین کے سر تم لگا رہے ہو یہ تو سرے سے چوری ہی نہیں۔ اسی طرح وہ چوری جو تم میرے سر (یوسف کے سر) تھوپ رہے ہو۔ محض جھوٹی بات ہے تم خود اس سے کہیں زیادہ مجرم ہو تم نے باپ کو دھوکا دیا۔ بھائی کے ساتھ (یعنی میرے ساتھ) انتہائی بدسلوکی کی۔ باپ سے چرا کر بیچ ڈالا۔ اب دوسرے بھائی کو دانستہ پھنسا رہے ہو اللہ تم سے اور تمہاری باتوں سے زیادہ واقف ہے۔

Marfat.com

بے سُود خوشامد

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا
بولے اے عزیز تحقیق اس کا باپ ہے
شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ
بوڑھا بڑی عمر کا پس رکھ ایک ہمارا اس کی جگہ
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ
تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھے احسان کرنے والوں میں سے بولا
مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ
اللہ کی پناہ کہ ہم پکڑلیں سوا اس کے کہ
وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا
پائیں ہم اپنا مال اس کے پاس تحقیق ہم جب تو
لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾
البتہ ظالموں میں ہیں

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا
کہنے لگے اے عزیز اس کا باپ ایک بوڑھا
شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ
بڑی عمر کا ہے سو اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لے
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ
ہم دیکھتے ہیں کہ تو احسان کرنے والوں میں سے ہے ۔ بولا
مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ
اللہ کی پناہ کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے
وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا
پاس ہم نے اپنی چیز پائی تو تو ہم ضرور
لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع ۹/۱۱ ۳
بے انصاف ہیں

اگر حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کی طرح مغلوب الغضب ہوتے تو ان کو بے سوچے سمجھے مار بیٹھتے۔ اس وقت وہ صاحب اقتدار تھے اور چاہیے جو سزا ان کو دلوا سکتے تھے لیکن ان کی دور اندیشی اور صبر و تحمّل نے یہاں بھی حسب معمول اپنا کام کیا۔ یہ دیکھ کر بھائی خوشامد پر اُتر آئے اور کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے والد بوڑھے اور کمزور ہیں۔ اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے اور اسے از راہِ کرم چھوڑ دیجیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ ایسی بے انصافی سے مجھے بچائے۔ میں ایسے شخص کے سوا جس کے پاس سے میرا مال برآمد ہوا اور کسی کو قانون کی رُو سے کیسے پکڑ سکتا ہوں۔ اگر ایسا کروں تو میرا شمار ظالموں میں سے ہو جائے گا اور قانون کی خلاف ورزی میرے نام لکھی جائے گی۔

Marfat.com

مشورہ

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ

پس جب مایوس ہو گئے اس سے الگ جا بیٹھے مشورہ کرنے

قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ

کہا ان کے بڑے نے کیا نہیں جانتے تم کہ تمہارے باپ نے

قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

تحقیق لیا ہے تم سے پکا عہد اللہ کا اور

مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ

اس سے پہلے جو تقصیر کی تم نے یوسف کے بارے میں پس میں ہرگز نہ ٹلوں گا

الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ

اس سرزمین سے۔ اس وقت تک کہ اجازت دے مجھے میرا باپ یا فیصلہ کر دے

اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٠﴾

اللہ میرا اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ

پھر جب اس سے نا امید ہوئے مشورہ کرنے کو اکیلے ہو بیٹھے

قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ

ان میں کا بڑا بولا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے

قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

تم سے اللہ کا عہد لیا ہے اور پہلے جو

مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ

قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں اس

الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ

ملک سے ہرگز نہ سرکوں گا جب تک کہ میرا باپ مجھ کو حکم دے یا فیصلہ

اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٠﴾

چکا دے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر چکانے والا ہے

نَجِيًّا (خفیہ بات کرنے والا) صفت کا صیغہ ہے جو ن ج و سے ہے نجویٰ اسی سے بنا ہے جس کے معنی چپکے چپکے بات چیت کرنے کے ہیں۔ نجی اور نجویٰ مفرد اور جمع دونوں کے لیے عربی زبان میں استعمال ہوتے ہیں۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دے دیا تو سب سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ان میں جو سب سے بڑا تھا بولا تمہیں معلوم ہے کہ اباجان نے ہم سے بڑا پختہ قول و قرار لے لیا تھا اور اللہ عزوجل کو گواہ ٹھیرایا تھا کہ بنیامین کو ضرور ساتھ واپس لے کر آئیں گے۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس سے پہلے یوسف علیہ السلام کے معاملے میں ہم جھوٹے ٹھہر چکے ہیں۔ سنو بھائیو! میں تو یہاں سے ٹلنے والا نہیں جب تک یا تو ابا جان خود نہ بلائیں اور یا اللہ تعالیٰ میرا فیصلہ کر دے۔

Marfat.com

باپ کے آگے پیشی

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ
لوٹ جاؤ اپنے باپ کی طرف پس کہو اے ہمارے باپ تحقیق
اِبْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا
تیرے بیٹے نے چوری کی اور نہیں کہا ہم نے مگر جو
عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾
ہمیں معلوم تھا اور نہ تھے ہم غیب سے واقف
وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا
اور پوچھ لے بستی سے کہ تھے ہم اس میں
وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا
اور قافلہ سے کہ آئے ہم اس میں اور تحقیق ہم
لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾
سچ بولنے والوں میں ہیں

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ
پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو اے باپ تیرے
اِبْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا
بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہمیں
عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾
خبر تھی اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا
وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا
اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں ہم تھے
وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا
اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور ہم بے شک
لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾
سچ کہتے ہیں

شَهِدْنَا (بیان کیا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے شہادت سے۔ یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے۔ اس کے معنی موجود ہونے اور اپنے علم کے موافق بیان دینے کے ہیں۔ غرض بڑا بھائی مصر میں رہ گیا۔ باقی بھائیوں کو اس نے صلاح دی کہ تم واپس باپ کے پاس جاؤ اور اس سے کہنا کہ آپ کا برخوردار تو چوری کر بیٹھا اور وہ پکڑ لیا گیا۔ ہم نے جو آپ سے اسے واپس لانے کا عہد و پیمان کیا تھا۔ اس وقت ہمیں کیا خبر تھی کہ بنیامین چوری کر بیٹھے گا۔ غیب کی باتوں سے ہم واقف نہ تھے۔ پھر ہمیں نے چور کی سزا بھی بتادی۔ آپ کو ہمارا اعتبار نہیں تو تحقیقات کر لیجیے جہاں ہم آکر مصر میں ٹھیرے تھے۔ وہ لوگ سب اس سے واقف ہیں اور جس قافلہ کے ہمراہ ہم آتے ہیں۔ وہ ابھی یہیں ہے اور اسے اس واقعہ کا پورا علم ہے اس سے پوچھ لیجیے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ معاملہ کھلم کھلا سب کے سامنے ہوا ہے اس میں کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ؛

Marfat.com

جواب

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ
کہا بلکہ گھڑلی ہے تمہارے لیے تمہارے دلوں نے ایک بات
فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ
پس صبر اچھا قریب ہے اللہ کہ لے آئے میرے پاس
بِهِمْ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۸۳﴾
ان کو سب کو بے شک وہ ہی جاننے والا حکمت والا ہے
وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى
اور منہ پھیرا ان سے اور کہا ہائے افسوس
یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ
یوسف پر اور سفید ہوگئیں آنکھیں اس کی رنج سے
فَهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۸۴﴾
پس وہ گھٹ رہا ہے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ
بولا کوئی نہیں تمہارے جی نے ایک بات بنائی ہے
فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ
اب صبر ہی بہتر ہے شاید اللہ میرے پاس ان سب کو
بِهِمْ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۸۳﴾
لے آئے وہی ہے خبردار حکمتوں والا
وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى
اور منہ پھیرا ان سے اور کہا ہائے افسوس
یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ
یوسف پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں
فَهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۸۴﴾
سو وہ اپنے آپ کو گھونٹ رہا ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی جدائی کا بڑا صدمہ تھا۔ اب جو ان کے بھائی دوبارہ مصر سے بنیامین کے بغیر آئے تو وہ رنج تازہ ہوگیا اور ان کو اس کہانی میں بھی بناوٹ یا کم سے کم بے توجہی کی جھلک نظر آئی انہوں نے کہا کہ سب تمہاری من گھڑت بات ہے میرے لیے تو اب بھی صبر ہی اچھا ہے۔ مجھے اللہ عزوجل کے کرم سے امید ہے کہ تینوں بیٹے جو مجھ سے اس وقت جدا ہوگئے ہیں وہ مجھ سے آملیں گے یہ کہہ کر ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور پہلی مرتبہ بے قابو ہو کر ان کے منہ سے نکلا کہ ہائے یوسف! وہ اپنے رنج و غم کو دل میں گھونٹے ہوتے تھے منہ سے شکایت کا ایک لفظ بھی نہ کہتے۔ مگر ضبط فغاں سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور اس کثرت سے بہنے کہ آنکھوں سے دیکھنا دشوار ہوگیا۔

Marfat.com

صبر کی تلقین

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ
کہنے لگے قسم ہے اللہ کی ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسف کو
حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ
یہاں تک کہ ہوجائے تو بے دم یا ہوجائے تو ہلاک
الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا
ہونے والوں سے بولا میں تو شکایت کرتا ہوں
بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ
اپنے دکھ اور اپنے رنج کی فقط اللہ سے اور جانتا ہوں
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾
اللہ کی طرف سے جو نہیں جانتے تم

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ
کہنے لگے اللہ کی قسم تو یوسف کی یاد نہ چھوڑے گا
حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ
جب تک کہ تو گھل ہو جائے یا
الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا
مردہ ہو جائے بولا میں تو اپنا غم اور اضطراب
بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ
اللہ کے سامنے کھولتا ہوں اور اللہ کی طرف
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾
سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے

تَفْتَؤُا (نہ چھوڑے گا تو) یہ فعل ناقص ہے حرف ت۔ ء سے بنا ہے فَتَأَ کے معنی ٹل جانا چھوڑ دینا حَرَضٌ (کمزور۔ بے دم) جو شخص بیماری یا رنج و غم سے گھل کر بالکل ڈھانچا بن جائے اسے حَرَض کہتے ہیں۔ بَثٌّ (صدمے زائد بے چینی) جو رنج اتنا بڑھ جائے کہ اس کا ضبط مشکل ہو۔

اس وقت بے اختیار ان کے منہ سے آہ کے ساتھ یوسف کا نام نکلا اور ان کے بیٹوں کو باپ کے رنج و غم کا اندازہ ہوا اور کہا کہ آپ یقیناً یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں گھل گھل کر نڈھال ہو جائیں گے اور مرتے دم تک اس کی یاد نہ چھوڑیں گے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں سوا اللہ عز و جل کے کسی سے شکایت نہیں کرتا۔ جو کچھ مجھے بے چینی اور کوفت ہے فقط اسی کے سامنے پیش کرتا ہوں میں اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ ارحم الراحمین میرے حال پر رحم فرمائے گا اور ایک دن یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوگی اور پھر سب اکٹھے مل کر رہیں گے اللہ نے مجھے وہ کچھ بتا دیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں۔ اللہ پر سچے دل سے بھروسہ کرنے والے کبھی محروم نہیں رہتے ۞

Marfat.com

اُمید کا سبق

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ
اے میرے بیٹو جاؤ پس کھوج لگاؤ یوسف کا
وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ
اور اس کے بھائی کا اور نہ مایوس ہو رحمت سے اللہ کی
اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا
تحقیق نہیں مایوس ہوتے اللہ کی رحمت سے مگر
الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾
وہ لوگ جو اللہ کو مانتے نہیں

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ
اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف کی اور اس کے
وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ
بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت
اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا
ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے
الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾
مگر وہی لوگ جو کافر ہوئے

تَحَسَّسُوْا (کھوج لگاؤ) امر کا صیغہ ہے تَحَسُّسٌ سے ح س س سے بنا ہے جس کے معنی ہیں کھوج لگانے میں اپنے سارے حواس دیکھنے، سننے، سونگھنے وغیرہ سے کام لینا۔ تحسس سے مراد کھوج لگانے میں محنت اور کوشش کرنا ہے۔

رَوْحٌ (رحمت) اصل میں اس کے معنی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے کے ہیں جس سے طبیعت خوش ہو۔ روح اللہ سے مراد اللہ کی رحمت ہے۔

لَاتَايْئَسُوْا اور لَايَايْئَسُ: دونوں ایک ہی مادہ یاس سے بنے ہیں۔ یاس ناامیدی کو کہتے ہیں۔ لَاتَايْئَسُوْا: نہی کا صیغہ ہے یعنی ناامید مت ہو۔ لَايَايْئَسُ مضارع منفی ہے یعنی ناامید نہیں ہو سکتے۔ مایوس مشہور لفظ ہے اور اسی مادہ سے بنا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کو سبق سکھاتے ہیں کہ میں کسی فرد بشر، کسی خیالی مددگار، کسی زندہ یا مردہ کے سامنے اپنی مصیبت کا دکھڑا نہیں روتا۔ فقط اللہ سے کام رکھتا ہوں۔ پھر بھی اپنے سے جو ہو سکے وہ کرتے رہنا چاہیے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا توکل نہیں۔ اپنی سعی کرتے رہنا اور دل سے اللہ پر بھروسا رکھنا توکل ہے۔ اس لیے تم جاکر جتنا تمہارے بس میں ہو یوسف کا پتہ لگاؤ۔ اس کے بھائی کی جو تدبیر ہو سکے کرو۔ انسان کو کسی حال میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ مایوس فقط وہی ہو سکتے ہیں جو اللہ عزوجل کو نہیں مانتے۔ ماننے والے ہمیشہ اس کی رحمت اور قدرت کی طرف دیکھتے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کا یہ سبق ہے۔ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں کو سکھایا اور قرآن مجید نے اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔

Marfat.com

درخواست

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا
پس جب داخل ہوئے وہ اس پر بولے اے
الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا
عزیز چھوا ہم کو اور ہمارے گھر کو سختی نے اور آئے ہم
بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ
لے کر پونجی نکمی پس پوری کر ہمارے لیے ناپ
وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي
اور صدقہ کر ہم پر تحقیق اللہ جزا دیتا ہے
الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾
صدقہ کرنے والوں کو

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا
پھر جب اس کے پاس داخل ہوئے بولے اے
الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا
عزیز ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی پڑی اور ہم
بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ
ناقص پونجی لائے ہیں سو ہم کو پوری بھرتی دے
وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي
اور ہم پر خیرات کر اللہ خیرات کرنے والوں
الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾
کو بدلہ دیتا ہے

الضُّرُّ: سختی / یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے ضُرٌّ ہر ایک برائی کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد تنگدستی اور مفلسی ہے۔

مُّزْجٰىةٍ: تھوڑی اور نکمی / ز۔ ج۔ ی سے اس کا مصدر ازجاء ہے جس کے معنی ہیں آہستہ آہستہ آگے کو چلانا۔ یہاں مزجٰۃ سے مراد وہ چیز ہے جو خود آپ چلنے کے قابل نہ ہو کوشش کر کے اسے چلایا جائے، جیسے کھوٹے سکے، ناقص جنس، کباڑ وغیرہ۔

تَصَدَّقْ: خیرات کر / یہ امر کا صیغہ ہے جو تصدّق ہے جس کا مادہ ص۔ د۔ ق ہے۔ جس کے معنی ہیں صدقہ دینا۔

یوسف علیہ السلام کے بھائی پھر خستہ حالت میں مصر پہنچے اور اپنی حالت زار عزیز مصر کے سامنے بیان کی کہ ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر فاقہ کشی کی نوبت آنے والی ہے۔ ہمارے پاس قیمت ادا کرنے کو بھی کچھ نہیں ہے۔ کچھ کاٹھ کباڑ سمیٹ لائے ہیں۔ از راہ کرم قیمت کا کچھ خیال نہ کیجیے اور ہم کو اتنی ہی جنس ناپ دیجیے۔ جتنی آپ دیا کرتے ہیں۔ اس وقت ہماری حالت ایسی ہے کہ آپ ہمیں صدقہ، خیرات کے طور پر دیں۔ اللہ کریم و رحیم ہے۔ دوسروں پر ترس کھانے والوں کو اپنے پاس سے بہت کچھ دیتا ہے۔

Marfat.com

میل ملاپ

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ
کہا تمہیں معلوم ہے کیا کیا تم نے یوسف کے ساتھ
وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ (٨٩) قَالُوْٓا
اور اس کے بھائی سے۔ جب تم نادان تھے بولے
ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا
کیا سچ مچ توہی ہے یوسف کہا میں
يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ
یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی تحقیق احسان کیا اللہ نے
عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ
ہم پر بات یہ ہے جو کوئی بچتا ہے اور صبر کرتا ہے پس تحقیق
اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (٩٠)
اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکوں کا

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ
کہا کچھ تمہیں خبر ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے
وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ (٨٩) قَالُوْٓا
بھائی کے ساتھ کیا کیا جب تم کو سمجھ نہ تھی بولے
ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا
کیا سچ مچ تو ہی یوسف ہے کہا میں
يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ
یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان
عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ
کیا بے شک جو ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ
اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (٩٠)
نیکی کرنے والوں کا حق ضائع نہیں کرتا

حضرت یوسف علیہ السلام کا سا صبر تحمل اور بردباری بڑا مشکل کام ہے پھر بھی بھائی جب خستہ حالت میں آپ کے پاس مصر پہنچے اور اپنی ناداری اور افلاس کا رونا رویا۔ تو آپ کا دل بھر آیا اور زبان سے فقط اتنا پوچھا۔ کہ تمہیں کچھ یاد ہے کہ تم نے نادانی اور بے سمجھی کی وجہ سے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ان کی شکل دیکھ کر اور ان کے یہ الفاظ ہمدردانہ لہجے میں سنکر ان کو ہوش آیا اور کہنے لگے کہ سچ مچ تو یوسف ہے تو جھٹ بول اٹھے کہ ہیں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے ہم پر اللہ عزوجل نے بڑا رحم کیا اور ہم کو اس درجہ پر پہنچایا محض اپنے فضل و کرم سے ہم کو تقویٰ کی راہ پر قائم رکھا اور مصیبتوں میں صبر کی ہمت عطا کی۔ ہم سے جو نیک کام اور لوگوں پر احسانات ظاہر ہوئے اسی کی عنایت کی بدولت تھے اللہ رحیم و کریم ہے۔ وہ نیکی کرنے والوں کی نیکیاں ضائع نہیں کرتا اور ان کو ان کا اجر دے کر رہتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو ان کی بدسلوکی پر کوئی لعن طعن نہیں کیا۔

Marfat.com

بالکل معافی

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

بولے قسم اللہ کی البتہ بڑھایا تجھ کو اللہ نے ہم پر

وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ

اور ہم بیشک تھے خطاکار کہا نہیں کوئی سرزنش

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ

تمہارے لیے آج بخشے اللہ تم کو اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

سب مہربانوں سے مہربان ہے

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

بولے اللہ کی قسم تجھ کو اللہ نے ہم سے زیادہ پسند کیا

وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ

اگرچہ ہم خطاکار تھے کہا آج تم پر

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ

کچھ الزام نہیں اللہ تم کو بخشے اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

سب مہربانوں سے مہربان ہے

اٰثَرَ: (اختیار کیا) ماضی کا صیغہ ہے ایثار سے جو اثر سے بنا ہے۔ اثر کے معنی ہیں علامت۔ نشان۔ ایثار کے معنی ہیں پسندیدگی کا نشان کسی پر لگا دینا۔ ترجیح دینا۔ منتخب کرنا۔ اختیار کرنا۔

تَثْرِيْب: (سرزنش) اس کا مادہ ترب ہے جس کے معنی ہیں عیب وغیرہ لگانا۔ عار دلانا۔ کسی کی برائیاں بیان کرنا۔ سرزنش، ملامت کرنا۔

بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتے شرم سے سر جھکا لیتے ہیں اپنے خطاکار اور قصوروار ہونے کا اعتراف کرتے ہیں اور قسم کھا کر اپنے یقین کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے تجھ ہی کو پسند کیا اور اپنے انعام و اکرام سے مالا مال فرمایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا جو ہونا تھا وہ ہو چکا میں تمہارے سر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ جو کچھ تم سے ہوا۔ وہ اصل بات سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ہوا یا کسی زوردار جذبہ کے تحت ہوا۔ میرا دل تمہاری طرف سے صاف ہے میں تمہارا ویسا ہی احترام کرتا ہوں جیسا بڑے بھائیوں کا ہونا چاہیئے۔ آج تم سے گذشتہ باتوں کی کوئی بازپرس نہ ہوگی۔ اللہ عزوجل تمہیں معاف فرمائے۔ وہ بڑا رحم کرنے والا ہے اس کے برابر کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی پریشانی سے متاثر ہو کر صاف نہیں کہا کہ میں تمہیں معاف کرتا ہوں کیونکہ چھوٹے بڑوں سے یہ نہیں کہا کرتے لیکن یہ کہہ کر کہ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں بات بھی کہہ دی اور ادب کا بھی لحاظ رکھ لیا۔

Marfat.com

مصیبت کا خاتمہ

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى
جاؤ تم میری قمیص لے کر یہ پس ڈال دو اس کو
وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِىْ
چہرے پر میرے باپ کے کہ وہ آ جائے دیکھتا ہُوا اور آ جاؤ میرے پاس
بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع
اپنے گھر کے لوگ لے کر سارے

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى
یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اس کو میرے
وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِىْ
باپ کے منہ پر ڈال دو کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہُوا اور لے
بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع
آؤ میرے پاس اپنا سارا گھر

قَمِيْصٌ (کرتہ) حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی بابت تفسیر کرنے والوں نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن قرآن مجید میں فقط قمیص کا لفظ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ آپ کی وہی قمیص ہوگی جسے آپ پہنتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو معلوم ہُوا کہ اس کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرہ پہ ڈال دینے سے ان کی آنکھوں کی بینائی واپس آجائے گی۔ اصل شفا اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے ظاہر میں اس کا بہانہ وہ جس چیز کو چاہے مقرر کردے۔ شافی اللہ عزوجل ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص اس کا ذریعہ ہوئی۔ اس لحاظ سے یہ ان کا معجزہ ہے۔ جب بھائیوں کو تسلّی دے چکے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اب باپ کے پاس جاؤ اور میرا یہ کرتہ لیتے جاؤ اسے ان کے چہرہ پر ڈال دینا۔ اللہ کے حکم سے ان کی بینائی درست ہوجائے گی اس کے بعد تم سب ان کو اور اپنے سارے گھر والوں کو ساتھ لے کر میرے پاس چلے آؤ اور یہیں رہو سہو۔

اللہ عزّوجلّ نے ہر کام کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ کوئی کام جلدی ہوجاتا ہے کوئی دیر میں۔ دیر میں اور مصلحتوں کے علاوہ بعض دفعہ اپنے خاص بندوں کا امتحان مقصود ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے صبر وتحمّل سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے اجر کے مستحق ہوں اور ان کے مرتبے بڑھیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام شام میں اور حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں موجود ہیں۔ قافلوں کی آمد و رفت بھی جاری ہے لیکن سالہا سال تک نہ ان کی خبر اُن کو ملتی ہے، نہ اُن کی خبر ان کو۔

Marfat.com

خوشی کی آمد

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ

اور جب جدا ہوا قافلہ کہا ان کے باپ نے

اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ

تحقیق میں البتہ پاتا ہوں خوشبو یوسف کی اگر نہ

اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ

تم بہکا ہوا کہو مجھے بولے قسم اللہ کی تو بیشک ہے

لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

ضرور اپنی غلطی پرانی میں

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ

اور جب قافلہ جدا ہوا کہا ان کے باپ نے

اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ

تحقیق میں پاتا ہوں خوشبو یوسف کی اگر نہ کہو تم کہ

اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ

بوڑھا بہک گیا بولے اللہ کی قسم تو بے شک

لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

ضرور اپنی قدیم غلطی میں ہے

تُفَنِّدُوْنِ (بہکا ہوا کہو مجھ کو) مضارع کا صیغہ ہے تَفْنِيْدٌ سے جو فند سے بنا ہے۔ فند کہتے ہیں ہوش وحواس کی کمزوری کو، تَفْنِيْدٌ کمزور عقل و ہوش والا کہنا۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے بڑھاپے کی وجہ سے بہکنے والا اور بے سمجھے باتیں بنانے والا نہ کہو تو یقین کر لو کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آرہی ہے پاس والوں کو تعجب ہوا کیونکہ کوئی آثار نظر نہ آئے۔ اس سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی بابت کچھ خبر نہ ہوئی تھی کیونکہ اللہ عزوجل کو منظور نہ ہوا کہ انہیں خبر ہو۔ ان کو ایک مدت تک آزمائش میں مبتلا رکھنا تھا تاکہ وہ بیٹے کی جدائی کے صدمے جھیلیں اور اس کے ساتھ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اور اس سے ان کے درجے بڑھیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں اور رسولوں کو بھی کوئی بات بغیر اللہ عزوجل کے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتی اور اس عالم میں اسباب کے سوا چارہ نہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے اور کسی بات کے واقع ہونے کا مناسب وقت آتا ہے تو اللہ عزوجل اپنی قدرت سے بعض وقت کسی کو یا تو آنے والے واقعہ کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے یا خوشخبری کی کوئی خلاف عادت بات ظاہر کر دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ اللہ کا مقبول بندہ ہے۔

Marfat.com

خوشی کی گھڑی

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى
پس جب کہ آیا بشارت والا ڈال دیا اس کو اس کے
وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
منہ پر بس ہوگیا وہ سوانکھا بولا کیا نہ کہا تھا میں نے
لَّكُمْ ۚ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا
تم سے کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو نہیں
تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا
تم جانتے بولے اے ہمارے باپ مغفرت مانگ ہمارے لیے
ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ
ہمارے گناہوں کی تحقیق تھے ہم خطا کار کہا
سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ
عنقریب میں مغفرت مانگوں گا تمہارے لیے اپنے رب سے تحقیق وہ
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾
وہی بخشنے والا مہربان ہے

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى
پھر جب خوش خبری دینے والا پہنچا اس نے وہ کرتہ اس
وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
کے منہ پر ڈالا پھر لوٹ کر دیکھنے والا ہوگیا۔ بولا میں نے تم سے
لَّكُمْ ۚ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا
نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم
تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا
نہیں جانتے بولے اے باپ ہمارے گناہوں کو
ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ
بخشوا بے شک ہم چوکنے والے تھے کہا
سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ
عنقریب میں بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے بے شک
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾
وہی بخشنے والا مہربان ہے

ابھی یہ لوگ پہنچنے نہیں پائے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں آپ ہی آپ خوشی کی لہر دوڑ گئی خوشخبری لانے والے نے پیراہن یوسفی لا کر ان کی آنکھوں پر ڈالا قمیص کے منہ پر ڈالتے ہی یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی بحال ہوگئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا اور بیٹوں کو یاد دلایا کہ اللہ کی مہربانی سے کام اس طرح انجام پایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ میرے دل میں وہ باتیں آرہی ہیں جو تمہارے خواب وخیال میں بھی نہیں بولے ہم خطاوار ہیں۔ ہمارے گناہ معاف کرا دیجیے۔ فرمایا کہ اچھا میں اپنے رب سے تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا وہ بڑا مہربان، غفور اور رحیم ہے۔

Marfat.com

آدابِ گفتگو

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین کے ساتھ بدسلوکی کی۔ وہ دونوں عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔ لیکن اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزت عطا فرمائی اور بھائی ان کے سامنے نادم اور اپنے کیے پر پشیمان ہو کر کھڑے ہوئے۔ ان آیتوں سے ادب کے لحاظ رکھنے کا اشارہ سمجھا جاتا ہے۔ بھائی پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ معافی مانگیں۔ لیکن یوسف علیہ السلام نے ان کے بڑے ہونے کا خیال کیا اور وہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ اللہ نے تجھے صاحب نصیب کیا اور ہم بے شک خطا وار ہیں کہ آگے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں زیادہ کہنے کا موقعہ نہ دیا۔ بلکہ جلدی سے کہہ دیا کہ اب ان باتوں کا ذکر جانے دو۔ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں، اللہ معاف کرنے والا ہے۔

یہاں سے حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ فہم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے بڑوں کے ادب کا دو طرح لحاظ کیا۔ اوّل تو ان کے منہ سے یہ نہ نکلنے دیا کہ ہمارا قصور معاف کر دے کہ اس میں ان کی سبکی تھی اور دوسرے آپ نے بھی یہ نہ کہا کہ میں نے معاف کیا کہ یہ چھوٹوں کے منہ سے زیب نہیں دیتا۔ اس سے ہم یہ سبق سیکھ سکتے ہیں کہ بڑوں سے اگر کوئی خطا ہو جائے تو چھوٹوں کو ندامت کے آثار دیکھ کر ہی فوراً کہہ دینا چاہیئے کہ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔

اس کے بعد جب بیٹے باپ کے پاس خوش خبری لے کر پہنچے تو ان کے سامنے ندامت کا اظہار کیا۔ لیکن منہ سے یہ نہ نکل سکا کہ ہمارا قصور معاف کر دیجیے۔ کیوں کہ کوئی چھوٹا موٹا قصور نہ تھا۔ فقط اتنا ہی عرض کیا کہ اللہ عزوجل سے ہمارا قصور بھی معاف کرائیے ہم خطا کار ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی ندامت کے آثار دیکھ کر انہیں تسلّی دی کہ میں تخلیہ میں اپنے رب سے عرض کروں گا کہ تمہارا قصور معاف کر دے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس جواب میں اشارہ ہے کہ تمہارا گناہ اتنا بڑا ہے کہ اسے اللہ غفور رحیم ہی معاف کر سکتا ہے اور اس اشارے میں ایک سرزنش کا پہلو ہے جو بڑے اپنے چھوٹوں کو کر سکتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام دونوں کے جواب سے یہ آپ ہی آپ ظاہر ہو گیا کہ ہم نے معاف کیا۔ لیکن دونوں نے طریق گفتگو میں ان آداب کو ملحوظ رکھا جو بڑوں اور چھوٹوں کے درمیان قابل لحاظ ہیں۔

Marfat.com

ملاقات

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ

پس جب داخل ہوئے یوسف پر اُس نے ٹھکانہ دیا اپنے پاس

اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ

اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اگر چاہا

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى

اللہ نے امن وامان کے ساتھ اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو

الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

تخت پر اور گر گئے سب اس کے آگے سجدہ میں

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ

پس جب یوسف کے پاس داخل ہوئے جگہ دی ماں باپ کو

اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ

اپنے پاس اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى

تو دل جمعی سے اور اپنے ماں باپ کو تخت پر

الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

اونچا بٹھایا اور گرے سب اس کے آگے سجدے میں

سُجَّدًا (سجدہ کرتے ہوئے) ساجد کی جمع ہے جو س۔ ج۔ د سے اسم فاعل ہے۔ سجدہ کے معنی زمین پر پیشانی ٹکانے کے ہیں۔

اس زمانے میں کسی کا شکریہ ادا کرنے کا یہی دستور تھا کہ اس کے آگے جھک کر پیشانی زمین پر ٹکا دیتے تھے۔ اس سے اس کی تعظیم اور تکریم کا اظہار مقصود تھا۔ شرع کی طرف سے بھی اس کی ممانعت نہ تھی۔ کیونکہ اس سجدہ کا مطلب عبادت کرنا نہ تھا۔ صرف اپنی شکرگذاری دکھانے کے لیے کسی کے آگے اس قدر جھک جاتے تھے کہ پیشانی زمین پر ہی لگ جاتی تھی۔

شریعت محمدیہ نے اس رواج کو موقوف کیا اور اس کو صرف اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص کر دیا۔ اور کہا کہ آپس میں ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنے کے لیے تعظیم کے اور طریقے اختیار کرو۔ اور سجدہ صرف اللہ کی بندگی اور اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے مخصوص کر دو تاکہ منعم حقیقی کی تعظیم میں اور دوسروں کی تعظیم میں فرق ہو جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سارے کنبہ کے ساتھ مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور کہا کہ اب آپ شہر میں چل کر انشاء اللہ اطمینان اور دل جمعی سے میرے ساتھ رہیے۔ ان سب نے یوسف علیہ السلام کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ان کے سامنے سر اتنا جھکا دیا کہ وہ زمین سے لگ گیا۔

Marfat.com

محسن اللہ ہے!

وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ
اور کہا اے میرے باپ یہ تعبیر ہے میرے خواب کی
مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَ
اس سے پہلے تحقیق کر دیا اس کو میرے رب نے سچ اور
قَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ
احسان کیا اس نے میرے ساتھ جب نکالا مجھ کو سے
السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ
قید خانے اور لایا تم کو گاؤں سے بعد اس کے
اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ
کہ گھس پڑا شیطان درمیان میرے اور میرے بھائیوں کے
اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ
تحقیق میرا رب آسانی کرنے والا ہے جس کے لیے چاہے
اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾
تحقیق وہ وہی جاننے والا حکمت والا ہے

وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ
اور کہا اے میرے باپ یہ میرے اس پہلے خواب کا بیان
مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَ
ہے میرے رب نے اس کو سچ کر دیا اور
قَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ
اس نے مجھ پر انعام کیا جب مجھ کو قید خانے
السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ
سے نکالا اور تم کو گاؤں سے لے آیا اور اس کے بعد
اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ
کہ شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں جھگڑا ڈال چکا تھا
اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ
میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے
اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾
بے شک وہی ہے خبردار حکمت والا

ماں باپ اور سارے بھائیوں نے جو حضرت یوسف علیہ السلام کا شکریہ اس زمانے کے رائج طریقے سے ادا کیا، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس خواب کو جو بچپن میں دیکھا تھا پورا کر دکھایا اور مجھ پر ہر مرحلے میں لطف اور احسان کیا۔ اوّل مجھے قید خانے سے نیک نامی کے ساتھ رہائی دلوائی پھر تم سب کو دیہات سے لا کر مجھ سے لا ملایا ورنہ شیطان نے تو میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈلنے کا پورا سامان کر لیا تھا واقعی اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے اور ہر کام کو بہترین طور پر انجام دینے سے خوب واقف ہے۔

Marfat.com

آخری تمنّا

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ

اے میرے رب تونے مجھے عطا کیا کچھ ملک اور سکھایا مجھ کو

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

باتوں کا مطلب بتانا اے بنانے والے آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِۚ

اور زمین کے تو ہی کارساز ہے میرا دنیا میں اور آخرت میں

تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ (۱۰۱)

موت دے مجھ کو مسلم اور شامل کر مجھ کو نیک لوگوں کے اندر

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ

اے میرے رب تونے مجھ کو کچھ حکومت دی اور مجھ کو

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

باتوں کا ہیر پھیر بتایا اے آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِۚ

زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے

تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ (۱۰۱)

مجھ کو اسلام پر موت دے اور مجھ کو نیک بختوں میں ملا دے

حضرت یوسف علیہ السلام نے گو ابتداءً تکلیفیں جھیلیں لیکن انجام اچھا ہوا تفسیروں میں لکھا ہے کہ سترہ سال کی عمر میں بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا۔ چالیس سال تک باپ سے جُدا رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے باپ سے دوبارہ ملایا تو سب مل جل کر ۲۴ سال تک ہنسی خوشی مصر میں رہے اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام ۲۳ سال دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔ تو اپنے رب کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا مانگی۔ کہ اے میرے رب تونے مجھ کو حکومت عطا کی اور خواب کی تعبیر کا علم دیا۔ بات کو ٹھیک سمجھنے کی قابلیّت عطا فرمائی۔ تیری قدرت بہت وسیع ہے۔ آسمانوں کو اور زمین کو تونے بنایا اور سنبھالا اور میرے سارے کاموں کا بنانے والا اور دنیا اور آخرت دونوں میں میرا سنبھالنے والا بھی تو ہی ہے۔ جیسے تونے میری دنیا سنواری آخرت بھی سنوار دے۔ اسلام پر وفات دے اور نیک لوگوں میں شامل کر دے۔

اللہ کے نیک بندے دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اپنے رب اللہ عزّ و جل کو نہیں بھولتے۔ وہ یاد رکھتے ہیں۔ کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ نبی تک بھی اللہ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ ہماری آخرت سنوار دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا حشر کر۔

Marfat.com

دلیلِ نبوّت

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ

یہ خبروں میں سے ہے غیب کی وحی کرتے ہیں ہم اس کو تیری طرف

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

اور نہ تھا تو ان کے پاس جب ٹھیرا رہے تھے وہ اپنا کام

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ

اور وہ چال چل رہے تھے اور نہیں اکثر لوگ

وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْــَٔـلُهُمْ

اگرچہ چاہے تو ایمان لانے والے اور نہیں مانگتا تو ان سے

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

اس پر کوئی بدلہ نہیں وہ مگر یاد دہانی

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

جہان والوں کے لیے

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ

یہ غیب کی خبریں ہیں جو تیرے پاس ہم بھیجتے ہیں

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

اور تو ان کے پاس نہیں تھا جب وہ اپنا کام ٹھیرانے لگے

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ

اور فریب کرنے لگے اور اکثر یقین کرنے والے نہیں ہیں

وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْــَٔـلُهُمْ

اگرچہ تو کتنا ہی چاہے اور تو اُن سے

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

اس پر کچھ بدلہ نہیں مانگتا یہ تو اور کچھ نہیں مگر سارے

ع ۱۱ ۵ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

عالم کو نصیحت

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصّہ یہود کے اکسانے پر پوچھا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس فصاحت اور بلاغت سے سنایا کہ سننے والے دنگ رہ گئے پھر کچھ ایسی باتیں بھی بتائیں جو یہود کو بھی معلوم نہ تھیں اور نہ ان کی کتاب میں ان کا ذکر تھا ارشاد ہے کہ تجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے یہ سارے واقعات پہلے معلوم نہ تھے ہم نے انہیں تیرے اوپر وحی کے ذریعے پردۂ غیب سے ظاہر کیا جب ان کے بھائی ایک منصوبہ سوچ رہے تھے اور چال بازی سے کام لینا چاہتے تھے تو تو ان کے پاس نہ تھا۔ جو کچھ تو نے بیان کیا۔ وہ ہمارے بتانے سے کیا۔ پھر انہیں اس قرآن کو ہماری بھیجی ہوئی کتاب ماننے میں کیا تامّل ہے۔ رسول ہونے کی ایک تو علامت یہ ہے کہ اُمّی ہو کر تو انہیں صحیح تاریخی واقعات بے دھڑک سنا رہا ہے دوسری یہ کہ تو ان سے ان معلومات کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔

Marfat.com

نشانیوں سے غفلت

وَكَاَيِّنْ	اور بہتیری
مِّنْ اٰيَةٍ	نشانیاں ہیں
فِي السَّمٰوٰتِ	آسمانوں میں
وَالْاَرْضِ	اور زمین میں
يَمُرُّوْنَ	گذرتے ہیں وہ
عَلَيْهَا	ان پر
وَهُمْ	اور وہ
عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾	ان سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں
وَ	اور
مَا	نہیں
يُؤْمِنُ	ایمان لاتے
اَكْثَرُهُمْ	اکثر ان کے
بِاللّٰهِ	اللہ پر
اِلَّا	مگر
وَهُمْ	اور وہ
مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾	شرک بھی کرتے ہیں

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اور آسمان میں اور زمین میں بہتیری نشانیاں

وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ

ہیں جن پر ان کا گذر ہوتا رہتا ہے اور وہ

عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ

ان پر دھیان نہیں کرتے اور بہت لوگ

اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر ساتھ ہی

مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

شرک بھی کرتے ہیں

كَاَيِّنْ: (بہت سی) یہ لفظ بھی کم کی طرح عربی میں مقدار یا تعداد ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

کفار مکہ کی ضد اور پرخاش پر انہیں ملامت کی جارہی ہے۔ ارشاد ہے کہ قرآن مجید کی آیتوں کو تو جھٹلایا ہی تھا۔ اللہ تعالےٰ کی اور نشانیوں کو بھی جو ان کے چاروں طرف آسمان اور زمین میں پھیلی ہوئی ہیں پس پشت ڈال دیا۔ یہ فقط اتنا چاہتے ہیں۔ کہ سرداری اور بڑائی ہمارے پاس رہے۔ اللہ کے ماننے سے ہماری یہ شان و شوکت جواب ہے کہاں رہیگی اس وقت ہمارے معبود ہمارے کام بنارہے ہیں۔ یہ سب کچھ چھوڑ کر ایک اللہ کے پجاری بن کر بیٹھ جائیں۔ تو یہ ہمارا سب کچھ کیا کرایا اکارت ہوتا ہے۔ ان پر دنیا کی حرص اور اپنی ہوا و ہوس غالب ہے۔ اور یہ اپنی کم عقلی سے سمجھتے ہیں کہ دنیا کے سارے کام جو ان کے خیال میں اتنے دیوتا مل جل کر کرتے تھے۔ اکیلا اللہ کیسے کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ بہت سی نشانیاں جو عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ ان کی طرف دھیان نہیں کرتے ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے بھی ہیں، تو اس کے ساتھ اوروں کو ضرور شریک کر لیتے ہیں؛

Marfat.com

اللہ سے ڈرو

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ

کیا اس سے بےخوف ہو گئے کہ آئے ان کے اوپر گھیر لینے والی چیز اللہ کے

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ

عذاب میں سے یا آجائے ان پر مقرر گھڑی

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اچانک حالانکہ وہ بےخبر ہوں

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ

کیا اس سے نڈر ہو گئے کہ ان کو اللہ کے عذاب کی

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ

ایک آفت آ ڈھانکے یا قیامت اچانک

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

آپہنچے اور ان کو خبر نہ ہو

غَاشِیَۃٌ (ڈھانک لینے والی) اسم فاعل مؤنث ہے غ ش ی سے غشی کے معنی ہیں ڈھانک لینا۔ چاروں طرف سے گھیر لینا۔

غَاشِیَۃٌ: کوئی چیز جو بالکل ڈھانپ لے اور سب طرف چھا جائے یہاں اس سے مراد عام آفت اور مصیبت ہے۔

ارشاد ہے کہ کیا یہ لوگ اس سے ڈرتے نہیں کہ ان کو کوئی ناگہانی آفت آ دبوچے اور ان کے پران خطا ہو جائیں۔ آخر ان کے پاس اس سے بچنے کی یقینی صورت کیا ہے۔ زلزلوں کے تباہ کن جھٹکے۔ آندھی، مینہ، بجلی، طوفان، دریاؤں اور سمندروں کی ہوش ربا طغیانی۔ وبا۔ آفتیں دیکھتے دیکھتے فوراً بے اطلاع آ کر گھیر سکتی ہیں اور یہ ان سے بچ نہیں سکتے۔ پھر اس قدر نڈر ہو کر کیوں بیٹھ گئے ہیں اور یہ کیوں سمجھنے لگے ہیں کہ ہم جو چاہیں کریں۔ ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا کے فنا ہونے کی گھڑی ایک دم آ جائے اور ان کے منہ اس کے ہول سے کھُلے کے کھُلے رہ جائیں اور ان کی آنکھوں کے سامنے سارا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جائے اور انہیں خبر تک نہ ہو۔ اس وقت سوا اس کے کہ بُری موت مریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

حقیقت میں انسان کی غفلت حیرت انگیز ہے۔ ہر سال کوئی نہ کوئی چھوٹی موٹی آفت آتی رہتی ہے۔ زلزلوں سے آدمی مکان، مویشی تباہ ہوتے رہتے ہیں۔ سیلاب میں ہر سال فصلیں، آدمی اور جانور غارت ہوتے رہتے ہیں۔ بیماریوں اور وباؤں کے حملے ہوتے رہتے ہیں لیکن واہ رے انسان! یہ اللہ عزوجل، اس کے رسول اور کتاب کا قائل ہی نہیں ہوتا اور خم ٹھونک کر کھڑا ہو جاتا ہے کہ جو مرے سو مرے آگے میں اس کا سب بندوبست کیے لیتا ہوں۔

Marfat.com

رسول کی راہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۫
کہہ یہ راہ ہے میری بلاتا ہوں میں طرف اللہ کے
عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ
دانائی پر میں اور جس نے میری پیروی کی
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ
اور پاکی بیان کرتا ہوں اللہ کی اور نہیں میں سے
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾
شرک کرنے والوں

وقف النبی علیہ السلام

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
کہہ دے میری راہ یہ ہے کہ اللہ کی طرف بلاتا ہوں
عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ
سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھ ہے
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ
اور اللہ پاک ہے اور میں شریک
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾
بنانے والوں میں نہیں

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ لوگوں سے صاف کہہ دیں کہ سن لو میرا راستہ یہی ہے جس پر میں چل رہا ہوں مجھے میری عقل نے وحی کی روشنی میں واضح دلیلیں دیکھ کر اور ان پر خوب غور کر کے بتایا ہے کہ میں پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ دنیا کے عقلمندوں کو دعوت دوں کہ صرف ایک اللہ کی طرف رجوع کریں۔ قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر پڑھیں، اور اللہ کی بابت جو کچھ اس نے بتایا ہے اس کو گرہ میں باندھیں اور اس کے **احکام کو دل و جان** سے بجالائیں۔

میں خود **اسی طریقہ پر چلتا ہوں اور خوب سمجھ کر چلتا ہوں**۔ اور جنھوں نے میرا راستہ اختیار کیا ہے۔ **انہوں نے بھی خوب سمجھ بوجھ کر** اختیار کیا ہے اور میں دل سے اللہ تعالیٰ کو ساری برائیوں سے اور عیبوں سے **پاک سمجھتا ہوں** اور اس کے ساتھ **کسی کو** شریک نہیں کرتا۔ جب اللہ کے سوا اپنی ذات اور صفات کے اندر **نقص و عیب** سے کوئی خالی نہیں تو پھر اس کا کوئی شریک نہ ذات میں ہو سکتا ہے اور نہ صفات میں۔ میں اللہ کے ماننے والوں میں **ہوں اور** اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

Marfat.com

پہلے رسول

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
اور نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد کہ
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ
وحی بھیجتے تھے ہم ان کی طرف بستیوں والوں میں سے
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
کیا پس نہیں سیر کی انہوں نے زمین میں پس دیکھتے وہ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے ان کے لیے جو
اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
پرہیزگار ہوتے کیا پس نہیں سمجھتے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
اور جتنے ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے وہ سب مرد ہی تھے
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ
بستیوں کے رہنے والے کہ ہم ان پر وحی بھیجتے تھے
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
سو کیا انہوں نے ملک کی سیر نہیں کی کہ دیکھ لیتے کہ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
اور آخرت کا گھر تو پرہیز کرنے والوں کے لیے
اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
بہتر ہے کیا اب بھی نہیں سمجھتے

ارشاد ہے کہ اے رسول تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجے۔ وہ شہر کے لوگوں میں سے ہی تھے ہم نے ان ہی میں سے انتخاب کرکے ایک کے پاس اپنی وحی بھیجنی شروع کردی۔ پچھلے لوگوں کے حالات جو ہم انہیں سنا رہے ہیں غلط نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے ملک میں گھوم پھر کر دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے چُنے ہوئے رسول کا کہنا جنہوں نے نہ مانا ان کا انجام بُرا ہوا۔ یہ لوگ دنیا کے جاہ و جلال پر لٹو ہیں۔ حالانکہ انہیں مرنا ہے۔ ان کو چاہیئے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کو سنواریں۔ دنیا کا خیال چھوڑیں۔ ان سے پہلے سب مرکھپ گئے دنیا کو چھوڑ گئے۔ کیا ان کے حالات سے عبرت حاصل کرنا انہیں نہیں آتا یہ سراسر ان کی عقل کا قصور ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں میں سے کوئی نبی نہیں ہوا اور نہ دیہاتیوں کو یہ رتبہ ملا اور رسول ہمیشہ شہری مردوں میں سے ہوئے:

Marfat.com

اللہ کی مدد

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْٓا
یہاں تک کہ جب مایوس ہونے لگے رسول اور گمان کیا
اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ
کہ ان سے جھوٹ کہا گیا آئی ان کے پاس ہماری مدد
فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا
پس بچا دیئے گئے جن کو ہم نے چاہا اور نہیں لوٹتا ہمارا عذاب
عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾
ان لوگوں سے جو گنہ گار ہیں

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا
یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے اور خیال کرنے
اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ
لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا ان کو ہماری مدد پہنچی
فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا
پھر ہم نے جن کو چاہا بچا دیا اور ہمارا عذاب
عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾
گنہ گار قوم سے نہیں پھرتا

پچھلی آیت میں کہا گیا ہے کہ پہلی قوموں کے حالات سُن کر اور ان کی آبادیوں کی تباہی کے آثار دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ یہاں ارشاد ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے گناہ کے بعد بھی دنیا جیسی تھی ویسی ہے تو دلیر ہوجاتا ہے اور پہلے سے بھی بڑھ کر آزادی کے ساتھ نامعقول حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ڈھیل ملتی رہتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ حالات بظاہر پہلے سے بھی زیادہ اچھے نظر آنے لگتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ اس سے تو میری اور میرے ساتھ ساری دنیا کی ترقی کے سامان ہو رہے ہیں۔ گناہوں کے ساتھ خوش حالی کو پائیدار اور آگے ترقی کرنے والی دیکھ کر اور عذاب کی کوئی علامت نہ پاکر رسولوں کو مایوسی ہوجاتی ہے کہ اب یہ لوگ ہماری ماننے والے نہیں، اور ان کے دل میں وسوسہ گذرنے لگتا ہے کہ کہیں ہم نے اللہ کا پیغام اور وعدہ وعید کے سمجھنے میں غلطی تو نہیں کی۔ جب یہ حالت پہنچ جاتی ہے، تو ہم اپنے رسولوں کے پاس اپنی مدد بھیجتے ہیں اور عام مصیبت لوگوں پر آ پڑتی ہے۔ پھر اس سے صرف وہی بچتے ہیں جنہیں ہم بچانا چاہیں۔ مجرم لوگ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ عذاب آنے کے بعد انہیں کوئی ہمارے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

Marfat.com

قصّہ کی غرض

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

البتہ تحقیق ہے ان کے قصہ میں عبرت عقل والوں کے واسطے

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ

نہیں ہے بات گھڑی ہوئی لیکن سچ کرنا

الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ

اس کا جو اس سے پہلے ہے اور کھول ہر چیز کا

وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (۱۱۱)

اور رہنمائی اور رحمت واسطے ان لوگوں کے جو ایمان لاتے ہیں

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

البتہ ان کے احوال پر اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل مندوں کو

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ

کچھ بنائی ہوئی بات نہیں یہ تو اس کلام کے موافق

الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ

ہے جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کا بیان اور

وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (۱۱۱)

ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

قرآن مجید ہمیں سکھاتا ہے کہ سننے دیکھنے اور سوچنے کی قوتوں سے ٹھیک طرح کام کرلو۔ وہ بتاتا ہے کہ دنیا میں بہت سی نشانیاں بھری پڑی ہیں۔ اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھو۔ خود زمین پر چل پھر کر پچھلے لوگوں کے بقیہ آثار بڑی عمارتوں کے کھنڈر آبادی کے اور دیگر نشانات دیکھو پھر ان سب کو بیٹھ کر سوچو کہ یہ سب چیزیں کس نے بنائی ہیں اور اس زمین پر جو لوگ ہم سے پہلے رہتے تھے انہوں نے کیا کیا اور وہ کہاں گئے۔ پچھلی آیت میں کہا گیا ہے کہ پہلی قوموں کے حالات سُن کر اور ان کی آبادیوں کی تباہی کے آثار دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ یہاں اگر تمہارا فکر ٹھیک کام کرتا ہے تو وہ ان سے یہی نتیجہ نکالے گا کہ ان سب چیزوں کو پہلے اور پچھلے لوگوں اور خود ہم کو اللہ عزوجل نے پیدا کیا۔ اسی نے اپنے رسول بھیج کر ہمیں پچھلے لوگوں کے حالات سنائے اور سنانے کے بعد کہا۔ کہ ان سب سے تم اپنے لیے مفید نتیجے نکالو۔ یہ گھڑی ہوئی کہانیاں نہیں ہیں۔ یہ انہی لوگوں کے حالات ہیں جو تم سے پہلے اس دنیا میں رہے۔ ان میں سے جنہوں نے بُرے کام کیے۔ وہ اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔ اسی پر قیاس کر کے سمجھ لو کہ تم بھی اگر بُرے کام کرو گے۔ تو انہی کی طرح عذاب پاؤ گے۔ قرآن مجید بھی پہلوں کے ... کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر شے کی بابت بتاتا ہے کہ یہ اچھی ہے یہ بُری۔ جو اس کی باتوں کو دل سے مانیں گے انہیں سیدھا راستہ مل جائے گا اور رحمت ان کے شامل حال ہو گی۔

Marfat.com

سُورۃ یُوسفؑ پر غور

سورۃ یوسف علیہ السلام پچھلے سبق میں ختم ہوئی اس کے بعد اس کے مضامین پر غور کرنے کا دور آتا ہے۔ قرآن مجید کی ہر سورت کو ترجمے اور تفسیر کے ساتھ سمجھ لینے کے بعد ہی اس پر غور کرنے کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اس کو بار بار پڑھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اس سے ہمارے لیے کیا کیا سبق حاصل ہوتے ہیں۔ یہی قرآن مجید کے نزول کی غرض ہے۔ کہ انسان اسے ہر وقت اپنے سامنے رکھے اور تلاوت کے ساتھ ساتھ مضمون کو سوچتا جائے اور اس کی روشنی میں اپنے اعمال اور ہو سکے تو دوسروں کے اعمال درست کرتا جائے۔

یہ سورت ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام کوئی وقتی چیز نہیں ہے کہ وقت گذرنے پر ختم ہو جائے بلکہ وہ ایک انسانی دستور العمل ہے۔ جو انسان کی پیدائش کے ساتھ دنیا میں شروع ہوا اور اس کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہوگا۔

ایک حیثیت سے قرآن مجید کو اگر رزم نامہ کہا جائے تو بجا ہے۔ یہ ہمارے سامنے اس جہاد کی تصویر کھینچتا ہے جو انسانیت کے سورماؤں نے برائی اور اس کے حامیوں کے ساتھ اختیار کیا۔ یہ بتاتا ہے کہ تمام مذاہب شروع ہی سے ایک سلسلہ کی کڑی ہیں اور سب کا مقصد انسان کو سیدھے راستے پر ڈالنا ہے۔ انسان دنیا کی ہوا و ہوس میں گرفتار ہو کر سیدھے راستے سے ہٹ جاتا ہے اور پھر کسی نہ کسی برائی کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ مذہب کی ہدایت اسے دلدل سے نکالنا چاہتی ہے اور اگر اس کی قسمت سیدھی ہے تو وہ نکل بھی آتا ہے۔

قرآن مجید نے ہر مذہب کا صحیح مقصد بتا کر ان کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیا ہے۔ اگر اس کی تعلیم پر عمل کیا جائے تو مذہبی اختلاف اور اس کی وجہ سے آپس کی کٹا چھنی دونوں غائب ہو جاتی ہیں۔

قرآن مجید کو یہ کہنا کہ یہ ان مذاہب کے خلاف ہے جو اس سے پہلے دنیا میں گذرے انصاف کا خون کرنا ہے البتہ یہ اُن غلط بیانیوں اور کج فہمیوں کے خلاف ہے جو زمانے والوں کی خود غرضی سے کسی مذہب میں داخل ہو گئی ہیں۔ یہ اُن سب غلطیوں کو دور کر کے صاف انسانی مذہب دوبارہ انسان کے سامنے پیش کرتا ہے اور قرآن مجید اس کا آئینہ دار ہے۔

Marfat.com

ہمیں اس سے کیا ملتا ہے؟

سورۂ یوسف اللہ کے ایک نبی کا اور اس کے گھرانے کا نقشہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے یعقوب علیہ السلام کے بارہ لڑکوں کے اندر مزاج کے اختلاف کی وجہ سے شروع ہی میں دو گروہ پیدا ہوگئے تھے۔ ایک گروہ میں یوسف علیہ السلام اور بنیامین دو بھائی تھے اور دوسرے گروہ میں باقی دس بھائی تھے، جو بڑے تنومند اور توانا تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ان سب کی صحیح اصول اسلام کے مطابق تربیت کرنا چاہتے تھے جس سے انسان ہر بات کا عزم و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اس مقابلہ میں اس کو مصیبتیں پیش آتی ہیں لیکن وہ صبر و تحمل کے ہتھیاروں سے کام لیتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعلیم سے اصل فائدہ اٹھانے والے ان کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام ہی نظر آتے ہیں۔ ان کی رفتار و کردار سے ان کے والد بھانپ لیتے ہیں۔ کہ یہ لڑکا ہونہار ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے اخلاق کا پورا پورا اثر لیا اور جدھر ان کو چلتے دیکھا۔ آپ بھی ادھر ہی چلنے کی کوشش کی۔ ایسے بچے سے ایسے باپ کا جس کا مقصد اولاد کی صحیح تربیت کرنا ہو، محبت کرنا لازمی امر ہے۔ دوسرے بیٹوں کا رجحان دنیا کی زندگی کی طرف زیادہ تھا اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ ہم دنیا کی زندگی کے ساز و سامان اپنی قوت و ہوشیاری سے زیادہ پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے ہم یوسفؑ سے افضل ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دین کی تکمیل کی اور ان کے بڑے بھائی دنیا کے دل دادہ ہو گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام میں دین کی برکت سے حلم، علم، فیاضی، فراخ حوصلہ اور صبر جیسے اچھے اخلاق پیدا ہوتے، بڑے بھائیوں میں دنیا کی نحوست نے حسد، خوف، گھبراہٹ، تنگ دلی، خود غرضی جیسے بُرے اخلاق نمودار ہوتے دونوں نے اپنے اپنے طریقے سے ان کی زندگی میں کام کیا۔ انجام یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اخلاق کی بلندی کی وجہ سے دنیا میں بھی بلند ہوتے چلے گئے اور ان کے بھائی اخلاق کی پستی کی وجہ سے نیچے گرتے چلے گئے اور آخر میں جا کر دیکھا کہ اچھے اخلاق والوں کی اطاعت کیے بغیر تو چارہ ہی نہیں ٭

Marfat.com

سُورۃ الرعد

یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی تیرھویں سورت ہے۔اس کے چھ رکوع ہیں۔رعد بادل کی گرج کو کہتے ہیں۔اس سورت میں اس کا ذکر آیا ہے اس لیے اس کا نام سورۃ الرعد ہے۔اس میں بھی مکّی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں۔دنیا میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ اللہ کی طرف سے ایک امّی پر جس نے کہیں تعلیم نہیں پائی تھی مسلسل تھوڑی تھوڑی مدت کے وقفہ سے ایک عظیم الشان کلام نازل ہوا جس میں انسانیت کے راز کو کھول کر سمجھا دیا گیا۔اور جس کے ذریعے دنیا والوں کو ایک مکمّل دستور العمل ہمیشہ کے لیے دے دیا گیا۔

اس سورت میں بھی اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔کہ یہ قرآن از سرتا پا سچی باتوں سے پُر ہے۔یہ سراسر حقیقت کا اظہار ہے۔یہ انسان کے پاس اس کے پیدا کرنے والے کا پیغام لے کر آیا ہے۔اللہ عزّوجلّ نے اپنے رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کتاب دے کر تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔اس لیے اس کی سچائی میں شبہ مت کرو۔یہ تم کو بتاتی ہے۔کہ عالم کی تمام چیزوں کو بنانے والا اور پیدا کرنے والا ایک اللہ عزّوجل ہے۔وہی بادلوں کو اکٹھا کرتا ہے۔اور مینہ برساتا ہے۔بادلوں کی کڑک اور گرج اسی کی حمد کرتی ہے۔فرشتے اس کی ثنا و صفت میں مشغول ہیں۔

انسان کو توجّہ دلائی گئی ہے کہ دنیا دار العمل ہے۔یہاں کے ہر کام کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔کہنا ماننے والوں کے لیے جنّت اور نافرمانوں کے لیے جہنّم تیار ہے۔قیامت کے دن ہر ایک کے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور جو جہاں کا مستحق ہے آسے وہاں بھیج دیا جائے گا۔

غرض اس سورت میں اللہ کی وحدانیت اور اس کی صفات کی تشریح کی گئی ہے۔اور پھر انسان کے لیے اللہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن، ملائکہ، جنّت، دوزخ پر ایمان لانا اس کی نجات کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے ؛

Marfat.com

(۱۳) سُوْرَۃُ الرَّعْدِ مَکِّیَّۃٌ (۹۶)

اٰیَاتُہَا ۴۳ - رُکُوْعَاتُہَا ۶

قرآن حق ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

الٓمّٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ ط وَ
الف۔ لام میم۔ را یہ آیتیں ہیں کتاب عظیم کی اور
الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ
جو اتارا گیا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے
الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ
حق ہے اور لیکن بہت سے لوگ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ①
نہیں ایمان لاتے

الٓمّٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ ط وَ
الٓمّٓرٰ یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور
الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ
جو کچھ تجھ پہ تیرے رب کی طرف سے اترا
الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ
سو حق ہے اور لیکن بہت سے لوگ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ①
نہیں مانتے

حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے ارشاد ہے، کہ یہ آیتیں جو تم اس سورت میں پڑھوگے ایک بڑی عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں اور یہ کلام جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا جا رہا ہے سچائی اور واقعیت سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس میں شک اور شبہ کی گنجایش ہو۔ پھر بھی اس پہ بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اگرچہ اس کی بے تصنع عبارتیں اور بے تکلف بیانات ان کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں لیکن دنیاوی خواہشیں اُن پر غالب آجاتی ہیں اور اس زندگی کی عارضی بہار ان کے انسانی جذبات کو اپنے اندر محو کر لیتی ہے۔

قرآن مجید حقیقت میں بڑی عظیم الشان کتاب ہے۔ اس کی کوئی بات دل کے صاف آدمی کو بناوٹی نظر نہیں آتی اور اس کا دل بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ واقعی یہ اللہ کا کلام ہے۔ جو لوگ اسے اللہ کا کلام نہیں مانتے۔ انہوں نے اصل میں اللہ کو نہیں پہچانا۔ قرآن مجید کی آیتوں پر غور کرنے اور کائنات کی پھیلی ہوئی نشانیوں پر گہری نظر ڈالنے سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

اللہ کی معرفت

اَللّٰہُ الَّذِی رَفَعَ السَّمٰوٰتِ
اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو
بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا ثُمَّ اسۡتَوٰی
بغیر سہارے کے دیکھتے ہو تم ان کو پھر قائم ہوا
عَلَی الۡعَرۡشِ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ
اوپر عرش کے اور کام میں لگائے سورج
وَ الۡقَمَرَ ؕ
اور چاند

اَللّٰہُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ
اللہ وہ ہے جس نے آسمان اونچے بنائے
بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا ثُمَّ اسۡتَوٰی
بغیر ستون کے جو تم دیکھ رہے ہو پھر
عَلَی الۡعَرۡشِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ
عرش پر قائم ہوا اور سورج اور چاند
وَالۡقَمَرَ ؕ
کو کام پر لگا دیا۔

عَمَدٍ (سہارا) ایسی چیز جس کے اوپر دوسری چیز ٹکی ہوئی ہو، جیسے ستون کہ جن پر چھت ٹکی ہوئی ہوتی ہے۔

ارشاد ہے کہ قرآن مجید اللہ عزوجل نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انسان کی ہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔ اس لیے پہلے اللہ تعالیٰ کو پہچانو تب کہیں قرآن عظیم کی قدر معلوم ہوگی۔ اللہ کا پہچاننا عقلمندوں کے لیے کچھ مشکل نہیں۔ اوپر آنکھ اٹھاتے ہی آسمان، سورج، چاند، ستارے نظر کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور عقل مند سوچتا ہے کہ یہ کہاں سے آئے۔ انہیں کس نے بنایا۔ یہ اوپر کیسے تھمے ہوئے ہیں۔ آخر اس کی عقل اسے بتاتی ہے۔ کہ ضرور اس کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، جو بڑی قدرت والا ہے۔ ہمیں تو آسمان اپنے اوپر چھایا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن کوئی سہارا ستون وغیرہ نظر نہیں آتا جس پر یہ تھما ہوا ہو۔

آیت میں ارشاد ہے۔ کہ یہ عقل کا فیصلہ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے۔ وہی انہیں تھامے ہوئے ہے۔ اور اپنے عرش عظیم سے جس پر وہ قابض ہے۔ سارے جہان کا انتظام کرتا ہے اور سورج اور چاند اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں ؛

Marfat.com

انتظامِ عالم

كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ
ہر ایک چلتا ہے وقت پر جو مقرر ہے تدبیر کرتا ہے اللہ
الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
کام کی کھولتا ہے نشانیاں تاکہ تم
بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾
ملنے کا اپنے رب کے یقین کرو

كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ
ہر ایک وقت مقرر پر چلتا ہے (اللہ) کام کی
الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
تدبیر کرتا ہے نشانیاں ظاہر کرتا ہے تاکہ تم
بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾
اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو

ارشاد ہے کہ سورج اور چاند اپنی اپنی مقررہ مدت کے مطابق چلتے رہیں گے۔ یہ اس نظام کے تحت ہیں جو اللہ عزوجل نے اپنے قدرت اور ارادے سے مقرر کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے سورج اور چاند کو ایک مقررہ قاعدے کے مطابق چلا رکھا ہے۔ اسی طرح تمام عالم کی چیزوں کے لیے اس نے قاعدے اور قانون مقرر کر رکھے ہیں۔ جن کے مطابق ہر چیز اپنا اپنا کام انجام دے رہی ہے۔ اس مکمل اور حیرت انگیز نظام کی نشانیاں اللہ عزوجل نے تفصیل کے ساتھ ظاہر کر دی ہیں۔ ان کے سمجھنے کے لیے انسان کو عقل دی پھر عقل کو سوچنے کا راستہ بتانے کے لیے اپنے رسول بھیجے اور ان پر کتابیں نازل کیں۔ ان رسولوں میں آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آخری کتاب قرآن حکیم ہے۔ جس کی آیتیں عقل انسانی کے لیے مکمل روشنی مہیا کرتی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس عالم کی اور چیزوں کے لیے کام کے قاعدے اور قانون مقرر ہیں۔ ایسے ہی انسان کے لیے بھی قاعدے اور قانون مقرر ہیں۔ اس کو ان کے مطابق سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے۔

نظامِ عالم سے ظاہر ہے کہ یہاں اسباب کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے نتیجے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے اعمال کے نتیجے بھی ظاہر ہوں گے۔ لیکن چونکہ دنیا میں پورے طور پر ظاہر نہیں ہونے پاتے۔ اس لیے ان کے لیے آخرت مقرر کی گئی ہے :۔

Marfat.com

زمین

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ
اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور
جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْهٰرًا ؕ
بنائے اس میں بوجھ اور نہریں

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ
اور وہی ہے جس نے زمین پھیلائی اور
جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْهٰرًا ؕ
اس میں بوجھ اور ندیاں رکھیں

اللہ عزوجلّ کے پہچان لینے کی نشانیاں انسان کے گرد ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں جس طرف نظر ڈالیے۔ اس کی قدرت کے کرشمے نظر آتے ہیں بشرطیکہ انسان کی عقل اس طرف متوجہ ہو، اوپر نظر اٹھاتے تو آسمان، سورج، چاند اور بے شمار ستارے زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارا بنانے والا بڑی قدرت والا ہے۔

اس کے علاوہ تم نیچے عالم دنیا پر نظر ڈالو۔ تو اس زمینی نظام میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں، جو اللہ کے پہچاننے کے لیے کافی ہیں۔ اوّل زمین نظر آئے گی جو دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں پہاڑ جگہ جگہ اپنے اپنے مقام پر جمے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی دریا بھی بہہ رہے ہیں۔ اس کو سوچو کہ یہ کس کا کام ہے۔ سوا اللہ کے کسی کے بس کا نہیں۔ کہ یہ زمین اور پہاڑ بنا سکے اور دریا بہا سکے۔ ان سب کا پایا جانا اس بات کی کھلی ہوئی نشانی ہے کہ اللہ عزوجلّ ان سب کا بنانے والا ہے۔ ورنہ پھر تم ہی بتاؤ کہ یہ کس نے بنائے کیا کوئی ہے۔ کہ ان کے بنانے کا دعویٰ کرے۔

جاؤ ساری کائنات میں سے ایک ایک چیز کا جائزہ لو، اس کی قوت کو جانچو۔ قدرت کا امتحان لو:
لامحالہ تم اس نتیجے پر پہنچو گے کہ کائنات میں سب سے افضل جاندار چیزیں ہیں اور جانداروں میں سب سے بڑھ کر انسان ہی دکھائی دیتا ہے۔ کیوں کہ اس کی عقل سب سے تیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن صحیح دماغ والے کسی انسان نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ زمین میں نے بنائی ہے ٭

Marfat.com

زمین کی پیداوار

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا
اور ہر ایک چیز پھل ہیں سے بنائے اس ہیں
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ
جوڑے دو دو قسم اوڑھاتا ہے رات کو
النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
دن پر تحقیق اس ہیں البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۳
ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا
اور اس ہیں ہر میوے کے جوڑے
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ
دو دو قسم رکھے ڈھانکتا ہے دن پر
النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
رات کو اس میں ان کے واسطے نشانیاں
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۳
ہیں جو دھیان کرتے ہیں

پہلی آیت میں ارشاد ہے کہ زمین۔ پہاڑ اور دریاؤں کا موجود ہونا ہی اللہ کے وجود کی روشن دلیل ہے۔ لیکن اس سے آگے بڑھو۔ تو دیکھو گے۔ کہ تمہارے کام کی ساری چیزیں بھی اسی میں پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی تم نے سوچا کہ انہیں کون پیدا کرتا ہے؟ انسان زیادہ سے زیادہ ہل چلا لیتا ہے۔ بیج ڈال دیتا ہے اور کبھی کبھی پانی بھی دے دیتا ہے۔ لیکن آگے یہ بالکل بے بس ہے۔ یہ اللہ ہی ہے۔ کہ اس سے پھل پیدا کرتا ہے۔ اور ہر پھل میں دو دو قسم کے جوڑے ہوتے ہیں۔ یعنی کھٹا میٹھا، چھوٹا، بڑا یا نر و مادہ۔ پھر دن رات کے نظام کی طرف خیال کرو۔ رات دن کو ڈھانک لیتی ہے۔ پھر دن رات کے اوپر چھا جاتا ہے۔ کیا کوئی ایسا بھی بے وقوف ہو سکتا ہے۔ جو خیال کرے کہ یہ آپ ہی آپ ہوتا رہتا ہے۔ نہیں ان سب واقعات کے اندر نشانیاں ہیں جنہیں وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جن میں سوچ فکر کی عادت بھی موجود ہے۔ ان کا فکر انہیں اس نتیجے پر پہنچا کر رہتا ہے کہ ان سب کا بنانے والا اور پھر ان میں ایک دوسرے سے تعلق پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔

Marfat.com

عجیب انتظام

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ
اور زمین ہی میں ہیں قطعات پاس پاس اور
جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِیْلٌ
باغات ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں
صِنْوَانٌ وَّ غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ
ایک جڑ والی اور نہ ایک جڑ والی سیراب کی جاتی ہیں ساتھ پانی
وَّاحِدٍ قف وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی
ایک کے اور ہم بڑھا دیتے ہیں ایک ان کا ایک
بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ط
پر پھلوں ہیں

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ
اور زمین میں پاس پاس ایک دوسرے کے قطعے ہیں اور
جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ
انگور کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں
صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ
ہیں جڑی ہوئی اور بے جڑی ہوئی ان کو ایک ہی پانی
وَّاحِدٍ قف وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی
دیا جاتا ہے اور ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں ایک کو
بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ط
ایک سے میووں ہیں

مُتَجٰوِرٰتٌ: پاس پاس جمع ہے مُتَجَاوِرَۃٌ کی جو اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے تَجَاوُرٌ سے جس کا مادہ ج۔و۔ر ہے۔ جوار کے معنی ہیں ہمسائیگی۔ تجاور ایک دوسرے کے پاس ہونا مُتَجَاوِرَۃٌ ایک دوسرے سے ..... ملے ہوئے ٹکڑے۔

زمین کے قطعے سب ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔ لیکن خاصیت ہر ایک کی الگ ہے۔ کوئی زرخیز ہے۔ کوئی شور ہے کسی میں میووں اور پھلوں کے باغ لگے ہوئے ہیں کسی میں کھیتیاں ہو رہی ہیں کہیں کھجوریں اُگی ہوئی ہیں۔ ایک جڑ ہیں سے کئی کئی بھی اور ایک جڑ میں سے ایک بھی۔ ان سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ لیکن پھل الگ الگ مزوں اور شکلوں کے پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی کھٹا کوئی میٹھا، کوئی پھیکا۔ ان سے ملے ہوئے زمین کے قطعات ہیں جو ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور ایک ہی سورج سے گرمی حاصل کرتے ہیں اور ایک ہی ماحول میں پلتے جاتے ہیں۔ انواع و اقسام کے پھل پیدا ہونا اللہ کی مشیت اور قدرت کی نشانیاں ہیں۔

Marfat.com

عقل کا کام

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے

یَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

جو عقل مند ہیں

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو

یَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

غور کرتے ہیں

انسان کی زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ کو پہچانے۔ اس کے پہچانے بغیر اس کی زندگی سوا اس کے کہ چند ناپائدار خوشی کی گھڑیوں کا دھندلا سا خاکہ اور کچھ رنج و مصیبت کے بکھیڑوں کا حقیقی مجموعہ ہوا اور کچھ نہیں، اللہ عزوجل کے سوا اس کے جذبات کو سیدھی ڈگر پہ ڈالنے والا، اس کی امیدوں کا پورا کرنے والا، اس کے ارمانوں کا سہارا اس کی تنہائی کا رفیق، اس کے دل کا تھامنے والا، مایوسی میں ڈھارس دینے والا، مصیبتوں میں کام آنے والا غرض ہر حالت میں اس کا ساتھی، نگران اور خبر گیراں کوئی نہیں۔

عقل مند انسان اللہ والوں کی کامیابی کی داستان سن کر ضرور اس بات کی معرفت کا طالب ہوگا کہ وہ ان حوادث کی تند و تیز آندھیوں میں اپنے ایمان کو صحیح و سلامت کیسے رکھ سکے۔ فرمایا اللہ کو پہچاننا چاہتے ہو تو اس کی کتاب یعنی قرآن مجید کی آیتوں پر غور کرو۔ یہ اسی نے تمہاری ہدایت کے لیے بھیجی ہیں۔ اس کے علاوہ آسمان، چاند، سورج تمہارے سامنے موجود ہیں۔ زمین تمہیں طرح طرح کے میوے، غلّے اور پھل دیتی ہے۔ گو زمین ایک ہے اور ایک ہی پانی سے سیراب ہوتی ہے۔ لیکن رنگ برنگ کے اور الگ الگ مزوں کے پھل پھول اُگاتی ہے۔

ان سب پر غور کرو۔ اگر عقل درست ہے تو تم اس میں بے شمار نشانیاں پاؤ گے جس سے دو نتیجوں پر پہنچنا اٹل ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ موجود ہے اور قادر مطلق ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان بھی زمین کی طرح اصل کے لحاظ سے ایک ہے۔ لیکن ہر فرد الگ الگ حیثیت رکھتا ہے۔ ہدایت سب کے لیے ایک ہے۔ لیکن اس کا اثر ہر ایک پہ مختلف ہے۔

Marfat.com

جائے تعجب

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ
اور اگر تو تعجب کرے تو عجیب بات ان کا یہ کہنا ہے
ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَ اِنَّا
کہ کیا جب ہم ہو گئے مٹی کیا ہم سچ مچ
لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۬ؕ
زندگی پائیں گے نئی

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ
اور اگر تو عجیب بات چاہے تو ان کا کہنا عجیب ہے
ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَ اِنَّا
کہ کیا ہم جب مٹی ہو گئے ہم نئے سرے
لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۬ؕ
سے بنائے جائیں گے

اس آیت میں انسان کے مرکر دوبارہ پیدا ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تمہیں ان کے دوسری مرتبہ پیدا ہونے کے انکار پر تعجب ہو تو واقعی یہ بات تعجب ہی کے قابل ہے۔ کیونکہ جس قادر مطلق نے پہلی بار انسان کو کھڑا کیا۔ اس کے نزدیک مرنے کے بعد دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہے۔ مٹی سے ہر وقت نئی نئی چیزیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ پھر وہ بگڑ جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے انہیں دوبارہ پیدا کر دیتا ہے۔

مکہ کے کافر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہ ماننے کے لیے بڑے بڑے بہانے کرتے تھے۔ بڑا بہانہ یہ کہ آپ سکھاتے ہیں۔ کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گا اور یہ عقل میں نہیں آتا ان کا یہ اعتراض اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم مرکر مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر نئے سرے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ کہ زمین و آسمان کے عجائبات میں غور کرنے کے بعد اور یہ دیکھنے کے بعد کہ زمین میں بے شمار چیزیں اللہ کی قدرت سے پیدا ہوتی رہتی ہیں اور بگڑتی رہتی ہیں۔ اور پھر اسی شکل اور صورت میں پیدا ہو جاتی ہیں جس میں وہ پہلے تھیں۔ انسان کی دوبارہ پیدائش میں شک کرنا بڑی عجیب بات ہے ۔

Marfat.com

ربّ کا انکار

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ
وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب سے
وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ
اور وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں
وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
اور وہ دوزخ والے ہیں وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤
اسی میں سدا رہیں گے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ
وہی ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے
وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ
اور وہی ہیں کہ ان کی گردن میں طوق ہیں
وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
اور وہ دوزخ والے ہیں وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤
اسی میں برابر رہیں گے

جو لوگ دنیا کے حیرت انگیز کارخانے کو دیکھتے ہیں۔ مگر اس سے اس کے قائم کرنے والے کو نہیں پہچانتے ان کی عقل راستے سے بھٹکی ہوئی ہے اور ان کے ہوش وحواس ایک تنگ دائرے میں قید ہیں۔ اس قید خانے کی دو کھڑکیاں یعنی آنکھ اور کان صرف اسی طرف کھلتی ہیں جس طرف دنیا کی لذتیں ہیں اس قید خانے کے کونے میں ایک مخصوص دروازہ ہے جس سے گلشن روح کی طرف راستہ جاتا ہے۔ ان کی عقل اس کی طرف رخ نہیں کرتی کیونکہ ان کے گلے میں خواہشوں کا طوق پڑا ہوا ہے ان کے ہاتھوں میں دنیاوی آرام کی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں نفسانی خواہشوں کی بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں جب دنیا میں ان کی عقل کا یہ حال ہے۔ تو آخرت میں یقیناً اللہ کے سامنے وہ لوگ کافر کی حیثیت سے پیش ہوں گے۔ ان کی گردن اور پاؤں میں وہی طوق، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لوہے کی بنا کر ڈال دی جائیں گی۔ اور ان کو اس حالت میں کشاں کشاں دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا اور وہاں ان بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہمیشہ جلا کریں گے ؎

Marfat.com

عذاب میں تاخیر

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے برائی پہلے بھلائی کے
وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ
حالانکہ گذر چکی ہیں ان سے پہلے بہت مثالیں
وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ
اور تحقیق تیرا رب البتہ مغفرت والا ہے
لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ
لوگوں کے لیے ان کے ظلم پر اور تحقیق
رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾
تیرا رب البتہ سخت عذاب والا ہے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
اور تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی مانگتے ہیں
وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ
اور ان سے پہلے بہت سی مثالیں گذر چکی ہیں
وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ
اور تیرا رب لوگوں کو باوجود ان کے
لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ
ظلم کے معاف بھی کر دیتا ہے اور بے شک
رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾
تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے

اَلْمَثُلٰتُ (عبرت ناک واقعے) مَثُلَۃٌ ایسا واقعہ جس کو دیکھ کر عبرت حاصل ہو۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ اس کو غنیمت نہیں سمجھتے۔ کہ عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔ اور اللہ عزّ وجلّ کے احکام بجالانے کی فرصت ملی ہوئی ہے۔ ان پہ اگر عذاب آگیا۔ تو پھر تو یہ نیست و نابود ہی ہوجائیں گے۔ پھر آخرت کے عذاب سے بچنے کی تیاری کیا کریں گے۔ اگر عذاب کا نمونہ دیکھنا ہی ہے تو اس کے لیے گزشتہ قوموں کی بستیوں کے کھنڈر جاکر دیکھ سکتے ہیں جو رسولوں کے ڈراوے کو خاطر میں نہ لاکر عذاب میں مبتلا ہوئے اور دنیا و آخرت دونوں میں روسیاہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ وہ انسان کو باوجود اس کی گستاخیوں اور تباہ کاریوں کے جلدی سزا نہیں دیتا۔ ان کے ظلم سے درگذر کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھے ہی نہیں اور ہٹ دھرمی پہ کمر باندھ لے تو وہ عذاب بھی بڑا سخت دیتا ہے۔

Marfat.com

معجزہ کی طلب

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ
اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے کیوں نہ
اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
اتاری گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ
بات یہی ہے کہ تو ڈرانے والا ہے اور ہر
قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ ع
قوم کے لیے ہدایت کرنے والا ہوا ہے

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ
اور کافر کہتے ہیں اس کے اوپر کوئی
اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
نشانی اس کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ
تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر
قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ ع
قوم کے لیے راہ بتانے والا ہوا

ع ١/٧

ارشاد ہے کہ کافر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ اللہ عزوجلّ کا رسول ہے۔ تو اسے کسی کے طلب کرتے ہی اس کی مطلوبہ نشانی فوراً دکھا دینی چاہیے۔ مثلاً چشم زدن میں زمین سے چشمے جاری کر دے۔ ایک ہرابھرا میووں سے لدا ہوا باغ فوراً پیدا کر دے۔ آسمان کا ٹکڑا توڑ کر گرا دے۔ اللہ عزوجلّ اور اس کے فرشتوں کو سامنے لا کھڑا کرے۔ سونے کا ایک گھر اپنے لیے فوراً تیار کر کے دکھا دے یا اُچک کر آسمان پر چلا جائے اور وہاں سے مکمل کتاب لا کر ہمارے سامنے رکھ دے۔ اس بے ہودہ بہانے کا جواب اس آیت میں انتہائی سنجیدگی اور متانت سے یہ دیا گیا ہے کہ ان سے کہہ دے۔ میں تو اللہ عزوجلّ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ فقط اس کا کلام سناتا ہوں۔ میرا یہی معجزہ ہے کہ ایسا فصیح و بلیغ قرآن تمہارے سامنے پیش کر دیا۔ حالانکہ میں پڑھا لکھا بالکل نہیں ہوں۔ اور پھر قرآن بھی ایسا کہ جس میں تمہارے لیے ہی نہیں ساری دنیا کے انسانوں کے لیے ہدایت کی ساری باتیں موجود ہیں۔ راحت کی زندگی بسر کرنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کہیں نہیں پاؤ گے جس میں عاقبت کی خیر بھی انعام میں ملے:۔

Marfat.com

اللہ کی صفات

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا
اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو
تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ
کمی ہوتی ہے رحموں میں اور جو زیادتی ہوتی ہے اور ہر چیز
عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ⑧ عٰلِمُ الْغَيْبِ
اس کے پاس اندازہ کے ساتھ ہے جاننے والا ہے چھپے
وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ⑨
اور کھلے کا بزرگ برتر

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا
اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ پیٹ میں رکھتی ہے اور جو
تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ
پیٹ سکڑتے ہیں اور جو بڑھتے ہیں اور اس کے
عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ⑧ عٰلِمُ الْغَيْبِ
ہاں ہر چیز کا اندازہ ہے پوشیدہ
وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ⑨
اور ظاہر کا جاننے والا سب سے بڑا برتر

انسان کے خیالات کبھی اصل ٹھکانے پر نہیں بیٹھتے۔ جب تک اسے اللہ عزوجل کا ٹھیک علم نہ ہو جائے اور وہ اس کی صفات اور اس کے ناموں کی صحیح معرفت حاصل نہ کر لے۔ جو لوگ رسالت کے قائل نہیں۔ ان کو در اصل اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل نہیں۔ وہ جیسے خالق ہے ویسے ہی ہادی بھی ہے۔ اپنی مخلوق کو صحیح راستہ دکھانا بھی اسی کا کام ہے۔ انسان کو صحیح راستہ دکھانے کے لیے فرشتوں، رسولوں اور آسمانی کتابوں کا موجود ہونا ضروری ہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ وہ سب چیزیں جانتا ہے۔ جو تم نہیں جانتے وہی جانتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے۔ نر ہے یا مادہ۔ پورا ہے یا ادھورا۔ خوبصورت ہے یا بدصورت۔ ایک ہے زیادہ۔ پوری مدت میں پیدا ہوگا یا کم زیادہ میں۔ زندہ ہوگا یا مردہ۔ وہ ہر چیز کو ہر حالت میں اس کے اندازہ اور استعداد کے موافق قائم رکھتا ہے۔ وہ ہر مخفی چیز سے واقف ہے۔ ہر کھلی چیز کو بھی جانتا ہے۔ اور وہ سب سے بڑا، بلند اور برتر ہے:

Marfat.com

ظاہر اور باطن

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ

برابر ہے تم میں جو چھپا کر کہے بات

وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ

اور جو پکار کر کہے اس کو اور جو وہ چھپ رہا ہے کہیں

بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾

رات میں اور جو چل پھر رہا ہے دن میں

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ

تم میں جو آہستہ بات کہے ۔ اور جو

وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ

پکار کر کہے اور جو رات میں چھپ رہا ہے

بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾

اور جو دن کو گلیوں میں پھر رہا ہے برابر ہے

مُسْتَخْفٍ (چھپنے والا) اصل میں مُسْتَخْفِیٌ ہے جو اسم فاعل ہے اِسْتِخْفَاءٌ سے جس کا مادہ خ۔ف۔ی ہے۔ خَفِیٌّ۔ خِفَاءٌ کے معنی چھپنے کے ہیں۔ اِسْتِخْفَاءٌ کے معنی ہیں چھپنے میں اور زیادہ اہتمام کرنا۔ مثلاً اندھیرے میں بھی کسی کونے کی اوٹ میں یا کوٹھڑی میں دب جانا۔

سَارِبٌ (راستے پر چلنے والا) اسم فاعل ہے سَرْبٌ سے۔ سَرْبٌ کے معنی راستہ کے ہیں۔ اور جب مصدر ہو، تو اس کے معنی راستہ پر چلنے پھرنے کے ہیں۔ سَارِبٌ: گلیوں، سڑکوں وغیرہ میں پھرنے والا۔

کوئی بات کو کتنا ہی چھپا کر کہے، اللہ کو اس کا ایسا ہی علم ہے جیسا کہ اس بات کا جسے وہ آواز بلند پکار کر کہتا ہے اور سننے والوں کو تو اسی بات کا علم ہو سکتا ہے جسے کوئی پکار کر کہے لیکن اللہ عزوجل کے نزدیک آہستہ دبی آواز سے بات کہنے والا اور پکار کر اعلان کرنے والا دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح وہ شخص جو اندھیری رات میں بند کوٹھڑی کے اندر کسی کونے میں چھپ رہا ہے اور وہ شخص جو دن میں کھلے بندوں گلی کوچوں اور بازاروں میں پھر رہا ہے۔ اللہ کے علم میں دونوں بالکل برابر ہیں۔ جیسا وہ پہلے شخص کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ اسی طرح وہ دوسرے شخص سے واقف ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے میں اور انسان کے سننے والا، دیکھنے والا ہونے میں فرق سمجھ لو۔

Marfat.com

قومی تنزّل کا قانون

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

اللہ کے پہرہ دار ہیں انسان کے آگے اور

مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

اس کے پیچھے حفاظت کرتے ہیں اس کی اللہ کے حکم سے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى

تحقیق اللہ نہیں بدلتا جو کسی قوم کے پاس ہے یہاں تک

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

کہ وہ بدلیں جو کچھ ان کے دلوں میں ہے

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے آگے اور

مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

اس کے پیچھے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى

اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے

مُعَقِّبٰتٌ رباری باری آنے والے اسم فاعل مُعَقِّبٌ کی جمع الجمع ہے۔ پہلی جمع مُعَقِّبَۃٌ پھر اس کی جمع مُعَقِّبَاتٌ۔ مُعَقِّبٌ، تَعْقِیْبٌ سے بنا ہے جس کا مادہ ع۔ق۔ب ہے۔ عقب کے معنی پیچھے کے ہیں۔ تعقیب کے معنی ہیں ایک کے بعد دوسرے کا آنا یہاں اس سے مراد فرشتے ہیں جو اللہ کی طرف سے انسان کی حفاظت کے لیے مقرر ہیں۔

قوموں کی ترقی ظاہری اسباب کی بدولت ہوتی ہے۔ خوش حالی، امن، چین، دولت، قوت، سبھی کچھ ملتا ہے۔ مگر باطنی اسباب یعنی فرشتے وغیرہ برابر ان کی مدد میں لگے رہتے ہیں۔ جب تک کسی قوم کے افراد کی اکثریت اپنا چال چلن درست رکھتی ہے۔ اس قوم کا تنزّل نہیں ہوتا۔ لیکن اکثر افراد کی نیّتیں خراب ہو جائیں تو پھر قوم کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔

قوم کے زوال کی علامتیں دیکھ کر سمجھ جانا چاہیئے۔ کہ اس کے افراد بے ہودہ خیالات اور تباہ کن عادات میں پھنس گئے ہیں۔ اگر اس کا تدارک قوم نے مجموعی طاقت سے کر لیا تو پھر سنبھل جائے گی۔ ورنہ اگر خوابِ غفلت میں محو ہو گئی۔ تو رفتہ رفتہ ادبار اور مصیبت چاروں طرف سے گھیر لیں گے اور پھر کچھ بنائے نہ بنے گا۔

Marfat.com

قانون کی تشریح

وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا

اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا

فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۚ وَ مَا لَہُمْ

تو پھر نہیں ٹلتا اس کے لیے اور نہیں ان کا

مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ ⑪

سوا اس کے کوئی والی

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا

اور جب اللہ کسی قوم پر آفت لانی چاہتا ہے

فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۚ وَ مَا لَہُمْ

تو پھر نہیں پھرتی اور اس کے سوا

مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ ⑪

ان کا کوئی مددگار نہیں

یہ پچھلی آیت کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ ساری آیت ملا کر قوموں کے عروج و زوال کا اصل قانون بتاتی ہے اللہ عزوجل انسان کی ہر حالت سے واقف ہے۔ جو وہ کہتا ہے خواہ پکار کر کہے یا چپکے سے اللہ اسے سنتا ہے وہ چاہے کہیں ہو۔ اندھیرے میں ہو یا اجالے میں ہو۔ اللہ اس کو برابر دیکھتا ہے۔ پھر اس کے حکم سے فرشتے اس کی ہر حال میں نگہبانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو سن کر ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنا چال چلن درست رکھے۔ ہر حال میں اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے اور یقین کرلے کہ اس کا ہر کام فرشتے لکھ رہے ہیں۔ اس کو ان کا نتیجہ قیامت کے دن بھگتنا ہوگا۔

قوم کی بہبودی کا قانون اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر قوم کے اکثر افراد اپنا چال چلن درست رکھیں گے تو قوم کی حالت درست رہے گی۔ اور اگر اکثر افراد بگڑ جائیں گے تو قوم بگڑ جائے گی۔ اور اس کا وبال ہر شخص پر پڑے گا۔ افراد کی اکثریت کے بگڑنے کے بعد سمجھ لینا چاہیئے کہ قوم کے زوال کا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ عزوجل کا قانون اس کے حکم کے مطابق اس پر جاری ہوگا۔ اس کی بابت آیت میں ارشاد ہے۔ افراد کے اعمال کی شامت کی وجہ سے جب اللہ عزوجل کسی قوم کو گرانے کا ارادہ کرلے تو پھر اسے اس کے غضب سے کوئی بچانے والا نہیں ؛

Marfat.com

خوف اور امید

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا
وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈراونی
وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ
اور امید بھری اور اٹھاتا ہے بادل
الثِّقَالَ (۱۲) وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ
بوجھل اور تسبیح کرتا ہے رعد اس کی خوبیوں کے ساتھ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ
اور فرشتے اور اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے
الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ
کڑک دار بجلیاں پس گراتا ہے ان کو جس پر چاہے
وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ
اور وہ جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں اور وہ
شَدِيْدُ الْمِحَالِ (۱۳)
سخت ہے گرفت میں

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا
وہی ہے کہ تم کو بجلی دکھاتا ہے ڈراونی
وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ
اور امید بھری اور بھاری بادل
الثِّقَالَ (۱۲) وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ
اٹھاتا ہے اور گرجنے والا اس کی خوبیاں پڑھتا ہے
وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ
اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے
الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ
کڑک دار بجلیاں پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے
وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ
اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں اور اس
شَدِيْدُ الْمِحَالِ (۱۳)
کی پکڑ سخت ہے

وہ نفع اور نقصان دونوں پہنچا سکتا ہے۔ تم بجلی کو چمکتے ہوئے دیکھتے ہو، تمہارے دل اس سے دہشت بھی کھاتے ہیں اور بڑے بڑے فائدے پہنچنے کی امید بھی رکھتے ہیں۔ اللہ اس کے ساتھ بھاری بھاری موسلا دھار مینہ والے بادل آسمان پر اٹھاتا ہے۔ کڑک کی آواز سنتے ہو۔ یہ فرشتہ ہے جو اللہ کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔ باقی فرشتے سہم کر اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ کڑک کے ساتھ کبھی بجلی بھی اللہ جس پر چاہے گرا دیتا ہے۔ باوجود ان کھلم کھلا نشانیوں کے لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور رسولوں کا کہنا نہیں مانتے۔ یاد رکھو اللہ کی پکڑ سخت ہے ؛

Marfat.com

پکارنا کسے چاہیئے

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

اسی کے لیے ہے پکارنا ٹھیک جن کو پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

اسے چھوڑ کر وہ نہیں جواب دیتے انہیں کچھ

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ

مگر جیسے کہ پھیلانے والا ہے دونوں ہاتھ کا پانی کی طرف تاکہ پہنچ جائے

فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا

اس کے منہ تک اور نہیں وہ اسے پہنچنے والا اور نہیں

دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

پکار کافروں کی مگر گمراہی میں۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

اسی کا پکارنا سچ ہے اور جن لوگوں کو اس کے

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

سوا پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہیں آتے

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ

مگر جیسے کسی نے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے کہ اس کے

فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا

منہ تک آ پہنچے اور وہ اس تک کبھی نہ پہنچے گا۔ اور

دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے

ارشاد ہے کہ جب تم نے سن لیا کہ نفع اور نقصان صرف اللہ عزوجلّ ہی پہنچا سکتا ہے اس کے سوا کچھ کسی کے بس میں نہیں تو اب بتاؤ کہ مدد کے لیے کسے پکارنا چاہیئے۔ جب یہ حقیقت واضح ہوگئی۔ کہ ساری چیزوں کا جاننے والا صرف وہی ہے اور چھپے اور کھلے سارے حالات سے وہی واقف ہے۔ اسی میں لینے دینے کی طاقت، نقصان اور دکھ، سکھ پہنچانے کی قدرت ہے تو پھر اب دوسروں کو اپنا معبود کیوں بناتے ہو اور ضرورت کے وقت کسی اور کے آگے ہاتھ کیوں پھیلاتے ہو۔ بے بس اور بے اختیار چیزوں کے پکارنے کی تو وہی مثل ہوئی۔ جیسے کوئی شخص کوئیں، نہر، حوض بلکہ پانی سے بھرے ہوئے مٹکے، گلاس وغیرہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو جاتے اور پانی سے کہے کہ میرے حلق میں آجا۔ وہ لاکھ سر مارے، پانی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں، اور نہ وہ پانی یہ بتا سکتا ہے کہ اگر مجھے اپنے حلق میں پہنچانا ہے اور پیاس بجھانی ہے تو اس کے لیے تدبیر کرو۔ اور درحقیقت اللہ کی دی ہوئی عقل سے کام لینا اللہ ہی کو پکارنا ہے۔ ظاہری چیزوں کو دیکھ کر اللہ کو بھول جانا گمراہی ہے۔ سب کام اللہ عزوجلّ ہی بناتا ہے۔

Marfat.com

کارساز اللہ ہے

اس سورت میں شروع سے یہ بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ اللہ کی معرفت عقل مند کے لیے آسان ہے۔ کیوں کہ اس عالم میں ہر چیز زبان حال سے اللہ عزّوجلّ کے وجود کی گواہی دے رہی ہے۔ سورج، چاند ان کی منظم رفتار عالم کا مجموعی نظام یہ سب انسان کی نگاہ کے سامنے ہے۔ پھر یہ وسیع زمین جو دور دراز تک پھیلی ہوئی ہے جس میں اونچے اونچے پہاڑ جمے ہوئے کھڑے ہیں، دریا بہہ رہے ہیں۔ انواع و اقسام کے پھل مختلف مزوں کے میوے پیدا ہو رہے ہیں۔ کبھی دن ہے کبھی رات ہے۔ یہ سب بجائے خود صانع کی قدرت کا پتہ دے رہے ہیں۔ ہر قسم کی سبزی اپنے اپنے موسموں میں موجود ہو جاتی ہے۔ پھر ختم اور نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے عقل مند یہ نتیجے نکالے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اللہ یقیناً موجود ہے۔ اور یہ سب اسی کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ قرآن مجید جو ان مظاہر کو اللہ عزّوجلّ کے وجود کی قطعی علامتیں بتاتا ہے۔ یقیناً حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ اس لیے اس کی ہر بات بے چون و چرا قابل تسلیم ہے۔ اس نے جو ہمیں بتایا ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہوگا یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔

ایسے قادر مطلق کو جس نے یہ سارا کارخانہ بنایا ہے چھوڑ کر کسی اور چیز کے سامنے اپنی التجا لے جانا گمراہی ہے۔ جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے اور مادی چیزوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ چیزیں ان کا کچھ کام نہیں بنا سکتیں۔ ان سے تم اسی وقت کام لے سکتے ہو۔ جب اللہ عزّوجل کے مقرر کیے ہوئے قاعدوں کے مطابق ان تک پہنچو۔ اللہ تعالےٰ کو کارساز اور حقیقی پکار سننے والا ماننے بغیر پانی کو پکارنا کہ میرے حلق میں آجا اور میری پیاس بجھا، میووں اور پھلوں سے کہنا کہ اٹھ کر آؤ اور میرے منہ میں داخل ہو کر میرا پیٹ بھرو زمین کے اجزاء سے کہنا کہ اٹھ کر میرے مکان بناؤ یہ سب فضول پکار ہے۔ کام جبھی ہوگا۔ جب اللہ تعالےٰ کے مقرر کیے ہوئے قاعدوں سے کام لو گے، ورنہ یوں چیخنا سراسر گمراہی ہے۔ یہی اللہ کا پکارنا ہے، چاہے مانو یا نہ مانو اور وہی چاہے گا تو تمہاری کوشش کامیاب ہوگی ؛۔

Marfat.com

اللہ کی تابعداری

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
اور خالص اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے
وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ
اور زمین میں خوشی سے اور دباؤ سے اور پرچھائیاں ان کی
بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿١٥﴾ السجدۃ
صبح اور شام

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
اور جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے اللہ ہی
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ
کو سجدہ کرتا ہے خوشی سے اور دباؤ سے اور ان کی
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾ السجدۃ
پرچھائیاں صبح اور شام

عالم میں انواع و اقسام کی مخلوقات ہے اور ساری کی ساری اللہ کے مقرر کردہ نظام کے تابع ہے۔ کوئی چیز اس قانون کے باہر نہیں جا سکتی جو اس کے لیے مقرر ہے۔ کوئی اللہ کو مانے یا نہ مانے لیکن ہے اس کے حکم کے ماتحت۔

بعض عقل مند عالم کے اس عجیب نظام کو دیکھ کر اللہ کو پہچان لیتے ہیں اور اس کو دل سے مان لیتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ جب ہم اس مقرر نظام سے نکل نہیں سکتے۔ تو پھر اس کے قائم کرنے والے کا زبان سے اقرار کیوں نہ کریں اور دل سے اس کو یکتا اور وحدہٗ لاشریک لہ کیوں نہ مانیں۔

چنانچہ وہ اپنی پیشانی عاجزی کے ساتھ اس کے سامنے زمین پر رکھتے ہیں۔ بعض لوگ اللہ کو ماننا ضروری نہیں سمجھتے لیکن وہ بھی اس کے مقرر کیے ہوئے قانون کے سامنے زبردستی سر جھکائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ان کی پرچھائیاں بھی صبح و شام زمین پر پڑتی ہیں اور اپنی اس روش کو بدل نہیں سکتیں یعنی وہ بھی اللہ کے قانون سے باہر نہیں جا سکتیں اور زبانِ حال سے اقرار کر رہی ہیں۔ انسان ایسی مخلوق ہے جو ارادہ اور اختیار رکھتی ہے۔ اس لیے اسے علاوہ بریں اس کے سامنے اپنے ارادے اور اختیار سے بھی سر جھکانا چاہیئے۔

یہ آیت سجدہ ہے جو اس کو پڑھے یا سنے اسے سجدہ کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

توحید

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کہہ کون ہے رب آسمانوں کا اور زمین کا

قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَ فَاتَّخَذْتُمْ

کہہ اللہ ہے کہہ کیا پس بناتے ہو تم

مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ

اس کو چھوڑ کر حمایتی جو بس نہیں رکھتے

لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

اپنی جانوں کے لیے نفع پر اور نہ نقصان پر

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

پوچھ آسمان اور زمین کا رب کون ہے

قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ

کہہ دے اللہ ہے کہہ پھر کیا تم نے اس کے سوا ایسے

مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ

حمایتی پکڑے ہیں جو اپنے بھلے اور

لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

برے کے مالک نہیں

ہر شخص کے دل میں یہ سوال کبھی نہ کبھی ضرور خلفشار پیدا کرتا ہے کہ یہ آسمان اور زمین آخر کس نے بنائے اور ان کا تھامنے والا اور پرورش کرنے والا کون ہے؟ اس لیے اس آیت میں یہ سوال اور اس کا صحیح جواب دونوں ایک ساتھ آمنے سامنے رکھ دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ اسی کے اوپر اس کی اپنی پریشان خیالی کا علاج موقوف ہے۔ اس کو ادھر اُدھر بھٹکتے پھرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ خود اپنی احتیاج کی وجہ سے کسی اپنے سے قوی تر کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ اس لیے اسے صاف صاف بتا دیا گیا۔ کہ اللہ آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے۔ اور ساری کائنات انہیں کے اندر محصور ہے۔ اور سب پر اسی کا حکم جاری ہے۔ انسان کی ساری ضرورتیں اسی کے ذریعے پوری ہوتی ہیں۔ آسمان سے مینہ برستا ہے، اس کی بدولت زمین سے پھل، غلے، ترکاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ پھر انسان اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کا سہارا کیسے لے سکتا ہے۔ عالم کی کوئی چیز اسے خود بہ خود نفع نہیں پہنچا سکتی نہ ضرر دے سکتی ہے۔ اس کے سوا پھر کسی کو اپنا مددگار کیسے مانا جا سکتا ہے؟

Marfat.com

صاف فیصلہ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ
کہہ کیا برابر ہے اندھا اور سوانکھا
اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ
یا کیا برابر ہیں اندھیرے اور اُجالا
اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
یا بناتے ہیں اللہ کے لیے شریک کہ پیدا کیا انہوں نے
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ
اس کی خلق کی طرح پس مل جل گئی خلق ان پر
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ
کہہ اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہے
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ⑯
یکتا زبردست

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ
کہہ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتا ہے
اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ
یا اندھیرا اور اجالا کہیں برابر ہے
اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
کیا انہوں نے اللہ کے لیے شریک ٹھیرائے ہیں کہ انہوں نے بھی کچھ پیدا کیا ہے
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ
جیسے اللہ نے پیدا کیا پس ان کے نظر میں پیدائش مشتبہ ہوگئی
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
کہہ دے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ⑯
اکیلا زبردست

ارشاد ہے کہ جب اللہ کے برابر کوئی عالم نہیں اور نہ کسی میں اس جیسی قدرت تو پھر کسی کو اس کے برابر ٹھیرانا ایسا ہی ہے جیسے نابینا اور بینا کو ایک دوسرے کے برابر قرار دینا یا اندھیروں کو اجالے کا ہم پلہ ماننا کیا کسی اور نے بھی اللہ عزوجل کی طرح کوئی مخلوق بنائی ہے؟ جب کسی اور نے کوئی ایسی مخلوق بنائی ہی نہیں تو پھر اب شبہ کی گنجائش کہاں رہی، جس نے بنائی وہی پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ وہ اعلان کردیں کہ ہر چیز کا بنانے والا اللہ ہے۔ اور وہ ذات وصفات میں یکتا ہے اور کوئی اس کے برابر نہیں۔ اور اسی کے تصرف میں دنیا کی ساری چیزیں ہیں :-

Marfat.com

کوڑا کرکٹ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ

اتارا اس نے آسمان سے پانی پس بہے

اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ

ندی نالے اپنے اپنے اندازے سے پھر اٹھا لیا نالے کی رو نے

زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ

جھاگ جمع ہونے والا اور اس سے کہ جلاتے ہیں

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ

جس پر آگ حاصل کرنے کو زیور یا

مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ

سامان جھاگ ہیں اسی جیسے

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ

اس نے آسمان سے پانی اتارا پھر نالے بہنے

اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ

لگے اپنی اپنی مقدار کے موافق پھر وہ نالہ پھولا ہوا

زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ

جھاگ اوپر لے آیا اور جس کو آگ میں زیور یا

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ

اسباب کے واسطے دھونکتے ہیں اس میں بھی

مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ

ویسا ہی جھاگ ہے

اس آیت میں ایک واقعہ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جس سے آگے حق اور باطل کی اصلیت واضح کی جائے گی۔ ارشاد ہے کہ اللہ آسمان سے بارش برساتا ہے۔ پانی نیچی زمینوں میں جمع ہو کر بہنے لگتا ہے۔ آگے چل کر اس پانی کی سطح پر بہت سا کوڑا کرکٹ جمع ہو جاتا ہے اور پانی کو ڈھانک کر اس کے ساتھ ساتھ بہنے لگتا ہے۔ اسی طرح زیور یا اور سامان بنانے کے لیے کچی دھات کو آگ پر پگھلاتے ہیں۔ تو اس کی سطح پر میل کچیل جھاگ وغیرہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہی حال شربت وغیرہ پکانے کے وقت ہوتا ہے کہ اس پر میل جمع ہو جاتی ہے۔ پانی کا یہ کوڑا کرکٹ دھات وغیرہ کی یہ اوپر کی میل کچیل نکمی اور بیکار چیزیں ہیں، ان کو قابل توجہ نہیں سمجھا جاتا۔ اصل چیز جو کام کی ہے اور جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہے۔ وہ پانی یا دھات ہے جو ان کوڑے کرکٹ اور پھولے ہوئے جھاگوں کے نیچے ہے چنانچہ ان اوپری چیزوں کو پھینک دیا جاتا ہے اور کام کی چیز کام میں آتی ہے یہ کوڑا کرکٹ اور جھاگ خواہ بظاہر اصل چیز کو بالکل ڈھانپ لیں اور اس کے اوپر چھا جائیں آخر کار مٹ جاتے ہیں اور اس کے نیچے اصل چیز رہ جاتی ہے:

Marfat.com

حق اور باطل

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ
اس طرح بیان کرتا ہے اللہ سچے اور جھوٹے کو
فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ
پس لیکن جھاگ سو جاتا رہتا ہے پھک پھکا کر
وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ
اور لیکن جو نفع دیتا ہے لوگوں کو پس ٹھیر جاتا ہے
فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ
الْاَمْثَالَ ۭ (۱۷)
مثالیں

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ
اللہ حق اور باطل کو یوں بیان کرتا ہے
فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ
سو وہ جھاگ تو سوکھ کر جاتا رہتا ہے
وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ
اور وہ جو لوگوں کے کام آتا ہے وہ زمین میں
فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
باقی رہتا ہے۔ اللہ اس طرح مثالیں بیان
الْاَمْثَالَ ۭ (۱۷)
کرتا ہے

یَضْرِبُ (بیان کرتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے ضَرْبٌ سے۔ ضرب کے معنی مارنا، چوٹ لگانا، ٹھوک پیٹ کر مضبوط کرنا، قدم جما جما کر چلنا۔ زوردار طریقے سے کسی چیز کو بیان کرنا یہاں یہی پچھلے معنی مراد ہیں۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزّوجلّ انسان کو سمجھانے کے لیے ایسی ہی مثالیں بیان کرتا ہے۔ اس سے سمجھ لو کہ کام کی چیزوں کے ساتھ نکمی چیزیں اور سنہری چیزوں کے ساتھ گندی چیزیں دنیا میں برابر دیکھی جاتی ہیں۔ اسی طرح حق کے ساتھ باطل، ایمان کے ساتھ شک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور کچھ دن چلتے ہیں لیکن انجام کار حق کے سامنے باطل نہیں ٹھیرتا۔ ایمان کے مقابلے میں کفر غارت ہو کر رہتا ہے یقین شک و شبہات سے پاک ہو جاتا ہے جیسے ندی نالوں کے جھاگ پانی کے زور میں ادھر اُدھر پھینک دیئے جاتے ہیں اور اصل چیز یعنی صاف پانی زمین میں ٹھیر جاتا ہے اور زمین کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی طرح حق انسان کے کام آتا ہے۔ ایمان نفع پہنچاتا ہے یقین دل کو قوی کرتا ہے اور باطل کفر اور شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

انجام

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى

ان لوگوں کے لیے جنہوں نے بات مانی اپنے رب کی بھلائی ہے

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ

اور وہ جنہوں نے نہ مانی بات اس کی اگر یہ ہو کہ

لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

ان کے پاس جو زمین میں ہے سب ہو اور اتنا ہی

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اس کے ساتھ تو بدلہ میں دیدیں اس کو وہی ہیں جن کے لیے

سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾

اور وہ برا بستر ہے

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وقف النبی علیہ السلام

جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے لیے بھلائی ہے

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ

اور جنہوں نے ان کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس

لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

جو کچھ زمین میں ہے سارا ہو اور اتنا ہی

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

ان کے ساتھ اور تو سب دے ڈالیں اپنے بدلے میں ان لوگوں کے

سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

لیے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ ع ۸ النصف

اور وہ برا بچھونا ہے

ارشاد ہے کہ جو لوگ رسولوں کے کہنے اور قرآن کی آیات پر غور کرنے سے اصل بات کو مان لیتے ہیں اور اپنے رب کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے حق کو پہچان لیا۔ اب یہ ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں بڑا نفع پہنچائے گا لیکن جنہوں نے اپنے رب کی بات نہ مانی مرنے کے بعد وہ خالی ہاتھ ہوں گے وہاں انہیں دنیا کے ساز و سامان کی حقیقت معلوم ہوگی۔ کہ وہ محض کوڑا کرکٹ اور میل کچیل تھا جو اصلی باتوں کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ اس دن اگر وہ سارے کا سارا ان کے پاس ہوتا۔ بلکہ اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہوتا۔ تو وہ اس کو اپنی جان عذاب سے چھڑانے کے لیے فوراً دے ڈالتے لیکن اب وہ ان کے پاس کہاں۔ اس دن انہیں اپنی غلطیوں کا کڑا حساب دینا پڑے گا جس میں رعایت کا نام نہ ہوگا آخر دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے جو برا ٹھکانہ ہے اور جس میں دکھ کے سوا کچھ نہیں۔

Marfat.com

عقل کا کام

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

کیا پس وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو اتارا گیا تیری طرف

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ

تیرے رب کی طرف سے حق ہے اس جیسا ہے جو اندھا ہو

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ (١٩)

بات یہ ہے کہ سمجھتے عقل والے ہی ہیں

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا

وہ جو پورا کرتے ہیں عہد اللہ کا اور نہیں

يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ (٢٠)

توڑتے اس سے قول و قرار

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

بھلا کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تجھ پر تیرے رب

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ

کی طرف سے اترا وہ حق ہے اس کے برابر ہوسکتا ہے جو اندھا ہو

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ (١٩)

سمجھتے وہی ہیں جنہیں عقل ہے

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا

وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں

يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ (٢٠)

اور اس عہد کو توڑتے نہیں

اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ تم ہی بتاؤ کہ کیا آنکھوں والا اور اندھا برابر ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ہے جس کو قرآن کی صداقت صاف نظر آگئی اور اس نے سمجھ لیا۔ کہ واقعی یہ قرآن عظیم جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رب العالمین نے نازل کیا ہے حق ہے۔ کیا یہ شخص اسی جیسا سمجھا جاسکتا ہے جس کی آنکھیں پٹ گئیں اور اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ ظاہر بات ہے کہ پہلے نے تو عقل سے وہی کام لیا جو لینا چاہیئے تھا۔ در اصل بات کی تہ کو پہنچنے بھی وہی ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں اور اسے بیکار باتوں میں پھنسا کر ڈال نہیں دیتے۔ یہی لوگ ہیں جنہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ سے جو انہوں نے عہد کیا ہے۔ اور جس کی طرف اللہ عزوجل کے رسول اور اس کی کتاب توجہ دلا رہے ہیں اسے پورا کرنا ان کا انسانی فرض ہے۔

یہ لوگ جب ایک دفعہ اس بات کو سمجھ لیتے ہیں تو پھر اس کے خلاف نہیں کرتے اور قول و قرار نہیں توڑتے ظاہر بات ہے کہ ان دونوں گروہوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک نہیں کیا جاسکتا۔

Marfat.com

اچھے لوگ

وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس کو حکم دیا اللہ نے
بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
جسے ملانے کا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے
وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ (۲۱) وَ
اور خوف کرتے ہیں برے حساب کا اور
الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا طلب کرنے کے لیے خوشی اپنے رب کی
وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور قائم رکھا نماز کو

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے
بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
ملانے کو فرمایا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں
وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ (۲۱) وَ
اور برے حساب کا اندیشہ رکھتے ہیں اور
الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی خوشی کے لیے
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور نماز قائم رکھی

یَصِلُوْنَ (جوڑتے ہیں) مضارع معروف ہے اسی طرح یوصل جو اس کے بعد آیا ہے مضارع مجہول ہے دونوں کا مادہ و ص ل ہے وصل کے معنی ہیں ملانا جوڑنا یہاں اس سے مراد صلہ رحمی ہے یعنی قرابت داروں سے میل جول قائم رکھنا۔

سُوْٓءَ الْحِسَابِ (بری طرح کا حساب) سوء کے معنی برے کے ہیں برا حساب وہ ہے جس میں سختی سے کام لیا جائے اور ذرا رعایت نہ کی جائے۔ یہ لفظ پہلے رکوع کے آخر میں بھی آیا ہے۔

وہ اپنے تعلقات دوسروں سے اسی طرح قائم کرتے ہیں جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے وہ اس کے غضب سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ انہیں خوف رہتا ہے کہ کہیں ان کے ساتھ حساب آخرت میں سختی نہ ہو۔ وہ لوگ جو ہر حالت میں صبر سے کام لیتے ہیں اور اس سے مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ مقصد نہیں ہوتا کہ لوگ انہیں بہادر مستقل مزاج سمجھیں اور شاباش دیں اور وہ لوگ نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں ؛

Marfat.com

اچھی خصلتیں

وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
اور خرچ کیا اس سے جو دیا ہم نے انہیں چھپے
وَّ عَلَانِیَةً وَّ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
اور کھلے اور ٹال دیتے ہیں نیکی کے ساتھ
السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
برائی کو یہی ہیں جن کے لیے
عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾
آخرت کا گھر ہے

وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کیا پوشیدہ
وَّ عَلَانِیَةً وَّ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
اور ظاہر اور وہ برائی کے مقابلے
السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
میں بھلائی کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے
عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾
آخرت کا گھر ہے۔

ارشاد ہے کہ جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے۔ اس میں سے اللہ کی راہ میں اوروں سے چھپا کر یا اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو اوروں کو جتا کر خرچ کرتے رہتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ کوئی برائی کرے تو اس کے بدلے میں اس کے ساتھ برائی نہیں کرتے بلکہ بھلائی کر کے مناسب طریقے سے اُسے ٹال جاتے ہیں۔ انہی کے لیے آخرت کی زندگی کا آرام لکھا ہوا ہے اور وہ ان مشقتوں کے بدلے جو انہوں نے اللہ کے حکم بجا لانے میں صبر کے ساتھ دنیا میں برداشت کی ہیں ہمیشہ راحت میں رہیں گے۔

اس رکوع کے شروع سے یہاں تک اچھے لوگوں کی صفتیں بتائی ہیں اور کہا ہے کہ ان لوگوں کو آخرت میں آرام و راحت کی زندگی نصیب ہوگی وہ صفتیں یہ ہیں (۱) کلمہ طیبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو ان کا عہد ہو جاتا ہے۔ اسے پورا کرتے ہیں اور اسے کبھی نہیں توڑتے (۲) اپنے تعلقات اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق قائم کرتے ہیں (۳) اللہ کے غضب سے ڈرتے ہیں (۴) انہیں قیامت کے حساب کا اندیشہ رہتا ہے (۵) اللہ کو راضی کرنے کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں (۶) نماز باقاعدہ پڑھتے ہیں (۷) صدقہ دیتے ہیں (۸) برائی کے بدلے بھلائی کرتے ہیں۔

Marfat.com

بھلائی کا پھل

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ
باغات رہنے کو | داخل ہوں گے ان میں وہ | اور جو نیک تھے
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
ان کے بزرگوں میں | اور ان کی بیویوں میں | اور ان کی اولاد میں
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ
اور فرشتے | داخل ہوں گے | ان پر | ہر
كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
دروازے سے | سلام تم پر | بعوض اس کے کہ تم نے صبر کیا
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾
پس خوب ہے | پچھلا | گھر

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ
باغ ہیں رہنے کے وہ ان میں داخل ہوں گے اور جو ان کے
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
باپ دادوں میں اور بیویوں میں اور اولاد میں نیک ہوئے
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ
اور فرشتے آئیں گے ان کے پاس
كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
ہر دروازے سے کہتے ہوئے۔ سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کے بدلے
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾
سو عاقبت کا گھر خوب ملا

عَدْنٍ (رہنا) مصدر ہے جس کے معنی رہنا سہنا ہیں۔ معدن اسی سے بنا ہے جس کے معنی کسی چیز کے ٹھکانے اور مکان کے ہیں۔

ارشاد ہے کہ وہ لوگ آخرت میں باغوں کے اندر رہیں گے جن میں دنیا کے باغوں سے کہیں زیادہ نعمتیں میسر ہوں گی اور جس قسم کے پھلوں اور میووں کو جی چاہے گا آزادی اور افراط کے ساتھ انہیں ملیں گے۔ اور پھر ان کو اپنے قریبی رشتہ داروں کا ساتھ بھی نصیب ہوگا۔ ان کے باپ دادا، بیویاں اور اولاد سب کے لیے یہی ہے۔ وہاں دنیا کی قرابت اسی حد تک مانی جائے گی۔ جہاں تک نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ ہوگی۔ فرشتے ہر طرف سے جوق در جوق جنّت والوں کے پاس آئیں گے۔ اور ان کو کامیابی پر مبارک بادیں دیں گے۔ کہیں گے تم نے دنیا میں اللہ کے احکام بجا لانے اور وہاں کی عارضی تکلیفیں اٹھانے میں جو صبر سے کام لیا تھا۔ اس کے بدلے یہاں کی سلامتی، خوشی اور خرمی مبارک ہو۔ اور یہ گھر اس دنیا سے کتنا اچھا ہے۔

Marfat.com

دوسرا گروہ

وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ
اور جو لوگ توڑتے ہیں اللہ کا عہد اس کے
بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ
مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس کو جسے حکم دیا اللہ نے
بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ
ساتھ اس کے جوڑنے کا اور فساد کرتے ہیں ملک میں
اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ
یہ لوگ ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے
سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾
برا گھر ہے

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ
اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد
بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ
توڑتے ہیں اور اس چیز کو جسے اللہ نے جوڑنے
بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ
کو کہا قطع کرتے ہیں اور ملک میں فساد اٹھاتے ہیں
اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ
ان لوگوں کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے
سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾
برا گھر ہے

اس سے پہلی آیتوں میں نیک لوگوں کی نشانیاں بتلا کر فرمایا تھا۔ کہ ان کو مرنے کے بعد آخرت میں چین آرام نصیب ہوگا۔ اس آیت میں دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جو ان کی بالکل ضد ہیں۔ ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ عہد و پیمان کر کے اس سے پھر گئے اور جسے اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کو کہا ہے اسے توڑتے رہے۔ ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے پھرے یہ بُرے لوگ ہیں ان کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ ان پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار برس رہی ہوگی۔ اور ان کو رہنے کے لیے بہت بُری جگہ ملے گی جہاں سوا دکھ اور رنج کے اور کچھ نہ ہوگا۔

نیکوں کی سب سے پہلی صفت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ اللہ کے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں بُرے لوگ وہ ہیں جو اس عہد و پیمان سے پھر گئے۔ اس کے لیے مختصر الفاظ ایمان اور کفر ہیں۔ عہد پورا کرنے والے وہ ہیں۔ جو ایمان لے آئے اور عہد توڑنے والے وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا۔ باقی صفات انہیں دونوں صفتوں پر موقوف ہیں۔ ایمان کے ساتھ نیکی سے جنت ملے گی کفر کے ساتھ نیکی بھی بیکار ہے ؞

Marfat.com

دُنیا و آخرت

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ
اللہ فراخ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے
وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ
اور خوش ہیں وہ زندگی سے دُنیا کی اور نہیں زندگی
الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾
دُنیا کی سامنے آخرت کے مگر تھوڑی سی پونجی

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ
اللہ جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے
وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ
اور وہ دنیا کی زندگی پر فریفتہ ہیں اور آخرت کے آگے
الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع ۳ / ۹
دُنیا کی زندگی کچھ نہیں مگر متاع حقیر

ایک شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ کافر دنیا میں خوش حال کیوں نظر آتے ہیں اور اکثر ایمان دار تنگی و ترشی کے ساتھ کیوں بسر کرتے ہیں۔

بعض لوگ اس سے یہ رائے قائم کرتے ہیں۔ کہ اللہ پر ایمان لانا معاذ اللہ فضول ہے۔ اس آیت میں اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی خوش حالی اور تنگ دستی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول یا مردود ہونے کی نشانی نہیں ہے۔ دنیا میں مال و دولت، عزت منصب اور جاہ کے لیے اللہ نے الگ قاعدے مقرر کر رکھے ہیں۔ ان کی رُو سے وہ جس کو چاہے ڈھیروں مال دے دے، جس کو چاہے نپا تلا رزق عطا فرمائے۔

ان کا دنیا کی خوشحالی پر پھول جانا اور بدحالی پر ناک بھوں چڑھانا اس وجہ سے ہے۔ کہ یہ دُنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور آخرت کی زندگی کو یا تو بالکل نہیں مانتے یا کچھ زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ حالانکہ آخرت کی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کچھ بھی نہیں۔ اس زندگی کا کیا بھروسہ ہے، آج مرے کل دوسرا دن۔ اس لیے یہاں کے مال و دولت کے انبار کوئی حقیقت نہیں۔

انسان کے لیے اتنا ہی کافی ہے جس سے اس کی وقتی ضرورت رفع ہو جائے۔ زیادہ دولت جمع کرے گا تو اس کے کس کام آئے گی۔ آخر ایک دن مر جائے گا اور سب کچھ یہیں چھوڑ جائے گا۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ لہٰذا اس کے لیے سامان کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

وہی رب

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ
اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے کیوں نہ اتاری گئی
عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ
اس پر نشانی اس کے رب کی طرف سے کہہ تحقیق
اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ
اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے
اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾
اپنی طرف اسے جو رجوع کرے

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ
اور کافر کہتے ہیں ان پر اس کے رب کی طرف سے کوئی
عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ
نشانی کیوں نہ اتری کہہ دے بے شک
اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ
اللہ جس کو چاہے گمراہ کرتا ہے اور جو رجوع کرے اس کو
اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾
اپنی طرف راہ دکھاتا ہے

اس سے پہلے ذکر تھا کہ اللہ کو نہ ماننے والے ساتھیوں سے بے مروتی کرنے والے اپنے نفع کی خاطر دنیا میں فساد برپا کرنے والے بدقسمت لوگ ہیں۔ ان کا دنیا میں خوشحال ہونا ان کے اچھا ہونے کی علامت نہیں ہے اور نہ اللہ کے ماننے والوں کا دنیا میں تنگدست ہونا ان کے برے ہونے کی علامت ہے اصل بات آخرت کی کامیابی ہے اور یہ انہیں کو نصیب ہو سکتی ہے جو اللہ کو مانتے اور اس کے کہنے کے مطابق اپنے اعمال درست کرتے ہیں اور دنیا کی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ کافر لوگ یہ کہتے رہتے ہیں کہ اگر تو رسول ہے تو جو ہم کہیں وہ نشانی دکھا، ورنہ ہم کیسے مان لیں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دے کہ ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت ہی نہیں۔ میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ اللہ کو یہی منظور ہے کہ تم راندۂ درگاہ ہو جاؤ۔ تمہاری طبیعت کی سختی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہ ہی رکھنا چاہتا ہے۔ ورنہ بہت سے نیک طبیعت لوگ قرآن مجید سنتے ہی اللہ کی طرف جھک گئے اور کوئی نشانی طلب نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ قاعدے کے مطابق ایسے ہی لوگوں کو ہدایت کرتا ہے جو اس کا کلام سن کر اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیں اور اسی سے اللہ کو پہچان کر اس کو اپنا معبود اور رب مان لیں۔

Marfat.com

رجوع کی نشانی

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوتے ہیں ان کے دل

بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ

اللہ کی یاد سے سن رکھو اللہ ہی کے ذکر سے چین پاتے ہیں

الْقُلُوْبُ ؕ ﴿۲۸﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے انہوں

الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ

نے اچھے خوشحالی ہے ان کے لیے اور اچھائی

مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

ٹھکانے کی

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی

بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ

یاد سے چین پاتے ہیں سنتا ہے دل اللہ کی یاد ہی سے چین

الْقُلُوْبُ ؕ ﴿۲۸﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پاتے ہیں جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ

اچھے کام کیے ان کے واسطے خوشحالی اور اچھا

مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

ٹھکانا ہے

ارشاد ہے کہ جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے کلام کو دھیان سے سنتے ہیں وہی وہ لوگ ہیں جو اللہ عزوجل پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے کلام اور نام کو قرآن مجید میں سن کر ان کے دل میں سکون اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے سننے سے اور اس کے معنی پر غور کرنے سے یقیناً دلوں میں اطمینان پیدا ہوتا ہے خوشخبری اور نیک انجام ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ کو پہچانا اور پھر وہی کام اختیار کیے جن کو اللہ نے اچھا کہا ہے۔

انسان کے لیے فطرتاً ضروری ہے کہ کسی شغل میں جی لگائے اور پریشانی کے وقت اس کا سہارا ڈھونڈھے لیکن ایک ایسی حالت بھی آتی ہے کہ اسے کوئی شغل اچھا نہیں معلوم ہوتا اور دل کی گھبراہٹ نہ یار دوستوں کے ملنے سے جاتی ہے۔ نہ گانے بجانے کھیل تفریح سے سکون نصیب ہوتا ہے۔ دل کا اصل اطمینان اسی آدمی کو نصیب ہوتا ہے جو قرآن مجید کی آیتوں پر غور کرنا اپنا شغل ٹھیرائے اور اللہ عزوجل کو ہر وقت یاد رکھے ایسے خوش قسمت شخص کے آگے پریشانی کھڑی نہیں رہ سکتی۔

Marfat.com

رحمٰن اللہ ہی ہے

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ
اسی طرح بھیجا ہم نے تجھ کو ایک امت میں کہ گذر چکی ہیں
مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ
اس سے پہلے امتیں تاکہ پڑھے تو ان پر
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ
وہ جو وحی کی ہم نے تیری طرف اور وہ
يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ
کفر کرتے ہیں رحمٰن کے ساتھ کہہ وہی میرا رب ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ
نہیں کوئی معبود مگر وہ اسی پر میں نے بھروسا کیا اور
اِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰
اسی کی طرف لوٹنا ہے میرا

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ
اسی طرح ہم نے تجھ کو ایک امت میں بھیجا کہ جس کے
مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ
پہلے امتیں گذر چکی ہیں تاکہ جو حکم ہم نے تیری طرف
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ
بھیجا تو ان کو سنا دے اور وہ
يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ
رحمٰن سے منکر ہوتے ہیں تو کہہ میرا رب وہی ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ
اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا ہے
اِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰
اور اسی کی طرف رجوع کرکے آتا ہوں۔

مَتَابِ: اصل میں مَتَابِی ہے۔ وقف کی وجہ سے ی گر گئی۔ مَتَاب مصدر میمی ہے توبہ سے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

ارشاد ہے کہ جیسے پہلی امتوں میں مسلم اور کافر دونوں طرح کے آدمی گذرے ہیں اسی طرح اس امت میں بھی بعض تیری بات نہیں مانیں گے ہم نے اچھوں کی ہدایت کے لیے تجھ کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ تو ان کو قرآن مجید جو ہم نے وحی کے ذریعے تیری طرف نازل کیا پڑھ کر سنا دے۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھائیں منکر اس کو سنیں یا نہ سنیں۔ یہ لوگ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دے کہ یہی میرا رب ہے۔ اور یہ وہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں۔ اور میرے ہر کام میں وہی سہارا ہے۔ اس لیے اسی سے التجا کرتا ہوں ∴

Marfat.com

اللہ کی صفتیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکّہ والوں کو قرآن مجید کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنانی شروع کیں۔ تو اُس وقت لوگوں کے دو گروہ تھے۔ ایک ان میں وُہ تھے جو اللہ کا نام تو لیتے تھے۔ لیکن اس کا وہ مرتبہ نہ مانتے تھے جو درحقیقت ماننا چاہیئے، وہ زیادہ سے زیادہ اس کو بڑا حاکم مانتے تھے جس کے تحت اور چھوٹے چھوٹے کام کرنے والے حاکم ہوں۔ وہ سمجھتے تھے کہ لوگوں کے سارے کام انہیں چھوٹے حاکموں کے ہاتھوں سے طے ہوتے ہیں اور ان کے وسیلے کے بغیر اعلیٰ حاکم تک رسائی مشکل ہے۔

قرآن مجید نے بتایا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے۔ سارے فیصلے اسی کے ہاتھ میں ہیں اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کی چیزیں وہی دیتا ہے۔ اس کے بہت سے نام ہیں۔ وہ قادر ہے۔ وہ خالق ہے۔ رحمٰن ہے۔ رب ہے۔ وہاب ہے۔ رحمٰن کے معنی زبان دان ہونے کی وجہ سے وہ ضرور سمجھ ہی گئے ہوں گے یعنی ہر چیز دینے والا وہی ہے۔ اللہ کا یہ تصوّر ان کے مانے ہوئے تصوّر کے خلاف تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہماری ضرورتیں تو یہ چھوٹے معبود پوری کرتے ہیں۔ اگر اللہ کو ہم رحمٰن مان لیں۔ تو پھر یہ چھوٹے معبود بالکل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے صلح حدیبیہ میں جب عہد نامہ لکھا جانے لگا۔ تو آپ نے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوایا مکّہ والوں نے کہا۔ کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے۔ اس لیے فقط بسم اللہ یا باسمک اللّٰھم لکھو۔ اس وقت تو ان کی ضد پوری کر دی گئی۔ لیکن قرآن شریف درحقیقت جو سمجھانا چاہتا تھا۔ اس کی توضیح برابر کرتا رہا۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ جب تم اللہ کو مانتے ہو تو اس کی صفتوں اور ناموں کو بھی سمجھو۔ ورنہ ماننا نہ ماننا برابر ہے۔ اللہ کا یہ تصوّر ٹھیک نہیں کہ وہ دُنیا کو پیدا کر کے چھوٹے چھوٹے اہلکاروں کو اس کا انتظام سپرد کر کے بیٹھ رہا ہے۔ اب اسے مخلوقات کے روزمرّہ کے کاموں سے کوئی تعلق نہیں اس کو سمجھنا ہے تو یوں سمجھو کہ اسی نے پیدا کیا۔ اور ساری چیزیں بھی اپنی مخلوق کو وہی دیتا ہے اور کسی اور میں یہ طاقت نہیں۔

Marfat.com

معجزے کی غرض

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ
اور اگر ہوتا کوئی قرآن کہ چلائے جائیں اس کے ساتھ
الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ
پہاڑ یا ٹکڑے ٹکڑے کردی جائے اس سے زمین
اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ
یا بولنے لگیں اس سے مردے چھوڑو یہ سب اللہ
الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ
کے ہاتھ میں ہے کام سارا

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ
اگر کوئی قرآن ہوتا کہ اس سے پہاڑ
الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ
چلیں یا اس سے زمین ٹکڑے ہو جائے
اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ
یا اس سے مردے بولنے لگیں تو کیا ہوتا بلکہ سارے کام
الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ
تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں

سُيِّرَتْ: (چلائے جائیں) ماضی کا صیغہ ہے تسییر سے جس کا مادہ س۔ی۔ر ہے سیر کے معنی چلنا، تسییر کے معنی چلانا۔

قُطِّعَتْ: (کاٹی جائے) ماضی کا صیغہ ہے تقطیع سے جس کا مادہ ق۔ط۔ع ہے۔ قطع کے معنی کاٹنا، تقطیع کاٹ کر ریزہ ریزہ کر دینا۔

اس آیت کو حرف شرط لَو سے شروع کیا گیا ہے لیکن شرط کے ساتھ اس کی جزا بیان نہیں کی جو خود بخود سمجھ میں آجاتی ہے یعنی کچھ فائدہ نہ ہوتا۔

قرآن مجید انہیں یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ اللہ کو اس کے مبارک ناموں اور صفتوں کے ساتھ پہچانو۔ تاکہ تمہیں کفر اور شرک سے نجات حاصل ہو۔ قرآن مجید خاص طور پر انسان کے سامنے اللہ کا صحیح تصور پیش کرتا ہے۔ اللہ کا صحیح تصور قائم کیے بغیر انسان کی زندگی میں اعتدال اور تناسب پیدا نہیں ہوتا۔ جو لوگ قرآن کی آیتیں سن کر اللہ کا تصور درست نہیں کرتے وہ اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔
اس آیت میں یہی بتایا گیا ہے کہ اللہ کی پہچان کے لیے کسی غیر معمولی یا خلاف عادت بات کے ظہور کی ضرورت نہیں مثلاً مکہ والوں کا یہ کہنا کہ اللہ کی قدرت تو جب معلوم ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پہاڑ کو جگہ سے سرکا دیں، زمین کو پھاڑ کر چشمے بہا دیں، باغ لگا دیں۔ مُردوں کو زندگی بخش دیں کہ وہ بولنے لگیں۔ اس وقت ہم ان کو اللہ کا رسول مان لیں گے۔

Marfat.com

مسلمان نہ گھبرائیں

اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ
کیا پس نہیں اطمینان ہوتا ان کو جو ایمان لائے کہ
لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ
اگر چاہتا اللہ تو ہدایت کرتا لوگوں کو سارے
وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ
اور ہمیشہ وہ لوگ جو کافر ہوئے پہنچے گی ان کو
بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا
اس پر جو انہوں نے کیا سخت مصیبت یا اترے گی نزدیک
مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ ؕ
ان کے گھر سے یہاں تک کہ آجائے اللہ کا وعدہ
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع
تحقیق اللہ نہیں خلاف کرتا وعدہ کے

اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ
سو کیا ایمان والوں کی خاطر جمع نہیں کہ اگر
لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ
اللہ چاہے تو سب لوگوں کو راہ پر لے آئے
وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ
اور منکروں کو ان کے کرتوت پر برابر صدمہ
بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا
پہنچتا رہے گا یا ان کے گھر کے نزدیک
مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ ؕ
اترے گا جب تک کہ اللہ کا وعدہ آ پہنچے
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع ۵
بے شک اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا

ایمانداروں کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ اگر کافروں کا کہنا کر دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے ہی آئیں۔ فی الواقعہ اگر اب بھی ان کے مانگے ہوئے معجزے دکھا دیئے جائیں تو یہ ضروری نہیں کہ یہ ایمان لے آئیں۔ ایمان والوں کو یقین کر لینا چاہیئے کہ اللہ تعالٰی کو زبردستی راہ راست پر لانا منظور نہیں۔ اس نے انسان کو سمجھ دے کر اپنی نشانیاں اس کے سامنے ظاہر کر دی ہیں۔ اپنی کتاب بھیج دی ہے، رسول بھیج دیا ہے پھر بھی یہ نہ مانیں تو یہ جانیں۔ دنیا میں یہ یاد رکھیں کہ ان کو امن چین نصیب نہ ہوگا۔ ان پر یا ان کے گھروں کے نزدیک مصیبتیں نازل ہوتی رہیں گی جو ان کو پریشان رکھیں گی اور صدمے پہنچاتی رہیں گی۔ پھر ایک دن اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے گا اور یہ پوری طرح کیفر کردار کو پہنچیں گے اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا :

Marfat.com

اللہ کا وعدہ

پچھلی آیتوں سے معلوم ہوا کہ دنیا میں انسان کی ہدایت کے لیے سامان تو سب کچھ مہیا کر دیا گیا ہے لیکن اس کی عقل کو اختیار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ کہ اس کائنات کے خالق اور مالک کو اس کی قدرت اور رحمت اور غضب کی نشانیاں دیکھ کر پہچانے۔ اس کی کتاب اور اس کے رسول کو مانے اور اس کی تعلیمات کو گرہ میں باندھے اور برضا و رغبت اللہ کا مطیع و فرماں بردار رہے۔

ان آیتوں میں یہی سبق عرب کے لوگوں کو خاص طور پر اور دنیا بھر کے انسانوں کو عام طور پر سکھانا مقصود ہے جو لوگ قرآن مجید کی آیتوں کو سن کر اور پڑھ کر ایمان سے مشرف ہوئے۔ ان کو ارشاد ہے کہ ان کافروں کی انوکھی باتوں کی فرمائش محض بہانہ سازی ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں عقل مند کے لیے کیا کچھ نہیں ہے۔

اس کے بعد کافروں سے کہا گیا ہے کہ یہ بہانہ بازیاں چھوڑو اور سیدھی طرح اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ۔ اس کی کتاب کی بتائی باتوں پر عمل کرو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ تمہارا انجام اچھا نہ ہوگا۔ آخرت میں تو جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا ہی لیکن دنیا میں بھی کافر چین سے نہ رہیں گے۔ اور ان پر یا ان کے آس پاس ایسی مصیبتیں نازل ہوتی رہیں گی جن سے ان کا دل دہلتا رہے گا۔ یہ اللہ عزوجل کا وعدہ ہے اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ لیکن کافروں نے انہیں کچھ نہ گردانا۔ آخر انہوں نے خود آنکھ سے دیکھ لیا۔ کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ تھوڑے ہی دن کے بعد اللہ نے مسلمانوں کو قوت عطا فرمائی۔ اور مکہ کے کافر لوگ لڑائیوں میں مارے گئے۔ قیدی بنے۔ ذلیل و خوار ہوئے۔ ان کے حامی یہود وغیرہ بھی رسوا ہوئے۔ گھروں سے نکالے گئے۔ یہاں تک کہ مکہ فتح ہوا اور کافروں کا تھوڑے دنوں میں نام و نشان مٹ گیا۔ عام کافروں کے لیے قیامت تک یہ وعدہ باقی ہے کہ وہ دنیا میں بڑے بڑے حادثوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔ اس کے بعد آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

Marfat.com

سبقِ عبرت

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
اور البتہ ہنسی کی گئی رسولوں سے تجھ سے پہلے
فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ
پھر میں نے ڈھیل دی ان کو جنہوں نے کفر کیا پھر میں نے ان کو پکڑا
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾
پس کیسا تھا میرا بدلہ

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
اور کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے ٹھٹھا کر چکے ہیں
فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ
سو میں نے منکروں کو ڈھیل دی پھر ان کو پکڑ لیا
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾
سو کیسا تھا میرا بدلہ

اَمْلَيْتُ (مہلت دی میں نے) ماضی کا صیغہ ہے اِمْلَاءٌ سے جو مَلْوٌ سے بنا ہے۔ اسی کا مضارع اُمْلِی سورہ الاعراف میں گزر چکا ہے۔

ارشاد ہے کہ اس دنیا کی ساخت کے مطابق اس کی امید فضول ہے کہ سارے آدمی ایمان لے آویں گے اور سیدھا راستہ اختیار کریں گے۔ دنیا میں خواہشوں کے پورا کرنے کی دھن بہت سے لوگوں کو اس بات سے محروم کر چکی ہے۔ کہ وہ رسولوں کی باتوں پر دھیان دیں پہلے رسولوں سے بھی لوگ اسی قسم کا سلوک کر چکے ہیں۔ انہوں نے ان کی باتیں سننے سے انکار کیا۔ طرح طرح کی ایذائیں انہیں پہنچائیں طعن و تشنیع سے ان کا ناک میں دم کیا اور کھلم کھلا ان کی باتوں کی ہنسی اڑائی۔ کافروں نے اپنے رہنے سہنے کا ایسا طریقہ قائم کر رکھا تھا کہ کوئی شخص دنیا کے دھندوں کے سوا اور کسی طرف رخ ہی نہیں کرتا تھا۔ ہنسی، مزاح، دل لگی، تفریح، روپے پیسے کی آپس میں چھینا جھپٹی۔ ہر ایک کو اپنی من بھاتی چیزوں کے اکٹھا کرنے کی فکر۔ چاہے دوسروں کو تکلیف دے کر ہی ہو، یہی ان کے شغل تھے۔ رسول ان سے ایسی باتیں کہتے تھے جو انہیں ان سارے بے ہودہ شغلوں سے روکنے والی تھیں۔ رسول کہتے تھے کہ اللہ سے ڈرو، خواہشوں کو لگام دو۔ ورنہ مارے جاؤ گے۔ لوگ کہتے تھے کہ ہم ایسی باتیں سننا نہیں چاہتے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے بھی ان کافروں کو ڈھیل دی جب وہ کسی طرح باز نہ آئے تو آخر ان کو سزا دی۔ اور یہ سزا بہت سخت تھی ؛

Marfat.com

اللہ کے ساتھ شریک

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ
کیا پس وہ جو کھڑا ہے ہر شخص پر
بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ
اس کے ساتھ جو اس نے کمایا اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لیے شریک
قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ
کہہ دے نام لو ان کا

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ
بھلا جو ہر کسی کے سر پہ ہو کچھ اس نے کیا ہے لیے کھڑا ہے (اور دل کے
بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ
برابر ہو سکتا ہے) اور اللہ کے لیے شریک مقرر کرتے ہیں
قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ
کہہ ان کا نام لو

اَ (کیا) : یہ آیت ایک سوال سے شروع ہے لیکن اس کا جواب صاف طور پر بیان نہیں کیا گیا اور نہ سوال ہی مکمل ہے کیونکہ آگے چل کر دونوں آپ ہی پورے طور پر سمجھ میں آجاتے ہیں۔ پورا سوال یہ ہے کہ کیا دانا اور بینا اور قدرت والے اللہ کے برابر بناوٹی معبود ہو سکتے ہیں ؛ جواب یہ ہے کہ نہیں ؟

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کے علم اور اس کی قدرت کی علامتیں اور مظاہر تمہیں سمجھا دیئے گئے اور دکھلا دیئے گئے۔ وہ تمہارے بھیدوں تک سے واقف ہے۔ فرمان برداروں کو جزا اور نافرمانوں کو سزا دے سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں تمہارے بنائے ہوئے معبود نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور اگر بالفرض دیکھتے اور سنتے ہوں تو بھی ان کے بس میں نہ کچھ دینا ہے نہ لینا ہے۔ کیا وہ کسی حیثیت سے بھی اللہ کے برابر ہو سکتے ہیں ؟

پھر اس کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف جھکنے کے کیا معنی ؛ باوجود اس قدر صاف فیصلہ کے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کا نام بھی لیتے جاتے ہیں اور اس کے سوا دوسروں کو پکارتے بھی جاتے ہیں۔ کیا تماشا ہے کہ سننے والے، دیکھنے والے نفع اور ضرر پہنچانے کی پوری طاقت رکھنے والے اللہ عزّ وجلّ کے برابر ان پتھروں، مورتوں اور ستاروں وغیرہ کو ٹھیرا دیا جن میں زندگی کا نام بھی نہیں اور جب زندگی ہی نہیں تو سننے، دیکھنے اور نفع یا ضرر پہنچانے کی طاقت کا ذکر ہی کیا ہے۔ اگر کسی ایسا سمجھتے ہو تو اس کا نام تو بتاؤ :

Marfat.com

واقعہ کے خلاف

اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ

کیا خبر دیتے ہو تم اس کو اس کی جو وہ نہیں جانتا زمین میں

اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ

یا باتیں بناتے ہو باعتبار ظاہر کے لفظ سے نہیں بلکہ سجا دیا گیا ہے

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا

اس کے لیے جو کافر ہوتے ان کا کر و فریب اور روک دیئے گئے وہ

عَنِ السَّبِيْلِ ؕ

راہ سے

اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ

کیا اس کو بتلاتے ہو جو وہ نہیں جانتا زمین میں

اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ

یا اوپر ہی اوپر باتیں کرتے ہو یہ نہیں بلکہ

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا

منکروں کو ان کے فریب بھلے سجھا دیے گئے ہیں اور وہ راہ

عَنِ السَّبِيْلِ ؕ

سے روک دیے گئے ہیں۔

تُنَبِّـُٔوْنَهٗ (جتلاتے ہو اس کو) مضارع کا صیغہ ہے تَنْبِئَۃٌ سے جس کا مادہ ن۔ب۔ء ہے۔ نبار کے معنی خبر کے ہیں۔ پہلے بہت سے لفظ آ چکے ہیں جو اسی مادہ سے بنے ہیں یہاں تُنَبِّـُٔوْنَ سے مراد یہ ہے کہ تم جتلاتے ہو اور خبر دیتے ہو۔

صُدُّوْا (روک دیئے گئے) ماضی مجہول ہے صَدٌّ سے جس کا مادہ ص۔د۔د ہے۔ صَدٌّ کے معنی روک دینا۔ صُدُّوْا روک دیئے گئے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان عقل کے دشمنوں سے پوچھو کہ کیا تم دانش مندی میں اور سمجھ بوجھ میں اتنے بڑھ گئے ہو۔ کہ عالم الغیب والشہادۃ کو پڑھانے کا دعویٰ کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ ہم اسے ایک ایسی بات بتا رہے ہیں جو اسے معلوم نہیں۔ تمہارا علم تو زمین کی پوری چیزوں کا بھی احاطہ نہیں کرتا۔ عالم بالا کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ زمین کے ذرہ ذرہ سے واقف اللہ کو تم یہ بتانے چلے ہو کہ اسی زمین میں اس کے برابر کا شریک بھی موجود ہے جسے وہ نہیں جانتا؟ یا یوں ہی الٹی ٹپ شریک کا لفظ رٹے جا رہے ہو اور اس کے مطلب پر غور نہیں کیا؟ اصل بات یہ ہے کہ تمہیں دھوکا ہوا ہے اور اس دھوکے کی ظاہری سجاوٹ نے تمہیں اصل حقیقت سے غافل کر دیا ہے اور تم سیدھے راستے سے نکل گئے ہو اور اس کی طرف لوٹ نہیں سکتے ؎

Marfat.com

حقیقتِ حال

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں اس کو کوئی راہ

هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ
بتانے والا ان کے لیے مار ہے زندگی میں

الدُّنْيَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
دنیا کی اور البتہ مار آخرت کی

اَشَقُّ ج وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
زیادہ سخت ہے اور نہیں ان کو اللہ سے

مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾
کوئی بچانے والا

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ بتانے والا

هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ
نہیں ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
میں اور آخرت کی مار تو بہت

اَشَقُّ ج وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
سخت ہے ان کو اللہ سے بچانے والا

مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾
کوئی نہیں

:: پچھلی آیت میں بیان ہوا کہ کافروں کی بدقسمتی کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے خیال کو بہت درست اور سوہنا سمجھ بیٹھے ہیں اور دوسرے کی بات کو خواہ وہ کتنی ہی اچھی ہو، خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ ایک دھوکا ہے جس کا نام جہل مرکب ہے اور جو اس میں پھنس جائے، سمجھ لو کہ دونوں جہاں سے گیا گذرا ہوا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے اسے اپنی درگاہ سے پھٹکار دیا اور اسے اس راستہ سے جو اس کی طرف جاتا ہے دور پھینک دیا۔ جب اللہ عزوجل نے کسی کو راندہ درگاہ کر دیا تو پھر اب کس کی مجال ہے جو اس کو سیدھے راستے پر ڈالے۔ یہ لوگ یوں ہی سدا غلط فہمی میں مبتلا رہیں گے مگر یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ان کی زندگی چین سے گذر جائے گی۔ حاشا و کلا ان کو دنیا ہی میں ایسی مار پڑے گی کہ یہ ان خطا ہو جائیں گے اور مرنے کے بعد تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ یہ دیکھ لیں گے کہ دنیا کی مار تو اس مار کے آگے کچھ بھی نہ تھی جو وہ بھگتنے والے ہیں۔ یہ یاد رکھیں کہ اللہ عزوجل کے ہاتھ سے انہیں کوئی نہیں بچا سکتا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں ::

Marfat.com

جنّت اور دوزخ

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۭ
کہاوت جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۭ أُكُلُهَا
جاری ہیں اس کے نیچے نہریں پھل اس کا
دَائِمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ
دائمی ہے اور سایہ اس کا وہ جنت انجام ہے ان کا جو
اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِينَ النَّارُ ﴿۳۵﴾
بچتے رہے اور انجام کافروں کا آگ ہے

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۭ
جنّت کا حال جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۭ أُكُلُهَا
اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں میوہ اس کا
دَائِمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ
ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ ان کا بدلا ہے جو
اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِينَ النَّارُ ﴿۳۵﴾
ڈرتے رہے اور منکروں کا بدلہ آگ ہے

جو چیز کسی نے نہ دیکھی ہو نہ سنی۔ اس کا سمجھانا آسان کام نہیں۔ جنّت اور جہنّم کی اصلی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے لیے الفاظ ہی دُنیا کی زبانوں میں نہیں۔

قرآن مجید نے اس کے لیے وہ الفاظ عربی زبان سے چُن لیے جو دُنیا میں اچھی سے اچھی حالت کو ظاہر کرتے ہیں اور پھر کہہ دیا کہ اس سے تم کچھ جنّت کا تصوّر قائم کر سکتے ہو۔ اسی طرح وہ الفاظ جو دکھ اور درد کو ظاہر کرتے ہیں جہنّم کی حالت بیان کرنے کے لیے چُن لیے تاکہ جہنم کا کچھ تصوّر حاصل ہو جائے۔

اس آیت میں جنّت اور جہنّم کا ذکر ہے اور ان کا ذکر مَثَل کے لفظ سے شروع کیا گیا ہے مَثَل کسی چیز سے ملتی جلتی چیز کو کہتے ہیں۔ دنیا میں جنّت سے ملتی جلتی چیزیں یہی ہیں۔ باغ، نہریں، تازہ بتازہ پھل اور میوے دھوپ اور تپش سے پناہ اور پھر ان کا ہمیشہ قائم رہنا۔ انہیں کو اس کا بیان کرنے کے لیے اختیار کیا گیا۔ اسی طرح جہنم کو آگ انتہائی حرارت تپش اور گرمی کا مقام کہا گیا ہے۔ یہ بھی انتہائی تکلیف وہ چیزیں سمجھی جاتی ہیں یہی جہنّم کی تصویر ہے۔

آخر میں کہا گیا ہے کہ یہ ہمیشہ آرام کی چیزیں انجام کار پرہیزگاروں کو ملیں گی۔ اللہ کے تمام نافرمان لوگ سوا آگ میں جلتے رہنے کے اور کچھ نہ پائیں گے ؞

Marfat.com

رسول کی شان

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ
اور وہ لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب خوش ہوتے ہیں اس سے
اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ
جو اُترا تیری طرف اور بعض فرقے ہیں جو انکار کرتے ہیں
بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ
اس کی بات کا کہہ دے بات یہی ہے کہ حکم دیا گیا ہوں میں یہ کہ
اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ
عبادت کروں اللہ کی اور نہ شریک کروں اس کا اسی کی طرف
اَدْعُوْا وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾
بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ
اور وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی اس سے جو
اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ
تجھ پر نازل ہوا خوش ہوتے ہیں اور بعض فرقے
بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ
اس کی بعض بات نہیں مانتے کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا
اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ
ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ کروں اسی کی
اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾
طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے

قرآن حکیم کے نازل ہونے کے وقت مکہ کے لوگوں میں سے کچھ تو پہلے ہی سے کفر اور شرک سے بیزار تھے۔ وہ تو سننے کے ساتھ ہی اس کے گرویدہ ہو گئے۔ ان کے علاوہ یہود و نصاریٰ میں بھی پاک طینت لوگ قرآن مجید کی آیتیں سن کر خوش ہوئے گو بعض لوگ قرآن مجید کی بعض باتوں کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے کیوں کہ ان سے وہ اپنا بنا بنایا کھیل بگڑتا دیکھتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اس میں سے وہ باتیں جو ان کے دنیاوی مفاد کے خلاف ہیں نکال دی جائیں تو یہ بہت اچھی کتاب ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کا رویہ بیان کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہے کہ حق کسی کے خاص مفاد کا تابع نہیں ہوتا وہ صرف نوع انسان کا مفاد دیکھتا ہے۔ ان سے کہہ دو کہ مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور میرا سہارا وہی ہے وہی میری مدد کرے گا:

Marfat.com

قرآن کا فیصلہ

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَ
اور اسی طرح نازل کیا ہم نے اس کو فیصلہ بنا کر عربی میں اور
لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا
البتہ اگر پیروی کرے تو ان کی خواہشوں کی بعد اس کے کہ
جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ
آچکا تیرے پاس علم سے نہیں تیرے لیے اللہ کے مقابلے میں
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾
کوئی حمایتی اور نہ بچانے والا

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَ
اور اسی طرح ہم نے یہ کلام عربی زبان میں حکم اتارا ہے اور
لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا
اگر تو ان کی خواہش کے مطابق چلے۔ اس علم کے بعد جو
جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ
تجھے پہنچ چکا تو تیرا اللہ سے کوئی
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ ع ۶
حمایتی اور بچانے والا نہیں

اس سے پہلی آیت میں ارشاد ہوا تھا کہ لوگ سچائی کے اور حق کے طالب کم ہیں۔ ہر ایک اپنے مفاد کو دیکھتا ہے۔ ان سے کہہ دو کہ مجھے نہ کسی کے مفاد سے غرض ہے اور نہ کسی کو نقصان پہنچانا میرا مطلب ہے میں تو ہر ایک کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور خود صرف اسی سے کام رکھتا ہوں۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اے ہمارے رسول قرآن حکیم کا یہ فیصلہ ہے جو تجھے سنا دیا گیا ہے۔ قرآن مجید ایسے ہی فیصلے صادر کرنے کے لیے عربی زبان میں تیری طرف اور تیری معرفت تمام انسانوں کی طرف نازل ہوا ہے۔ عربی میں اس لیے کہ خود تیری اور تیری قوم کی زبان عربی ہے۔ حق اور صدق اس لیے کہ بلا رو رعایت جو کہنا ہوتا ہے کہتا ہے۔ تجھ کو تیری قوم کو اور طالبانِ حق کو لازم ہے کہ حق بات جو اس قرآن عظیم کی معرفت تم سب کی طرف اتاری گئی ہے۔ بے دھڑک کہیں۔ اس میں کوتاہی باعث تباہی ہو گی۔ ان لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اگر تو خود بھی ان کی بے جا خواہشوں کا خیال کرنے لگے اور ان کی رعایت کر کے سچی بات کو چھپانے یا دبانے لگے تو پھر اللہ کے غضب سے تجھے نہ کوئی چھڑا سکتا ہے نہ بچا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی مدد صرف ان کے ساتھ ہے جو صرف اللہ کے حکم بردار ہیں اور اپنی یا کسی کی خواہشوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

Marfat.com

رسولوں کا سلسلہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا
اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول تجھ سے پہلے اور کیں ہم نے
لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ
ان کے لیے بیویاں اور بچے اور نہیں ہوا
لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ
کسی رسول کے لیے کہ لے آئے کوئی نشانی مگر اذن سے
اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (۳۸)
اللہ کے واسطے ہر مدت کے حکم لکھا ہوا ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا
اور ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے بھیج چکے ہیں اور ہم نے
لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ
ان کو بیویاں اور اولاد دی تھی اور کسی رسول سے
لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ
نہیں ہوا کہ وہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے
اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (۳۸)
اذن سے ہر ایک وعدہ لکھا ہوا ہے

اَجَلٍ (وقت۔ مدت): یہ لفظ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے۔ اس سے مراد یہاں زمانے کی ایک مدت یا اس کا انجام دونوں ہو سکتے ہیں۔

اس آیت میں یہ سمجھایا گیا ہے، کہ انسان کی فطرت رسولوں کی طالب تھی۔ اس لیے ہم نے شروع سے اس کی ہدایت کے لیے رسول بھیجے جو اور انسانوں ہی کی طرح رہتے سہتے تھے۔ ان کی بیویاں بھی تھیں، اولاد بھی تھی۔ پہلے اہل کتاب سے کہا جا رہا ہے۔ کہ تم نبیوں کے سلسلہ سے واقف ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کی طرح ہیں۔ پھر انہیں کیوں نہیں مانتے۔ تمہیں جاننا چاہیے کہ رسول لوگوں کی خواہشوں کے مطابق ان کی فرمائشیں پوری کرنے نہیں آتا۔ وہ سچی باتیں بتانے آتا ہے۔ بغیر اللہ کے حکم کے وہ کوئی نشانی اپنی طرف سے نہیں دکھا سکتا۔ اس کا کام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس زمانے کے لیے جو احکام مقرر کیے ہیں۔ وہ اس زمانے والوں کو سمجھا دے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ہر زمانے کے لیے جو احکام اور وعدے مقرر ہیں وہ اللہ کے ہاں الگ الگ لکھے ہوئے موجود ہیں:

Marfat.com

لوحِ محفوظ

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۖ

مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے

وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۖ

اللہ مٹاتا ہے اور باقی رکھتا ہے جو چاہتا ہے

وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے

پچھلی آیت میں ذکر ہوا کہ ہر زمانے میں اللہ کے رسول دُنیا میں آئے اور انہوں نے انسان کو اس کی زندگی میں سیدھے راستے پر قائم رہنے کا طریقہ بتایا پھر دوسرے زمانے کے لیے دوسری کتاب نیازل ہوئی جن میں پہلے احکام کچھ کچھ بدلے ہوئے مقرر ہوئے۔

اس کتاب میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک زمانے کے جو احکام چاہتا ہے۔ وہ دوسرے زمانے میں منسوخ کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ باقی رکھتا ہے۔ اور اصل کتاب اس کے پاس ہے جس میں سے کوئی چیز نہیں بدلتی۔ یہ اصل کتاب لوحِ محفوظ ہے جس سے مراد قواعد کلیہ ہیں، جو کبھی نہیں بدلتے اور ان جزئیات کے لیے ہر زمانے کی کتابیں الگ الگ ہیں، بلکہ ہر فردِ بشر کے لیے بھی اپنی اپنی الگ کتاب ہے جس میں اس کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔

ان خاص کتابوں میں بعض چیزیں جو اس وقت کے موجود اسباب کے تحت ہوتی ہیں لکھ دی جاتی ہیں۔ پھر ان کے نئے اسباب پیدا ہو جانے پر مٹا دی جاتی ہیں اور نئے احکام اور شکلیں درج کر دی جاتی ہیں۔ مگر یہ سب کچھ انہی اٹل کلی قواعد کے تحت ہوتا ہے جو ام الکتاب یعنی لوحِ محفوظ میں درج ہیں۔

شکلوں کا اختلاف اسباب کی بنا پر ہوتا ہے مگر یہ اختلاف اصل قواعد کلیہ کے باہر نہیں جانے پاتا۔ انہی اصول کلیہ کو تقدیرِ مبرم (اٹل) کہتے ہیں۔ اور ان کی مختلف جزئیات کو جو موقع اور محل کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہیں تقدیرِ معلّق کہتے ہیں۔ تقدیرِ مبرم کا نام قدر ہے اور تقدیرِ معلّق کا نام قضا بھی ہے۔

Marfat.com

کوئی زبردستی نہیں

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ

اور اگر دکھا دیں ہم تجھ کو بعض اس کا جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

یا ہم وفات دیں تجھ کو پس بات تو یہی ہے کہ تجھ پر ہے پہنچا دینا

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا

اور ہم پر ہے حساب کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ ہم

نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

آ رہے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے سے اس کے کناروں سے

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ

اور اگر ہم تجھ کو کوئی وعدہ جو ہم نے ان سے کیا ہے دکھا دیں

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

یا تجھ کو اٹھا لیویں سو تیرا ذمہ تو پہنچا دینا ہے

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا

اور ہمارا ذمہ حساب لینا ہے کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین

نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں

نَتَوَفَّيَنَّ (اٹھا لیں ہم ضرور) مضارع کا صیغہ ہے جس کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ ضرور کے معنی میں ہے اس کا مصدر تَوَفِّیْ اور مجرد وفات ہے۔ یہ لفظ سورہ آل عمران میں گذر چکا ہے اس کے معنی ختم کر دینے کے ہیں۔

نَنْقُصُ (گھٹاتے ہیں ہم) مضارع کا صیغہ ہے نَقْصٌ سے نقص کے معنی کم کرنا، گھٹانا، نقصان معنی کمی بھی اسی سے بنا ہے۔

اس آیت میں آپ سے ارشاد ہے کہ ہم نے ان سے وعدے کیے ہیں کہ فرمانبرداروں کو جزا اور نافرمانوں کو سزا دی جائے گی۔ اگر ان میں سے کچھ انہیں تیری زندگی میں یا تیری وفات کے بعد دکھا بھی دیں تو بھی حقیقت وہی رہے گی جو اب ہے حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر کا کام لوگوں کی انوکھی فرمائشیں پورا کرنا نہیں بلکہ اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ اس لیے تیرا کام بھی فقط یہی ہے کہ ان کو اللہ کا پیغام پڑھ کر سُنا دے اور اس کی عملی صورت خود عمل کر کے دکھا دے کوئی مانے یا نہ مانے۔ سزا اور وعدوں کا پورا کرنا ان سب کا انتظام ہمارے ذمّہ ہے ہم چاہے جب کریں۔ اس کے لیے نہ تمہیں فکر مند ہونا چاہیے اور نہ ان کو بے فکر ہو کر بیٹھنا چاہیے یہی نشانی کافی ہے کہ ہم ان کے لیے زمین تنگ کرتے چلے آرہے ہیں اسلام چاروں طرف پھیل رہا ہے اور کفر گھٹتا چلا جا رہا ہے ؛

Marfat.com

یومِ حساب

وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ
اور اللہ حکم کرتا ہے نہیں کوئی پیچھے ڈالنے والا اس کے حکم کو
وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾
اور وہ جلد لینے والا ہے حساب

وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ
اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم اور وہ
وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾
جلد لینا ہے حساب کو

مُعَقِّبٌ: پیچھے ہٹانے والا اسم فاعل ہے تعقیب سے۔ یہ اسم پہلے اسی سورت میں گذر چکا ہے۔ یہاں اس کے معنی پیچھے ہٹا دینے کے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں اللہ عزّ وجلّ کی تدبیر و انتظام کا ذکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے دنیا میں اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی بھیجے۔

رسول کا کام یہ ہے کہ اللہ نے جو اسے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرے اور دوسرے لوگوں کے لیے جو احکام اس نے دیئے ہیں وہ ان تک پہنچا دے آگے لوگوں کا تعلق صرف اللہ عزّ وجلّ سے ہے۔ وہ ان سے ان کے اعمال کا حساب لے گا اور فیصلہ کرے گا کہ اعمال ان احکام کے مطابق ہیں یا نہیں جو ہم نے رسول کی معرفت ان کے پاس بھیجے تھے۔

اس آیت میں صاف طور پر انسان کو سمجھایا گیا ہے کہ ہر بات میں جو اس دنیا میں ہو رہی ہے۔ آخری فیصلہ اللہ کا ہے۔ اگر کسی کام کے ہونے کے سارے اسباب مہیا ہو جائیں تب بھی کام کا ہونا یا نہ ہونا اللہ عزّ و جلّ کے فیصلے پر موقوف ہے۔ انسان کے فیصلے ٹل سکتے ہیں لیکن اللہ عزّ وجلّ کا فیصلہ ٹلنے والا نہیں۔ اس نے قانون مقرر کر دیا ہے کہ انسان کے اعمال کا حساب ضرور لیا جائے گا اور آخری حساب کتاب کے لیے قیامت کا دن مقرر کر دیا ہے۔ یہ اس کا فیصلہ ہے، جسے کوئی ٹلا نہیں سکتا۔ اگر کسی عمل کی جزا سزا میں دیر لگے تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ پیچھا چھوٹ گیا ہے۔ وقت آنے کی دیر ہے جب آئے گا دم بھر میں حساب لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو وقت آنے کے بعد حساب لینے میں دیر نہیں لگتی۔

Marfat.com

اللہ کی تدبیر

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ
اور تحقیق تدبیر کی انہوں نے جو ان سے پہلے تھے سو اللہ ہی کی ہے
الْمَكْرُ جَمِيعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ
تدبیر تمام وہ جانتا ہے جو کماتا ہے
كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ
ہر جی اور عنقریب جان لیں گے اللہ کے منکر
لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾
کس کا ہے پچھلا گھر

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ
اور جو ان سے پہلے تھے تدبیر کر چکے ہیں سو سب
الْمَكْرُ جَمِيعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ
تدبیر اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جانتا ہے جو ہر جی
كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ
کماتا ہے اور ابھی معلوم کیے لیتے ہیں کافر کہ
لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾
پچھلا گھر کس کا ہوتا ہے

ارشاد ہے کہ ان لوگوں سے پہلے دُنیا میں اور لوگ بھی گذر چکے ہیں۔ یہی پہلے انسان نہیں ہیں۔ جو یہاں آکر آباد ہوئے۔ سوچنا چاہیئے کہ وہ کہاں گئے۔ انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے اپنی طاقت اور عقل کو کام میں لاکر بڑے بڑے انتظام کیے اور مغرور ہوکر بیٹھ گئے کہ اب ہمیں ہم ہیں۔ کوئی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے اپنے مقصد حاصل کرنے کی تدبیریں اپنی دانست میں مکمل کرلی تھیں۔ لیکن وہ اللہ کی تدبیر سے غافل تھے، حالانکہ تدبیر سب کی سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کا انکار کرکے ان کے پلّے کچھ نہ پڑا۔ ان کا کیا دھرا سب اکارت ہوا۔

آخر وہی ہوا جو اللہ کو منظور تھا اور وہ لوگ اپنی کیفر کردار کو پہنچے۔ خوب سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے کام اور کرتوت سے اچھی طرح واقف ہے اور اپنے مقررہ قاعدے کے مطابق بُروں کو عذاب دے گا۔ اور اچھوں کو ثواب عطا فرمائے گا۔ یہ لوگ اس وقت خوابِ غفلت میں ہیں لیکن کوئی دم گذرتا ہے کہ انہیں معلوم ہوجائے گا۔ کہ آخرت میں کون کامیاب ہوا اور کون ناکام رہا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے ؁

Marfat.com

اللہ گواہ ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ

اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں تو

مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ

بھیجا ہوا رسول کہہ دے کافی ہے اللہ گواہ

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ

میرے اور تمہارے درمیان اور وہ کہ اس کے پاس

عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾ ع

کتاب کا علم ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ

اور کافر کہتے ہیں تو بھیجا ہوا

مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ

نہیں کہہ دے میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ

اللہ گواہ کافی ہے اور جس کو کتاب

عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾ ع ٦ / ١٢

کی خبر ہے

اس سورت کے شروع میں کہا گیا ہے۔ کہ ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جو آیتیں پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں۔ جو اللہ نے ان پر نازل کی ہیں۔ اس کتاب میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ بالکل سچ ہے۔ مگر بعض لوگ نادانی سے اس کتاب کا صاف انکار کر دیتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بے باکی سے کہہ دیتے ہیں کہ تو اللہ کا بھیجا ہوا نہیں ہے۔

اس آیت میں رسول اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے' ان سے کہہ دے کہ اللہ عزوجل اس پر گواہ ہے۔ کہ میں اس کا رسول برحق ہوں اور یہ قرآن اسی کا کلام ہے۔ اس قرآن کو پڑھو اور سمجھو۔ اس کی ایک ایک آیت میں وہ آواز ہے جس کے ذریعہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اپنے سچے ہونے کی گواہی خود دے رہا ہے۔ پھر جو لوگ اس کو غور سے سنکر اسے سمجھ لیتے ہیں وہ بے ساختہ ان دونوں کی سچائی اور راستی کی گواہی دینے لگتے ہیں۔ جسے اس کتاب کا علم نصیب ہو جائے۔ وہ اس کی سچائی کا گواہ بنے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح جو لوگ پہلی کتابوں کا علم رکھتے ہیں اور ان کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی نہیں ہے وہ بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی آخری رسول ہیں جن کی خبر پہلی کتابوں نے دی ہے:

Marfat.com

سورۃ الرّعد کا پیغام

پچھلے صفحہ پر سورۃ الرعد ختم ہوئی۔ اس کے مضامین پر پھر ایک دفعہ نظر ڈالنی چاہیئے عجب نہیں کہ ہماری قسمت جاگ اٹھے اور اس کی صحیح اور بے لاگ باتوں سے ہمارے دل میں ان حقیقتوں کا یقین بیٹھ جائے جو اس میں بیان کی گئی ہیں۔

قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے۔ کہ انسان کو دُنیا کے دھندوں میں اس قدر پھنسا رہنا نہ چاہیئے۔ کہ اس سے اوپر نگاہ ہی نہ اُٹھے۔ اس کی عقل کا کام یہ ہے۔ کہ مصنوعات کو دیکھ کر صانع کو پہچانے۔ اور اس کے آگے جھک جائے عقل کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے قرآن مجید کو سرمایۂ ہدایت قرار دے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غرض سے دیا گیا ہے کہ وہ انسان کو گری ہوئی چیزوں کے جنجال سے نکال کر کامل اور بلند قدر چیزوں کی طرف توجہ دلائے اللہ کا پیغام دے اور اس پر عمل کر کے ان کے لیے زندگی کا ایک صحیح نمونہ قائم کر دے۔

قرآن مجید انسان کو بتاتا ہے کہ وہ آسمان، ستاروں، سورج اور چاند کی ساخت پر غور کرے اور غور کر کے پہلا نتیجہ یہ نکالے کہ ان سب کا بنانا مخلوقات میں سے کسی کا بس نہیں۔ اس لیے اس کا خالق زبردست قدرت والا اور اس سارے نظام کا قائم رکھنے والا ہے۔

دُنیا کا حال یہ ہے کہ جہاں بھلائی ہے وہاں برائی بھی ہے۔ لیکن یاد رکھو آخر کار بھلائی ہی کام آتی ہے اور برائی چھٹ کر الگ جا پڑتی ہے اور اس کے ساتھ جو ملا اسے بھی لے مرتی ہے۔ اللہ کے حکم ماننے والے اچھے لوگ ہیں۔ ان کا انجام اچھا ہوگا وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اپنے تعلقات دوسروں سے درست کرتے ہیں عہد کر کے اس سے نہیں پھرتے۔ اللہ کے غضب سے ڈرتے ہیں اور اعمال کے حساب سے خائف رہتے ہیں۔ نماز باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ اچھے کاموں میں اپنا روپیہ پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ ان سب کے عوض انہیں جنّت نصیب ہوگی۔ اور جو لوگ ان باتوں کے خلاف چلتے ہیں۔ وہ دوزخ میں جلا کریں گے۔ دنیا کا آرام ہیچ ہے۔ یہ جلد ختم ہونے والا ہے۔ آخرت ہمیشہ رہے گی۔ دنیا میں دل کا آرام اور سکون فقط اللہ کی یاد سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کو اور اس کی صفتوں کو پہچانو۔ جو اس کا ہو لیا وہی چین میں رہے گا۔ یہاں بھی اور وہاں بھی ؛؛

Marfat.com

سُورۃ ابراہیمؑ

یہ قرآن مجید کی بہ لحاظ ترتیب چودھویں سورت ہے۔ اس میں ابراہیم علیہ السلام کا اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کو وادی مکّہ میں لے جا کر بسانے کا ذکر ہے اور ان دعاؤں کا بیان ہے جو آپ نے اس وقت مانگیں۔ یہ سورت بھی مکّہ میں نازل ہوئی اور ہجرت کے قریب کے زمانے میں نازل ہوئی۔ اس کے مضامین وہی ہیں جو عموماً مکّی سورتوں کے ہیں۔ اس کے سات رکوع ہیں۔ ابتدا میں قرآن مجید کے نزول کی غرض سمجھائی گئی ہے۔ اور جو اس کی ہدایتوں سے کتراتے ہیں ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور سمجھایا گیا ہے کہ یہ سلسلہ ہدایت قدیم سے قائم ہے اور بہت سے رسول اس کے قائم رکھنے کے لیے دُنیا میں آتے رہے ہیں جن قوموں نے رسولوں کا کہنا نہ مانا۔ ان کا انجام بہت بُرا ہوا۔ ان کے عبرت ناک انجام کو دیکھ کر تمہیں چاہیئے کہ آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دنیا میں تمہارے اندر مبعوث کیے گئے ہیں۔ کہنا مانو۔ اس میں تمہارا ہی بھلا ہے۔ اللہ کی سلطنت تو ایسی کمزور نہیں کہ تم اس کی نابعداری کرو گے تو قائم رہے گی ورنہ معاذ اللہ اس میں خلل آجائے گا۔

پھر بتایا گیا ہے کہ شیطان انسان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتا ہے اسے مختلف طریقوں سے بہکاتا ہے لیکن جب انسان اس کے بہکانے کے وبال میں پھنس جاتا ہے۔ تو وہ خود انسان پر سارا الزام رکھ کر چل دیتا ہے۔ اس کی چالوں سے خبردار رہو اور یہ چاہے کتنے ہی سبز باغ دکھلائے اس کا کہنا نہ مانو۔ دنیا ہی ایک ایسی جگہ ہے جس میں تم اللہ کے حکم بردار بن کر آخرت کا عیش و آرام حاصل کر سکتے ہو۔ ورنہ مرنے کے بعد کچھ بنائے نہ بنے گا۔

اللہ عزوجل کو پہچانو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ دیکھو اللہ عزوجل کے ایک نابعدار ابراہیم علیہ السلام تھے جنہوں نے اپنی بیوی اور خورد سال بچے کو جنگل بیابان میں اللہ کے حکم سے اکیلا لے جا کر چھوڑ دیا اور کسی کی بات کا خیال نہ کیا۔ ہاں ان کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں اور ان کی آئندہ کی بہتری کے لیے التجائیں کیں۔

اللہ عزوجل کو اپنے کرتوتوں سے غافل نہ سمجھیں۔ وہ سب اس کی نگاہ میں ہیں۔ قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا اس دن ہر انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔

Marfat.com

(۱۴) سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیْمَ مَکِّیَّۃٌ (۷۲) اٰیَاتُھَا ۵۲ رکوعاتھا ۷

قرآن کا مقصد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ
الف لام را۔ یہ ایک کتاب ہے کہ اتارا ہم نے اس کو تیری طرف تاکہ نکالے تو
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ
لوگوں کو اندھیروں میں سے اجالے کی طرف ساتھ حکم ان کے رب کے
اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝۱ اللّٰہِ الَّذِیْ
طرف راستہ زبردست خوبیوں والے کے اللہ کے وہ کہ
لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط
اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ
یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری تاکہ تو لوگوں کو
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ
اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے ان کے رب کے حکم سے
اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝۱ اللّٰہِ الَّذِیْ
اس زبردست خوبیوں والے کے اللہ کے راستہ کی طرف جس کا ہے
لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

ان آیتوں سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ انسان دنیا میں اندھیروں کے اندر ہے جن سے نجات جبھی ہو سکتی ہے جب اس کے لیے کافی روشنی کا سامان مہیا کیا جائے۔ یہ اندھیرے کیا ہیں۔ سب سے زیادہ اس کی حیوانی خواہشیں ہیں جو اس کو چاروں طرف گھیرے رہتی ہیں۔

اس کے لیے ان آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تجھے یہ عظیم کتاب دے رہے ہیں، تاکہ تو انسان کو اندھیروں میں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور ہمارے حکم سے اسے صحیح راستہ پر ڈال دے تاکہ اس کی عقل کو وہ راستہ نظر آنے لگے جو اللہ عزوجل نے انسان کے لیے اس دنیا میں بسر کرنے کا مقرر کیا ہے۔ اللہ زبردست قوت والا ہے اور ساری خوبیاں اسی میں جمع ہیں۔ انسان کی عقل کو ادھر متوجہ کرنا ہے۔ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی خواہشوں کو لگام دے ورنہ وہ اسے اندھے کنوئیں میں گراتی رہیں گی۔

Marfat.com

کفر کی سزا

وَ وَیۡلٌ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡ عَذَابٍ
اور خرابی ہے کافروں کے لیے ایک عذاب
شَدِیۡدِ ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَیٰوۃَ
سخت سے وہ جو پسند کرتے ہیں
الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ وَ یَصُدُّوۡنَ
زندگی دنیا کی آخرت سے بڑھ کر اور روکتے ہیں
عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا ؕ
اللہ کے راستے سے اور ڈھونڈتے رہتے ہیں اس میں کجی
اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۳﴾
وہ گمراہی میں ہیں دور کی

وَ وَیۡلٌ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡ عَذَابٍ
اور کافروں کے لیے مصیبت ہے ایک سخت
شَدِیۡدِ ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَیٰوۃَ
عذاب سے جو کہ دنیا کی زندگی کو آخرت پر
الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ وَ یَصُدُّوۡنَ
ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ سے
عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا ؕ
روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں
اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۳﴾
وہ راستہ بھول کر دور جا پڑے ہیں

یَصُدُّوۡنَ (روکتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے ص۔ د۔ د سے۔ صَدٌّ کے معنی روکنا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب مبین یعنی قرآن مجید دے کر بھیجا۔ کہ وہ اس کی روشنی پھیلا کر انسان کی عقل کی رہنمائی کریں۔ تاکہ وہ اللہ کو اور اس کی قدرت کو سمجھے۔ اور اسی کو اس ساری کائنات کا خالق اور رب ماننے اور اس کے آگے جھکے۔ جو کوئی اس کے بعد نہ ماننے۔ وہ کفر کر رہا ہے اور اللہ کے سیدھے راستے سے جو ادھر اُدھر ٹیڑھے راستے نکلے ہیں۔ ان کی طرف مڑ گیا ہے اور وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کا کچھ برا نتیجہ نہ ہوگا۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ کافروں کے لیے بڑی دردناک مصیبت اور سخت عذاب تیار ہے یہ دنیا جس میں وہ پھنسے ہوئے ہیں چند روزہ ہے۔ کفر کی بلا میں پھنس کر یہ بھی چین سے نہیں کٹے گی۔ اور مرنے کے بعد تو کافروں کی پوری پوری شامت آہی جائیگی۔ قرآن مجید کی روشنی میں عقل کو یہ صاف نظر آجاتا ہے کہ انسان کا کام یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو مان کر اس کے حکموں کے مطابق اس دنیا میں زندگی بسر کرے ورنہ انسان کوئی چیز نہیں ۞

Marfat.com

کفر کی غلط کاریاں

انسان نے اگر اللہ عزوجل کو اپنا خالق اور رب نہ مانا تو اسے یہ دنیا ہی سب کچھ نظر آئے گی اور وہ یہیں کی چہل پہل کھیل کود عیش و عشرت مال و دولت اور جاہ و جلال کا طالب ہو کر رہے گا۔

ایسے لوگ دنیا ہی کو پسند کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اسی کے لیے آپس میں چھینا جھپٹی کرتے ہیں۔ دوسروں کے دبانے میں انہیں بڑا مزہ ہی نہیں آتا۔ بلکہ اسی کو وہ اپنی دنیا کی عظیم الشان کامیابی سمجھتے ہیں کہ دوسرے کو دبا کر اس سے سب کچھ چھین لیں اور پھر اسی کے سامنے اسے دکھا دکھا کر اس کا حصہ نوش جان فرمائیں۔

یہ کفر کی اوّلین غلط کاری ہے۔ اور اللہ عزوجل کو نہ پہچاننے اور اس کی قدرت سے ناواقف ہونے کا نتیجہ ہے۔ دوسری غلطی ان کی یہ ہے کہ وہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کے قائل نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ نقد چیز کو چھوڑ کر اس امید میں پھنس کر بیٹھ جانا کہ مرنے کے بعد اس سے اچھی چیز ملے گی۔ نادانی کی انتہا ہے اور کاروباری اصول اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی لیے جب وہ رسول کی زبانی قرآن مجید کا پیغام سنتے ہیں کہ دنیا کی زندگی ہیچ ہے۔ اصل زندگی آخرت کی ہے تو وہ اس کو بے عقل، پاگل، مجنون وغیرہ (معاذ اللہ) سب کچھ ایک ہی سانس میں کہہ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ لوگو! مجھے کون سی چیز نفع دے گی۔ یہ میری جائیداد جو دُور تک پھیلی ہوئی ہے یا آخرت کے وعدے جن کا سبز باغ مجھے دکھایا جا رہا ہے۔ اور جس کے پورا کرنے کے لیے یہ سب چیزیں مجھ سے سردست چھڑوائی جا رہی ہیں۔

یہ کافر لوگ ایسی وہمی باتوں کو بنا سجا کر لوگوں کو سناتے ہیں۔ اور اپنی مالداری، طمطراق دکھا کر اللہ عزوجل کے راستے سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں صاف اور سچی ہیں۔ لیکن کافر لوگوں کو بہکانے کے لیے ان میں پیچ و خم پیدا کرتے ہیں اور دین کی سیدھی سڑک کو ٹیڑھا بناتے ہیں۔ کفار کو سیدھی بات یہ نظر آتی ہے کہ دنیا میں ایسے ذریعے حاصل کریں کہ جس چیز کو جی چاہے اُن کی بدولت مل جائے اور اس بات کو وہ ٹیڑھا سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ کا حکم مان کر یہاں کا ناجائز آرام چھوڑ دیں اور فرمانبرداری کی زندگی بسر کریں۔

Marfat.com

غرض ہدایت ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر زبان میں
قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ
اس کی قوم کی تاکہ بیان کرے ان کے لیے پس بھٹکاتا ہے اللہ جسے
يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ
چاہتا ہے اور راہ پر ڈالتا ہے جسے چاہے اور وہ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾
زبردست ہے حکمت والا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی بولی
قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ
بولنے والا تاکہ ان کو سمجھائے پھر اللہ جس کو چاہتا ہے
يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ
راستہ بھلاتا ہے اور جس کو چاہے راستہ دکھاتا ہے اور وہ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾
زبردست حکمت والا ہے

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارے ہاں قاعدہ مقرر ہے کہ جس قوم میں بھی رسول بھیجا جائے۔ وہی زبان بولتا ہو جو اس کی ساری قوم بولتی ہے۔ کیوں کہ رسول بھیجنے سے غرض یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے احکام لوگوں کو سمجھاوے۔ سمجھ لینے کے بعد اگر ان کی قسمت بھلی ہے تو ان کے دل میں تابعداری کا شوق موجزن ہوگا اور اگر ضدی لوگ ہیں تو نہ مانیں گے۔

اللہ عزوجل کی جانب سے اسی بات کا سامان کر دیا جاتا ہے۔ جس کا کسی کی طبیعت تقاضا کرتی ہے۔ کسی انسان کے سرزبردستی کوئی چیز ایسی نہیں تھوپی جاتی جس کی استعداد اس کے اندر موجود نہ ہو۔ یہ قانون اس دنیا میں رائج ہے اور یہ اللہ عزوجل کا بنایا ہوا ہے۔ جو سب پر غالب ہے اور ہر چیز کی حکمت سے واقف ہے اس نے نظام عالم خوب سوچ سمجھ کر قائم کر رکھا ہے۔ یہاں سے سمجھ میں آتا ہے کہ اصل چیز اللہ کا پیغام سمجھنا ہے۔ زبان اس کے لیے محض ذریعہ ہے صرف الفاظ پڑھ لینے اور دہرانے سے قرآن حکیم کی اصل غرض پوری نہیں ہوتی۔ ضرورت ہے کہ اس کے معانی کو سمجھا جائے اور اگر خود سمجھ میں نہ آئے تو سمجھانے والوں سے پوچھ پوچھ کر مطلب معلوم کیا جائے۔

Marfat.com

عربی زبان

کفارِ مکّہ کا دل نہ چاہتا تھا کہ حضرت محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول مانیں۔ اور اس کی وجہ ان کی خود غرضی تھی۔ ان میں سے ہر ایک کے دل میں یہ سودا سمایا ہوا تھا کہ میں سردار بنوں اور سب میری سنیں۔ اور جو میں کہوں وہ کریں۔ پھر ان کو عرب میں ایک بڑا مرتبہ بھی حاصل تھا۔ ان کا جی نہ چاہتا تھا کہ خود گدی پر سے اتر جائیں اور ایسے شخص کو سردار مان لیں جو اپنی اور اپنی قوم کی برتری نہیں چاہتا۔ بلکہ اللہ کی برتری قائم کر کے سب کی برتری ختم کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ سردار بننا اور اپنی قوم کو سب سے اونچا کرنے کی نیّت رکھتا۔ تو بھی کچھ نہیں گیا تھا۔ مگر یہ تو دنیا کی عزّت اور مرتبے کو زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اللہ کے لیے سب کچھ چھوڑتا ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے سے دنیا خود بخود قدموں پر آ پڑے گی۔

دنیا کی کوئی چیز اہم نہیں ہے اللہ کی رضامندی سب سے اہم چیز ہے۔ اس کے احکام کی انتہائی غرض انسان کی آخرت کی زندگی کا سنوارنا ہے، وہ نہیں چاہتا۔ کہ انسان دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اللہ کو اور آخرت کو بھول جائے۔ خود غرض کافروں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ اللہ کے لیے سب کچھ چھوڑ بیٹھو تو اللہ عزوجل سب کچھ دے دیتا ہے۔ اس لیے وہ آپ کو رسول ماننے سے انکار کرتے تھے اور نہ ماننے کے بہانے ڈھونڈتے تھے منجملہ اور باتوں کے وہ کہتے تھے کہ عربی تو اس کی زبان ہے۔ اس میں تو یہ قرآن خود بھی بنا سکتا ہے۔ اور دوسرے عربی زبان دانوں کی مدد سے بھی تیار کر سکتا ہے۔

اللہ عزوجلّ کا کلام تو ہم جب مانتے جب کسی انوکھی زبان میں قرآن اترتا جسے یہ خود نہ جانتا ہوتا۔ اس بہانے کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے کہ تمہاری خود غرضی تمہیں بہانہ بازیوں پر آمادہ کر رہی ہے۔ ورنہ بات تو بالکل سیدھی ہے ہم نے عربی رسول اس لیے بھیجا ہے کہ پہلے وہ تمہیں سمجھائے اور ظاہر بات ہے کہ کسی کو سمجھانا اسی کی زبان میں سہولت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے بھی جتنے رسول دنیا میں آئے ہیں۔ وہ وہی زبان بولتے تھے جو ان کے ملک میں رائج تھی۔ کیوں کہ اصل غرض تو کام کی باتوں کا سمجھانا ہے اور یہ لوگوں کو انہی کی زبان میں اچھی طرح سمجھائی جا سکتی ہیں:۔

Marfat.com

رسول کی مثال

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ
اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ کو ساتھ اپنی نشانیوں کے کہ
اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے طرف
النُّوْرِ ۵ۙ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ط
اجالے کی اور یاد دلا انہیں دن اللہ کے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صابر
شَكُوْرٍ ﴿۵﴾
شاکر کے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ
اور ہم نے موسیٰ کو بھیجا تھا اپنی نشانیاں دے کر کہ
اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
اپنی قوم کو نکال اندھیروں سے اجالے کی
النُّوْرِ ۵ۙ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ط
طرف اور ان کو اللہ کے دن یاد دلا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کے لیے جو صبر کرنے والا
شَكُوْرٍ ﴿۵﴾
شکر گزار ہے

اَيّٰىمِ اللّٰهِ (اللہ کے دن) ایام یوم کی جمع ہے جو عموماً دن کے معنی میں ہے اور اس کے معنی سورہ فاتحہ میں گذرے ہیں۔ ان دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن کے اندر پہلی قوموں میں اُن کے بُرے لوگوں پر مصیبت آئی اور نیک لوگوں کو نجات ملی۔ یہ سارا واقعہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی آزمائش تھی۔

اس آیت میں پہلے رسولوں میں سے ایک عظیم الشان رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش کیا ہے کہ دیکھو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول مقرر کرکے بھیجا اور ان سے کہا کہ ان کو غلط باتوں اور بیکار عقیدوں سے چھڑا کر صاف اور سیدھے راستے پر قائم ہونے کا حکم دیں اور کفر و معاصی کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان اور نیک کاموں کی روشنی میں لے آئیں اور پہلی قوموں پر جو مصیبتیں وقتاً فوقتاً ان کے گناہوں کی وجہ سے آئیں یا جنہیں اچھے عملوں کی وجہ سے نجات ملی ان کا حال سنائیں۔ اس لیے کہ ان کے حالات سے ان کو بہت سے سبق حاصل ہوں گے اور مصیبت میں صبر کرنا اور نعمت کا شکر ادا کرنا سیکھیں گے اور انہیں معلوم ہوگا کہ صبر اور شکر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ذریعے ہیں۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کا طرزِ عمل

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے یاد کرو
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ
احسان اللہ کا اپنے اوپر جب نجات دی تم کو
مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
فرعون کی قوم سے پہنچاتے تھے وہ تم کو برا عذاب
وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ
اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے
نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
تمہاری عورتوں کو اور اس میں مدد تھی تمہارے رب کی طرف سے
عَظِيْمٌ ۶ ع
بڑی

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا
اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اپنے اوپر اللہ کا
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ
احسان یاد کرو جب تم کو فرعون کی قوم سے
مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
چھڑایا وہ تم کو برا عذاب پہنچاتے تھے
وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ
اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں
نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف
عَظِيْمٌ ۶ ع
سے بڑی مدد ملی

ع ۱ / ۱۴

یہ آیت بنی اسرائیل کے ذکر کے اندر سورۃ البقرہ اور پھر سورۃ الاعراف میں گذر چکی ہے اور وہاں اس کی تشریح کی جا چکی ہے یہاں اس سلسلہ میں اس کا ذکر پھر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض کس طرح انجام دیئے بنی اسرائیل فرعون کے ہاتھ سے بڑی تکلیفیں اٹھا چکے تھے۔ ذرا ذرا سے بہانوں سے انہیں ہر وقت ستایا جاتا تھا ظلم و ستم کا تختۂ مشق بن کر کوئی قوم اخلاقی توازن قائم نہیں رکھ سکتی۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو کام کرنے تھے۔ بنی اسرائیل کے دل میں سے فرعون اور اس کی قوم قبط کا خوف نکالنا اور بجائے اس کے اللہ عزوجل کا خوف ان کے دل میں بٹھانا اور اس کی رحمت کا امیدوار رہنا سکھانا یعنی اللہ کا خوف اور اس سے امید رکھنا اخلاق کی درستی اور روحانی ترقی کے لیے اکسیر اعظم ہے۔

Marfat.com

شکر کا پھل

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ

اور جب سنا دیا تمہارے رب نے البتہ اگر شکر کیا تم نے

لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ

تو ضرور زیادہ دوں گا تم کو اور البتہ اگر ناشکری کی تم نے تحقیق

عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ

میرا عذاب بڑا سخت ہوگا اور کہا موسیٰ نے اگر

تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

ناشکری کرو تم اور جو زمین میں ہیں سب کے سب

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٨﴾

پس تحقیق اللہ بے پروا خوبیوں والا ہے

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ

اور جب تمہارے رب نے سنا دیا اگر احسان مانو گے تو تم کو

لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ

اور بھی دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو البتہ

عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ

میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر

تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

تم اور سارے لوگ جو زمین میں ہیں کفر

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٨﴾

کریں گے تو اللہ ساری خوبیوں والا بے پروا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جس پر احسان کیا جائے اس پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اپنے محسن کا اپنے قول فعل اور دل سے شکر ادا کرے اور اس کو یہ فرض پچھلی مہربانی کے بدلے بغیر کسی آئندہ کی توقع کے ادا کرنا لازم ہے۔ لیکن اللہ عزوجل جو انسان کا محسن حقیقی ہے اپنا شکر ادا کرنے پر آئندہ کے لیے بھی زبردست توقع دلاتا ہے۔ وہ اپنی رحمت اور مہربانی سے اعلان کرتا ہے۔ کہ پچھلی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے تمہارا نام شکر گذاروں میں لکھا جائے گا لیکن اسی پر بس نہیں آیندہ شکر گذاروں کے لیے اور نعمتیں بھی تیار ہیں۔ پچھلی نعمتوں کے بدلے شکر کرنے سے آگے مزید نعمتیں ملیں گی اور جو ناشکری کریں گے ان کو سخت عذاب ملے گا۔ آگے ارشاد ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے شکر کا محتاج ہے اسے تو کسی کے شکر کی پروا نہیں وہ تمام خوبیوں کا مالک ہے اور ان کا ظہور اس بات پر موقوف نہیں کہ کوئی اس کے گُن گائے اور زبان سے اس کی تعریف کرے اور دل اور ہاتھ پاؤں سے اس کی خدمت بجالائے۔ ان باتوں سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں البتہ شکر بجالانے میں اور اس کی تابعداری میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے وہ اس شکر گذاری کی بدولت کہیں سے کہیں پہنچ سکتا ہے اور دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالامال ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

گذشتہ سے عبرت

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ

کیا نہیں آئی تم تک خبر ان کی جو تم سے

قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛ۬

پہلے تھے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود کی

وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ۬ لَا يَعْلَمُهُمْ

اور جو ان کے بعد تھے نہیں جانتا ان کو

اِلَّا اللّٰهُ ؕ

مگر اللہ

مع عند المتقدمین

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ

کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے

قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛ۬

پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود

وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ۬ لَا يَعْلَمُهُمْ

اور جو ان سے پیچھے ہوئے کسی کو ان کی خبر

اِلَّا اللّٰهُ ؕ

نہیں مگر اللہ کو

اس سورت کے شروع ہی سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے اور آپ کے اوپر قرآن حکیم کے نازل کیے جانے کی غرض بیان کی جا رہی ہے یعنی اس سے غرض یہ ہے کہ دنیا میں انسان کو ہوا و ہوس کے اندھیروں سے نکال کر روشن اور صاف راستہ پر ڈالا جائے تاکہ وہ اس دنیا میں بھی کامیابی کی زندگی بسر کرے اور آخرت میں بھی اپنے رب کے سامنے سرخ رو اور وہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہو۔ آپ کے لیے ملک عرب کو انتخاب کیا گیا کیوں کہ بہت تھوڑی مدت کے اندر دنیا بھر میں روشنی پھیلانے والا مینار وہیں قائم ہو سکتا تھا اور کوئی سرزمین اس کی سزاوار نہ تھی کہ وہاں اس بنا کی بنیاد رکھی جائے: تاریخ پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اس زمانے میں اسلام کی کم سے کم مزاحمت عرب ہی میں ممکن تھی کسی اور ملک میں تو زمین ہموار کرنے ہی میں صدیاں گذر جاتیں اور دنیا اندھیرے ہی میں جانے کب تک بھٹکتی پھرتی۔ اس لیے یہاں پہلے عرب کو اور ان کے ذریعے ساری دنیا کو سمجھایا گیا ہے کہ اس رسول اور اس کے پیغام میں شک مت کرو۔ تم سے پہلی قوموں میں بھی رسول آچکے ہیں۔ انہوں نے رسولوں کی مخالفت کر کے کیا لیا جو تم لوگ حضرت موسیٰؑ کی بیان کرنے کے بعد اس آیت میں عرب سے کہا جا رہا ہے کہ تمہارے پاس قوم نوح۔ عاد اور ثمود کی خبریں کیا نہیں پہنچیں۔ پچھلے لوگوں کے حالات کو محض قصہ کہانی کی طرح سن کر چھوڑ دینا نہ چاہیے بلکہ ان سے اپنے لیے مفید سبق حاصل کرنا چاہیے:

Marfat.com

عبرتناک حالات

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا
آئے ان کے پاس ان کے رسول ساتھ نشانیوں کے پس دے لیے انہوں نے
اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْٓا اِنَّا
اپنے ہاتھ اپنے منہ میں اور کہا انہوں نے تحقیق ہم
كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ
انکار کرتے ہیں اس کا کہ بھیجے گئے تم ساتھ جس کے اور تحقیق ہم البتہ
شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾
شک میں ہیں اس سے کہ بلاتے ہو تم ہم کو طرف جس کی کھٹکنے والا ہے

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا
ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے
اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا
اپنے ہاتھ اپنے منہ میں دے لیے اور بولے ہم نہیں
كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ
مانتے اسے جو تم کو دے کر بھیجا اور ہمیں تو اس راہ میں
شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾
جس طرف تم بلاتے ہو شبہ ہے خلجان میں ڈالنے والا

ترتیب

رَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ: اس کا لفظی ترجمہ ہے۔ لوٹائے انہوں نے اپنے اپنے منہ میں۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ اپنی ہی خواہشوں میں لگے رہے اور جب ان کے پاس ہمارے رسول سیدھی اور صاف باتیں لے کر آئے تو ان کو سن کر بعض فتنہ انگیز لوگ تو آپے ہی سے باہر ہو گئے۔ اور مارے غصّے کے اپنے ہاتھ منہ میں دے کر کاٹنے لگے۔ کچھ لوگ منہ پر ہاتھ رکھ کر حقارت کی ہنسی ہنسنے لگے۔ کچھ گستاخ لوگوں نے رسولوں کو اپنے ہاتھ منہ پر رکھ کر اشارہ کیا۔ کہ ایسی باتیں مت کرو۔ خاموش رہو۔ غرض سب کے سب اپنے اپنے طریقے سے ان کے مخالف ہو گئے۔ اور صاف صاف کہنے لگے۔ کہ تم یہ جو کچھ لے کر ہمارے بڑے بن کر ہمیں سمجھانے آئے ہو۔ اس کو ہم ماننے والے نہیں۔ صاف صاف یہ ہے۔ کہ ہمارے دل ان باتوں کا یقین ہی نہیں کرتے۔ ہمیں ان میں اتنے شک اور شبہے ہیں کہ ہم ان کی وجہ سے اور خلجان میں پڑ جاتے ہیں۔ ہمارا تو انہی رسم و رواج میں جی لگتا ہے۔ جو ہمارے باپ دادا کے وقت سے چلے آتے ہیں۔

Marfat.com

رسولوں کا جواب

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ
کہا ان کے رسولوں نے کیا اللہ کے بارے میں شک ہے پیدا کرنے والا
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ
آسمانوں کا اور زمین کا بلاتا ہے تم کو تاکہ بخش دے
لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ
تمہارے لیے کچھ گناہ تمہارے اور مہلت دے تم کو
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط
ایک مدت تک جو مقرر ہے

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ
ان کے رسول بولے کیا اللہ میں شبہ ہے جس نے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ
آسمان اور زمین بنائے وہ تم کو بلاتا ہے تاکہ تم کو
لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ
کچھ تمہارے گناہ بخشے اور تم کو ایک وعدہ تک
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط
ڈھیل دے جو ٹھیر چکا ہے

فَاطِرِ (بنانے والا) اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا مادہ ف۔ط۔ر ہے فطر کے معنی ہیں کوئی نئی چیز بغیر پہلے نمونے کے اپنے دل سے بنا دینا۔ فاطر کے قریب قریب معنی بدیع کے ہیں جو سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے۔

رسولوں نے جواب دیا کہ ہم تو تمہیں اللہ عزوجل کی طرف بلاتے ہیں۔ کیا اللہ کے بارے میں بھی کوئی شک کسی عقلمند کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کی بنائی ہوئی بے مثل چیزیں آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ آسمان، چاند، سورج، ستارے اور زمین سب ایک نظام کے مطابق چل رہے ہیں۔

ہم تو تمہیں اسی اللہ کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ جس کی قدرت کی نشانیاں تمہارے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ ان نشانیوں کے ہوتے ہوئے سوچنے والوں کے دلوں میں ان کے بنانے والے کی طرف سے شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ اور ہم کیا بلا رہے ہیں۔ خود اللہ عزوجل تمہیں اپنی طرف بلا رہا ہے۔ اس کی سنو اس کی بات مانو تو وہ مہربانی فرما کر تمہارے پچھلے گناہ جو تم سے غفلت کی حالت میں سرزد ہوئے معاف فرمائے گا اور اس پر ایمان لانے کے بعد تم کو موقعہ دے گا کہ تم اچھے کام کرو۔

Marfat.com

وجہ انکار

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ط
بولے نہیں تم مگر آدمی ہمیں جیسے
تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا
ارادہ کرتے ہو تم یہ کر روک دو ہمیں اس سے جسے
كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا
تھے پوجتے ہمارے باپ دادا پس لاؤ ہمارے سامنے
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۱۰)
کوئی دلیل روشن

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ط
کہنے لگے تم تو یہی ہم جیسے آدمی ہو
تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا
تم چاہتے ہو کہ ہم کو ان چیزوں سے روک دو
كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا
جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے رہے
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۱۰)
سو کوئی کھلی سند لاؤ

مکّہ کے اکثر لوگ اس کے لیے تیار نہ ہوئے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنیں۔ ان کو ان آیتوں میں سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ اللہ کی قدرت میں شک مت کرو۔ اس نے انسان کی ہدایت کا طریقہ یہی رکھا ہے کہ اپنے رسول ان کے پاس بھیجے۔ دیکھو پہلے لوگوں نے رسولوں کا انکار کیا تو وہ کہیں کے نہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ تم میں تو ہمیں کوئی سرخاب کا پر نظر نہیں آتا۔ تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو۔ پھر جیسے اور لوگ خود غرض ہیں۔ تم بھی ضرور ویسے ہی ہوگے۔

تم یہ چاہتے ہو کہ جن بتوں کو پوجتے ہوئے ہماری پشتیں گذر گئیں اور جن کی وجہ سے ہمارے پاس نذر نیاز۔ تحفہ تحائف اڈے چلے آ رہے ہیں۔ تم یہ سب ہم سے چھین لو۔ اور اپنا معبود الگ بنا کر یہی فائدے خود حاصل کرو۔ کیا ہم ایسے پاگل ہیں جو اتنی سی بات نہ سمجھیں۔ اتنا بڑا انقلاب چاہتے ہو تو کوئی انوکھا کرتب دکھاؤ جس سے ہمارا دل خود بہ خود تمہاری بڑائی کا قائل ہو جائے۔ اس کے بغیر ہم تمہاری بات مان کر تمہارے لیے گدی کیسے خالی کر دیں۔ جاؤ ہوا کھاؤ (معاذ اللہ)

Marfat.com

دکھتی رگ

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
کہا ان سے ان کے رسولوں نے نہیں ہم
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ
مگر آدمی تمہیں جیسے اور لیکن اللہ احسان کرتا ہے
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ
جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے اور نہیں ہے
لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا
ہمارے لیے یہ کہ لائیں ہم تمہارے پاس سند مگر
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
اللہ کے حکم سے

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم تو یہی آدمی
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ
ہیں تمہارے جیسے اور لیکن اللہ اپنے بندوں
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ
میں جس پر چاہے احسان کرتا ہے اور ہمارا کام
لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا
نہیں کہ تمہارے پاس سند لے آئیں مگر
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
اللہ کے حکم سے

رسولوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم تمہیں جیسے آدمی ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم بھی تمہاری طرح دُنیا کے طالب ہیں۔ اللہ نے انسان کو شکل وصورت میں ملتا جلتا بنایا ہے لیکن قابلیتیں ہر ایک کی الگ الگ ہیں۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں دُنیا کے مال وجاہ کا طالب نہیں بنایا۔ ہمارے خیالات دُنیا سے بہت بلند ہیں ہم اس کی طرف لالچ کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اللہ کے جمال وجلال کا تصوّر ہمیں دُنیا کے رنج و راحت سے بے پروا رکھتا ہے۔ یہ ہمارے اوپر اس کریم کا احسان ہے کہ ہمیں اپنی پہچان عطا فرمائی۔ یقیناً جو اللہ عزوجل کو پہچان لے گا۔ وہ دُنیا کے مزوں کی طرف دیوانہ وار کبھی نہ دوڑے گا۔ انسان کے اوپر یہ ساری آفتیں اسی لیے آتی ہیں کہ ہر ایک دنیا ہی پر لٹّو ہو رہا ہے۔ باقی تم جو یہ کہتے ہو کہ کوئی غیر معمولی نشانی اپنے رسول ہونے کی دکھاؤ۔ تو یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص کام انجام دینے آتے ہیں ہمیں حکم ہے کہ انسان کو اللہ کا راستہ دکھادیں۔ یوں اس نے اپنی پہچان کی نشانی سارے عالم ہی کو بنا رکھا ہے۔

Marfat.com

سہارا سب کا اللہ ہے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۱)
اور اللہ پر پس چاہیے کہ بھروسا کریں ایمان والے
وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ
اور کیا ہوا ہمیں کہ نہ بھروسا کریں اللہ پر اور
قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ
تحقیق دکھا دیں ہمیں اس نے ہماری راہیں اور تحقیق ہم صبر کریں گے
عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ
اس پر جو تم ہمیں ایذا دیتے ہو اور اللہ ہی پر
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۱۲)
پس چاہیے کہ بھروسا کریں بھروسا کرنے والے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۱)
اور اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے ایمان والوں کو
وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ
اور ہم کو کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسا نہ کریں اور
قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ
وہ ہم کو ہماری راہیں سمجھا چکا ہے۔ اور جو تم
عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ
ایذا دیتے ہو اس پر ہم صبر کرینگے۔ بھروسا کرنے
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۱۲) ع ۲/۱۴
والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے

نیز رسولوں نے کہا کہ ہمارے تو ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ ہر بات میں اللہ ہی کی طرف دیکھیں اور اسی پر بھروسا کریں اور ہم پر ہی کیا منحصر ہے۔ جو شخص بھی اللہ پر ایمان لائے گا۔ اسے اس ایمان کی روشنی میں جتنی بھی اس کے حصے میں آئی ہے۔ یہی سوجھے گا۔ کہ وہ اللہ کے آگے عاجز اور اس کے فرمان کا بندہ بنے۔ اسے اسی پر بھروسا کرنا چاہیئے اور جو وہ حکم دے اسے بجا لانا چاہیئے۔ اس کے آگے نہ کسی کی چلی ہے اور نہ چل سکتی ہے۔

اگر تم نے ہمارے ستانے پر کمر ہی باندھ لی ہے تو خیر ہم تمہاری ایذا رسانی پر صبر کریں گے۔ یہ نہ ہوگا کہ ان سے گھبرا کر ان راستوں کو چھوڑ بیٹھیں۔ جو اس نے ہمیں دکھا دیئے ہیں۔ ان ایذاؤں پر صبر بھی ہمیں اللہ عزوجل ہی عطا کرے گا۔ وہی وقت پر کام کرنے کی قوت دیتا ہے۔ اور وہی مصیبت کے وقت برداشت کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جسے بھروسا کرنا ہو وہ اللہ پر بھروسا کرے باقی سب ہیچ ہے ؛

Marfat.com

دُنیا کا نشہ

وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
اور کہا انہوں نے جو کافر ہوئے اپنے رسولوں سے
لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ
ضرور نکال دیں گے ہم تم کو اپنی زمین سے یا تمہیں لوٹ کر آنا پڑیگا
فِیْ مِلَّتِنَا ؕ
ہمارے دین میں

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں سے
لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ
ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا ہمارے
فِیْ مِلَّتِنَا ؕ
دین میں لوٹ آؤ

ذکر اس کا ہے کہ اللہ عزوجل نے بہت قوموں میں وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجے۔ ان لوگوں میں خدا کی دی ہوئی عقل تھی لیکن ان کے اوپر دُنیا کی محبت غالب آگئی اور انہوں نے اپنی عقل سے بس یہی کام لینا شروع کر دیا کہ وہ ان کی خواہشوں کے پورا کرنے کی ترکیبیں انہیں سمجھایا کرے اور وہ دنیا کے عیش و عشرت کے نت نئے سامان پیدا کرنے میں اور مزے سے خوب گل چھرے اڑئیں چنانچہ جو کچھ ترقی یافتہ سائنس کے زیر سایہ آج کل دنیا میں ہو رہا ہے۔ اس وقت بھی اس وقت کی سائنس کے مطابق یہی ہو رہا تھا۔ ہر شخص اس دُھن میں تھا کہ میں کوئی ایسی ترکیب ایجاد کروں۔ کہ دُنیا میری مٹھی میں آجائے اور دوسرے میری منت خوشامد کیے بغیر کچھ نہ سکیں۔

ایسی حالت میں ضروری تھا کہ انسان کو اس کے خوابِ غفلت سے جگایا جاتا۔ اور زندگی اور موت کے معنی سمجھائے جاتے۔ ان آیات میں لوگوں کی حیل وحجت اور رسولوں کی فہمایش کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

آخر جب رسولوں نے انہیں حجت میں دبا لیا تو وہ ہشت مشت پر اتر آئے اور کہا کہ سنو جی! اگر تم اسی طرح اللہ صبر اور توکل وغیرہ کی رٹ لگاتے رہے۔ تو ہم تم کو اپنی بستیوں سے نکال باہر کریں گے۔ خوب کان کھول کر سن لو۔ کہ اگر ہمارے اندر رہنا ہے تو جیسے ہم رہتے ہیں۔ اسی طرح رہو اور ہمارا دین اختیار کرو۔ اپنی مت چلاؤ ورنہ یہاں سے رفو چکر ہو جاؤ (معاذ اللہ)

Marfat.com

نشہ کا اوتار

فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ
پس وحی بھیجی ان کی طرف ان کے رب نے ہم ہلاک کر کے رہیں گے
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ
ظالموں کو اور بسا کے رہیں گے تم کو اس زمین میں
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ
ان کے بعد یہ واسطے ان کے ہے جو ڈرے
مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾
میرے روبرو کھڑا ہونے سے اور ڈرے میرے ڈراوے سے

فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ
پس ان کے رب نے انہیں حکم بھیجا ہم ظالموں کو
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ
غارت کریں گے اور ان کے پیچھے اس زمین میں تم
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ
کو آباد کریں گے یہ اس کو ملتا ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے
مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾
سے ڈرتا ہے اور میرے عذاب کے ڈراوے سے ڈرتا ہے

قرآن حکیم رسولوں کے اس سلسلہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جو پہلے انسان سے شروع ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ اور آپ نے اپنی عقل وافر سے جس کو وحی کی روشنی میں پوری پوری مدد دی گئی۔ وہ سب کچھ واضح کر کے رکھ دیا۔ جو عوام الناس کی خود سمجھ میں نہ آسکتا تھا لیکن افسوس کہ انسان کا اکثر حصہ اس پر اڑ گیا۔ کہ رسول کوئی چیز نہیں۔ ہم آپ کافی عقل رکھتے ہیں۔ ان آیات میں آج کل کے انسانوں کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ رسولوں کا کہنا نہ مان کر پہلے لوگ تباہ ہوئے۔ وہ لوگ اپنے اپنے رسول کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور رسول غمگین اور رنجیدہ ہوئے۔ جب یہ حالت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کے ذریعہ سمجھایا جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ گھبراؤ نہیں ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور ان کی جگہ تمہیں اور تمہارے ماننے والوں کو بسا دیں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینے کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہوں گے اور اس کے وعدوں پر اعتماد کرتے اور وعیدوں سے ڈرتے ہوں گے۔ افسوس مکہ کے سرپھروں نے آپ کا کہنا نہ مانا۔ آخر ان کا وہی انجام ہوا جس سے انہیں ڈرایا گیا تھا اور ان کی عقل وحی کی رہنمائی کے بغیر ان کے کسی کام نہ آئی :۔

Marfat.com

دائمی عذاب

وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ
اور فتح مانگی انہوں نے اور نامراد ہوا ہر سرکش
عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى
ضدی پیچھے اس کے ہے جہنم اور پلایا جائے گا وہ
مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ
پانی سے پیپ کے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اسے اور
لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ
نہ قریب ہوگا اس کے کہ حلق سے اتارے اور آئے گی اس کے پاس موت
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ
ہر جگہ سے اور نہ ہوگا مرنے والا
وَ مِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾
اور پیچھے اس کے عذاب ہے سخت

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ
اور پیغمبر فیصلہ مانگنے لگے اور ہر ایک سرکش ضدی
عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى
نامراد ہوا اس کے پیچھے دوزخ ہے اور پلائیں گے اس کو
مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ
پیپ کا پانی اس کو گھونٹ گھونٹ پیتا ہے
لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ
اور گلے سے نہیں اتار سکتا اور موت اس پر ہر طرف
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ
سے چلی آتی ہے اور وہ نہیں مرتا
وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾
اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہے

اِسْتَفْتَحُوْا: (مدد مانگی انہوں نے) ماضی کا صیغہ ہے استفتاح سے جس کا مادہ ف۔ ت۔ ح ہے۔ فَتْحٌ کے معنی کھولنے اور کشائش کے ہیں۔ استفتاح کے معنی فتح کی درخواست کرنا، فیصلہ چاہنا۔

جب کافر باز ہی نہ آئے تو رسولوں نے اللہ سے دُعا کی۔ کہ یارب ان کا ہمارا فیصلہ کر اور ہمیں ان پر فتح دے۔ تو اللہ عزوجل نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ سارے ضدی لوگ دنیا ہی میں تباہ و برباد ہوئے۔ ان کے سارے ارمان ارادے رکھے رہ گئے۔ سوا نامرادی کے اور کچھ پلّے نہ پڑا اور مرنے کے بعد جہنّم میں جائیں گے۔ سو الگ ان کے بدن سے جل جل کر جو پانی جیسی پیپ بنے گی۔ وہی انہیں پلائی جائے گی۔ وہ ان کے حلق سے نہ اترے گی۔ موت انہیں گھیرے ہوگی مگر وہ مریں گے نہیں اس لیے آگے ان کے لیے اور بھی سخت عذاب ہے (معاذ اللہ)

Marfat.com

بے کار عمل

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ
مثال ان کی جنہوں نے کفر کیا ساتھ اپنے رب کے ان کے کام
كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ
راکھ کی طرح ہیں کہ تیز چلے جس پر ہوا اس دن میں
عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ
جو آندھی والا ہو نہ قدرت رکھیں گے اس میں سے جو انہوں نے کمایا کسی چیز پر
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾
یہی وہ ہے گمراہی دور بھٹکنے والی

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ
حال ان لوگوں کا جو اپنے رب سے منکر ہوئے ان کے عمل ہیں
كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ
جیسے وہ راکھ کہ اس پر زور کی ہوا چلے آندھی
عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ
کے دن اپنی کمائی سے ان کے ہاتھ میں کچھ نہ ہوگا
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾
یہی ہے بہک کر دور جا پڑنا

عَاصِفٍ (تیز ہوا، آندھی) صفت کا صیغہ ہے ع ص ف سے عصف کے معنی ہوا کا تیز چلنا۔ یہ لفظ پہلے سورہ یونس میں گذر چکا ہے۔ عاصف اصل میں ہوا کی صفت ہوتی ہے لیکن یہاں دن کی صفت قرار دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے کہ اس میں وہ تیز ہوا چلتی ہے۔

بعض لوگوں کے دل میں خیال گذر سکتا ہے کہ ہم تو محتاجوں کی مدد کرتے ہیں۔ بے کسوں کی فریاد کو پہنچتے ہیں۔ دان، پُن، خیرات بہت کچھ کرتے رہتے ہیں۔ لوگوں میں فساد نہیں ہونے دیتے۔ ان کے آپس کے جھگڑے انصاف کے ساتھ نمٹاتے ہیں اور اپنے طریقے سے عبادت گذار بھی ہیں۔ کیا ہم جیسے نیکوکار اور صلح پسند لوگوں کو بھی سزا دی جائے گی۔ اس آیت میں اس بات کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور اچھی طرح سمجھا دیا گیا ہے کہ جو لوگ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور اللہ عزوجل کا انکار کر کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے اعمال قیامت کے دن کسی کام نہ آئیں گے وہ سب اسی طرح نیست و نابود ہو جائیں گے جیسے تیز ہوا میں راکھ کے ذرے اُڑ کر غائب ہو جاتے ہیں دنیا میں وہ خوش خلقی، خیرات، صدقات اور نیک کاموں کی بدولت اچھی طرح بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن بغیر ایمان کے ان کا کوئی نیک عمل دوزخ سے نہیں بچائے گا یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہے۔

Marfat.com

دوبارہ اُٹھنے کی حقیقت

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
کیا نہ دیکھا تونے کہ اللہ نے پیدا کیے آسمان
وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
اور زمین ٹھیک ٹھیک اگر چاہے لے جائے تمہیں
وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ
اور لے آئے پیدائش نئی اور نہیں یہ
عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾
اللہ پر کچھ دشوار

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان اور زمین
وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
بنائے جیسے چاہیے اگر چاہے تم کو لے جائے
وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ
اور کوئی نئی پیدائش لے آئے اور یہ اللہ کے
عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾
لیے کچھ مشکل نہیں

یہ عظیم الشان آسمان اور زمین موجود ہیں۔ ان کی بناوٹ ہی سے ظاہر ہے کہ انہیں نہایت کاری گری سے بنایا اور بڑے سلیقہ سے سجایا گیا ہے۔ پھر جس نے عجیب وغریب چیزوں کا اتنا بڑا عجائب گھر دنیا میں کھڑا کیا۔ کیا وہ یہ نہیں کرسکتا کہ انہیں مٹا کر پھر نئے سرے سے بنادے یا ان کی جگہ اور نئی چیزیں پیدا کردے۔

انسان میں بھی اس بڑے عجائب گھر کی طرح مختلف قسم کی چیزیں ایک ساتھ رکھ کر انہیں ایک نظام کے تحت ایک دوسری سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ کیا وہ کامل کاری گر ان کو کھول اور بکھیر کر پھر جمع نہیں کرسکتا۔ کیا ایک انجن کا بنانے والا اس کے کل پرزوں کی ساخت اور ان کی مناسب جگہوں سے واقف نہیں کیا وہ انہیں الگ الگ کرکے دوبارہ نہیں جوڑ سکتا۔ پھر کیا سارے جہان اور انسانوں کا پیدا کرنے والا کوئی مشکل محسوس کرسکتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک انسان کے مرجانے اور اس کے اجزا کے منتشر ہوجانے کے بعد اس کا دوبارہ جلانا اور بکھرے ہوئے جوڑوں کو پھر سے اپنے اپنے ٹھکانوں پر بٹھا دینا کوئی بڑی بات نہیں جس نے پہلے بنایا وہ دوبارہ بھی بنا سکتا ہے :-

Marfat.com

آپا دھاپی

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا

اور کھڑے ہوں گے اللہ کے سامنے سب پس کہیں گے کمزور

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

ان لوگوں سے جو بڑے بنتے تھے یقیناً تھے ہم تمہارے تابعدار

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

پس کیا تم ہلکا کرنے ہو ہم پر سے اللہ کے عذاب میں سے

مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

کسی قدر وہ کہیں گے اگر راہ دکھاتا ہمیں اللہ

لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ

البتہ راہ دکھاتے ہم تم کو برابر ہے ہمارے لیے خواہ گھبرائیں ہم

اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع

یا صبر کریں ہم نہیں ہمارے لیے کوئی چھٹکارا

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا

اور سارے اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے پھر کمزور

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

بڑائی والوں سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابع تھے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

سو کیا بچاؤ گے تم ہم کو اللہ کے عذاب سے

مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

کچھ۔ وہ کہیں گے اگر اللہ ہم کو ہدایت کرتا

لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ

تو البتہ ہم تم کو ہدایت کرتے اب ہمارے لیے برابر ہے ہم بے زاری

اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع

کریں یا صبر کریں ہم کو خلاصی نہیں

اس آیت میں ارشاد ہے جو اللہ کو نہ مانتے تھے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ عذاب کی سختی سے گھبرا کر وہ لوگ جو دُنیا میں نیچے درجہ کے کمزور اور ضعیف تھے اونچے درجے والے معزز لوگوں سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہارے تابعدار ہو کر رہے تمہارے اشاروں پر چلتے تھے تمہارے خدمت گذار تھے آج تمہیں چاہیئے کہ تم اس آڑے وقت میں ہمارے کام آؤ۔ دیکھو ہم کیسی مصیبت میں ہیں۔ سب نہیں تو کچھ نہ کچھ ہی ہمارا عذاب کم کرا دو۔ وہ کہیں گے افسوس ہم دُنیا کے دھندوں میں پھنس کر اللہ سے غافل ہو گئے۔ اللہ عزوجل نے ہماری اندرونی روشنی کم کر دی اور ہدایت سے محروم کر دیا۔ اس لیے ہم غلط چلے اور تمہیں بھی غلط چلایا۔ آج ہم تم سے بھی زیادہ مصیبت میں ہیں نہ چیخ پکار سے کچھ ہوتا ہے اور نہ چپ چاپ رہنے سے کچھ بنتا ہے کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی ::

Marfat.com

شیطان کا جواب

وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ

اور کہا شیطان نے جب نمٹ چکا کام بے شک اللہ نے

وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ ؕ

وعدہ کیا تم سے وعدہ سچا۔ اور وعدہ کیا میں نے تم سے پھر خلاف کیا اس کے

وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ

اور نہ تھا میرے لیے تم پر کوئی زور مگر

اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ

یہ کہ بلایا میں نے تم کو پس کہا مانا تم نے میرا

وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ

اور جب سب کام نمٹ چکا شیطان بولا بیشک اللہ نے

وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ ؕ

تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے تم سے وعدہ کر دیا پھر تم سے وعدہ خلافی کی

وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ

اور میری تم پر کچھ حکومت نہ تھی مگر یہ کہ

اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ

تم کو بلایا پھر تم نے میری بات مان لی

قَالَ الشَّیْطٰنُ: (شیطان نے کہا) شیطان یہ بات قیامت کے دن اس وقت کہے گا جب آدمیوں کے اعمال کا حساب کتاب ہو چکے گا لیکن یہاں ماضی کے صیغہ سے بیان فرمایا اس لیے کہ اس کا ہونا یقینی ہے تو گویا ہو چکا۔

قیامت کا دن انسان کے لیے بڑا ہیبت ناک دن ہوگا۔ اس دن وہ باتیں جنہیں وہ یہاں کچھ نہ گردانتا تھا۔ صاف صاف نظر آنے لگیں گی۔ اچانک لوگوں کو شیطان لعین نظر آجائے گا۔ اس سے سب کہیں گے کہ آج ہمارا بچانا تیرا فرض ہے شیطان جو جواب دے گا۔ اس کا اس آیت میں ذکر ہے وہ کہے گا۔ آج میں تم کو کھری کھری سنانے پر مجبور ہوں۔ دنیا میں اللہ عزوجل نے اپنے رسول بھیج کر تمہیں اصلی باتوں سے آگاہ کیا۔ اور بالکل سچے وعدے کیے۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ صرف تمہیں دنیا کی بھڑک دار چیزیں دکھا کر اتنا کہا کہ ان کی طرف کیوں نہیں جھکتے۔ اتنا کہتے ہی تم مکھیوں کی طرح ان دھوکے کی چیزوں پر جھک پڑے جو درحقیقت غلاظت کے سوا کچھ نہ تھیں۔ میرے پاس کچھ زور نہ تھا۔ کہ تم کو زبردستی گناہوں میں پھنساتا۔ تعجب ہے کہ تم عقلمند ہو کر ایسے یاؤلے ہو گئے ہو کہ میرے اشاروں پر چل پڑے۔

Marfat.com

شیطان کا کورا جواب

فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَ لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا

پس نہ ملامت کرو مجھے اور ملامت کرو اپنے آپ کو نہیں ہیں

بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ

فریادرس تمہارا اور نہ تم فریادرس میرے میں

كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ

انکار کرتا ہوں اس سے جو تم نے شریک ٹھہرایا اس سے پہلے

اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۲۲)

یقیناً جو ظالم ہیں ان کے لیے عذاب ہے دردناک

فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا

سو مجھ کو الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں

بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ

تمہاری فریاد کو پہنچوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچو۔ تم نے

كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ

جو اس سے پہلے مجھ کو شریک بنایا تھا میں اس سے بیزار ہوں

اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۲۲)

البتہ جو ظالم ہے ان کے لیے دردناک عذاب ہے

مُصْرِخٌ: مصیبت سے رہائی دینے والے اسم فاعل ہے صراخ سے جس کا مادہ ص۔ر۔خ ہے۔ صرخ کے معنی چیخ وپکار کے ہیں جو درد وغم کی وجہ سے ہو۔ اصراخ کے معنی درد وغم دور کرنا جس سے چیخ وپکار رک جائے اس میں ہمزہ سلب کے لیے ہے۔

اَشْرَكْتُمُوْنِ: اصل میں اَشْرَكْتُمُوْنِیْ ہے، عبارت میں آخر کی یا تخفیف کی غرض سے گرادی گئی۔

شیطان کہے گا تم میرے پاس آکر کیا لوگے۔ جاؤ اپنے کیے کو روؤ۔ اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتو۔ سنو جی! آج نہ میں تمہارے کام آسکتا ہوں نہ تم میرے کام آسکتے ہو۔ دنیا میں تم نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ بھلا میری کیا مجال کہ میں اس قادر وقہار کے سامنے ذرا بھی دم مار سکوں۔ میں تمہارے اس بے ہودہ کام سے سخت نفرت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نے اس کی حکم عدولی کی۔ آج اس کی پاداش میں پکڑا ہوا ہوں۔ تم نے خواہ مخواہ میرا کہنا مانا۔ اور اللہ کے صاف اور صریح احکام کو پس پشت ڈالا۔ تم بھی آج اس جرم میں پکڑے ہوئے ہو۔ دونوں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ آج صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ظالموں کے لیے عذاب تیار ہے۔ کاش دنیا میں اس کو سمجھ لیتے تو آج چین سے رہتے۔ اس آیت سے ان کو سبق لینا چاہیے جو ان کاموں میں پھنسے ہوتے ہیں جس کو قرآن حکیم نے شیطانی کام کہا ہے جیسے جھوٹ بولنا، دھوکا دینا وغیرہ ؛

Marfat.com

ایمان اور نیکی

وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور داخل کیے گئے وہ جو ایمان لاتے اور کام کیے اچھے
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ
ہمیشہ رہیں گے ان میں حکم سے اپنے رب کے
تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾
تحفہ ملاقات ان کا اس میں سلام ہے

وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کرتے تھے
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
داخل کیے گئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ
ہمیشہ ان میں رہیں گے اپنے رب کے حکم سے
تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾
ان کا تحفہ ملاقات وہاں سلام ہے

تَحِیَّۃٌ تحفہ: یہ لفظ پہلے سورۃ النساء میں گذر چکا ہے۔ باہم ملاقات میں جو لفظ پہلے نکلے وہ گویا ایک تحفہ ہے یہ سب سے اچھا لفظ ہونا چاہیے مسلمانوں میں اس کے لیے سلام بہترین لفظ ہے جس کے معنی دنیا میں ہیں تندرست رہو اور جنت میں ہوں گے مبارکباد تَحِیَّۃٌ کی اصل تَحْیِیَۃٌ ہے اور اس کا مادہ ح۔ی۔ی ہے جس سے حیات بمعنی زندگی بنا ہے سلام کا لفظ کہنا گویا ایک دوسرے کو زندہ رکھنے کی آرزو کا اظہار ہے اس سے بہتر اور کوئی تحفہ بوقت ملاقات کیا ہو سکتا ہے۔ جو لوگ جیو اور جینے دو کے قائل حال ہی میں ہوئے ہیں۔ انہیں اسلام کے سلام سے سبق پہلے ہی حاصل کر لینا چاہیے جس کو انسان کے کانوں میں گونجتے ہوتے آج چودہ سو سال ہونے کو آئے ہیں۔

ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے اللہ پر ایمان لا کر سدا اس کے بنائے ہوئے نیک کام کیے ان کو رہنے کے لیے باغوں میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ باغ سرسبز و شاداب ہوں گے یہ اوپر کی منزلوں میں رہیں گے نیچے صاف شفاف نہریں جاری ہوں گی۔ دل کو آرام اور آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو گی اور یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوگا۔ ایک بار داخل ہونے کے بعد پھر اس میں سے نہ نکلیں گے اور من مانی عیش و عشرت کے ساتھ وہیں سدا رہیں گے۔ ہر طرف امن و امان کا سماں ہو گا۔ ملتے وقت ہر شخص ایک دوسرے سے سلام ہی سلام کہے گا جو اپنی خوش قسمتی پر ایک دوسرے کو مبارک مبارک ہو گی۔

Marfat.com

اچھی بات

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً
کیا نہ دیکھا تونے کیسی بیان کی اللہ نے مثال بول
طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ
ستھرا جیسے درخت ستھرا جڑ اس کی جمی ہوئی
وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا
اور اس کی شاخیں آسمان میں دیتا ہے وہ اپنا پھل
كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَ يَضْرِبُ
ہر وقت ساتھ حکم اپنے رب کے اور بیان کرتا ہے
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
اللہ مثالیں لوگوں کے لیے تا کہ وہ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾
سوچیں

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً
تو نے نہ دیکھا اللہ نے ایک مثال کیسی بیان کی
طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ
ستھری بات جیسے ایک ستھرا درخت جڑ اس کی مضبوط
وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا
اور ٹہنے آسمان میں اپنے رب کے حکم سے
كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَ يَضْرِبُ
ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے اور اللہ لوگوں
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
کے واسطے مثالیں بیان کرتا ہے تا کہ وہ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾
فکر کریں

تمہارے سمجھانے کے لیے اللہ عزوجل ایک مثال بیان کرتا ہے تمہیں اس پر غور کرنا چاہیئے۔ ایمان اور عمل صالح دونوں مل کر دین اسلام کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ دین اسلام اس پاکیزہ اور ستھرے درخت کی طرح ہے جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہو اور جسے کوئی بیرونی آفتیں اور تیز ہوائیں وغیرہ جگہ سے نہ ہلا سکیں۔ اس کی شاخیں اوپر آسمان کی طرف اٹھ کر ہر طرف پھیل رہی ہوں اور اس سے ہر وقت مفید مزے دار پھل حاصل ہو رہے ہوں اور اللہ کے حکم سے اس کی برکتیں پھیل رہی ہوں۔ اسی طرح اسلام کو ایک درخت سمجھو جس کی جڑ اعتقاد صحیح ہے اور جس کا تنہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جس قدر یہ جڑ مضبوط ہوگی اتنا ہی تنہ مضبوط ہوگا۔ اس کی شاخیں عمل صالح یعنی نیک کام ہیں جو آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جو اس درخت کو لگائے گا۔ اس کا پھل پائے گا۔ اللہ کے فضل سے اس کے پھل ہمیشہ ملتے رہیں گے کبھی ختم نہ ہوں گے۔

Marfat.com

بُری بات

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ
اور مثال بول گندہ جیسے درخت گندہ
اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا
اکھاڑ لیا جائے زمین کے اوپر سے نہ ہو اس کو
مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ
کچھ جماؤ مضبوط رکھتا ہے اللہ ان کو جو
آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
ایمان لائے ساتھ بول ۔ مضبوط کے بیچ زندگانی دنیا کی
وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ
اور آخرت میں اور بھٹکاتا ہے اللہ ظالموں کو
وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾
اور کرتا ہے اللہ جو چاہے

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ
اور گندی بات کی مثال جیسے گندہ درخت
اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا
اکھاڑ لیں اس کو زمین کے اوپر سے کچھ نہیں
مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ
اس کو ٹھیراؤ اللہ ایمان والوں کو مضبوط
آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
کرتا ہے مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں
وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ
اور آخرت میں اور اللہ بے انصافوں کو بچلا دیتا ہے
وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾ ع ۱۶
اور اللہ جو چاہے کرتا ہے

کلمہ طیبہ کے مقابلے میں کلمہ خبیثہ ہے جس میں وہ بول اور باتیں داخل ہیں جن سے اللہ کی بے وقعتی ظاہر ہوتی ہو اور اس کا انکار ٹپکتا ہو۔ یہ اس درخت کی طرح ہے جس کی کوئی جڑ ہی نہ ہو جس کا جی چاہے اسے ہاتھ مار کر اکھاڑ پھینکے۔ پائیداری کا نام نہ ہو' اور اس کے پھل بدذائقہ، کڑوے، تلخ اور کانٹے دار ہوں۔ سارے بُرے کام، گالی گلوچ، فحش، بکواس، لڑائی جھگڑے وغیرہ سب ایسے ہی جھاڑ جھنکار ہیں جن کے پھل تلخ ہیں اور کسی کام نہیں آتے۔ اس آیت میں دنیا کے غافل انسانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اصل قوت ایمان میں ہے ایمان والے اپنی جگہ سے نہیں ہلتے اللہ ان کو دنیا و آخرت دونوں میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ ہاں جو سمجھنا ہی نہ چاہے ان کو اللہ ہدایت نہیں کرتا اس میں ہر طرح کی قدرت ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے جو اللہ کی باتیں نہ مانے گا وہ اِدھر اُدھر ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔

Marfat.com

ناشکرے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان کے جنہوں نے بدل دیا اللہ کی نعمت کا

كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

کفر اور اتارا اپنی قوم کو تباھی کے گھر

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

جہنم میں داخل ہوں گے وہ اس میں اور بُرا ہے وہ ٹھکانا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے اللہ کے احسان کا بدلہ ناشکری

كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا جو

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

دوزخ ہے وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے

بَدَّلُوْا (بدل ڈالا) ماضی کا صیغہ ہے تبدیل سے جس کے معنی ہیں بدل ڈالنا۔ بدلہ دینا۔ اس کا مفرد بَدَّلَ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔

بَوَارِ (ہلاکی۔ تباہی) اس لفظ کا مادہ ب۔و۔ر ہے۔ بَوْرٌ کے معنی تباہ ہونا۔ بَوَار اس کا حاصل مصدر ہے۔ دنیا میں ان کے لیے دار بوار میدان بدر تھا اور آخرت میں دوزخ۔

يَصْلَوْنَ (داخل ہوں گے) مضارع کا صیغہ ہے جو ص۔ل۔ی سے بنا ہے صَلِیٌّ کے معنی یہاں آگ کے اندر داخل ہونے کے ہیں۔

اس آیت میں اس بات پر تعجب کا اظہار ہے کہ یہ مکّہ کے بڑے بڑے اور با اثر لوگ اسلام کو اچھا مانتے ہوئے بھی ضد میں آ کر اس کے ماننے سے انکار کر بیٹھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو قریش کا سردار بنایا، عرب کے تمام لوگوں پر انہیں عزت اور دبدبے والا کیا۔ ان کی ہدایت کے لیے انہی میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ اور انہیں ان کے لیے اور ساری دنیا کے لیے رہبر مقرر کیا۔ اگر سوچیں تو یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ افسوس ان تمام نعمتوں کا بدلہ کفر اور ناشکری سے دیا۔ آپ بھی راندۂ درگاہ ہوئے اور اپنے ساتھ اپنی قوم کو بھی جو ان کو پیشوا سمجھتی تھی ہلاکی اور تباہی میں پھنسایا۔ قرآن مجید نے اچھوں کے لیے جنت اور بُروں کے لیے جہنم کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے ضد میں آ کر جہنم کو پسند کیا۔ اب یہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ ان سے پھر کہا جاتا ہے کہ جہنم بُرا ٹھکانا ہے اچھی طرح سمجھ لو:

Marfat.com

سخت نادانی

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

اور مقرر کیے انہوں نے اللہ کے لیے ساجھی تاکہ گمراہ کریں

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ

اس کے راستہ سے کہہ فائدہ اٹھالو پس تحقیق

مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ (۳۰)

تمہارا لوٹنا آگ کی طرف ہے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

اور ٹھہرائے اللہ کے لیے مقابل کہ بہکائیں

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ

اس کی راہ سے لوگوں کو کہہ مزے اڑالو پھر

مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ (۳۰)

تم کو لوٹنا ہے آگ کی طرف

اَنْدَادًا برابر کے نِدٌّ کی جمع ہے جو صفت کا صیغہ ہے ن۔د۔د سے۔ نِدٌّ کسی چیز کے برابر کی چیز کو کہتے ہیں۔

مَصِيْرَ لوٹنا مصدر میمی ہے جس کا مادہ ص۔ی۔ر ہے اس سے مصدر صَيْرُوْرَةٌ اور مصدر میمی مصیر ہے جس کے معنی ٹھکانے پر واپس آنا۔ تَمَتَّعُوْا عیش کر لو امر ہے تمتع سے جو متاع سے بنا ہے۔ متاع پہلے کئی جگہ گذرا ہے سامان کو کہتے ہیں۔ تمتّع موجودہ سامان سے فائدہ اٹھانا۔

قریش مکہ کے سرداروں کی ہٹ دھرمی اور شورہ پشتی کا بیان ہو رہا ہے ان پر اللہ کے بہت سے احسانات تھے۔ انہوں نے اپنے سب سے بڑے محسن اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اس کے برابر کا دوسروں کو بنا رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ لوگ بھی ان کے اثر کی وجہ سے اللہ عزوجل کو چھوڑ بیٹھے۔ اور اس کے مقرر کیے ہوئے راستے سے ہٹ گئے۔ ان سے کہہ دو کہ اس بت پرستی سے تمہیں سردست کچھ نذر و نیاز اور ضرورت کی چیزیں تو ضرور مل رہی ہیں۔ اچھا خیر کچھ دن مزے اڑالو۔ آخر تو تمہیں دوزخ کی دہکتی آگ میں جانا ہی ہے۔ کیوں کہ جو کام تم کر رہے ہو یعنی اللہ کا انکار اور اس کی ناشکری اس کا نتیجہ مرنے کے بعد اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ دنیا میں جو مصیبت اس کی وجہ سے آنے والی ہے وہ الگ رہی۔ قریش کے سرداروں کے دو جرم تھے ایک تو آپ بہکنا دوسرے دوسروں پر اثر ڈال کر انہیں بہکانا۔ دوسرے کی سزا انہیں دنیا میں بھی ملی اور آخرت میں بھی ملے گی۔ باثر لوگوں کو اس سے سبق لینا چاہیے ؛

Marfat.com

مسلمانوں کا کام

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
کہدے میرے بندوں سے جو ایمان لے آئے ہیں باقاعدہ قائم کریں
الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
نماز اور خرچ کرتے رہیں اس سے جو ہم نے انہیں دیا چھپا کر
وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
اور کھلے طور پر اس سے پہلے کہ آپہنچے وہ دن کہ
لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
نہ سوداگری ہے اس میں اور نہ دوستی

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
میرے بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہہ دے نماز قائم
الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے چھپے
وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
اور کھلے خرچ کریں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں
لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
نہ خرید و فروخت ہے اور نہ دوستی

بَيْعٌ: (سوداگری) اس کے معنی خرید و فروخت کے ہیں۔ یہ پہلے سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے مضمون وہاں بھی یہی ہے۔

خِلٰلٌ (دوستی) اس لفظ کا مادہ خ۔ل۔ل ہے جس کے معنی دو چیزوں کے بیچ میں آجانا ہیں۔ خُلَّةٌ بھی اسی سے بنا ہے اس کے اور خلال دونوں کے معنی دوستانہ تعلق کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ میرے حکم بردار بندوں سے کہہ دو کہ روزانہ باقاعدہ نماز کے وقت حاضر ہوکر اپنی بندگی کا میرے سامنے اظہار کریں اور اپنی حلال کی کمائی میں سے حاجت مندوں کو چپکے سے کچھ نہ کچھ دیتے رہیں اور بعض موقعوں پر ظاہر کر کے بھی دیں تم دنیا میں یہ کام کرتے رہو گے تو قیامت میں ان کا پھل پاؤ گے ورنہ خالی ہاتھ رہ جاؤ گے۔

یاد رکھو اس دن خرید و فروخت نہ ہو گی کہ کبھی یہ سمجھو کہ کچھ قیمت دے کر دوسروں کی نیکیاں خرید لیں گے یہ بھی نہ ہو سکے گا اور دوستی بھی کام نہ آئے گی۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بزرگوں سے دوستی اور محبت کا اظہار اپنے طریقوں سے چاہے جتنا کیا جائے جب تک ان کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق عمل صالح کی کوشش نہ کی جائے گی وہ بزرگ نجات نہ دلوا سکیں گے۔

Marfat.com

اللہ کی نعمتیں

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور
الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
زمین اور اتارا آسمان سے پانی
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ
پھر نکالے اس کے ساتھ پھل روزی تمہارے لیے
وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ
اور کہنے میں کیا تمہارے کشتی کو تاکہ چلے
فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ
دریا میں اللہ کے حکم سے

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور
الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ
پھر اس سے تمہاری روزی میوے نکالے
وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ
اور کشتی کو تمہارے کہنے میں کیا تاکہ دریا میں
فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ
اس کے حکم سے چلے

تَسْخِیْرٌ کہنے میں کر دینا اس کا مادہ س۔خ۔ر ہے جس کے معنی ذلت ہیں تسخیر اس سے فعل متعدی ہے جس کے معنی ہیں ذلیل اور تابعدار بنا دینا۔ مسخر کر دینا۔ ان آیتوں میں اللہ کے احسان اور اس کی نعمتوں کا ذکر کھول کر کیا گیا ہے تاکہ کافر اگر چاہیں تو اس کو پہچان کر اس پر ایمان لے آئیں۔

ارشاد ہے کہ جس اللہ کی عبادت کرنے کے لیے تمہیں کہا جا رہا ہے وہی اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے تمہیں رزق پہنچانے کے سامان مہیا کیے۔ آسمان سے مینہ برسایا۔ زمین نے پانی پیا اور اپنے اندر سے بحکم خداوندی طرح طرح کے میوے نکالے۔ یہ تمہارے ہی لیے تو ہیں۔ پھر تم کو اتنی عقل اور قوت دی۔ کہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتی اور جہاز چلاتے ہو اور وہ اللہ کے حکم سے تمہارے اشاروں پر چلتی ہیں۔ آگے انسانوں کو ان سے یہ کام لینا پڑے گا کہ ان کے ذریعے سمندر اور دریا پار کر کے دور دراز ملکوں میں اللہ کا پیغام پہنچائیں اور لوگوں سے مفید تعلقات قائم کریں۔

Marfat.com

اللہ کی نعمتیں

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ
اور مسخر کیا تمہارے لیے ندیوں کو اور مسخر کیا
لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ
تمہارے لیے سورج کو اور چاند کو جو ہمیشہ کام میں لگے رہتے ہیں
وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾
اور مسخر کیا تمہارے لیے رات کو اور دن کو

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ
اور کام میں لگائیں تمہارے ندیاں اور سورج اور
لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ
چاند کو تمہارے کام میں لگایا برابر ایک دستور پر
وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾
اور دن اور رات کو تمہارے کام میں لگایا

سَخَّرَ: (مسخر کیا) اس لفظ کو ان آیتوں میں بار بار استعمال کیا ہے تاکہ انسان سمجھے۔ کہ یہ سب چیزیں اس کے کام میں لگی ہوئی ہیں اور اللہ عزوجل کے حکم سے برابر مقررہ قاعدوں کے مطابق اسے نفع پہنچا رہی ہیں۔ ان میں سے بعض سے وہ اپنی اور قوت صرف کرکے بھی کام لیتا ہے۔

دَآئِبَیْنِ: (لگاتار باقاعدہ کام کرتے ہوئے) اسم فاعل دَآئِبٌ کا تثنیہ ہے۔ دائب کا مادہ د۔ا۔ب ہے۔ داب کے معنی ہیں ہمیشہ ایک عادت اور قاعدے کے مطابق کام کیے جانا۔ یہ لفظ پہلے سورہ آل عمران اور سورۃ الانفال میں گذر چکا ہے، جہاں اس کے معنی عادت اور طریقے کے ہیں۔

انسان جب سے اس زمین پر بسا ہے اسے اس کے راحت کے سامان برابر ملتے رہے ہیں۔ بارش، دھوپ، چاندنی رات، دن سب اسے نفع پہنچاتے رہے ہیں۔ انہی کے ذریعے زمین سے غلّہ، پھل میوے، ترکاریاں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ بارش کے ذریعے نہریں، نالے، ندیاں زمین پر بہنے لگیں تو انسان ان میں اور سمندر میں کشتیاں چلانے لگا۔

قرآن حکیم جابجا انسان کو ان نعمتوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن طبیعات کے قاعدوں اور طبعی چیزوں کے بنانے والے کو بھی پہچانو۔ اور اس کو خالق کائنات اور رب العالمین مانو۔ اگر ایسا نہ کیا تو تمہاری عقل تمہیں لے ڈوبے گی اور کوئی بچانے والا نہ ہوگا:

Marfat.com

نعمتیں بے شمار ہیں

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ

اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر

تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

شمار کرنے لگو نعمت اللہ کی تو پوری نہ گن سکو

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع

تحقیق انسان البتہ بڑا ظالم ناشکر گذار ہے

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ

اور تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی دیا اور اگر

تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

اللہ کے احسان گنو تو پورے نہ کر سکو

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع ۱۶

بے شک آدمی بڑا نا انصاف ہے

لَا تُحْصُوْا (پورا نہ گن سکو) مضارع منفی ہے اِحْصَاءٌ سے اصل میں لَا تُحْصُوْنَ ہے اِن کی وجہ سے نون گر گیا۔ احصاء کا مادہ ح ص ی ہے۔ احصاء کے معنی پورا گن لینا۔ بتلانا یہ ہے کہ اللہ کی نعمتیں انسان پر اس قدر ہیں کہ اگر وہ گننے بیٹھے تو پوری کبھی نہیں گن سکتا۔ ظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (بڑا ظالم۔ بڑا ناشکرا) دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔ ایک ظلم سے دوسرا کفر سے جس کے معنی ناشکری کے ہیں۔

مسلم ہر چیز کو اللہ کی دین سمجھتا ہے اور غیر مسلم کو اللہ کا خیال بھی نہیں آتا۔ وہ بعض چیزوں کو اپنی ہی کوششوں کا نتیجہ سمجھتا ہے اور بعض کو دوسروں کی مہربانی جانتا ہے۔ اسلام اسے سکھاتا ہے کہ تیری کوششیں کچھ بھی نہیں۔ فقط سوال کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک آدمی صبح سے لے کر شام تک روزی کمانے کے لیے بدنی محنت کرتا ہے۔ دوسرا کسی کی خدمت کرتا ہے۔ کوئی اپنی دماغی قوتیں کسی نئی چیز کی ایجاد میں لگاتا ہے۔ غرض کوئی کچھ کرتا ہے کوئی کچھ۔ یہ سب اصل میں اللہ عزوجل ہی سے سوال کر رہے ہیں۔ ہر شخص بلکہ ہر چیز کسی نہ کسی طریقے سے اسی کے آگے دست سوال پھیلاتے ہوئے ہے اور وہ ہر ایک کو اس کی استعداد یا مصلحت کی بنا پر جتنا چاہتا ہے دیتا ہے۔ لوگ یہ ظلم کرتے ہیں۔ کہ اللہ کا نام بھی نہیں لیتے۔ اپنی محنت یا دوسرے کی مہربانی ہی کو کمائی کا ذریعہ سمجھتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اصلی دینے والے کی برابر ناشکری ہوتی رہتی ہے۔

Marfat.com

قریش کے جد امجد

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ
اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب کر دے
هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ
اس شہر کو پُرامن اور بچا مجھ کو اور میرے فرزندوں کو
اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾
کہ پوجیں ہم مورتوں کو

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ
اور جس وقت ابراہیم نے کہا اے رب اس شہر کو
هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ
امن والا کر دے اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات
اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾
سے دور رکھ کہ ہم مورتوں کو پوجیں

قریش کہتے تھے کہ بت پرستی ہمارے باپ دادا کا دین ہے۔ اسی کی بدولت ہم کعبہ کے مالک بنے بیٹھے ہیں یہاں ان کے اس بہانے کی قلعی کھولی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ تم اصل میں ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ انہوں نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی والدہ ہاجرہ سمیت عرب کے بیابان میں لاکر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس بیابان میں چشمہ زمزم نکال دیا۔ عرب کے ایک قبیلہ جرہم کا وہاں سے گذر ہوا تو پانی بافراط دیکھ کر وہیں بس گئے۔ غرض حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ہاجرہ کے زندہ رہنے کا بھی سامان ہوگیا۔ اور رہنے سہنے کا بھی آرام مل گیا۔ اس رکوع میں قریش کو بتایا جا رہا ہے کہ تمہارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام تو یہی دعائیں کرتے کرتے چل بسے کہ میری اولاد میں بت پرستی کا رواج نہ ہو ان کی آخری دعائیں سنو اور شرم کرو کہ ایسے موحد اللہ کے بندے کی اولاد ہو کر بُت پرستی کرتے ہو تمہیں شرم آنی چاہیے۔

عمر بھر وہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور اسی لیے حنیف کہلائے اور ان کی سعادت مند اولاد وہی ہے جو بت پرستی سے بچی رہی۔ تم ان کی اولاد ہو کر بت پرستی کرتے ہو تم تو ناخلف اولاد ہو۔ انہوں نے آخری موقعہ پر جب اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام سے ملاقات کی تو پہلی دعا جو مانگی۔ وہ یہ تھی کہ اے اللہ اس شہر مکہ کو امن وامان کی جگہ بنا اور جیسے تو نے مجھے اپنی رحمت سے بت پرستی سے بچایا میری اولاد کو بھی اس آفت سے بچا ؎

Marfat.com

بتوں سے نفرت

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

اے میرے رب تحقیق انہوں نے گمراہ کیا بہت سوں کو لوگوں میں سے

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ

پس جو میرا تابعدار رہا پس تحقیق وہ میرا ہے اور جو میرا نافرمان ہوا

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

الٰہی انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہی میں ڈالا

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ

وہ جو میرے راستے پر چلا وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

مانا تو تُو بخشنے والا مہربان ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے شہر مکہ میں آخری بار ملنے آئے، جہاں وہ پہلے ان کے ساتھ کعبہ بنا کر کھڑا کر گئے تھے تو اس شہر اور اپنے اور اپنی اولاد کے لیے اللہ رب العزت سے بہت سی دعائیں مانگیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ اس شہر مکہ کو امن و امان کا مقام بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی کی بلا سے بچائے رکھ۔ ابتدائے عمر میں انہیں اپنے وطن میں اور خاص اپنے گھر میں بت پرستی ہی سے پالا پڑا تھا انہیں سے مقابلہ کرتے ہوئے ان کی بہت سی عمر بیت گئی۔ آخر وہ مجبور ہو کر اپنے وطن عراق سے شام کو ہجرت کر گئے۔ اسی تلخ تجربہ کا بیان اپنی دعا میں فرماتے ہیں کہ اے اللہ میں دیکھ چکا ہوں، کہ ان بتوں نے کس قدر آدمیوں کو سیدھے راستے سے بچلا کر غلط راستے پر ڈال دیا ہے۔ ان بتوں میں رکھا تو کچھ نہیں۔ لیکن ان کے پجاریوں نے ڈھونگ کچھ ایسا جمایا ہے کہ اس بت پرستی کے چکر میں اچھے اچھے آ پھنستے ہیں۔ اے اللہ تو اس سے ہمیں محفوظ رکھ۔ میں نے اپنی اولاد کو اچھی طرح وصیت کر دی ہے اور اپنے بیٹے پوتوں سب سے کہہ دیا ہے کہ میرے راستے پر چلتے رہو گے تو میرے رہو گے ورنہ پھر میں کہاں اور تم کہاں، اے اللہ! جو میرا کہلا کر میرے راستہ سے ہٹ گیا وہ گمراہ ہو چکا۔ اب اس کا معاملہ تیرے ساتھ ہے تو ان سب کا والی اور رب ہے تیری صفت غفور رحیم ہے۔

Marfat.com

خوش حالی

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ
اے میرے رب تحقیق میں نے بسایا ہے اپنی اولاد میں سے میدان میں
غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ
جو نہیں کھیتی والا نزدیک تیرے گھر حرمت والے کے
رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً
اے ہمارے رب تاکہ وہ قائم کریں نماز پس کر دے کچھ دل
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ
لوگوں کے مائل ہوتے ہوئے ان کی طرف اور روزی دے انہیں
مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾
میووں کی شاید وہ شکر کریں

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ
اے رب میں نے ایک کو اپنی اولادیں سے میدان میں بسایا ہے
غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ
جہاں کھیتی نہیں تیرے حرمت والے گھر کے پاس
رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً
اے ہمارے رب تاکہ نماز قائم رکھیں سو بعض لوگوں کے دل
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ
ایسے رکھ کہ ان کی طرف جھکتے رہیں اور ان کو میووں
مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾
سے روزی دے شاید وہ شکر کریں

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہ کو اسماعیل سمیت لے کر وادی فاران کے ایک چٹیل میدان میں چھوڑ آئے اس وقت اپنی دعا میں اس واقعہ کا تذکرہ اللہ عزوجل کے سامنے کر رہے ہیں۔ کہہ رہے ہیں۔ کہ اے اللہ میں اپنی بیوی بچہ کو اس ریگستانی علاقہ میں اس جگہ چھوڑ گیا تھا جو تیرے گھر کعبہ کے قریب تھی اس غرض سے کہ اس متبرک مقام میں یہ تیرا نام بلند کریں اور تیرے لیے نماز ادا کرنے کی رسم قائم کریں' اے اللہ ان کی طرف کچھ لوگوں کی طبیعت مائل فرما دے اور اپنی قدرت سے ان کو کھانے کے لیے میوے عطا کر تاکہ وہ تیرے شکرگذار بندے بنیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خیر خبر لینے کے لیے بار بار شام سے اس جگہ تشریف لاتے اور دیکھتے کہ اللہ عزوجل نے یہاں چشمہ زم زم جاری کر دیا ہے۔ قبیلہ جرہم وہاں آکر بس گیا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی انہی میں ہو گئی ہے۔ کعبہ جو ان دونوں نے مل کر بنایا تھا زیارت گاہ خلق بن چکا ہے۔ میوے بافراط کھچے چلے آ رہے ہیں:

Marfat.com

اللہ کا علم

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا
اے ہمارے رب تحقیق تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو
نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ
ہم دکھاتے ہیں اور نہیں چھپی ہوئی اللہ پر کوئی چیز
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾
زمین میں اور نہ آسمان میں

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا
اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپا کر اور جو کچھ
نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ
دکھا کر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾
زمین میں نہ آسمان میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابھی ابھی اللہ عزوجل کے سامنے عرض کر رہے تھے کہ میں نے اس سنسان جنگل میں اپنے فرزند اور اس کی والدہ کو تیرے گھر خانہ کعبہ کے قریب لا کر بسایا تھا۔ خانہ کعبہ کا قرب اس لیے پسند کیا تھا کہ اس سے انہیں باقاعدہ نماز ادا کرنے کی رسم قائم کرنے میں آسانی ہو گی۔

اے اللہ! یہاں کے لوگوں کی طرف بھاگ کر آنے کا شوق کچھ لوگوں کے دلوں میں پیدا کر۔ انہیں کھانے کے لیے ڈھیر سارے میوے اور پھل عطا فرما اور انہیں توفیق دے کہ یہ تیرے شکر گذار بندے بنیں اس کے بعد عرض کرتے ہیں کہ میں یہ باتیں تیرے آگے اس لیے نہیں دہرا رہا کہ تو ان سے واقف نہیں ہے یہ سب تو میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مجھے تیرے انعام و اکرام کی یاد تازہ ہو جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مزید عرض کیا کہ یہ تو میرے اوپر تیری بڑی عنایت ہے کہ تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں شرف باریابی بخشا اور اب انہی باتوں کو جو تجھے مجھ سے زیادہ معلوم ہیں۔ اپنے بندوں کی دلجوئی کے لیے اس کے منہ سے کہلوا کہلوا کر توجہ سے سن رہا ہے۔ تو ہمارے دلوں کے بھید دل اور کھلم کھلا باتوں سب سے بخوبی واقف ہے اور ہم اور ہمارے بھید اور باتیں کیا تجھ سے تو زمین اور آسمان کی ذرا سی چیز بھی چھپی نہیں ہے یہ تو اپنے بندے کو لذتِ مناجات بخشنے کی ایک صورت ہے جو تو نے اپنے بے پایاں کرم سے اُسے عنایت کی ہے۔

Marfat.com

ادائے شکر

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ وَهَبَ لِیۡ عَلَی
تمام خوبی اللہ کی جس نے دیا مجھ کو بیچ
الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ
بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق تحقیق
رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾
میرا رب البتہ سننے والا ہے دعا کا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ وَهَبَ لِیۡ عَلَی
اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اتنی بڑی عمر
الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ
میں اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے بے شک
رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾
میرا رب دعا کو سنتا ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے مناجات میں مصروف ہیں۔ انہیں اپنے رب اللہ عزوجل کی وہ خاص عنایتیں یاد آگئیں جو اس نے ان پر محض اپنے فضل سے کیں۔ ان کا ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں تجھ سے دعا نہ کروں تو کس سے کروں۔ تو یقیناً دعائیں سنتا ہے اور لوگوں کی درخواستیں پوری کرتا ہے۔ میں بوڑھا ہو چکا تھا۔ میرے کوئی اولاد نہ تھی۔ میں نے تجھ سے دعا کی کہ مجھے لاولد نہ چھوڑ۔ تو نے میری دعا سنی اور بڑھاپے میں ایک چھوڑ دو فرزند اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے۔

اس کے بعد اس میں شبہ کی گنجائش کہاں رہی کہ تو اپنے بندوں کی دعا ضرور سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اس لیے پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور دعا مانگتا ہوں کہ اس بستی کو بابرکت بنا دے۔ یہاں کچھ پیداوار نہیں ہوتی۔ جب تو نے ظاہری اسباب سے قطع نظر کر کے مجھ جیسے بوڑھے کو بوڑھی بیوی سے اسحاق علیہ السلام جیسا فرزند عطا فرمایا تو تیرے نزدیک یہ کیا مشکل ہے کہ اس بنجر اور خشک زمین کے رہنے والوں کو میوے اور پھل کھانے کو دے اور ان کو شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعائیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلی نعمتوں کو یاد کر کے ان کا شکر ادا کرے اور ان کو وسیلہ گردان کر مزید نعمتیں طلب کرے۔

Marfat.com

دعائے مغفرت

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ
اے میرے رب کر دے مجھ کو قائم رکھنے والا نماز کا اور میری
ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا
اولاد میں سے اے رب ہمارے اور قبول کر دعا میری اے رب ہمارے
اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ
بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام ایمان والوں کو
یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾
جس دن قائم ہو حساب

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ
اے ہمارے رب مجھ کو نماز قائم رکھنے والا کر اور میری
ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا
اولاد میں سے بھی اے ہمارے رب اور قبول کر میری دعا اے ہمارے رب
اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ
مجھ کو اور میرے ماں باپ اور سب ایمان والوں کو
ع ۱۸ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾
جس دن حساب ہو بخش دے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ عزوجل کی پہلی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ کہ اللہ نے مجھے پیرانہ سالی میں اسمٰعیل اور اسحاق علیہم السلام دو فرزند عطا فرمائے وہ مستحق ستائش و شکر ہے۔ اس لیے میں بصدق دل کہتا ہوں کہ تمام خوبیوں اور اچھی صفتوں کا مالک اللہ ہی ہے۔ جو شخص زبان سے اللہ کی نعمت کو یاد کر کے الحمدللہ کہے اس نے اس نعمت کا شکر ادا کر دیا۔ اور اس کا نام شکر گذاروں میں درج کر دیا جائے گا۔ پھر اللہ کی اس غیر معمولی نعمت کا ذکر کر کے اس کے وسیلے سے مزید نعمتیں طلب کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جہاں تو نے اس بندے پر اس قدر بیش قیمت انعام و اکرام کیے۔ وہاں یہ بھی کر کہ میں ہر وقت مقرر پر سب تیری فرض کی ہوئی نمازیں ادا کرتا رہوں اور اسی طرح میری اولاد میں بھی ہمیشہ ایسے لوگ باقی رہیں۔ جو ٹھیک وقت پر نمازیں باقاعدہ طور پر ادا کرتے رہیں۔ اے ہم سب کے رب میرے، میرے والدین اور سارے ایمان والوں کے گناہ معاف فرما اور حساب لینے کے دن یعنی قیامت کے دن ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں ان کی وجہ سے اس روز رسوا نہ کر۔

Marfat.com

مہلت ملی ہوئی ہے

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ
اور مت گمان کر ہرگز اللہ کو بےخبر اس سے جو کرتے ہیں
الظّٰلِمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ
ظالم لوگ بات یہی ہے کہ مہلت دیتا ہے ان کو اس دن تک کہ
تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ
کھلی رہ جائیں گی اس میں آنکھیں بھاگتے جا رہے ہوں گے
مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ
اٹھائے اپنے سر نہ پھرے گی ان کی طرف
طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ﴿۴۳﴾
ان کی آنکھ اور دل ان کے اڑے ہوئے ہوں گے

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ
اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ ان کاموں سے غافل ہے جو
الظّٰلِمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ
بےانصاف لوگ کرتے ہیں ان کو تو اس دن تک کے لیے ڈھیل دے رکھی ہے
تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ
جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اپنے سر اوپر
مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ
اٹھائے دوڑتے ہوں گے نہیں آئیں گی ان کی طرف
طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ﴿۴۳﴾
آنکھیں پھر کر اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے

تَشْخَصُ: کھلی ہوں گی۔ مضارع کا صیغہ ہے ش خ ص سے شخوص کے معنی اوپر اٹھ جانا۔ مراد یہ ہے۔ کہ آنکھیں اس دن بند نہ ہو سکیں گی۔ مُهْطِعِيْنَ (دوڑتے ہوتے) اسم فاعل جمع ہے اھطاعٌ سے جو ہطع سے بنا ہے۔ ہطع تیز دوڑ کو کہتے ہیں اہطاع: گھبراہٹ میں تیز دوڑنا۔ مُقْنِعِيْ: اٹھائے ہوئے اصل میں مقنعین ہے۔ اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔ اسم فاعل جمع ہے جو ق۔ن۔ع سے بنا ہے۔ قنوع اونچا اٹھنا۔ اقناع: اونچا اٹھانا۔

ارشاد ہے کہ اللہ کا انکار کرنے والے خوب سوچ لیں۔ ان کو اس دنیا میں مہلت دی گئی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کو پہچان کر اس کی طرف رجوع کریں۔ قیامت کے دن ان کا یہ حال ہوگا۔ کہ دیوانہ وار سراسیمہ بگٹٹ دوڑے چلے جا رہے ہوں گے۔ سر اوپر اٹھے ہوں گے۔ آنکھیں ٹکٹکی لگائے برابر گھور رہی ہوں گی، اوپر اٹھی کی اٹھی رہ جائیں گی، اِدھر اُدھر یا نیچے نہ مڑ سکیں گی دل وحشت کے مارے اڑا جا رہا ہوگا۔

Marfat.com

تنبیہ

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ
اور ڈرادے لوگوں کو اس دن کو آئے گا ان پر عذاب
فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ
پس کہیں گے وہ جنہوں نے ظلم کیا اے رب ہمارے ڈھیل دے ہم کو
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ لا نُّجِبْ دَعْوَتَكَ
ایک مدت تک جو قریب ہو کہ قبول کریں ہم تیری دعوت
وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ط اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا
اور پیروی کریں ہم رسولوں کی کیا نہ تھے تم
اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ (۴۴)
قسمیں کھاتے اس سے پہلے نہیں تمہارے لیے کوئی زوال

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ
اور لوگوں کو اس دن سے ڈرادے کہ ان پر عذاب آئے گا
فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ
تب ظالم کہیں گے اے رب ہمارے ہم کو
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ لا نُّجِبْ دَعْوَتَكَ
تھوڑی مدت تک مہلت دے کہ ہم تیرا بلاوا قبول کریں
وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ط اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا
اور رسولوں کی پیروی کریں کیا تم پہلے قسم نہ کھاتے
اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ (۴۴)
تھے کہ تم کو دنیا سے نہیں ٹلنا

انسان اپنی تندرستی، قوت اور مال پر مغرور ہو جاتا ہے اور خواہشوں کو لگام دینے کی بجائے ان کے پورا کرنے کا سامان اکٹھا کرنا کہیں بہتر مشغلہ سمجھتا ہے۔ لیکن اس کا خالق اور رب عزوجل اس کو ایک شیطانی وسوسہ قرار دیتا ہے۔ اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے کہ ان لوگوں کو ڈرا دے اور کہہ دے کہ اگر اسی خیال میں پھنسے رہے تو ایک نہ ایک دن عذاب تم کو آگھیرے گا۔ اس وقت تم بے اختیار چلاؤ گے کہ اے رب واقعی ہم نے دھوکا کھایا۔ اب کے ہمیں اور مہلت دے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اب ہم تیرے احکام دل و جان سے بجا لائیں گے اور تیرے رسولوں کا کہنا مانیں گے۔

ارشاد ہوگا کہ تم کو بہت مہلت دی جا چکی ہے۔ لیکن تم دنیا کی رنگ رلیوں میں ایسے مست ہوئے کہ موت کو بھول ہی گئے اور کبھی بولے تو یہی بولے کہ ہماری یہ خوشحالی ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ کون ہے جو ہمیں نیچا دکھا دے۔

Marfat.com

حالِ زار

وَسَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا
اور رہے تم گھروں میں انہی کی جنہوں نے ظلم کیا
اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا
اپنی جانوں پر، اور کھل چکا تھا تم پر کیسا سلوک کیا ہم نے
بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ
ان کے ساتھ اور بتا دیئے ہم نے تم کو سارے قصے اور وہ
مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ط
داؤ کر چکے اپنا داؤ اور اللہ کے نزدیک ہیں ان کے داؤ
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ
اور نہیں ہیں ان کے داؤ کہ ٹل جائیں ان سے
الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾
پہاڑ

وَسَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا
اور تم انہی لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنی
اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا
جان پر ظلم کیا اور تم پر کھل چکا تھا کہ ہم نے ان سے کیا
بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ
کیا اور ہم نے تم کو سب قصّے سناتے اور یہ
مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ط
اپنے داؤ بنا چکے ہیں اور ان کا داؤ اللہ کے آگے ہے
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ
اور نہ ہوگا ان کا داؤ کہ اس سے
الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾
پہاڑ ٹل جائے

قیامت کے دن ارشاد ہوگا۔ کہ جب تمہیں دنیا میں کام کرنے کی پوری سہولتیں حاصل تھیں تم سے یہی تو کہا گیا تھا کہ اس فرصت کو غنیمت سمجھو اور اللہ کے احکام پر چلنے اور رسولوں کا کہنا ماننے کی عادت پیدا کرو۔ تمہارے لیے پہلی امتوں کے حال پر غور کرنے اور اس سے عبرت حاصل کرنے کا موقع میسّر تھا اور تمہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ہم نے ان کے بُرے کاموں کی انہیں کیسی زبردست سزا دی۔ پھر ہم نے ان کے احوال بھی اچھی طرح تمہیں سنا دیئے۔ انہوں نے اپنے اپنے منصوبے پورا کرنے کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں لیکن اللہ عزّوجلّ کے سامنے ان کی کچھ نہ چلی۔ بھلا کہیں نادان انسان کی کمزور چالیں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جن سے گڑے ہوئے زبردست پہاڑ جگہ سے ہل جائیں۔

Marfat.com

وعدہ پورا ہو کر رہے گا

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ

پس ہرگز نہ گمان کر اللہ کو خلاف کرنے والا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ

تحقیق اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے جس دن

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ

بدل دیجائیگی زمین اور زمین سے اور آسمان بھی

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

اور نکل کھڑے ہوں گے اللہ کے آگے جو یکتا ہے زبردست

وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ

اور دیکھے گا تو گنہ گاروں کو اس دن

مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾

ملا کر جکڑے ہوئے زنجیروں میں

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ

سو خیال مت کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے اپنا وعدہ

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ

خلاف کریگا بے شک اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے جس دن

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ

اس زمین سے اور زمین بدل جائے اور آسمان بدلے جائیں اور

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

لوگ اکیلے زبردست اللہ کے سامنے نکل کھڑے ہوں

وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ

اور گنہ گاروں کو تو اس دن باہم زنجیروں میں

مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾

جکڑے ہوئے دیکھے

مُقَرَّنِیْنَ: ملا کر جکڑے ہوئے اسم مفعول کا صیغہ ہے تقرین سے جو قرن سے بنا ہے قرن ساتھ مل جانے کو کہتے ہیں۔ تقرین ایک جیسی چیزوں کو ملا ملا کر مضبوط کس دینا۔

اَصْفَادِ: زنجیریں، صفد کی جمع ہے۔ لوہے کی زنجیروں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کو کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ اے انسان ہرگز یہ خیال مت کر بیٹھنا کہ اللہ عزوجل ان وعدوں کو جو اس نے اپنے رسولوں کی معرفت انسان سے کیے ہیں پورا نہ کرے گا۔ وہ دن آنے والا ہے کہ زمین یہ زمین نہ رہے گی اور نہ آسمان ہی ایسے رہیں گے جیسے ہیں۔ یہ سب کچھ بدل کر کچھ کا کچھ ہو جائے گا۔ اس وقت لوگ اس حالت میں نظر آئیں گے۔ کہ ان کے خیالات کے مطابق ان کے گروہ بنا کر زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے۔

Marfat.com

مجرمو! سمجھ جاؤ

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى
کُرتے ان کے گندھک کے اور ڈھانکے گی
وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ
ان کے چہروں کو آگ تاکہ بدلہ دے اللہ
كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
ہر شخص کو جو اس نے کیا تحقیق اللہ جلد
الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
حساب لینے والا ہے یہ پہنچا دینا ہے لوگوں کو
وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ
اور تاکہ وہ ڈرائے جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ درحقیقت وہی معبود ہے
وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾
یکتا اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقل والے

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى
ان کے کُرتے گندھک کے ہیں اور ان کے منہ کو آگ
وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ
ڈھانکے لیتی ہے تاکہ اللہ ہر جی کو
كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ جلدی
الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
حساب لینے والا ہے یہ خبر لوگوں کو پہنچا دینی ہے
وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ
اور تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ہے
وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱/۱۹
ایک اور تاکہ عقل والے سوچ لیں

قَطِرَانٍ: (سیاہ روغن) ایک قسم کے کول تار جیسے روغن کا نام ہے جو جلدی آگ پکڑ لیتا ہے اور غالباً گندھک کی کان سے نکلتا ہے

بَلٰغٌ: (پہنچانا) یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے یہ حاصل مصدر ہے اس سے مراد پیغام ہے۔

نافرمانوں کے جسم پر جو کرتے ہوں گے۔ وہ ایک بہت جلد آگ پکڑنے والے کالے روغن سے لتھڑے ہوئے ہوں گے آگ کی لپیٹ سے ان کے چہرے اور ان کا سارا بدن سلگ اٹھے گا۔ یہ اس لیے کہ ہر شخص اپنے کیے کا پھل پوری طرح بھگت لے۔ یہ قرآن انسانوں کو یہی پیغام دینے کے لیے بھیجا گیا ہے تاکہ اللہ عزوجل کا قانون مجازات لوگوں پر اچھی طرح واضح ہو جائے اور قرآن کی آیتوں پر غور کر کے یقین کر لیں کہ عبادت کے قابل صرف اللہ عزوجل ہے جو اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے اس سے وہ لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو اللہ کی دی ہوئی عقل سے ٹھیک کام لینا جانتے ہیں۔

Marfat.com

اختتام سورت

سورت ابراہیم پچھلے صفحہ پر ختم ہوئی۔ اس چھوٹی سی سورت میں مختصراً رسول کو قرآن مجید کے دنیا میں بھیجنے کی غرض بتائی گئی ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا وہ کام بتایا گیا ہے جو اللہ عزوجل نے ان کے لیے اس دنیا میں مقرر کیا ہے۔

حضرت موسٰی اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی زندگیاں اور فرائض کی انجام دہی کی کوشش کا بیان کیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر رسول کے ذمہ یہ کام تھا کہ اپنی قوم کو اللہ عزوجل کے قانون سمجھائے اور ان کو دنیا میں رہنے کا وہ طریقہ سکھائے جو اللہ نے انسان کے لیے مقرر کیا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر میں ساری دُنیا کے انسانوں کے لیے بھیجا گیا۔ قرآن مجید نے انہیں بتایا۔ کہ پہلے زمانہ میں لوگوں نے اپنے اپنے رسول کو نہ پہچانا اور اگر پہچانا بھی تو ان کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے کفر کا وبال ان کے سر پر پڑا۔ دنیا میں بھی تباہ ہوئے اور آخرت کا عذاب بھی اپنے کرتوتوں کے عوض مول لیا۔ اللہ نے اپنے رسولوں کی اور ان کے ماننے والوں کی وقت آنے پر دنیا میں مدد کی۔ اور ان کے دشمنوں کو تباہ کیا۔ ان لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرو۔ ورنہ قیامت کے دن یہ لوگ تمہارے کسی کام نہ آئیں گے جن کے پیچھے تم آج چل رہے ہو۔ اور جن کی خاطر تم نے اللہ عزوجل کے حکموں اور اس کے رسول کی نصیحتوں کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔ خود شیطان جو سب گمراہوں کا گورو گھنٹال ہے۔ اس دن اپنے جان نثاروں کو ٹکا سا جواب دے کر چلا جائے گا۔

تمہیں اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رویہ کی پیروی کرنی چاہیئے۔ جنہوں نے تمہاری بھلائی کے لیے کعبہ کو بنا کھڑا کیا۔ اور تمہارے لیے اللہ عزوجل سے اچھی اچھی دعائیں مانگیں۔ آج دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دین کو مکمل کرنے دنیا میں آپہنچے ہیں۔ اگر ان کا کہنا نہ مانا تو مرنے کے بعد ایسے ہولناک حادثوں سے پالا پڑے گا کہ جن کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ؁

Marfat.com

سُورۃ الحجر

ترتیب کے لحاظ سے یہ سورت قرآن مجید کی پندرھویں سورت ہے یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کا نام الحجر کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جو وادی قریٰ میں مدینہ سے شام جانے والی سڑک پر ایک بستی تھی اور جس کے باشندوں کا ذکر اس سورت کے آخری رکوع کے شروع میں ہے یہاں قدیم زمانے میں قوم ثمود آباد تھی ۹ھ میں تبوک جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ یہاں سے گذرے تھے اور فرمایا تھا کہ یہاں سے جلدی گذر و یہ وہ جگہ ہے جہاں نافرمانوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

اس سورت میں اور مکی سورتوں کی طرح انسان کو اس کی زندگی اور موت دونوں کی بابت یاد دلایا گیا ہے۔ اور تاکید کی گئی ہے کہ دنیا کی زندگی کی طرف اتنا ہی دھیان دینا چاہیئے جتنا زندگی کے نظام کے لیے ضروری ہے اور فرصت نکال کر قرآن مجید کا مطالعہ اور ذکر فکر اپنا شغل قرار دینا چاہیئے۔

انسان کی پیدائش کا حال بتا کر توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ اس کا ایک دشمن اس کے ساتھ ہی پیدا ہو چکا ہے جس نے اس کے بہکانے اور ہر طرح سے برباد کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس سے خبردار رہنا چاہیئے جو اس کے بہکاوے میں آکر راہ راست سے ہٹ جائیں گے مرنے کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ لیکن جو شیطان سے منہ موڑ کر تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کریں گے ان کے واسطے جنت تیار ہے۔ جہاں انہیں ہر طرح کا آرام اور چین نصیب ہوگا۔ وہاں وہ آپس میں مل جل کر خوشی اور خوبی کی زندگی بسر کریں گے۔ اس کے بعد اللہ کے فرماں بردار نیک بندوں کے کچھ حالات سنا کر ان کا رویہ اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور کچھ نافرمانوں کے قصے بیان کر کے ان سے عبرت حاصل کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ تاکہ کہیں انہی جیسا انجام نہ ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل کی مہربانیوں کا ذکر ہے جس نے اپنے فضل سے انسان کی ہدایت کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری رسول مقرر کیا اور قرآن عظیم عطا کیا تاکہ وہ اس کے مطابق عمل کر کے انسان کے لیے سیدھا راستہ مقرر کر دیں۔

Marfat.com

(۱۵) سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ (۵۴)　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○　　اٰیَاتُھَا ۹۹ رُکُوْعَاتُھَا ۶

کتاب اور قرآن

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَ
الف لام را یہ آیتیں ہیں بڑی کتاب کی اور
قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ①
قرآن کی جو صاف اور روشن ہے

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَ
الٓرٰ یہ ایک عظیم الشان کتاب کی اور
قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ①
واضح قرآن کی آیتیں ہیں

کتاب اور قرآن۔ یہ دونوں لفظ پہلے گذر چکے ہیں۔ کتاب کا مادہ ک۔ ت۔ ب ہے جس کے معنی لکھنے کے اور سلیقہ کے ساتھ جوڑ دینے کے ہیں قرآن کا مادہ ق۔ ر۔ ء ہے۔ قرءٌ کے معنی جمع کر دینے کے ہیں۔ قرآن پڑھنے کے لیے اکٹھے کیے ہوئے کلمات اور عبارتوں کو کہتے ہیں۔ مبین کے معنی صاف اور روشن یعنی اس میں کوئی چیز الجھی ہوئی نہیں آسانی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ کتاب پر الف۔ لام اور قرآن پر تنوین دونوں عظمت اور بے مثل ہونا ظاہر کرنے کے لیے ہیں۔ یعنی دنیا میں ایسی ترتیب و نظام کے ساتھ لکھی ہوئی اور کوئی کتاب نہیں اور اسی طرح پڑھنے والے کے لیے اس سے آسان اور واضح عبارات موجود نہیں۔ قرآن مجید دنیا میں تھوڑا تھوڑا موقع بہ موقع نازل ہوا۔ لیکن در اصل وہ ایک باترتیب لکھی ہوئی کتاب کی آیتیں تھیں۔

لوح محفوظ میں یہ کلام مقدس کتابی شکل میں باترتیب و تنظیم لکھا ہوا موجود تھا لیکن نازل ہونے وقت کبھی کوئی آیت اور کبھی کوئی سورت نازل ہوتی تھی اور نازل ہوتے ہی لوگ اسے پڑھنے لگتے تھے اس لیے دنیا میں نازل ہونے وقت یہ صرف قرآن کی شکل میں تھا اور نازل ہونے کے بعد اسی طرح لکھ دیا گیا جیسے لوح محفوظ میں تھا اس لیے یہ کتاب ہو گئی اب وہ کتاب بھی ہے اور قرآن بھی۔ اب پڑھی بھی اسی ترتیب سے جاتی ہے جس ترتیب سے لکھی ہوئی ہے۔ اکثر سورتوں کے شروع میں یہ بات سب سے پہلے یاد دلائی گئی ہے کہ یہ آیتیں جو تم سن رہے ہو یہ کوئی اٹکل پچو عبارت آرائی نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل اور جامع مرتب اور منظم کتاب کی آیتیں ہیں جن کو موقعہ بہ موقعہ نازل کیا جا رہا ہے جس وقت سب نازل ہو چکیں گی ایک کتاب کی شکل میں لکھ دی جائیں گی جس کی فصاحت و بلاغت اسلوب بیان اور رہنمائی کی صلاحیت دیکھنے والوں کو غرق حیرت کر دے گی اس لیے ان آیتوں کو معمولی بے جوڑ عبارتیں سمجھ کر ٹال نہ دو بلکہ غور سے سنو اور اس کے اسلوب بیان اور بلاغت سے زندگی کے معنی سمجھنے کی کوشش کرو ؛

Marfat.com

پچھتاوا

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا
بسا اوقات چاہیں گے یہ لوگ جو کافر ہوئے کاش ہوتے وہ
مُسْلِمِيْنَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا
مسلمان چھوڑ ان کو کھالیں اور موج اڑالیں
وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾
اور بھلائے ان کو آرزو پس عنقریب جان لیں گے
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا
اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر تھی اس کے لیے
كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
لکھی مدت مقرر نہیں آگے بڑھتی کوئی امت
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٥﴾
وقت مقرر سے اور نہ پیچھے ہٹتے ہیں

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا
کسی وقت یہ لوگ جو منکر ہیں آرزو کریں گے کیا اچھا ہوتا
مُسْلِمِيْنَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا
جو مسلمان ہوتے ان کو چھوڑ دے کھالیں اور فائدہ اٹھالیں
وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾
اور امیدیں لگے رہیں سو آئندہ معلوم کرلیں گے
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا
اور ہم نے کوئی بستی غارت نہیں کی مگر اس کا لکھا ہوا وقت
كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
مقرر تھا کوئی فرقہ اپنے وقت مقرر سے نہ سبقت
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٥﴾
کرتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے

رُبَمَا اکثر یا کبھی، عربی میں اکثر کبھی کسی کام کے بار بار ہونے یا کبھی کبھی ہونے یا کسی چیز کی تعداد زیادہ یا کم ہونے کو رُبَّ کا لفظ ظاہر کرتا ہے جب اس کے بعد فعل آتا ہے تو اس پر ما کا لفظ زیادہ کر دیتے ہیں اس وقت اسے رُبَّمَا اور رُبَمَا دونوں طرح پڑھتے ہیں۔

يُلْهِهِمْ (غافل رکھے ان کو) يُلْهِ اصل میں يُلْهِيْ ہے۔ امر کے جواب میں آنے کی وجہ سے ی گر گئی۔ هُمْ ضمیر جمع غائب ہے یعنی ان کو۔ يُلْهِيْ مضارع کا صیغہ ہے اِلْهَاءٌ سے جو ل۔ ہ۔ و سے بنا ہے لَهْوٌ کے معنی کھیل تماشہ کے ہیں الہاء کھیل میں لگا لینا۔ جی بہلانا۔ غافل کر دینا۔ غافل رکھنا۔

ارشاد ہے کہ اس وقت یہ عقل سے کام نہیں لے رہے۔ آگے چل کر بہت سے موقعے ایسے آئیں گے کہ یہ اسلام قبول نہ کرنے پر پچھتائیں گے۔ چنانچہ جب ان کو شکست اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو یہ دنیا ہی میں خوب پچھتائے اور آخرت میں تو ان کو سوا حسرت اور پچھتاوے کے کچھ نصیب ہی نہ ہوگا۔

Marfat.com

بقیہ پچھتاوا

دراصل مخالفوں کو سُنانا مقصود ہے کہ آیندہ ان کا کیا حشر ہونا ہے۔ ارشاد ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا پیغام تو نے انہیں پہنچا دیا ہے۔ اب اگر یہ نہیں مانتے تو انہیں چھوڑ یہ جو جی چاہے کریں۔ انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے تیری بات کو رد کرنے میں کس قدر بے وقوفی اور حماقت سے کام لیا۔ ان کو خوب کھانے پینے اور گل چھرے اڑانے دے۔ یہ اپنے خیالی پلاؤ پکاتے رہیں اور آرزوؤں اور جھوٹی امیدوں کے بھنور میں ڈبکیاں کھاتے رہیں انہیں اس وقت معلوم نہیں ہوتا کہ یہ بھنور ایک دن ان کو ایسا لے ڈوبے گا کہ پھر یہ اُبھرنے کا نام نہیں لیں گے ان کو اس غلطی نے اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ کہ اگر یہ پیغام اللہ عز و جل کی طرف سے ہوتا تو نہ ماننے والوں کو فوراً سزا ملتی۔ ہم کھلم کھلا اس کا انکار کر رہے ہیں لیکن ہمارا بال تک بیکا نہیں ہوتا۔ ان سے کہہ دو کہ اس بے ہودہ خیال میں مبتلا نہ رہیں۔

ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ان کی ضدوں اور شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کر چکے ہیں لیکن ہماری پکڑ فوری نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں ہر ایک امت کو اس کے تباہ کرنے سے پہلے مہلت دی جاتی ہے۔ اور ان کی بربادی کا ایک لکھا ہوا وقت مقرر ہوتا ہے۔ تاکہ اس مہلت کے اندر جس کی قسمت سیدھی ہو وہ حق بات کو مان کر راہ راست پر آجائے جس کی شامت آئی ہو۔ وہ پوری طرح اپنے اعمال کی وجہ سے سزا کا مستحق ہو جائے اور یہ قاعدہ ان ہلاک ہونے والی امتوں ہی کے لیے نہیں۔ بلکہ دنیا میں جو بھی امّت ہے اس کے لیے عروج و زوال موت و حیات کا ایک وقت مقرر ہے کہ جس سے وہ نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

ساری دنیا ایک مقرر نظام کے مطابق چل رہی ہے۔ ہر چیز ہر واقعہ اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتا ہے اور جب مٹنے کا وقت آتا ہے مٹ جاتا ہے۔ یہی حال قوموں کے اُتار چڑھاؤ کا ہے۔ ان کو لازم ہے کہ اس قاعدے کو اچھی طرح سمجھ لیں اور نافرمانی کی سزا فوراً نہ ملنے سے یہ نہ سمجھ بیٹھیں۔ کہ یہ جزا سزا کی بات اٹکل پچو گھڑی ہوئی بات ہے ⁂

Marfat.com

ہمارے لیے سبق

پچھلی آیتیں جو اس سورت کے شروع میں ہیں۔ آج کل کے زمانے کے مسلمانوں کے لیے بہترین سبق ہیں۔ یہ آیتیں سب سے پہلے مکہ کے معزز لوگوں کو سنائی گئیں جن کی فہم و فراست زندگی کے معاملات کے سمجھنے میں کافی تیز تھی۔ ان سے کہا گیا کہ اگر عقل سے کام لو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ دُنیا کی خوش حالی ہمیشہ رہنے والی نہیں۔ ان کو بتایا گیا۔ کہ انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اللہ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کا پیغام لے کر تمہارے درمیان تشریف لے آئے ہیں یہ تم کو اللہ عزوجل کا کلام سنائیں گے۔

قرآن مجید تم کو بتاتا ہے کہ اگر تم نے صحیح راستہ اختیار نہ کیا۔ تو عنقریب تم پر بلائیں نازل ہوں گی۔ مکہ کے کفار نے یہ سب باتیں اس کان سُنیں۔ اس کان اڑا دیں۔ وجہ صرف یہ تھی کہ ان کے پاس مال تھا عیش کے سامان تھے، لوگ ان کا کہنا مانتے تھے، ان کی عزت کرتے تھے ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سب چیزیں ان سے چھن جائیں گی اور وہ مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔

نتیجہ کیا ہوا کہ جس مصیبت سے ان کو ڈرایا جا رہا تھا۔ وہ آخر ان پر نازل ہوئی۔ دولت چھنی عزت گئی۔ یار و مددگار دیکھتے دیکھتے چل بسے۔ آخر کار وہ خود بھی چلتے بنے اور آخرت کے عذاب کی مصیبت الگ مول لی۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ کہیں ہماری حالت مسلمان کہلا کر بھی انہی جیسی تو نہیں ہے۔ کیا دولت پہ پھول کر قرآن مجید کے احکام کو ہم بھول تو نہیں بیٹھے۔

افسوس دیکھنے میں تو یہی آتا ہے کہ جس کے پاس چار پیسے ہو گئے پھر وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ قرآن مجید سے منہ پھیر لیتا ہے۔ شریعت کی پابندیوں کو مفت کی زحمت قرار دیتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ یہ مفلس اور قلاش لوگوں کے لیے ہیں۔ دولت مندوں کو کیا غرض پڑی کہ آج کل کے نوایجاد کھیل تماشوں کو چھوڑ کر مُلّا بن جائیں افسوس! کیا یہ رویہ مکہ والوں کے رویّہ سے مختلف ہے؟ اگر نہیں تو نہایت خوف کا مقام ہے، اللہ کے سوا کسی کی پناہ نہیں۔

Marfat.com

عقل کا فتور

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ
اور کہا انہوں نے اے وہ کہ اتارا گیا اس پر قرآن
اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ
یقیناً تو دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷
اگر ہے تو سچوں میں سے

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ
اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص جس پر قرآن اترا ہے
اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ
تو بے شک دیوانہ ہے ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷
لے آتا اگر تو سچا ہے

لَوْمَا: (کیوں نہیں) یہ لَوْ کا کی دوسری شکل ہے دونوں بات پر زور دینے کے لیے جملہ سے پہلے استعمال کیے جاتے ہیں کہنا یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو وہ کرنا چاہیئے جو ہم کہتے ہیں۔

مال کے نشہ میں مست عیش و عشرت کے دل دادہ لوگ سوا اپنے شغلوں کے کسی چیز کو اہمیت نہیں دیتے ان کے نزدیک عقل مند وہ ہے جو پیسہ کمانا جانتا ہو اور اعلیٰ درجہ کی تفریحوں اور رجوٹی کے کھیل تماشوں میں حصہ لے سکے اگر کوئی اس رسم و رواج کے خلاف کچھ کہے تو اس کو بے وقوف، نادان اور پاگل قرار دیتے ہیں یہی کیفیت مکّہ کے مغرور لوگوں کی تھی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب آوارگیوں کے خلاف آواز اُٹھائی اور فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اپنی تائید میں اللہ کا کلام پڑھ کر سنایا۔ لوگوں کو ڈرایا کہ اگر اپنی ہی بے ہودگیوں میں پھنسے رہے اور میری نہ سُنی تو دنیا میں الگ مصیبت میں مبتلا ہوگے اور مرنے کے بعد سخت عذاب بھگتنے پڑے گا۔ یہ خلاف معمول کھری کھری باتیں اپنے رسم و رواج کے خلاف سُن کر اور ساتھ ہی یہ دیکھ کر کہ یہ شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ اپنی برتری کا اور ہم جیسے معزز لوگوں کے پست ہو جانے کا دعویٰ کرتا ہے جس کے آثار انہیں اپنی دولت اور عزت کے سامنے بالکل نظر نہیں آتے تھے ایک دم چلّا اٹھے کہ اے قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے دعویدار تیری عقل کہاں گئی۔ یہ تو پاگلوں کی باتیں ہیں جو تو کرتا ہے۔ اگر تو اللہ کا رسول ہے تو تیرے ساتھ فرشتے ہونے چاہئیں وہ کہاں ہیں؟

Marfat.com

فرشتوں کا کام

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ	مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ
نہیں بھیجتے ہم فرشتوں کو مگر ٹھیک فیصلہ کے ساتھ	ہم فرشتوں کو نہیں آتارتے مگر کام ٹھیک کرکے
وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ⑧ اِنَّا	وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ⑧ اِنَّا
اور نہ ہوں گے وہ اس وقت مہلت دیئے گئے تحقیق	اس وقت ان کو مہلت نہ ملے گی یہ نصیحت
نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا	نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا
ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور تحقیق ہم ہی ہیں	ہم نے خود آتاری ہے اور ہم خود
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨	لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨
اس کے نگہبان	اس کے نگہبان ہیں

صحیح اور سچی بات کے نہ ماننے والے اپنے نہ ماننے کے بہت سے بہانے تراشتے رہتے ہیں اور یہ بہانے انہیں دنیا کے عیش و عشرت کی محبت سکھاتی ہے۔ مکّے کے مغرور سرداروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو نہ مانا۔ اور کہا یہ قرآن (مجید) جو تم لیے پھرتے ہو۔ اس میں ساری باتیں (معاذ اللہ) عقل کے خلاف ہیں۔ بھلا کوئی صحیح دماغ والا دولت حاصل کرنے اور انواع و اقسام کے کھیل تماشوں کا لطف اٹھانے اور رنگ رلیوں میں آنے سے منع کرسکتا ہے تم کہتے ہو کہ تم اللہ کے رسول ہو تو پھر اس نے تمہارے ساتھ اپنے فرشتے کیوں نہیں بھیجے۔

جواب میں ارشاد ہے۔ قرآن مجید بجائے خود ایک زبردست نشانی ہے۔ یہ نشانی تو تمہیں سوجھتی نہیں۔ فرشتوں کے آنے کا مطالبہ کرتے ہو سنو! فرشتے تو آخری فیصلہ کے پورا کرنے کے لیے آتے ہیں۔ ان کے آنے کے بعد مجرموں کو مہلت نہیں ملا کرتی۔ اور یہ جو اس قرآن مقدس کی ہنسی اڑاتے ہو تو سن لو کہ ذکر ہم نے نازل کیا ہے: تاکہ انسان آخری فیصلے سے پہلے کی مہلت کو کام میں لاکر آیندہ کی نجات کی فکر کرلے۔ اس کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں کسی کی کیا مجال کہ اس کو مٹا سکے۔

Marfat.com

گناہ کی نحوست

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ

اور تحقیق یقیناً ہم بھیج چکے ہیں رسول — تجھ سے پہلے — گروہوں میں

الْاَوَّلِيْنَ (۱۰) وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ

پہلے لوگوں کے — اور نہیں آتا ان کے پاس — کوئی رسول

اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۱۱) كَذٰلِكَ

مگر تھے وہ — اس سے — ہنسی کرتے — اسی طرح

نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (۱۲)

چلاتے ہیں ہم اس کو — دلوں میں — گنہ گاروں کے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ

اور ہم تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں رسول

الْاَوَّلِيْنَ (۱۰) وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ

بھیج چکے ہیں اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا

اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۱۱) كَذٰلِكَ

مگر اس سے ہنسی کرتے رہے ہیں اسی طرح

نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (۱۲)

ہم گنہ گاروں کے دل میں اس کو بٹھا دیتے ہیں

شِیَع : (گروہ) شِیْعَۃٌ کی جمع ہے جو مادہ ش ی ع سے بنا ہے شُیُوع کے معنی پھیل جانے کے ہیں شیعہ آدمیوں کا گروہ جس میں ایک خاص خیال پھیل گیا ہو اور وہ سب اس پر متفق ہو جائیں۔

نَسْلُکُ : (چلاتے ہیں ہم) مضارع کا صیغہ ہے س ل ک سے جس سے دو مصدر بنتے ہیں۔ ایک سلوک جو لازم ہے یعنی داخل ہو جانا، چلنا۔ دوسرے سَلْکٌ جو متعدی ہے جس کے معنی ہیں چلانا۔ داخل کر دینا یہاں یہ فعل متعدی ہے یعنی داخل کر دینا، جاگزیں کر دینا۔ جس کا مفہوم ترجمہ میں بٹھانا لیا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ انسان فوری اور وقتی فائدوں کی طرف بہت جلد جھک جاتا ہے اور یہ نہیں سوچتا۔ کہ ان عارضی فائدوں کے چھوڑ دینے سے بہت سے دوامی فائدے مل سکتے ہیں۔ انہی عارضی اور دوامی فائدوں کے فرق کو صاف صاف بتا دینے کے لیے ہم نے پہلی امتوں میں بھی رسول بھیجے۔ مگر پہلی امتوں کی طرح یہ بھی انہی جھگڑوں میں گرفتار ہیں کہ دنیا کے عارضی فائدوں سے اونچی ان کی نظر ہی نہیں اٹھتی یعنی جو رسول بھی ان کے پاس آیا۔ وہ لوگ ان کی ہنسی اڑاتے رہے مجرموں کے دل میں ہم یہی بٹھا دیتے ہیں اور یہ ان کے کفر و الحاد کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

شامتِ اعمال

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ
نہ ایمان لائیں گے اس پر اور گذر چکی ہے رسم
الْاَوَّلِيْنَ ⑬ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا
پہلوں کی اور اگر کھول دیں ہم ان پر دروازہ
مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ⑭
آسمان سے پھر رہیں دن بھر اس میں چڑھتے
لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا
البتہ کہیں ہوا یہ کہ باندھ دی گئی ہیں آنکھیں ہماری
بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ⑮
بلکہ ہم لوگ جادو میں پھنسے ہوئے ہیں

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ
نہ ایمان لائیں گے اس پر اور گذر چکی ہے رسم
الْاَوَّلِيْنَ ⑬ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا
پہلوں کی اور اگر ہم ان پر آسمان سے دروازہ
مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ⑭
کھول دیں اور دن بھر اس میں چڑھتے رہیں
لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا
تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نگاہوں کو باندھ دیا ہے
بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ⑮ ع ۱
نہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو ہوا ہے

ظَلُّوْا (دن میں کریں وہ) ماضی کا صیغہ ہے ظلال سے۔ ظلال کے معنی ہیں دن میں کوئی کام کرنا جیسے بیات کے معنی ہیں رات میں کام کرنا۔ سُكِّرَتْ: (روک دی گئی ہیں) ماضی مجہول ہے تسکیر سے جو س ک ر سے بنا ہے سکر روک کو کہتے ہیں۔ تسکیر کے معنی ہیں ٹھہرا دینا، روک دینا۔

ارشاد ہے کہ جیسے پہلے لوگ دُنیا کے جھگڑوں میں پھنس کر رسولوں پر یقین نہ لا سکے ایسے ہی یہ لوگ بھی تیری بات نہ مانیں گے ان کی شامتِ اعمال اور کفر کی نحوست اللہ پر اور اس کے رسول اور قرآن حکیم کی باتوں پر انہیں اعتماد نہیں کرنے دیتی بالفرض ہم آسمان سے ایک دروازہ ان پر کھول دیں اور یہ سارے دن چڑھتے ہی چلے جاویں تب بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے جو ہم اپنے آپ کو اوپر چڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں نہیں بلکہ ہم پر بڑا زبردست جادو کر دیا گیا ہے جس کے اثر سے ہمارے ہوش گم ہو گئے ہیں اور کچھ کا کچھ دیکھنے لگے ہیں۔

Marfat.com

عجائبات قدرت

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا

اور البتہ تحقیق ہم نے بنائے آسمان میں برج اور زینت دی ہم نے انہیں

لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ

دیکھنے والوں کیلئے اور محفوظ کیا ہم نے اس کو

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

شیطان مردود سے مگر جو چوری کرے

السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

سننے کی پس پیچھے لگتا ہے اس کے انگارہ چمکتا

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا

اور ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کی نظر میں

لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ

ان کو رونق دی اور ہم نے اس کو ہر شیطان

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

مردود سے محفوظ کیا مگر جو چوری سے

السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

سن بھاگا سو اس کے پیچھے چمکتا ہوا انگارہ لگا

بُرُوْجٌ: ستاروں کے جمگھٹے، برج کی جمع ہے۔ برج اونچی عمارت کا وہ حصہ ہے جو سب سے نمایاں بنایا جاتا ہے یہاں اس سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں یا ان کا کسی شکل میں اکٹھے ہونا۔ اِسْتَرَقَ (چوری چھپے لے اُڑے) ماضی کا صیغہ ہے اِسْتِرَاقٌ جو س۔ ر۔ ق سے بنا ہے۔ سرق کے معنی چوری کرنے کے ہیں۔ استراق السمع سے مراد یہ ہے کہ چھپ کر تھوڑی سی بات سن لی اور اسے لے اڑے۔

ارشاد ہے کہ عالم میں بہت نشانیاں موجود ہیں جو اللہ کا وجود اور اس کی قدرت ثابت کر رہی ہیں۔ رات کو نگاہ اوپر اٹھاؤ، تمہیں ساری فضا چمکتے ہوئے ستاروں سے بھرپور نظر آئے گی۔ ان کے بڑے بڑے گچھے جہاں تک نظر جاتی ہے پھیلے ہوئے ہیں اور دیکھنے والوں کو بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ آخر سوچو کہ یہ لمبی چوڑی فضا ایسے روشن قمقموں سے کس نے سجائی ہے اور اس کی حفاظت کون کرتا ہے۔ شریر اور فسادی شیطان اِدھر اُدھر منڈلاتے رہتے ہیں مگر پاس نہیں پھٹک سکتے۔ اللہ عزوجل کے فرمانبردار فرشتے اس فضا میں حکم کے منتظر رہتے ہیں اور اللہ کے جو احکام ان کے اوپر نازل ہوتے ہیں ان کی تعمیل کرتے ہیں شیطان چاہتے ہیں کہ ان احکام کو معلوم کر کے ان کو توڑیں مروڑیں اور انتظام عالم خراب کریں۔ ان کے پیچھے آگ کے دہکتے ہوئے انگارے لپکتے ہیں اور وہ بھاگتے ہیں اگر جلنے سے بچ گئے تو بھاگتے بھاگتے جو آواز ان کے کان پر پڑتی ہے اسے صورت بدل کر اپنے مددگار کاہن انسانوں کے اندر پھیلا دیتے ہیں ؛

Marfat.com

زمین کا انتظام

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا

اور زمین پھیلایا ہم نے اس کو اور ڈالے ہم نے اس پر

رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

پہاڑ اور اُگائی ہم نے اس میں ہر چیز

مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ

اندازہ کی ہوئی اور بنائے تمہارے لیے اس میں سامان معیشت

وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور وہ کہ نہیں تم ان کو روزی دینے والے

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھ دیئے

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اس پر بوجھ اور اس میں ہر چیز اندازے سے

مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ

اُگائی گئی اور تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب بنا دیئے

وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور وہ کہ نہیں تم روزی دینے والے ان کو

مَدَدْنَا (پھیلایا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے م۔ د۔ د سے مَدٌّ کے معنی ہیں پھیلانا۔ دُور تک بچھانا اسی سے لفظ مَدّ بنا ہے یعنی اپنے پاس کی چیز دوسرے کا کام چلانے کے لیے بڑھانا جیسے ہم مدد دینا کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ اوّل تو زمین کی وسعت ہی حیرت انگیز ہے اس کو چاروں طرف دُور دُور تک پھیلا دینا ہی کوئی آسان کام نہیں پھر اس کی ہموار سطح چونکہ نرم مٹی کی ہے اس لیے اس میں پائداری نہیں اس کے ٹھیراؤ اور مضبوطی کے لیے اونچے اونچے پہاڑ کھڑے کر دیئے تاکہ ان کی سختی اور بوجھ کی وجہ سے زمین ڈگمگا نہ جائے۔ پھر زمین سے طرح طرح کی چیزیں اللہ پیدا کرتا ہے اور ان میں سے بہت سی چیزیں تمہیں زندگی کی ضروریات بہم پہنچاتی ہیں اور بہت سی جاندار چیزیں چوپائے وغیرہ ایسی ہیں کہ جن کا رزق تمہارے اوپر موقوف نہیں وہ اپنی زندگی الگ بسر کرتی ہیں اور تم ان میں سے اکثر سے فائدہ اٹھاتے ہو۔

آخر یہ زبردست زمینی نظام کیا آپ ہی آپ ہوگیا نہیں یہ سب ایک علیم و حکیم خالق اور رب زمین و آسمان کی ایجاد ہے جس نے ہر شے کو اس کے مناسب مقام پر لا کھڑا کیا اور اس کے قیام و ثبات کا ایک مقررہ مدت تک انتظام کر دیا۔ کیا ایسی چیزوں کو دیکھ کر تم ان کے پیدا کرنے والے اور قائم رکھنے والے کو سمجھ نہیں سکتے؟

Marfat.com

چیزوں کی پیدائش

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز
اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں
وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۲۱)
اور نہیں اتارتے ہم اس کو مگر ساتھ ایک اندازے مقرر کے

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز
اور ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں
وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۲۱)
اور ہم مقرر انداز پر اتارتے ہیں

پچھلی آیتوں میں ذکر تھا کہ آسمان اور زمین دونوں کا مجموعی نظام اللہ اور اس کے رسول اور اس کے کلام کے سچا ہونے کی کافی دلیل ہے اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ دنیا کی کسی چیز کو لے لو غور کرو گے تو اس سے اللہ کی قدرت کا اندازہ کر لو گے اور سمجھ جاؤ گے کہ سوا اللہ کے کوئی کچھ بھی نہیں بنا سکتا۔ ہر ایک چیز کی پیدائش کے لیے بے شمار اجزار کی ضرورت ہے جن کا اکٹھا ہونا ضروری ہے۔ غلہ کا ایک دانہ بھی مادہ کے مختلف ذرّات کے جمع کیے بغیر نہیں بن سکتا۔ ان ذرّات کے خزانے اللہ کے ہاں الگ الگ محفوظ ہیں ان مختلف خزانوں میں سے ایک خاص مقدار میں مختلف ذرّات لے کر ایک جگہ خاص نسبت سے باہم ہونا ضروری ہے۔ تب کہیں جا کر ایک چھوٹے سے چھوٹا غلّہ کا دانہ پیدا ہو گا۔ ان ذرّات کو بے شمار خزانوں سے لے کر صرف اسی مقدار میں ملانا جس سے ایک خاص چیز بن سکتی ہے مخلوقات میں سے کسی کے بس میں نہیں ہے۔ پھر ذرّات کے مختلف تناسب کے ساتھ ملانے سے بھی چیز بدل جاتی ہے مثلاً ہائیڈروجن اور آکسیجن کے ذرّات دو اور ایک کی نسبت کے ساتھ ملانے سے پانی بن جائے گا اور انہیں ذرات کو دو اور دو کی نسبت سے ملانے سے ایک اور ہی چیز بنے گی جس کی خاصیت پانی سے بالکل الگ ہے۔

انسانی تحقیق سے بہت سی چیزوں کے اجزار اور ان کا باہمی تناسب معلوم ہو چکا ہے لیکن انسان ابھی تک اس کا قائل نہیں ہوا کہ یہ ذرّات ایک خاص تناسب سے ہر چیز کے لیے جس نے ملائے وہ اس ساری کائنات کا پیدا کرنے والا اور انتظام کرنے والا ہے۔ انسان اس میں لگ گیا کہ ان اجزار مادہ کو جمع کر کے میں خود چیزوں کو بنا کر دیکھوں۔ اس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوا مگر افسوس کہ اصلی خالق کو نہ پہچانا۔

Marfat.com

مزید تدبیر

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا
اور بھیجا ہم نے ہواؤں کو پانی سے پُر پھر اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ
آسمان سے پانی پھر پلایا ہم نے تم کو اور نہیں
اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾
تم اس کے خزانہ والے

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا
اور ہم نے رس بھری ہوائیں چلائیں پھر ہم نے
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ
آسمان سے پانی آتارا پھر وہ تم کو پلایا اور تمہارے
اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾
پاس اس کا خزانہ نہیں

لَوَاقِحَ: (بوجھل) یہ لَاقِحَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی حاملہ کے ہیں اس کا مادہ ل۔ق۔ح ہے جس کے معنٰی ہیں حاملہ ہونا۔

ارشاد ہے کہ مختلف اجزاء کو ان کے مختلف خزانوں سے اکٹھا کرکے اور ایک خاص نسبت سے ملاکر چیز کا بیج تیار ہوتا ہے۔ اس بیج کو مٹی میں ڈال کر تم الگ ہو جاتے ہو۔ یہ ہم ہی ہیں کہ پانی سے بھری ہوئی ہوائیں اِدھر سے اُدھر چلانی شروع کر دیتے ہیں جن سے بادل بن جاتے ہیں اور موقعہ بہ موقعہ ان سے پانی برستا ہے جس سے مٹی میں پڑا ہوا بیج پھلتا پھولتا ہے اور یہی پانی تمہارے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ اسی سے چشمے، نہر، کنوئیں، دریا وغیرہ بن جاتے ہیں اور تمہاری ضرورتوں کے لیے پانی کا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ یہ تمہارے بس کا نہیں۔ کہ اپنی کھیتی کیاری کے لیے اور اپنے پینے اور دیگر استعمال کے لیے پانی کا کافی ذخیرہ اکٹھا کر لو۔ پانی آسمان سے مینہ، برف، اولوں وغیرہ کی شکل میں ہواؤں کے ذریعہ زمین پر برستا ہے جس میں سے کچھ دریاؤں، نہروں وغیرہ کی شکلوں میں زمین کی سطح پر بہنے لگتا ہے اور کچھ زمین میں جذب ہو کر اس کے اندر جمع ہو جاتا ہے جس کو تم بوقت ضرورت کنوئیں وغیرہ کھود کر حاصل کر لیتے ہو اگر اللہ عزوجلّ اس تدبیر سے بادلوں کے ذریعہ پانی نہ برسائے تو تم پانی کا ذخیرہ اپنے لیے اکٹھا نہیں کر سکتے۔

قدرت کی ان تمام نشانیوں اور کار گذاریوں کو دیکھ کر انسان کا پہلا کام یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو پہچانے اور اسی کو تمام جہان کا پیدا کرنے والا اور اس ساری کائنات کا انتظام کرنے والے اور پالنے والا مانے کیونکہ کوئی مخلوق اس قابل نہیں جو یہ سب کام کر سکے۔

Marfat.com

اللہ کی شان

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَ نَحْنُ

اور تحقیق ہم البتہ ہم ہی جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم

الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

وارث ہیں اور البتہ تحقیق جان رکھا ہے ہم نے اگلوں پر

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿٢٤﴾

تم میں سے اور البتہ تحقیق جان رکھا ہے ہم نے پچھلوں کو

وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ

اور تحقیق تیرا رب البتہ اکٹھا کرے گا ان کو تحقیق وہ

حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع

حکمت والا جاننے والا ہے

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ

اور ہم ہی ہیں جلانے والے اور مارنے والے اور ہم ہیں

الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

باقی رہنے والے اور ہم نے تم میں سے آگے بڑھنے والوں

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿٢٤﴾

کو جان رکھا ہے اور پیچھے رہنے والوں کو

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ

اور تیرا رب وہی ان کو اکٹھا کر لائے گا بے شک

ع ٢ / ٢١ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع

وہی ہے حکمتوں والا خبردار

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ: (آگے رہنے والے) یہ استقدام سے اسم فاعل مُسْتَقْدِمٌ کی جمع ہے جس کا مضارع یستقدمون پہلے گذر چکا ہے۔ اس کا مادہ ق۔ د۔ م ہے۔ قدوم کے معنی آنا ہیں۔ استقدام کے معنی زمانہ مرتبہ، کام وغیرہ کسی اعتبار سے دوسرے سے آگے بڑھنا یا پہلے ہونا۔ اسی مادہ سے قدم تقدیم، قدیم وغیرہ الفاظ بنے ہیں۔ الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (پیچھے رہنے والے) اسم فاعل مُسْتَاْخِرٌ کی جمع ہے اس کا مادہ ا ر خ ہے۔ اخر کے معنی پیچھے ہونے کے ہیں۔ استئخار: زمانہ، مرتبہ، کام وغیرہ کسی اعتبار سے پیچھے ہونا۔ اس کا مضارع یَسْتَاْخِرُوْنَ پہلے گذر چکا ہے۔ اسی مادہ سے تاخیر، آخرت، متاخر وغیرہ بنے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ ہمیں جلاتے والے ہیں اور ہمیں مارنے والے ہیں اور انسان کے مرنے کے بعد اس کے وارث بھی ہمیں ہیں اس کا کیا دھرا سب کچھ ہمارے ہی پاس رہتا ہے ہم سارے اگلے پچھلے لوگوں کے ذرّہ ذرّہ حالات سے واقف ہیں کون آگے بڑھتا ہے کون پیچھے ہٹتا ہے کون نیک کاموں میں دوسروں سے سبقت لے جاتا ہے کون بہانہ بازیاں کر کے پیچھے رہ جاتا ہے ہمیں سب معلوم ہے اے انسان ہم تیرے رب ہیں اور ہم ان تمام انسانوں کو ایک دن جمع کر دیں گے اور اپنے علم و حکمت کے مطابق ہر ایک کو اس کے اعمال کی سزا عدل و انصاف کے ساتھ دیں گے

Marfat.com

انسان کی پیدائش

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ
اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدم کو بجنے والی
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (۲۶) وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ
کالی مٹی گندھی ہوئی سے اور جان کو ہم نے بنایا
مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (۲۷)
اس سے پہلے آگ سے لُو کی

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ
اور ہم نے آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (۲۶) وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ
سے بنایا ہے اور جان کو اس سے
مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (۲۷)
پہلے ہم نے لُو کی آگ سے بنایا

صَلْصَالٍ: بجنے والی مٹی ٹھیکرے کو کہتے ہیں وہ مٹی جو سوکھ کر سخت ہو جاتے اور اس پر کچھ مارو تو بجنے لگے۔

حَمَاٍ: سڑی ہوئی کیچڑ، مَسْنُوْنٍ: پانی میں ملا کر گارا بنائی ہوئی، اسم مفعول ہے س۔ ن۔ ن سے سَنّ کے معنی ہیں پانی ڈالنا۔

جَآنّ: جنوں کا باپ، جیسے آدمیوں کے باپ آدم ہیں۔ اسی طرح جنوں کا باپ جانّ ہے انہیں میں سے جو بہت سرکش ہیں ان کا سرغنہ ابلیس ہے۔

ارشاد ہے کہ سنو ہم نے پانی اور مٹی ملا کر گارا بنایا اور گارے کو خوب سڑنے دیا اور اس سے آدم کا پتلا بنایا، پھر گرم ہواؤں نے اسے سکھایا۔ اس کے بعد حرارت کی تیزی سے وہ پک گیا اور ہوا کے لگنے سے کھن کھن بجنے لگا۔ اس سے پہلے ہم جنوں کے باپ جانّ کو بنا چکے تھے اس میں ہوا کی حرارت کی شدت نے سب کچھ جلا دیا تھا اور شعلہ نکلنے لگا تھا اسی شعلہ جیسی لپٹ سے اس کا جسم بنا تھا اور جل جلا کر مٹی کا اثر اس میں سے مٹ چکا تھا لیکن آدم کے پتلے کو حرارت بالکل نہ جلا سکی۔ صرف اسے پکا کر ٹھیکرا بنا دیا۔

مطلب یہ ہے کہ انسان میں مٹی کا پورا اثر باقی رہا یعنی سختی اور بوجھ دونوں اس میں رہ گئے سختی کی وجہ سے وہ آنکھوں سے دکھائی دینے لگا بوجھ کی وجہ سے وہ زمین کے اوپر اپنے آپ نہ اٹھ سکا۔ جنوں میں مٹی کے سارے اجزا جل کر آگ کا شعلہ بن گئے۔ اسی آگ کے شعلہ سے ان کا بدن بنا جس میں نہ سختی ہے نہ بوجھ ہے اسی لیے جن نہ دکھائی دیتے ہیں اور نہ زمین سے اونچا ہو کر اڑنا ان کے لیے کچھ مشکل ہے فرشتے اس سے بھی لطیف چیز یعنی نُور سے بنے ہیں۔

Marfat.com

فرشتوں کو حکم

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ
اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے تحقیق میں
خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
بنانے والا ہوں ایک بشر بجنے والی کالی مٹی
مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ
گندھی ہوئی سے پس جب ٹھیک کروں اس کو اور پھونک دوں اس میں
مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾
اپنی رُوح میں سے پس گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ
اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک
خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
بشر بناؤں گا کھنکھناتے سنے ہوئے
مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ
گارے سے پھر جب اس کو ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی
مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾
جان میں سے پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤ

بَشَرٌ (ظاہر علامتوں والا) صفت کا صیغہ ہے ب ش ر سے بشرہ ان جسمانی علامتوں کو کہتے ہیں جو آنکھ سے نظر آئیں۔ بشر وہ مخلوق ہے جس کا جسم اور اس کی کیفیات مثلاً مرنا، تڑنا، سکڑنا وغیرہ آنکھوں سے نظر آئے جنّوں اور فرشتوں کا جسم اور اس کی علامتیں آنکھ سے نظر نہیں آتیں اس لیے وہ بشر نہیں۔ سَوَّیْتُ (ٹھیک کرلیا میں نے) ماضی کا صیغہ ہے تَسْوِیَۃٌ جس کا مادہ س و ی ہے سَوَاءٌ کے معنی برابر کے ہیں۔ تَسْوِیَۃٌ اجزاء کو اپنے اپنے ٹھکانے سے برابر برابر جما دینا۔ ٹھیک اپنی جگہ پر بٹھا دینا۔ رُوْحٌ (جان) آدمی میں ظاہری بدن کے علاوہ ایک چیز اور ہے جس سے وہ زندہ ہوجاتا ہے اور جب یہ نکل جاتی ہے تو بدن مُردہ ہوجاتا ہے یہی روح یا جان ہے۔ قَعُوْا (گر پڑو) امر کا صیغہ ہے و ق ع سے۔ وقع کے معنی گر پڑنا۔ واقعہ، موقعہ، وقوع وغیرہ اسی سے بنے ہیں۔

ارشاد ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک مخلوق مٹی سے پیدا کر رہا ہوں۔ جب اس کا بدن ٹھیک ٹھیک تیار ہوجائے گا تو اس میں اپنے حکم سے روح داخل کروں گا۔ اس وقت تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ جو اس بات کی علامت ہوگی کہ تم سب اس کی بہتری کے لیے اس کی مدد کرو گے اور اس کی حفاظت کرو گے ؛

Marfat.com

سرکشِ ابلیس

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے مل کر

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ

مگر ابلیس نہ مانا وہ کہ ہو ساتھ

السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ

سجدہ کرنے والوں کے اللہ نے فرمایا اے ابلیس کیا ہوا تجھے

اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

کہ نہ ہوا تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ بولا

لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

نہیں ہیں کہ سجدہ کروں ایک بشر کے آگے کہ بنایا تو نے اسے

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

کھنکھناتے سیاہ کیچڑ کے گارے سے

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

تب ان فرشتوں نے سب نے مل کر سجدہ کیا

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ

مگر ابلیس نے وہ نہ مانا کہ سجدہ کرنے والوں

السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ

کے ساتھ ہو فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا

اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا بولا

لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

میں وہ نہیں کہ ایک بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

کھنکھناتے سنے ہوئے کالے گارے سے بنایا

جب وہ مٹی کا بدن ہر طرح سے درست ہو گیا اور اس میں ہم نے اپنی روح داخل کر دی تو سارے فرشتے مل کر اس کے سامنے ہمارے حکم کے مطابق سجدہ میں گر پڑے۔ لیکن ابلیس جو جنوں میں سے تھا اور اپنی طاعت اور عبادت کی وجہ سے فرشتوں کے اندر جا ملا تھا فرشتوں کے ساتھ آدم کو سجدہ کرنے میں شریک نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ اے ابلیس کیا وجہ کہ تو نے فرشتوں میں مل کر رہتے ہوئے میرے حکم کی تعمیل نہ کی اور ان کے ساتھ آدم کے سامنے سجدہ نہ کیا۔ ابلیس بولا کہ اس ادنیٰ مخلوق کے سامنے میں اور سجدہ کروں اس کو آپ نے سڑی ہوئی مٹی کے کالے گارے سے میرے سامنے بنایا میں اسے اپنے سے زبر کیسے مان لوں کمبخت یہ نہ سمجھا کہ میرا پہلا فرض اپنے خالق اور رب کا حکم بجا لانا ہے آقا کے قطعی حکم کے بعد بندے کی مجال نہیں کہ فرمانبرداری میں چون و چرا کرے۔

Marfat.com

ابلیس پر عتاب

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ
فرمایا پس نکل اس جگہ سے پس تحقیق تو مردود ہے اور
اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ
تحقیق تجھ پر لعنت ہے انصاف کے دن تک بولا
رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾
اے میرے رب پس مہلت دے مجھ کو اس دن تک کہ زندہ ہوں مردے
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى
فرمایا اچھا تو مہلت دیے گیوں میں سے ہے اس
يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾
دن تک جس کا وقت مقرر ہے

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ
فرمایا تو یہاں سے نکل جا تجھ پر مار ہے اور
اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ
تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو بولا
رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾
اے میرے رب مجھے اس دن تک ڈھیل دے کہ مردے زندہ ہوں
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى
فرمایا اچھا تجھ کو ڈھیل دی اسی
يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾
وقت مقرر کے دن تک

رَجِيْمٌ (راندہ) صفت کا صیغہ ہے ر ج م سے رجم کے معنی پتھروں سے مارنا مراد یہ ہے کہ پھر ادھر کا رخ کیا تو تجھ پر پتھر اور گولے پڑیں گے
اَنْظِرْ (ڈھیل دے) امر کا صیغہ ہے انظار سے۔ جو ن ظ ر سے بنا ہے نظر کے مشہور معنی دیکھنے کے ہیں۔ انظر کے معنی ہیں نظر کے آگے چھوڑے رکھنا۔ يُبْعَثُوْنَ (زندہ کیے جائیں) مضارع کا صیغہ ہے ب ع ث سے بعث کے معنی اٹھا کھڑا کرنا۔ یہاں اس سے مراد مُردوں کا زندہ کیا جانا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے مردود! تو اس بلند مقام اور رتبہ کے قابل نہیں اس لیے یہاں سے نکل جا تجھ پر قیامت تک دُر دُر پھٹ پھٹ ہوتی رہیگی۔ ابلیس ملعون کی آنکھیں کھلیں سوچا کہ یہ تو معاملہ ہی دگرگوں ہو گیا سوچا کہ آدم کی وجہ سے مجھے یہ دائمی ذلت نصیب ہوئی اس لیے اس سے اور اس کی اولاد سے سمجھوں گا۔ جھٹ بول پڑا حضور کم سے کم مجھے اتنی مہلت دیجیے کہ میں بھی اپنے دل کے ارمان نکال لوں۔ مجھے قیامت تک کے لیے چھوڑ دیجیے اس کے بعد جو چاہے سزا دیجیے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تجھے مہلت دی تو اس دن تک جس کا وقت مقرر ہو چکا ہے آزاد ہے جو چاہے کر اس کے بعد تیرے لیے دائمی قید خانے اور نجات سے محرومی کی سزا مقرر کی جا چکی ہے۔

Marfat.com

عزم فاسد

ل رَبِّ بِمَآ اَغۡوَيۡتَنِیۡ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمۡ

لا اے میرے رب بعوض تیرے مجھ کو گمراہ کرنے کے البتہ آراستہ کروں گا ان کے لیے

الۡاَرۡضِ وَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۳۹﴾

زمین میں اور البتہ گمراہ کردوں گا ان کو سب کو

لا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ

تیرے بندے ان میں سے چنے ہوئے فرمایا

ذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسۡتَقِيۡمٌ ﴿۴۱﴾

راہ ہے میرے پاس تک سیدھی

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغۡوَيۡتَنِیۡ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمۡ

بولا اے میرے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھویا میں بھی ان

فِی الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۳۹﴾

سب کو زمین میں بہاریں دکھلاؤں گا اور ان سب کو راہ سے کھودوں گا

اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ

مگر جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں فرمایا

هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسۡتَقِيۡمٌ ﴿۴۱﴾

یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی

بِمَآ اَغۡوَيۡتَنِیۡ (بدلے اس کے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو) اَغۡوَيۡتَ ماضی کا صیغہ ہے اِغۡوَاءٌ سے جو غ۔و۔ی سے بنا ہے۔ غَیٌّ کے معنی گمراہی کے ہیں۔ یہ لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔ اغواء کے معنی گمراہ کرنا، سیدھی راہ سے ہٹا دینا۔

ابلیس کا حال اس وقت وہی ہوا جو کسی مجرم کا اپنے خلاف فیصلہ سنکر ہو سکتا ہے۔ احکم الحاکمین کا تو وہ کچھ کر نہیں سکتا لیکن اپنے مقابلے میں جیتنے والے حریف کی جان کا دشمن ہو جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ نے مجھے جس کی خاطر راندۂ درگاہ کیا ہے میں اس کے تباہ کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا۔ آپ کے برگزیدہ بندوں پر تو میرا بس نہیں چلے گا۔ لیکن اوروں کو سیدھی راہ سے ہٹانے میں جان توڑ کوشش کروں گا۔ میں ان کے سامنے اس دنیائے فانی کی چیزوں کو اس قدر سجا کے پیش کروں گا کہ اچھے اچھے لوگ ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور پھر الگ کھڑا ہو کر تماشا دیکھوں گا۔ کہ ہر ایک کتنی تیزی سے ان کی طرف جھپٹ رہا ہے تُو تُو۔ مَیں مَیں۔ چھینا جھپٹی۔ خون خرابہ کا بازار کس قدر گرم ہو رہا ہے اور پھر بغلیں بجاؤں گا کہ اپنے حریف کو کیسا چت کیا ہے۔ واہ رے میں!

احکم الحاکمین بے پروائی اور بے نیازی سے فرماتا ہے کہ میرا راستہ جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ صاف ہے ایسے دیکھ لینے والے کبھی اس سے ہٹنے کا نام نہیں گے۔

Marfat.com

بُروں کا انجام

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ
تحقیق جو میرے بندے ہیں نہیں تیرا ان پر
سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ
کچھ زور مگر جو تیری تابعداری کرے سے
الْغٰوِیْنَ (۴۲) وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
بہکے ہوؤں میں اور تحقیق جہنم البتہ ان کی جگہ ہے
اَجْمَعِیْنَ (۴۳) لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ
سب کی اس کے سات دروازے ہیں
لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (۴۴)
ہر دروازے کے لیے ان کا ایک حصہ ہے بٹا ہوا

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ
جو بندے میرے ہیں تیرا ان پر کچھ
سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ
زور نہیں مگر بہکے ہوؤں میں سے جو تیری
الْغٰوِیْنَ (۴۲) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
راہ پر چلے اور بے شک دوزخ ٹھکانا ہے
اَجْمَعِیْنَ (۴۳) لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ
ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں
لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (۴۴) ع
ہر دروازے کے لیے ایک فرقہ بانٹ دیا گیا ہے

سُلْطٰنٌ: زور، اقتدار، حاصل مصدر ہے س۔ل۔ط سے جس کے معنی غلبہ کے ہیں یا وہ چیز جس سے غلبہ حاصل ہو جیسے فرمان حکومت، پروانہ وغیرہ۔

ارشاد ہے کہ جو میرے سچے اور خالص بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں چلے گا۔ ایسے لوگ بھی تجھے مل جائیں گے جو تیرے کھیل اور کرتب دیکھ کر تیرے پیچھے ہولیں گے۔ ان کی نظر تیرے سجائے ہوئے کھلونوں پر پڑے گی اور انہیں وہ بہت اچھے معلوم ہوں گے وہ انہیں کے دیکھنے میں محو ہو جائیں گے اور جدھر وہ زیادہ تعداد میں نظر آئیں گے ادھر ہی مڑ جائیں گے۔ اصل راستہ پر ان کی نظر تو پہلے ہی نہ تھی۔ اب قدم بھی اس پر سے ہٹ جائیں گے۔ آخر یہ کھیل ایک دن بگڑ کر رہے گا۔ اور تم سب سیدھے دوزخ کی طرف جاتے نظر آؤ گے۔ پھر تمہارے پسندیدہ دنیا کے مجرمانہ شغلوں کے لحاظ سے تمہارے گروہ بن جائیں گے اور ہر گروہ کے لیے دوزخ کے سات دروازوں میں سے ایک ایک دروازہ مخصوص ہو جائے گا اور ہر گروہ اپنے اپنے دروازے سے جہنم رسید ہوگا مثلاً مشرکوں کا دروازہ، سرکشوں اور بدمستوں کا دروازہ، چوروں اور دھوکے بازوں کا دروازہ، ڈاکوؤں اور قاتلوں کا دروازہ، شہوت پرستوں اور زناکاروں کا دروازہ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

پرہیزگار لوگ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ؕ﴿۴۵﴾

تحقیق پرہیزگار ہوں گے باغوں میں اور چشموں میں

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا

داخل ہو ان میں چین سے بے خوف وخطر اور نکال ڈالا ہم نے

مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى

جو ان کے دلوں میں تھا کینہ بھائی ہیں بیٹھے اپنے

سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا

اپنے تخت پر آمنے سامنے نہ چھوئے گی ان کو اس میں

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

کوئی پریشانی اور نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں گے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ؕ﴿۴۵﴾

پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں (ان سے کہ

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا

دیا جائیگا) جاؤ ان میں سلامتی سے بے کھٹکے اور ان کے

مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى

دلوں میں جو خفگی تھی ہم نے نکال ڈالی۔ بھائی ہو گئے تختوں

سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا

پر آمنے سامنے بیٹھے وہاں انہیں کچھ

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ انہیں وہاں سے کوئی نکالے گا

نَزَعْنَا : (نکال ڈالا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے ن۔ ز۔ ع سے نزع کے معنی ہیں کھینچ لینا۔

غِلٌّ : (خفگی) اس کا مادہ غ ل ل ہے۔ ناراضی خفگی۔ دشمنی۔

سُرُرٍ : (تخت) سریر کی جمع ہے۔ بیٹھنے کی اونچی جگہ تخت وغیرہ۔

نَصَبٌ : (بے چینی) کوئی چیز جو آدمی کے لیے باعث تکلیف ہو۔

پرہیزگاروں کو مرنے کے بعد سرسبز میوے دار باغات جن میں لذیذ چشمے بہتے ہوں گے، رہنے کے لیے ملیں گے۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ سلامتی اور امن و امان کے ساتھ داخل ہو اور رہو سہو۔ ان کے دلوں سے آپس کا کینہ، بغض و حسد ہم بالکل باہر نکال دیں گے۔ اور وہ مسندوں اور گدوں کے تختوں پر آمنے سامنے آرام سے، صاف دل بھائیوں کی طرح ڈٹے ہوئے ہوں گے۔ وہاں انہیں نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچ سکے گی، اور نہ ان کو وہاں سے کبھی نکالا جائے گا۔

Marfat.com

رحمت اور عذاب

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ

خبر دے میرے بندوں کو کہ میں ہی بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ

مہربان ہوں اور یہ کہ میرا عذاب ہی

الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ

عذاب دردناک ہے اور خبر سنا دے ان کو

عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾

مہمانوں کی ابراہیم کے

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ

خبر سنا دے میرے بندوں کو میں ہی اصل بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ

مہربان ہوں اور یہ بھی کہ میرا عذاب وہی

الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ

دردناک عذاب ہے اور ان کو

عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ وقف لازم

ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا دے

نَبِّئْ (خبر دے) امر کا صیغہ ہے تَنْبِئَةٌ سے جس کا مادہ ن ، ب ، ء ہے نَبَاءٌ کے معنی خبر کے ہیں تَنْبِئَةٌ خبر سنانا۔

اس سبق کی آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ آدم اور ابلیس کا واقعہ سنا کر لوگوں کو اللہ عزوجل کی رحمت اور غضب دونوں صفات کی طرف متوجہ کریں اور ان کو بتا دیں کہ تم نے دیکھا اللہ کی رحمت ادنیٰ چیز کو بڑے مرتبہ والا بنا سکتی ہے اور اس کا غضب اونچے مرتبہ والے کو ذرا سی دیر میں نیچے گرا سکتا ہے۔ وہ چاہے تو اپنے بندوں کے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت سے مالا مال کر دے اور چاہے تو ان کے جرم کی کڑی سزا دے۔ رحم کرنے والا بھی اس کے سوا کوئی نہیں اور سزا دینے کی طاقت بھی سوا اس کے کسی میں نہیں۔

اگر دنیا میں وہ اللہ عزوجل کی شانِ رحمت اور شانِ غضب کو برملا دیکھنا چاہیں تو ان کو (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ سنا دے جو اصل میں فرشتے تھے۔ انہوں نے ایک طرف حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو خوشخبری دے کر اللہ کی رحمت کا بے نظیر نمونہ دکھا دیا اور دوسری طرف قوم لوط کو ہلاک کر کے اللہ کے بے پناہ غضب کی تصویر پیش کر دی۔

Marfat.com

مہمانوں کا قصہ

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ
جب داخل ہوئے وہ اس پر پھر کہا سلام
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
وہ بولا تحقیق ہم تم سے ڈرتے والے ہیں انہوں نے کہا
لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ
مت ڈر تحقیق ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے ایک لڑکے
عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾
علم والے کی

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ
جب اس کے گھر چلے آئے اور بولے سلام
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
وہ بولا ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے بولے
لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ
ڈر مت ہم تجھ کو ایک ہوشیار لڑکے کی خوشخبری
عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾
سناتے ہیں

وَجِلَ اور لَاتَوْجَلْ (ڈرنے والا، مت ڈر) دونوں کا مادہ و ج ل ہے۔ وَجْلٌ کے معنی ڈر اور ڈرنا وَجِلٌ اس سے صفت کا صیغہ اور لَاتَوْجَلْ اسی سے نہی کا صیغہ ہے خوف نہ کرو۔ وَجِلُوْنَ۔ وَجِلٌ کی جمع ہے۔

ارشاد ہے کہ جب مہمان ان کے گھر پہنچے اور ان سے ملے تو گفتگو سے پہلے اسلام کے دستور کے مطابق جو حضرت ابراہیمؑ کا مسلک تھا، سلام کیا اور حضرت ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دیا جس کا ذکر سورۃ ہود میں ہے۔ اس سلام اور جواب سلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقتِ ملاقات سلام کرنے والے کو فقط سلام کہنا کافی ہے۔ اور جواب دینے والے کو بھی فقط لفظ سلام ہی کہنا کافی ہے سلام علیکم یا السلام علیکم، سلام کی پوری شکل ہے اور وعلیکم السلام جواب کے محاورے کی شکل ہے ورنہ جواب ویسا ہی لفظ بھی ہو سکتا ہے جیسا سلام ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی پہلے تو مل کر خوش ہوئے لیکن بعد میں غور سے دیکھا تو چھپے ہوئے غضب کا اثر دل پر پڑا اور زبان سے نکل گیا کہ ہم کو تم سے ڈر لگتا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ تم بشارت کے پہلو کو دیکھو کیوں کہ وہ تمہارے لیے ہے اور مخفیہ غضب کے پہلو سے مت ڈرو۔ تمہارے پاس تو ہم فقط یہ خوش خبری سنانے آئے ہیں کہ تمہارے ہاں تمہاری زوجہ سارہ سے ایک نہایت دانا فرزند پیدا ہو گا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ کے دل سے خوف دور ہوا۔

Marfat.com

اچانک خوشی

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ
کہا کیا خوشخبری دیتے ہو تم مجھے اس حالت میں کہ آپکڑا مجھے
الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ (۵۴) قَالُوْا
بڑھاپے نے پس کس کی بشارت دیتے ہو بولے
بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ مِّنَ
ہم نے بشارت دی ہے تجھے ٹھیک پس نہ ہو تم سے
الْقٰنِطِیْنَ (۵۵) قَالَ وَ مَنْ یَّقْنَطُ
مایوس ہونے والوں بولا اور کون مایوس ہوتا ہے
مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (۵۶)
رحمت سے اپنے رب کی مگر گمراہ لوگ

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ
بولا کیا تم مجھ کو خوشخبری سناتے ہو جب مجھ کو بڑھاپا پہنچ
الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ (۵۴) قَالُوْا
چکا اب کاہے کی خوش خبری سناتے ہو بولے
بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ مِّنَ
ہم نے تجھ کو سچی خوشخبری سنائی پس نا امیدوں میں
الْقٰنِطِیْنَ (۵۵) قَالَ وَ مَنْ یَّقْنَطُ
سے مت ہو بولا اپنے رب کی رحمت
مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (۵۶)
سے کون آس توڑے گا مگر جو گمراہ لوگ ہیں

کسی شخص کو اگر کوئی ایسی خوشخبری سنائی جائے جس کی اسے توقع نہ ہو اور وہ شخص یقین کر لے تب بھی کرید کرید کر اسے پوچھے جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ خوش خبری دینے والا اس کی تفصیل سناتا ہی جائے تاکہ اس کے دل میں خوشی کا پہلو غالب ہوتا چلا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوش خبری سُن کر جو کچھ فرشتوں سے کہا اس سے بھی کچھ ایسی ہی بات ظاہر ہوتی ہے جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ فرشتے ہیں اور مجھے خوش خبری دے رہے ہیں تو اپنی حالت پر نظر کر کے انہیں خوشی کے ساتھ تعجب بھی ہوا اور حیرت بھی۔ انہوں نے کہا۔ کیا سچ مچ ایسا ہو گا۔ کیا بوڑھوں کے ہاں بھی اولاد ہو سکتی ہے؟ کیا یہ بشارت تم سوچ سمجھ کر دے رہے ہو۔ فرشتے ان احساسات کو بھانپ گئے اور کہا یہ بشارت بالکل سچی ہے اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں ہو کر رہے گا۔ تمہارے الفاظ میں مایوسی کی جھلک پائی جاتی ہے' اسے دور کرو اور اللہ کی رحمت پر یقین رکھو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سُن کر چونکے اور کہا نہیں نہیں۔ میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔ یہ مایوسی تو گمراہوں کو ہوا کرتی ہے جو اللہ عزوجل کو نہیں مانتے ہیں۔ میں تو اپنے رحیم و کریم رب پر پورا یقین اور بھروسا رکھتا ہوں۔

Marfat.com

فرشتوں کے آنے کی غرض

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

کہا پس کیا اصل کام ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

کہا انہوں نے ہم بھیجے گئے ہیں طرف ایک قوم کے گنہ گاروں کی

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

مگر گھر والے لوط کے ہم البتہ بچائیں گے ان کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا

سب کو سوا اس کی عورت کے ہم نے ٹھیرا لیا ہے تحقیق وہ

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

رہ جانے والوں میں سے ہے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

بولا اے اللہ کے بھیجے ہوؤ پھر تمہاری مہم کیا ہے

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

بولے ہم ایک گنہ گار قوم پر بھیجے ہوئے ہیں

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

مگر لوط کے گھر والے ہم ان سب کو بچالیں گے

اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا

مگر ایک اس کی عورت ہم نے ٹھیرا لیا وہ

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع

رہ جانے والوں میں سے ہے

غابِرِیْنَ (رہ جانے والوں میں) اسم فاعل ہے غ ب ر سے غبر کے معنی ساتھ چھوڑنا۔ غابر: الگ ہوجانے والا۔

ابراھیم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کہ اب آگے انہیں کیا کام کرنا باقی ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ اب ہمیں لُوط علیہ السلام کی قوم کی طرف جانا ہے۔ وہ ایک بہت بُری لت میں مبتلا ہیں اور لوط علیہ السلام کا کہنا نہیں مانتے۔ ہم اس قوم کو جاکر ہلاک کریں گے۔

مگر لوط علیہ السلام اور ان کے سب گھر والوں کو بچا دیں گے۔ سوا ان کی بیوی کے کہ وہ نہ بچ سکے گی اور اس کی بابت اللہ عزّ وجلّ نے ہمیں فیصلہ سُنا دیا ہے۔ کہ وہ اُن سے چھوٹ کر ہلاک ہونے والوں میں رہ جائیگی اور ان کے ساتھ ہلاک ہوگی۔ اسی بنا پر ہمارا فیصلہ بھی ہے کہ وہ ضرور ان کے ساتھ ہلاک ہو۔ یہ سُن کر حضرت ابراھیم علیہ السلام خاموش رہے۔

Marfat.com

حضرت لوطؑ اور فرشتے

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ

پس جب آئے گھر لوط کے وہ بھیجے ہوئے فرشتے بولا

اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ

تم لوگ ہو اجنبی بولے بلکہ

جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ

ہم تیرے پاس آئے ہیں لیکر وہ چیز کہ تھے وہ اس میں جھگڑتے اور

اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

آئے ہیں ہم تیرے پاس قطعی بات لے کر اور ہم البتہ سچے ہیں

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ

پھر جب وہ بھیجے ہوئے لوط کے گھر پہنچے بولا

اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ

تم لوگ اور طرح کے ہو بولے بلکہ ہم

جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ

تیرے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں وہ جھگڑا کرتے تھے اور

اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

ہم تیرے پاس پکی بات لائے ہیں اور ہم سچ کہتے ہیں

مُنْكَرُوْنَ: اجنبی، منکر کی جمع ہے یہ لفظ پہلے کئی جگہ آچکا ہے اور معروف کا متقابل ہے معروف جانا پہچانا۔ مُنْكِر جس سے لوگ ناواقف ہوں۔ يَمْتَرُوْنَ: شک کرتے ہیں، مضارع کا صیغہ ہے اِمْتِرَاءٌ سے جو مادہ م۔ ر۔ ی سے بنا ہے۔ مِرْيَةٌ کے معنی جھگڑا، شک وشبہ جس سے جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔

پہلے انبیاء کرام کے زمانوں میں فرشتے مجرموں کو عذاب دینے کے لیے نازل ہوتے تھے۔ فرشتوں میں بشری شکل میں ہونے کے باوجود فرشتوں کی صفتیں باقی رہتی ہیں جب لوط علیہ السلام کے پاس یہ فرشتے پہنچے تو اگرچہ نہایت حسین وجمیل شکل میں تھے پھر بھی ان کو دیکھ کر حضرت لوط علیہ السلام بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بول اٹھے۔ کہ تم تو کچھ نرالے ہی لوگ معلوم ہوتے ہو۔ حضرت لوط علیہ السلام کے اس کہنے کی اور بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ ان کی قوم کے لوگ ان لوگوں کو جو ان کے پاس باہر سے آتے بُری طرح ستاتے تھے آس پاس کے لوگ اسے جانتے تھے اور ان میں نہ آتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کو فکر ہوا کہ اگر یہ لوگ ان کو ستانے آئے تو مجھے دوہری کوفت ہوگی۔ اس سب کے جواب میں فرشتوں نے کہ گھبراؤ نہیں ہم عذاب کے فرشتے ہیں اور ان کو وہی سزا دینے آئے ہیں جسے یہ تمہارے کہنے سے نہ مانتے تھے۔ اے لوط! خاطر جمع رکھو قطعی عذاب ان کے لیے لے کر آئے ہیں اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں۔

Marfat.com

عذاب سے نجات

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
پس چل دے۔ اپنے اہل وعیال کے ساتھ۔ ایک ٹکڑے میں رات کے
وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اور خود چل ان کے پیچھے پیچھے اور نہ مڑ کر دیکھے تم میں سے
اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ (۶۵)
کوئی اور چلے جاؤ جہاں حکم کیے گئے ہو تم
وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ
اور فیصلہ کرکے بھیج دیا۔ اس کی طرف اس بات کا کہ
دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ (۶۶)
جڑ ان لوگوں کی کٹی ہوئی ہوگی صبح ہوتے

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
سو لے نکل اپنے گھر والوں کچھ رات رہے سے
وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اور تو ان کے پیچھے چل اور کوئی تم میں سے مڑ کر نہ دیکھے
اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ (۶۵)
اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم ہے
وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ
اور طے کرکے بھیج دی ہم نے اس کے پاس یہ بات کہ ان
دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ (۶۶)
لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہی کٹ جائے گی

اَدْبَار: پیٹھ پیچھے دُبُر کی جمع ہے جو بدن کے پیچھے کے سارے حصہ یعنی گردن سے لے کر ایڑی تک کو کہتے ہیں اسی سے دابر بنا ہے جو پہلے آچکا ہے اور نچلے حصہ یعنی جڑ کے معنی میں ہے مُصْبِحِیْنَ (صبح میں ہونے ہوئے) یہ اسم فاعل ہے جو اِصْبَاحٌ سے بنا ہے اور ص ب ح اس کا مادہ ہے۔ صبح کے معنی مشہور ہیں۔ اِصْبَاحٌ کے معنی ہیں صبح کرنا یعنی صبح کے وقت میں داخل ہونا مُصْبِح صبح کرنے والا۔ مراد یہ ہے کہ جب لوگ صبح کے وقت میں داخل ہو رہے ہوں گے۔

حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ ہم اس قوم کو تباہ کرنے کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ یہ ہدایت ہے کہ تم کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو یہاں سے روانہ کردو اور آپ ان کے پیچھے دیکھ بھال کرتے چلو اور خیال رکھو کہ تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے سیدھے منہ اٹھائے جہاں کا نہیں حکم ہے وہاں چلے جاؤ۔ اس امر کا اللہ عزوجل نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس شامت زدہ قوم کا صبح ہوتے ڈھونڈے سے بھی نشان نہ ملے گا اور ان کی بالکل جڑ ہی کٹ جائے گی یہ سن کر حضرت لوط علیہ السلام راتوں رات مع اہل وعیال اس بستی سے نکل گئے۔

Marfat.com

تباہی کی وجہ

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ
اور آئے شہر والے خوش ہوتے کہا لوط نے
اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾
کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں بس مت رسوا کرو مجھ کو
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَ
اور ڈرو اللہ سے اور نہ بے آبرو کرو مجھے بولے کیا
لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ
نہیں منع کیا ہم نے تجھے مہمان والوں سے کہا یہ ہیں
بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾
میری بیٹیاں اگر ہو تم کرنے والے

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ
اور شہر کے لوگ خوشیاں کرتے آئے لوط نے کہا
اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾
یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَ
اور اللہ سے ڈرو اور میری آبرو مت کھوؤ۔ بولے کیا ہم نے تجھ کو
لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ
جہان کی حمایت سے منع نہیں کیا کہا اگر تم کو کچھ کرنا ہے
بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾
تو یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں

تَفْضَحُوْنِ: (مت رسوا کرو مجھے) نہی کا صیغہ ہے ف ض ح سے فضح کے معنی ہیں بدنام کرنا، رسوا کرنا۔ اصل میں لاتفضحونی ہے آخر کی یا وقف کی وجہ سے گر گئی جس کے معنی ہیں مجھے۔ لَا تُخْزُوْنِ (مت بے آبرو کرو مجھے) نہی کا صیغہ ہے اِخْزَاءٌ سے جو خ ز ی سے بنا ہے۔ خِزْیٌ کے معنی بے آبروئی کے ہیں۔ یہ لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔ اخزاء اسی سے فعل متعدی ہے یعنی بے آبرو کرنا۔ یہ بھی وقف کی وجہ سے آخر کی ی گری ہوئی ہے جس کے معنی ہیں مجھے۔ لَمْ نَنْهَ (منع نہیں کیا) مضارع منفی بلم ہے ن ہ ی سے جس کے معنی منع کرنا ہیں۔ اصل میں ننہٰی ہے لم کی وجہ سے آخر کا الف گر گیا جو اصل میں ی ہے۔

جب شہر والوں نے سنا کہ لوط علیہ السلام کے ہاں باہر کے مہمان آئے ہیں اور بہت خوش شکل ہیں تو وہ خوش ہوتے ہوئے آئے کہ اپنی بری عادت سے ان کو ستائیں گے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ مجھے رسوا نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو میری آبرو ریزی مت کرو۔ وہ بولے ہم تجھے منع کر چکے ہیں کہ تو ہمارے اور لوگوں سے تعلق کے بارے میں دخل نہ دیا کر۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ حاجت پوری کرنی ہے تو حلال طریقے سے کرو یہ تمہاری بیویاں جو میری بیٹیوں کے برابر ہیں تمہارے پاس اسی لیے ہیں تم خلاف فطرت فعل میں کیوں مبتلا ہوتے ہو۔

Marfat.com

ناگہانی عذاب

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ
قسم تیری جان کی وہ لوگ البتہ اپنے نشے میں
يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
مست ہیں پس آ پکڑا ان کو چنگھاڑ نے
مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
سورج نکلتے پس کر دیا ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾
اور برسائے ہم نے ان پر پتھر کھردرے

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ
قسم تیری جان کی وہ لوگ اپنی مستی میں
يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
بے ہوش ہیں پس آ پکڑا ان کو چنگھاڑ نے
مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
سورج نکلتے پھر ہم نے وہ بستی اوپر تلے کر ڈالی
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾
اور ان پر کھنگر کے پتھر برسائے

لَعَمْرُكَ: تیری جان کی قسم لام قسم کی تمہید ہے اور آخر کے کاف کے معنی ہیں تیری عَمر اور عُمر ایک ہی چیز ہے۔ وہ مدت جس میں انسان زندہ رہے یہاں مراد زندگی اور جان ہے یہاں قَسَمِیْ مقدر ہے پوری عبارت یوں ہے لَعَمْرُكَ قَسَمِیْ یعنی تیری جان کی قسم۔

سِجِّیْلٌ (کھردرا پتھر) اس کو کھنگر بھی کہتے ہیں بعض نے جھانواں ترجمہ کیا ہے یہ کنکریلی زمین میں بن جاتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ عزوجل اپنے رسول سے ان کی جان کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ انہیں خواہشوں کے جوش نے باؤلا کر دیا تھا۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی جان کی قسم نہیں کھائی کیونکہ قسم اسی چیز کی کھائی جاتی ہے۔ جو اپنی جیسی چیزوں میں سب سے زیادہ اہم ہو۔ ظاہر ہے کہ سب جانوں میں عزیز تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

سمجھنا یہ ہے کہ بدکار آدمی کی خواہش اس کو باؤلا کر دیتی ہے اور وہ اس کی مستی میں ادب اور قاعدے کا خیال نہیں کرتا۔ اس لیے باؤلے کتے کی طرح اس کو مار ڈالنے کے سوا اس کے زہر سے دوسروں کو بچانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ارشاد ہے کہ صبح سورج نکلتے وقت اچانک ان کو عذاب نے آگھیرا ساری بستی کو اٹھا کر اوندھا نیچے پھینک دیا گیا جس سے اوپر کا حصہ نیچے چلا گیا اور وہ بستی الٹ کر زمین میں زمین دھنس گئی۔ اوپر سے ان پر کھردرے سخت کنکریلے پتھر برسائے گئے۔

Marfat.com

عبرتناک واقعات

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَ
تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں پرکھ والوں کے لیے اور
اِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ
وہ بستی ایک راستہ پر ہے جو سیدھا ہے تحقیق اس میں
لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَ اِنْ کَانَ
البتہ نشانی ہے۔ ایمان والوں کے لیے اور تحقیق تھے
اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ لَظٰلِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا
بن کے لوگ ظالم پس بدلہ لیا ہم نے
مِنْهُمْ ۘ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۹﴾
ان سے اور یہ دونوں راستے پر ہیں کھلے

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَ
بے شک اس میں دھیان کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور
اِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ
وہ بستی سیدھی راہ پر واقع ہے البتہ اس میں
لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَ اِنْ کَانَ
ایمان والوں کے لیے نشانی ہے اور تحقیق
اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ لَظٰلِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا
بن کے رہنے والے گنہ گار تھے سو ہم نے ان سے بدلہ لیا
مِنْهُمْ ۘ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۹﴾ ع ۵
اور دونوں بستیاں کھلے راستے پر واقع ہیں

مُتَوَسِّمِیْنَ: دھیان کرنے والے اسم فاعل کا صیغہ ہے تَوَسُّم سے۔ جو و س م سے بنا ہے۔ وسم کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں توسم علامتیں دیکھ کر اصل بات پہچان لینا۔ اسی کے قریب قریب لفظ فراست ہے۔

اِمَامٌ: راستہ۔ اس کا مادہ ا م م ہے امام وہ ہے جس کو دیکھ کر اس کے مطابق چلا جائے یہاں مراد راستہ ہے۔

قوم لوط علیہ السلام کے قصے میں پہچان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جنہیں غور سے دیکھ کر وہ اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔ کہ اپنی بری خواہشوں کے پیچھے پڑ کر اللہ عزوجل کو بھول جانا اور اس کے رسول کے سمجھانے کو خاطر میں نہ لانا' اللہ کی ناراضی کا سبب ہوتا ہے۔ اسی طرح قوم شعیب علیہ السلام کا انجام بھی یاد دلاتا ہے کہ غلط راستہ اختیار کرنے والے ظالم ہیں۔ اور ظالموں کو ان کے کرتوتوں کی سزا ملتی ہے۔ ان دونوں قوموں کی بستیوں کے کھنڈر حجاز سے شام کے راستے پر ہیں اور سبق آموز ہیں۔

Marfat.com

ثمود کا حال

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (۸۰) وَ

اور البتہ تحقیق جھٹلایا حجر کے رہنے والوں نے رسولوں کو اور

اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (۸۱) وَ

دیں ہم نے انہیں اپنی نشانیاں پس رہے وہ ان سے منہ پھیرتے اور

كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ (۸۲)

تھے وہ کہ تراشتے تھے پہاڑوں سے گھر بے خوف و خطر

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ (۸۳) فَمَآ

پس ان کو پکڑ لیا چیخ نے صبح ہوتے پس نہ

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۸۴)

نفع دیا ان کو اس نے جو تھے وہ کمایا کرتے

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (۸۰) وَ

اور بے شک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور

اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (۸۱) وَ

ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں سو وہ ان سے منہ پھیرتے رہے اور

كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ (۸۲)

تھے وہ کہ تراشتے تھے پہاڑوں میں گھر اطمینان کے ساتھ

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ (۸۳) فَمَآ

پھر ان کو صبح کے وقت چنگھاڑ نے پکڑ لیا پھر ان

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۸۴)

کے کام نہ آیا جو کچھ کمایا تھا

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ: (حجر والے) یہ اس قوم کا ذکر ہے جس کو ثمود کہتے ہیں۔ ان کا قصہ کئی جگہ آیا ہے۔ حجر ان کی بستی کا نام تھا۔

يَنْحِتُوْنَ: (تراشتے تھے) مضارع کا صیغہ ہے ن ح ت سے نحت کے معنی چھیلنا یہاں سنگ تراشی مراد ہے۔

مدینہ سے شمال کی جانب ایک اور بستی تھی جس کا نام حجر تھا یہاں ایک قوم آباد تھی جسے ثمود کہتے تھے۔ یہ لوگ پہاڑوں کو کھود کر ان کے اندر پتھروں کو اوزاروں سے کاٹ کاٹ کر سنگین گھر بناتے تھے جو بڑے کشادہ و مضبوط ہوتے تھے۔ یہ بڑے تن و توش والے مضبوط لوگ تھے اور اپنے سامنے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

ان کے پاس حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ غرور و تکبر چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قوی ہے اس سے ڈرو۔ اسی نے یہ نعمتیں تم کو دی ہیں۔ اس کا شکر ادا کرو۔ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کا کہنا نہ مانا۔ ان پر زلزلہ اور ہیبت ناک چنگھاڑ کا عذاب آیا۔ پھر ان کی قوت کچھ کام نہ آئی اور نہ ان کے مضبوط مکانوں نے انہیں بچایا۔ اس سے سمجھ لو کہ اللہ عزوجل کے مقابلہ میں کسی کی تدبیر نہیں چلتی۔

Marfat.com

یہ کائنات کھیل نہیں

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
اور نہیں بنائے ہم نے آسمان اور زمین اور جو
بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ
ان دونوں کے بیچ میں ہے مگر ساتھ حکمت کے اور تحقیق قیامت کی گھڑی
لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾
البتہ آنے والی ہے پس درگذر کر درگذر کرنا اچھا
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾
تحقیق تیرا رب وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے
بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ
بغیر حکمت کے نہیں بنائے اور قیامت بے شک
لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾
آنے والی ہے پس کنارہ کر اچھی طرح کنارہ
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾
تیرا رب جو ہے وہی پیدا کرنے والا خبردار ہے

زمین پر بسنے والوں کو دو ہی چیزیں نظر آتی ہیں۔ ایک اوپر کی فضا جو سر پر دائیں بائیں اور ہر طرف پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ دوسری زمین جس پر وہ چلتے پھرتے لیٹتے بیٹھتے تھے۔ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے۔ وہی عالم اور کائنات کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ساری کائنات آپ ہی آپ نہیں بنی ہے۔ اس کا پیدا کرنے والا اللہ عزوجل ہے یہ کوئی کھلونا نہیں ہے۔ بلکہ خوب سمجھ کر اس نے اپنے علم اور حکمت سے اس کے اجزاء کو اپنی اپنی جگہ بٹھایا ہے۔ تم نے پچھلی امتوں کا حال سنا کہ جس کسی نے بغاوت اختیار کی اس کو مٹا دیا گیا۔

تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنو۔ ورنہ باغی قرار دیئے جاؤ گے اور انجام تباہی ہوگا۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ اپنا پیغام پہنچا دیں اور سرکشوں کی زیادتی پر صبر کریں اور ان کی گستاخیوں سے تحمل اور وقار کے ساتھ درگذر کریں۔ اس عالم کو آپ کے رب نے خوب سمجھ سوچ کر بنایا ہے اور وہ اس کی رگ رگ سے واقف ہے، یہاں سرکش اور فسادی لوگ انجام کار پنپ نہیں سکتے۔ ان کو مہلت ضرور دی جاتی ہے۔ لیکن قیامت تو لازمی طور پر آنے ہی والی ہے وہاں سب پورے طور پر اپنی اپنی سزا بھگتیں گے۔

Marfat.com

اللہ کا انعام

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ

اور البتہ تحقیق دیں ہم نے تجھ کو سات آیتیں بار بار پڑھنے کو

وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ

اور قرآن بڑے درجے کا مت بڑھا ہرگز اپنی آنکھیں

اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

اس کی طرف جو برتنے کو دیا ہم نے کئی قسم کے لوگوں کو ان میں سے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

اور مت غم کر ان پر اور نیچے کر اپنے بازو

لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾

ایمان والوں کے لیے

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ

اور ہم نے تجھ کو سات آیتیں وظیفہ کی دی ہیں

وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ

اور بڑے درجے کا قرآن اپنی آنکھیں ان چیزوں پر

اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

مت ڈال جو ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں کو برتنے کے لیے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

دی ہیں اور ان پر غم نہ کھا اور ایمان والوں کے واسطے

لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾

اپنے بازو جھکا

مَثَانِیْ ؛ بار بار پڑھنے کی چیزیں مثنی کی جمع ہے۔ جو ث۔ ن۔ ی سے بنا ہے۔ ثَنْی کے معنی دہرا ہونا۔ ثنی دو چند دہرا کیا جائے۔ سبع مثانی سے مراد سورۂ فاتحہ ہے جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اور بہترین دعا ہے جسے ہر وقت پڑھتے رہنا چاہیے۔

لَا تَمُدَّنَّ ؛ ہرگز نہ بڑھا۔ نہی مؤکد ہے م۔ د۔ د سے مد کے معنی بڑھانا۔ عَیْنَیْكَ ؛ اپنی دو آنکھیں۔ مراد یہ ہے کہ نگاہ نہ ڈال۔ اَزْوَاجًا ؛ قسم قسم کے۔ زوج کی جمع ہے جس کے معنی جوڑے کے ہیں یعنی دو چیزیں جو ایک دوسرے کی مقابل اور ایک دوسرے کا جوڑ ہوں۔ اِخْفِضْ جَنَاحَكَ ؛ جھکا اپنا بازو۔ اِخْفِضْ مراد ہے خَفَضٌ سے جس کے معنی جھکانا ہے بازو جھکانے سے مراد نرمی سے پیش آنا ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے تجھے سورۂ فاتحہ اور قرآن جیسی نعمت عطا فرمائی یہ پڑھنے کے لیے بہترین چیز ہے اس کے پڑھتے ہی تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ان منکروں کی ضد اور دشمنی ہیچ ہے۔ تیری مدد پر قادر و توانا احکم الحاکمین ہے اس کے بعد تجھے نہ ان پر غم کھانے کی ضرورت ہے اور نہ اس دنیا کے عارضی ساز و سامان کی جو ان کے مختلف فرقوں کو ملا ہے کچھ اہمیت باقی رہتی ہے جو ایمان لے آئے ہیں۔ ان کے ساتھ لطف و مہربانی کا برتاؤ کر اور منکروں کو ان کے حال پر چھوڑ۔ اللہ کا قہران سے خود بھگت لے گا۔

Marfat.com

دعوٰی مع دلیل

وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ (۸۹) كَمَآ اَنْزَلْنَا

اور کہہ دے تحقیق میں بالخصوص ڈرانے والا ہوں صاف جیسے ہم نے اتارا

عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ (۹۰) الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ

ان بانٹنے والوں پر جنہوں نے کر دیا قرآن کو

عِضِیْنَ (۹۱) فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (۹۲)

ٹکڑے ٹکڑے پس قسم تیرے رب کی البتہ ضرور پوچھیں گے ہم ان سب سے

الربع

عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۹۳)

اس کی بابت جو تھے وہ کرتے

وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ (۸۹) كَمَآ اَنْزَلْنَا

اور کہہ دے کہ میں وہی ہوں کھلم کھلا ڈرانے والا جیسا ہم نے بھیجا

عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ (۹۰) الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ

ان بانٹنے والوں پر جنہوں نے قرآن کی

عِضِیْنَ (۹۱) فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (۹۲)

بوٹیاں کر دیں سو تیرے رب کی قسم ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے

الربع

عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۹۳) الربع

جو وہ کرتے تھے

الْمُقْتَسِمِیْنَ: (بانٹنے والے) اسم فاعل ہے اقتسام سے جس کا مادہ ق س م ہے قَسْمٌ کے معنی بانٹ دینا اس مادہ سے مقسوم تقسیم وغیرہ الفاظ بنے ہیں۔ اقتسام کے معنی ہیں حصہ کر کے آپس میں بانٹ لینا۔

عِضِیْنَ (پارہ پارہ) عضو کی جمع ہے جس کی جمع عام طور پر اعضاء ہوتی ہے۔ یہاں اس کو جمع سالم کی طرح ی، ن سے جمع کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ تمہارا کام انہیں سمجھا دینا ہے۔ اگر یہ نہیں مانتے تو یہ جانیں۔ جب تم سمجھا چکے تو ان سے تحمل کے ساتھ علیحدہ ہو جاؤ اور کافروں سے کہہ دو کہ میں تمہیں صاف صاف ڈراتا ہوں کوئی لگی لپٹی بات نہیں ہے۔ عنقریب تم دیکھ لو گے کہ جن کافروں نے اسلام سے روکنے کے کام آپس میں بانٹ لیے ہیں اور اس قرآن کے الگ الگ ٹکڑے کر دیئے ہیں کہ بعض کو مانیں گے اور بعض کو نہ مانیں گے۔ ان پر وہی عذاب آپڑا ہے جس سے میں ڈرا رہا ہوں۔ آگے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ تیرے رب کی قسم ہم ان کے کرتوتوں کی بابت بازپرس کریں گے اور کہیں گے کہ آج اس کی وجہ بتاؤ کہ تم نے ہمارے رسول کا کہنا کیوں نہ مانا تھا۔

Marfat.com

اعلان کا حکم

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ
پس صاف اعلان کر جس کا تجھے حکم دیا گیا اور منہ پھیر لے
عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ
مشرکوں کی طرف سے تحقیق ہم کافی ہیں تیری طرف سے
الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ
ہنسی کرنے والوں کے لیے جو بناتے ہیں
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
اللہ کے ساتھ معبود اور پس عنقریب وہ جان لیں گے

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ
سو تو کھول کر سنا دے جو تجھے حکم ہوا۔ اور
عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ
مشرکوں کی پروا نہ کر ہم تیری طرف سے ٹھٹھا
الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ
کرنے والوں کے لیے کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ اور
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
معبود ٹھہراتے ہیں سو عنقریب معلوم کر لیں گے

ارشاد ہے کہ یہ نشاط اور زندگی سے بھرا پیغام نڈر ہو کر علی الاعلان سب کو پہنچاتے رہو۔ یہ بتوں کے پجاری مشرک لوگ آپ تو اس سے محروم ہوتے ہی ہیں لیکن یہ مٹھی بھر لوگ دنیا کی بدبختی کا باعث قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ ان کی شرارتوں اور ریشہ دوانیوں سے قطع نظر کرو۔ اور حق بات کہنے میں ان کی وجہ سے کوتاہی نہ کرو۔ یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ہم تمہاری طرف سے ان سب سے بھگتنے کے لیے کافی ہیں۔ ان سے زیادہ نادان کون ہو گا۔ کہ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اوروں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل کے قبضۂ قدرت میں تمام عالم اور اس کی ساری چیزیں ہیں اور وہ ان کا پیدا کرنے والا اور ان کی ساری ضرورتیں پوری کرنے والا ہے پھر اس کو چھوڑ کر دوسروں کے آگے کیوں ہاتھ پھیلاتے ہیں اور غیروں کے آگے کیوں جھکتے ہیں۔ وہ تو انہیں نہ کچھ دے سکتے ہیں نہ ان سے کچھ چھین سکتے ہیں۔ بالکل بے بس پتھر کی مورتیں ہیں۔ جن کو چاہے جہاں اٹھا کر پھینک دو۔ چاہے جہاں رکھ دو۔ انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی ہنسی اڑانے کا اور ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے کا اور اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو پوجنے کا انجام برا ہے۔

Marfat.com

دل کی تنگی کا علاج

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ
اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں یہ کہ تنگ ہوتا ہے تیرا سینہ
بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
اس سے جو وہ کہتے ہیں پس جپ خوبیاں اپنے رب کی
وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
اور ہو سجدہ کرنے والوں میں سے اور عبادت کر اپنے رب کی
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾
یہاں تک کہ آئے تجھ تک یقینی بات

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ
اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا جی ان کی باتوں سے دکھتا ہے
بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
جو وہ کہتے ہیں سو تو اپنے رب کی خوبیاں یاد کر
وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو اور بندگی کیے جا اپنے رب کی
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع
یہاں تک کہ تیرے پاس یقینی بات آئے

يَضِيْقُ: تنگ ہوتا ہے۔ مضارع کا صیغہ ہے ض ی ق سے۔ ضیق کے معنی تنگی ہیں۔ ضیق الصدر سے مراد دل گھٹنا

يَقِيْنُ: جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔ ایسی چیز دنیا میں انسان کے لیے موت ہے جو پیدا ہو چکا اس کا مرنا ایک دن یقینی ہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل کے کام حکمت اور تدبیر سے پُر ہوتے ہیں۔ ان کے سزا دینے میں کسی مصلحت کی بنا پر کچھ دیر بھی لگ سکتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ان کی بدزبانیوں اور گستاخیوں کا تمہارے دل پر اثر ہوتا ہے اور ان کی شرارتوں سے تمہارا دل گھٹتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ کی تسبیح اور تحمید میں لگ جاؤ۔ ہر وقت سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کا ورد رکھو، اور اللہ عزوجل کے آگے سجدہ کرنے والوں میں شامل رہو اور اپنے رب کی عبادت میں جب تک دم میں دم ہے مشغول رہو مرتے دم تک اس کی عبادت سے دم بھر کے لیے بھی غافل نہ ہو اس سے تمہارے دل پر سے وہ بوجھ ہٹ جائے گا جو ان شریروں کی زبان درازیوں سے پڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کا ہر وقت ذکر، نماز، سجدہ اپنے رب رحیم کی بندگی ایسی چیزیں ہیں جن سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کے لعن طعن سے دل میں تنگی پیدا ہونے نہیں پاتی۔ اس کے بعد ہر مشکل میں آپ نماز کی طرف دوڑتے تھے۔

Marfat.com

سورۃ الحجر پر ایک نظر

سورۃ الحجر پچھلے سبق پر ختم ہوئی۔ اس مکّی سورت میں لوگوں کو بتلایا گیا ہے۔ کہ یہ جو آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں۔ یہ ایک مکمل کتاب ہے۔ اپنی دنیاوی زندگی کا پرخطر راستہ طے کرنے کے لیے ضروری ہدایات اس سے حاصل کریں۔ یاد رکھو کہ جو نا عاقبت اندیش اس وقت اس کی طرف سے منہ پھیر رہے ہیں اور دنیا کی لذتوں میں بے ہوش اور مست ہیں وہ عنقریب اپنی نادانی کی سزا بھگتیں گے۔

ارشاد ہے کہ یہ کتاب ہم نے اپنے رسول کی معرفت دنیا میں بھیجی ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جو اس نشانی کو رسول کی سچائی کے لیے کافی نہیں سمجھتے۔ وہ اور کسی نشانی کو بھی نہ مانیں گے۔ اس کے بعد انسان کو بتایا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کی ہدایت کے لیے اس کتاب کو نازل فرمایا ہے۔ کیوں کہ انسان کے ساتھ اس کا ایک دشمن بھی پیدا ہوگیا ہے جو اس کو سیدھی راہ سے ہٹانے کا اور بہکا بہکا کر غلط راستوں پر چلانے کا بیڑا اٹھا چکا ہے۔ اس کے ماننے والے مرنے کے بعد سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ لیکن جو اس کی نہ سنیں گے۔ بلکہ ہمارے رسول کا کہنا مان کر اس کتاب کے مطابق چلیں گے۔ ان کو مرنے کے بعد جنّت ملے گی۔ جہاں ہر قسم کا سامان عیش و عشرت ہمیشہ کے لیے تیّار ہے۔ انسان کو اس بات کے سمجھنے کے لیے کافی عقل دی گئی ہے کہ آسمان اور زمین کی چیزوں اور حالات کو دیکھ کر اللہ کو پہچانے اور پچھلے لوگوں کے حالات سن کر یہ نتیجہ نکالے۔ کہ اللہ عزوجل اپنے فرماں بردار بندوں پر رحمت کرتا ہے اور نافرمانوں کو سخت سزا دیتا ہے۔

دیکھو اللہ عزوجل کی شانِ رحمت کو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں ایک نہایت ہونہار فرزند عطا فرمایا۔ اور اس کی شان قہاری کو کہ سرکش اور سرزور قوموں کو جیسے قوم لوط، اصحاب الایکہ اور اصحاب الحجر کو دنیا ہی میں اپنے عذاب سے ہلاک کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرمان بردار مسلمانوں کو بتایا گیا ہے۔ کہ ہم نے قرآن مجید جیسی نعمت تمہیں دُنیا میں عطا کی۔ تم اس کو مضبوط پکڑو۔ دنیا داروں اور اُن کی عارضی دولت کی کچھ پروا مت کرو۔ اگر ان سے رنج پہنچے۔ تو اللہ کی تسبیح و تحمید، نماز اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہو اور مرتے دم تک اسی میں لگے رہو۔ تمہارے سارے کام درست ہوجائیں گے ؛

Marfat.com

سورۃ النحل

یہ سورت ترتیب کے لحاظ سے قرآن مجید کی سولھویں سورت ہے مکّہ کے قیام کے آخری ایام میں نازل ہوئی۔ بعض آیتیں ہجرت کے بعد مدینہ کے شروع ایام میں نازل ہوئیں۔ اس کا نام سورۃ النحل اس وجہ سے ہوا کہ اس میں شہد کی مکھی کا ذکر ہے اور اس کے محنت کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہنے اور دوسروں کے لیے مفید ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ عربی میں نحل شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کے معنی عطا کرنا بھی ہیں اس سورت میں انسان کو اپنے رب اور منعم حقیقی کی نعمتوں کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس نے انسان کو عطا فرمائیں۔ اس لیے انسان کو اس کا شکر گذار ہونا چاہیئے اور بندگی اور عبادت کا مستحق صرف اسی کو قرار دینا چاہیئے اور کسی کو اس کی ذات اور صفات میں شریک نہ کرنا چاہیے۔

اس سورت میں اللہ کے شکر گذار اور نیک بندوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنّت میں داخل کیے جائیں گے اور بدکاروں اور ناشکر گذاروں کا ٹھکانا جہنّم ہوگا۔ مشرک لوگ اپنے رویّہ کی حمایت میں جو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ اس کا لچر پوچ ہونا ثابت کیا گیا ہے اور بدکاروں کو ڈرایا گیا ہے۔ کہ ان پر ان کی شامتِ اعمال سے دنیا کی بہت سی آفتیں آسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ قیامت برحق ہے۔ اس دن ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور اس کے مطابق جزا و سزا دی جائے گی۔

یہ اللہ عزّوجلّ کی مہربانی ہے کہ دُنیا باوجود انسان کے بُرے کرتوتوں کے قائم ہے اس لیے کہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتی ہے: تاکہ جسے درست ہونا ہو وہ درست ہو جائے قیامت کے دن انسان کے اعمال پر معتبر گواہ گواہی دیں گے فیصلہ اٹکل پچو نہ کیا جائے گا بلکہ ہر شخص کو اچھی طرح یقین ہو جائے گا کہ اس کے حق میں جو فیصلہ ہوا وہ بالکل ٹھیک ہے اسی سورت میں انسان کے اخلاق و اعمال کے اصول بتادیئے گئے ہیں اور آپس کے برتاؤ کے طریقے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے نمونہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقے کی آخری تکمیل کے لیے تشریف لائے ہیں، جو ابراہیم علیہ السلام نے اختیار اور قائم کیا تھا۔ اسلام کی تبلیغ کا طریقہ بتایا گیا ہے اور صبر و استقلال کی تلقین کی گئی ہے۔ نیکوں سے اللہ کی مدد پہنچنے کا وعدہ کیا گیا ہے ؛

Marfat.com

(۱۶) سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ (۷۰)

قیامت قریب ہے

اٰیاتہا ۱۲۸ رکوعاتہا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ

آگیا حکم اللہ کا پس مت جلدی کرو اس میں

سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ①

پاک ہے وہ اور بلند ہے اس سے جو وہ شریک کرتے ہیں

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ

نازل کرتا ہے فرشتوں کو روح دے کر اپنے حکم کی

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے کہ ڈرا دو

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ②

کہ کوئی معبود نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ

آ پہنچا اللہ کا حکم سو اس کی جلدی مت کرو

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ①

وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کے شرک کرنے سے

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ

وہ فرشتوں کو اپنے حکم کا بھید دے کر بھیجتا ہے

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے کہ خبردار کر دو

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ②

کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں سو مجھ سے ڈرو

مکہ والوں کی حالت یہ تھی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خدا کا پیغام سنایا تو انہوں نے پہلی نافرمان قوموں کا حشر سن کر بھی انہی کی طرح ٹس سے مس نہ کی۔ اس پر انہیں یہ پیغام سنایا گیا۔ کہ اللہ کا حکم اب آیا ہی چاہتا ہے بلکہ یوں سمجھو کہ آ چکا۔ کیونکہ کسی قوم پر عذاب آنے سے پہلے ان کے سمجھانے کو رسول بھیجا جاتا ہے اگر وہ رسول کی نہیں سنتے اور اس کو ستاتے ہیں تو ان پر پہلے دنیا ہی میں بڑی آفت آتی ہے۔ اس کے بعد قیامت کا نمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے اندر آخری نبی مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اگر میری نہ مانو گے تو منہ کی کھاؤ گے اور غارت ہو جاؤ گے۔ میرے بعد چونکہ اور نبی کوئی نہیں آئے گا اس لیے میرا آنا قیامت کے آنے کی نشانی ہے۔ کیوں کہ انسان کو جو سمجھانا تھا وہ میرے ذریعے سمجھا دیا گیا۔ اب میرے بعد تمہارے لیے دنیا کا عذاب اور قیامت ہی ہے اور ان کے اور تمہارے درمیان اور کوئی چیز حائل نہیں ہے۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہاری ابدی زندگی کا ذریعہ اپنے رسول کے ہاتھ بھیج دیا ہے۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے مجھی سے ڈرو ؛

Marfat.com

پیش گوئی

اس آیت میں ایک پیش گوئی ہے اور اس قدر وثوق اور یقین کے ساتھ ہے جو قرآن مجید کی آیتوں کے سوا کسی جگہ نہیں ملتی۔ ایسے ماحول میں جہاں دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہو اور ہر طرح کی ایذا رسانی پر تلے ہوئے ہوں اس طرح بے دھڑک ان سے کہہ دینا سوا رسول کے کسی کا کام نہیں کہ عنقریب تم دنیا ہی میں اپنی سزا کو پہنچنے والے ہو جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم سب فنا ہو جاؤ گے اور سارے عرب پر اسلام کی عملداری ہو جائے گی۔ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اس کا سان گمان بھی نہ تھا کہ یہ تھوڑے سے مسلمان مکہ کے سارے طاقتور لوگوں پر غالب آجائیں گے۔ لیکن قرآن مجید نے صاف صاف اعلان کر دیا۔ کہ تم عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے والے ہو۔ اتی امر اللہ۔ ان تینوں لفظوں میں وہ زور بھرا ہوا ہے کہ جس کا اندازہ مشکل ہے وہ سمجھے کہ اب آفت آئی لیکن کچھ دن انتظار کر کے جب کچھ نہ ہوا تو لگے کہنے کہ یہ نری باتیں ہی باتیں ہیں۔ ہونا ہوانا کچھ نہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے گستاخانہ یہی کہہ دیا۔ آپ نے تحمل سے سنا اور اللہ عزوجل کی طرف رجوع کیا۔ وہاں سے حکم آیا فلا تستعجلوہ ان سے اسی اطمینان کی شان کے ساتھ جو قرآن مجید کا خاصہ ہے کہہ دیا گیا۔ کہ جلدی مت کرو۔ عذاب کے آنے میں کچھ شک نہیں۔ لیکن ان باتوں میں دیر اس لیے لگ رہی ہے کہ شاید جس کی قسمت میں سنورنا ہو سنور جائے اور دُنیا اور آخرت کی رسوائی اور عذاب سے بچ جائے۔

آگے ارشاد ہوا کہ اس مہلت سے کام لو۔ دیکھو ہم نے معتبر فرشتوں کے ہاتھ دائمی زندگی کا راز اپنے رسول کے پاس بھیج دیا ہے۔ وہ رسول ہمارا انتخاب کیا ہوا معتبر انسان ہے۔ اور ہم اپنے علم و حکمت سے جس کو چاہتے ہیں۔ اپنے بندوں میں سے اپنا رسول منتخب کر لیتے ہیں۔ دُنیا کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آچکے ہیں۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ معبود فقط میں ہوں۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرے عذاب سے بچنے کے لیے جن باتوں سے میں نے منع کیا ہے انہیں چھوڑ دو۔ اور جو میں نے کرنے کو کہا ہے وہ کرو۔ انسان کی کامیاب زندگی کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے ⁂

Marfat.com

اللہ کی معرفت

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ
پیدا کیے آسمان اور زمین ٹھیک ٹھیک
تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ
بالاتر ہے وہ اس سے جو وہ شریک کرتے ہیں پیدا کیا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ
انسان کو ایک بوند سے پس ناگاہ وہ
خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۴﴾
جھگڑنے والا ہوا کھلم کھلا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ
بناتے آسمان اور زمین ٹھیک ٹھیک
تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ
وہ برتر ہے ان کے شرک کرنے سے آدمی کو
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ
ایک بوند سے بنایا پھر اچانک وہ
خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۴﴾
جھگڑا کرنے والا بولنے والا ہو گیا

اس آیت میں انسان کی توجہ اس کے اردگرد کی کائنات کی طرف کی گئی ہے جس کو دیکھ کر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کس نے بنایا۔ لو ہم سے سنو! یہ آسمان اور زمین ہم نے بنائے ہیں اور ان کے اندر کی جتنی چیزیں ہیں وہ بھی ساری ہماری بنائی ہوئی ہیں اور یہ سب ایک مضبوط و مستحکم نظام کے تحت اپنی اپنی جگہ کام میں مصروف ہیں۔ کیا مجال جو کوئی اور اللہ تعالی کے برابر ہو سکے۔ وہ ہر لحاظ سے سب سے بلند و برتر ہے۔ انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس کی اصل ایک بوند ہے جسے نطفہ کہتے ہیں۔ اس میں کوئی طاقت نہ تھی۔ اللہ عزوجل نے اس کی تربیت کر کے اسے اتنا بڑھایا کہ وہ بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے لگا ہر بات میں حیل حجت کرنے لگا۔ ہر چیز میں مین میخ نکالنے لگا۔ اپنی طاقت اور قوت پر اتنا مغرور ہوا کہ اپنے خالق اور رب کو بھول گیا۔

اور جب اللہ عزوجل کے رسول نے اسے یاد دلایا کہ یہ ساری قوتیں اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ اس لیے اسی کے آگے جھکنا چاہیے تو کج بحثی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے اللہ عزوجل کی کوئی ضرورت نہیں (معاذ اللہ) میں آپ سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن یہ اس کا خیال خام ہے اللہ عزوجل کے آگے کسی کی نہیں چل سکتی۔

Marfat.com

انسان پر انعامات

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ

اور چوپائے پیدا کیا ان کو تمہارے لیے ان میں گرم سامان ہے

وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ

اور بہت فائدے ہیں اور ان ہی سے کھاتے بھی ہو اور تمہارے لیے

فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

ان میں زینت ہے جس وقت شام کو انہیں گھر لاتے ہو

وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾

اور جس وقت انہیں چرانے لے جاتے ہو

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ

اور اس نے چوپائے بنا دیئے تمہارے واسطے ان میں گرم کپڑے

وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ

اور کتنے فائدے ہیں اور بعض کو کھاتے ہو اور ان سے

فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

تمہاری عزت ہے جب شام کو چرا لاتے ہو

وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾

اور جب چرانے لے جاتے ہو

دِفْءٌ (گرمی) یعنی ان چوپایوں سے تمہارے لیے گرم کپڑے اور دیگر سامان بنانے کے لیے بال، اون اور چمڑا حاصل ہوتا ہے۔

تُرِيْحُوْنَ (شام کو واپس لاتے ہو) مضارع کا صیغہ ہے اِرَاحَۃٌ سے۔ جو ر و ح سے بنا ہے۔ رَوَاح۔ شام کو جانا۔ اِرَاحَۃ اس کا متعدی ہے (شام کو واپس لانا۔ مراد یہ ہے کہ دن بھر باہر چرنے چگنے کے بعد شام کو اپنے جانوروں کو واپس گھر لاتے ہو۔

تَسْرَحُوْنَ (باہر لے جاتے ہو) مضارع کا صیغہ ہے س ر ح سے۔ سرح کے معنی جانوروں کو چراگاہ کی طرف لے جانا۔

ارشاد ہے کہ ان جانوروں کو اللہ عزوجل نے پیدا کیا اور تمہارا تابعدار بنایا۔ اب تم ان کی اون، بال، کھال وغیرہ سے سردی سے بچنے کا سامان تیار کرتے ہو۔ ان کا دودھ پیتے ہو۔ کسی کو ہل میں چلاتے ہو۔ دودھ سے مکھن، گھی، پنیر وغیرہ بناتے ہو اور صبح کو جب انہیں جنگل میں چرانے لے جاتے ہو اور پھر دن بھر چرا کر جب شام کو واپس لاتے ہو تو کیسی رونق اور چہل پہل ہوتی ہے اور اس سے تمہیں کتنی عزت حاصل ہوتی ہے کہ تم اتنے مویشی کے مالک ہو۔ انہی میں سے حلال جانوروں کا گوشت بھی کھاتے ہو۔ آخر کبھی سوچا بھی ہے۔ کہ کس سخی دانا نے تمہارے لیے یہ جانور بنا دیئے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے تمہیں عقل اور قوت دی اس کو پہچان کر اس کا شکر ادا کرنا لازم ہے۔

Marfat.com

مزید انعامات

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا

اور اٹھاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک کہ نہ تھے تم

بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ

پہنچنے والے ان میں مگر جان ہلکان کر کے تحقیق تمہارا رب

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ وَّالْخَيْلَ وَ

البتہ مہربان ہے رحمت والا اور گھوڑے اور

الْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ

خچریں اور گدھے تاکہ تم سوار ہو ان پر اور سجاوٹ کے لیے

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾

اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾

اور تمہارے بوجھ اٹھا لے چلتے ہیں ان شہروں تک کہ تم وہاں نہ پہنچتے مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب بڑا شفقت والا مہربان ہے اور گھوڑے اور خچریں اور گدھے پیدا کیے کہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے

شِقٌّ (تھکا مارنا) اس کا مادہ ش۔ق۔ق ہے اس سے مصدر شَقٌّ اور شِقٌّ دونوں طرح بنا ہے مشقت بھی اس سے مصدر میمی ہے اصل معنی چیر دینے اور دو ٹکڑے کر دینے کے ہیں۔ شق الانفس اتنی محنت کرنا جس میں جان آدھی رہ جائے۔ مراد سخت محنت اور مشقت ہے۔

خَیْلٌ (گھوڑے) یہ لفظ گھوڑے کی ساری جنس کے لیے استعمال ہوتا ہے ایک گھوڑے کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ ایک کے لیے لفظ فرس ہے جو اس سے بالکل نہیں ملتا ایسے ہی ابل۔ نساء اور سماء کے لفظ ہیں جن کے مفرد ان سے ملتے جلتے نہیں ہیں۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل نے تیرے لیے جانوروں کو تابع بنا دیا۔ اگر یہ نہ ہوتے تو تجھے اپنا سامان اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں سخت مشقتیں برداشت کرنا پڑتیں۔ تجھے ماننا چاہیئے کہ تیرے اوپر اللہ عزوجل بڑا مہربان اور لطف و کرم کرنے والا ہے۔ ان باربردار جانوروں میں سے گھوڑے، خچر اور گدھے خود تیری سواری کے کام بھی آتے ہیں اور ان سے تیری عزت اور شان بھی دوبالا ہوتی ہے۔ آگے سواری اور باربرداری وغیرہ کے لیے ایسے ایسے ذرائع اللہ عزوجل پیدا کر دے گا جن کا تمہیں اس وقت سان گمان بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی راہ

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ
اور اللہ تک پہنچتا ہے سیدھا راستہ اور بعض راستے ٹیڑھے ہیں
وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾
اور اگر اللہ چاہتا البتہ ہدایت کرتا تم کو سب کو

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ
اور سیدھی راہ اللہ تک پہنچتی ہے اور بعض راستے ٹیڑھے بھی ہیں
وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾ ع ۹
اور اگر وہ چاہے تو سب کو سیدھی راہ دکھادے

قَصْدُ (سیدھا) اس کا مادہ ق ص د ہے جس کے معنی سیدھ اور سیدھا دونوں ہیں۔ یہ مصدر بھی ہے اور صفت مشبّہ بھی۔ یہاں یہ صفت مشبّہ ہے اور اس کے معنی سیدھے کے ہیں۔ دوسرا لفظ اس کے لیے مستقیم ہے قصد السبیل سے مراد صراط مستقیم ہے۔

مِنْهَا جَآئِرٌ (اور اس میں سے بعض ٹیڑھی ہے) سبیل مؤنث سماعی ہے جیسا کہ ضمیر ہا سے جو اس کی طرف راجع ہے، معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کے معنی طریق اور صراط ہیں اس لیے اس کے لیے جائر بہ صیغہ مذکّر استعمال کیا گیا۔

اس آیت کے اندر انسان کو خبردار کیا جارہا ہے کہ سیدھی سمجھ والوں کے لیے ان نعمتوں سے اللہ کی معرفت کی طرف سیدھا راستہ کھلا ہوا ہے جو اس کو اختیار کرے گا اور ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت منعم حقیقی کا شکر گذار ہوگا وہ سیدھا اللہ عزّوجل تک پہنچ جائے گا۔ لیکن جو لذات میں منہمک ہو کر منعم حقیقی سے غافل ہوگیا وہ غلط راستے پر چل پڑا۔

ارشاد ہے کہ جو اللہ کے انعامات سے بہرہ ور ہو کر اس پر ایمان لے آئے گا اور اس کی شکر گذاری پر کمر باندھ لے گا وہ سیدھے راستے پر ہے۔ لیکن اس سیدھی سڑک سے کچھ ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیاں بھی نکلی ہیں۔ جو آخر میں انسان کو کسی نہ کسی جھاڑ جھنکار میں پہنچا دیتی ہیں اور وہ وہاں بھٹکتا پھرتا ہے۔

اللہ عزّوجل اگر چاہتا تو سب کو سیدھے راستے پر چلا دیتا۔ لیکن یہ دنیا اس قاعدے پر بنی ہے۔ کہ اس میں سیدھے اور ٹیڑھے راستے دونوں ہیں۔ دونوں کی علامتیں بتا دی ہیں اور انسان سے کہہ دیا ہے کہ اپنی عقل سے علامتوں کے ذریعے سیدھا راستہ پہچانے اور اس پر چلے ؎

Marfat.com

رازق اللہ ہے

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۤءِ مَاۤءً لَّكُمْ مِّنْهُ

وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لیے اسی سے

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩

پینا ہے اور اسی سے درخت ہے جس میں تم چراتے ہو

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ

اُگاتا ہے تمہارے لیے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں

وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور انگور اور ہر ایک پھل تحقیق اس کے اندر

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪

البتہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۤءِ مَاۤءً لَّكُمْ مِّنْهُ

وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی اتارا اسی سے پیتے ہو

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩

اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ

تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں

وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور انگور اور ہر قسم کے میوے اُگاتا ہے البتہ اس میں ان

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪

لوگوں کے لیے جو غور کرتے ہیں نشانی ہے

شَرَابٌ (پینے کی ہر چیز) اس کا مادہ ش.ر.ب ہے. شراب کے معنی پینے کے ہیں. شراب پینے کی ہر چیز کو کہتے ہیں، جیسے طعام کھانے کی ہر چیز کو کہتے ہیں. تُسِيْمُوْنَ (چراتے ہو) تم مضارع کا صیغہ ہے اِسَامَۃٌ سے. جو س.و.م سے بنا ہے. سوم کے معنی چرنا. اِسَامَۃٌ اس کا متعدّی ہے یعنی چرانا.

اس آیت میں ہے کہ سنو یہ اللہ ہی ہے جس نے آسمان سے مینہ برسایا. جس کے ذریعے زمین سر سبز ہوئی اور تمہیں پینے کا پانی میسّر ہوا. اس کے سبزہ زار میں تم اپنے جانوروں کو چرنے چگنے کے لیے چھوڑ دیتے ہو. اور غلوں اور میووں پھل ترکاریوں سے اپنا پیٹ بھرتے ہو. کبھی سوچا بھی ہے. کہ یہ سارا انتظام کس نے کر رکھا ہے. سوچنے والے اس کو دیکھ کر اللہ کو پہچان لیتے ہیں اور اس سب سے بڑے محسن کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے انسان کی خاطر یہ سب کچھ پیدا کیا اور ان سب چیزوں کو اس کے تابع فرمان کر دیا ⁂

Marfat.com

انسان کی خاطر

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَ الشَّمْسَ

اور مسخر کیا تمہارے لیے رات کو اور دن کو اور سورج کو

وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ

اور چاند کو اور ستارے کام میں لگے ہوئے ہیں اس کے حکم سے تحقیق

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۙ (۱۲)

اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا

اور جو پیدا کیا تمہارے لیے زمین میں الگ الگ ہیں

اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

رنگ اس کے تحقیق اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے

يَّذَّكَّرُوْنَ (۱۳)

جو دھیان کرتے ہیں

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ

اور رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے

وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ

کام میں لگا دیا اور ستارے اس کے حکم سے کام میں لگے ہیں اس میں

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۙ (۱۲)

ان لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں نشانیاں ہیں

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا

اور جو رنگ برنگ کی چیزیں تمہارے واسطے دنیا میں

اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

پھیلائیں اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لیے

يَّذَّكَّرُوْنَ (۱۳)

جو سوچتے ہیں

سَخَّرَ: (کام میں لگایا) ماضی کا صیغہ ہے تسخیر سے۔ باقاعدہ کام میں لگا دینا۔

ذَرَاَ: (پیدا کیا) ماضی کا صیغہ ہے ذ۔ر۔ء سے ذَرْءٌ کے معنی پیدا کرنے کے ہیں پھیلانے کا مفہوم بھی ہے۔

یہ دن رات سورج اور چاند اور ستاروں کا اپنے اپنے وقت پر باقاعدہ آنا، اللہ عزوجل کی تدبیر اور حکم سے ہے عقل والے تو ان چیزوں کو اور ان کے نظام کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قرآن مجید کا یہ دعویٰ کہ یہ اللہ عزوجلّ کے بنائے ہوئے ہیں، بالکل ٹھیک ہے۔ ان سب کے علاوہ دنیا میں اور بھی رنگ برنگ اور قسم قسم کی چیزیں پیدا کیں کہ ان سب کو دیکھ کر اللہ، رحمٰن و رحیم، قادر و حکیم کو پہچانو۔ جو سوچیں گے وہ اسے پہچان کر ہی رہیں گے ؏

Marfat.com

دریائی نعمتیں

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا
اور وہی ہے جس نے مسخر کیا دریا کو تاکہ کھاؤ تم
مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ
اس میں سے گوشت تازہ بہ تازہ اور نکالو تم اس میں سے
حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ
زیور جو تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو
مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
پانی پھاڑتی ہوئی اس میں اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے
وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۴﴾
اور تاکہ تم شکر کرو

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا
اور وہی ہے جس نے دریا کو کام میں لگا دیا کہ اس میں
مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ
سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے زیور جو
حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ
پہنتے ہو نکالو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ
مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
پانی پھاڑ کر اس میں چلتی ہیں اس واسطے کہ اس کا فضل
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۴﴾
تلاش کرو اور تاکہ تم احسان مانو

طَرِيًّا: (تر و تازہ) صفت کا صیغہ ہے ط۔ ر۔ و سے۔ طَرْوٌ کے معنی تازگی کے ہیں۔ اس کے ساتھ خوش ذائقہ اور نرم ہونا لازم ہے۔ طراوت بھی اسی مادہ سے ہے جو ہماری زبان میں بگڑ کر تراوٹ ہو گیا ہے۔

مَوَاخِرَ (پھاڑنے والیاں) مَاخِرَۃٌ کی جمع ہے جو م۔ خ۔ ر سے بنا ہے۔ مَخْرٌ کے معنی ہیں چیرتے پھاڑتے ہوئے آگے بڑھنا۔ جہاز اور کشتیاں پانی کو چیرتی پھاڑتی آگے بڑھتی ہیں۔

سمندروں اور دریاؤں میں سے انسان خوش ذائقہ تازی مچھلیاں پکڑتا ہے اور ان کو بڑے شوق سے کھاتا ہے۔ دوسرے اس میں سے موتی، سیپ، مونگا وغیرہ دستیاب ہوتا ہے جو انسان کی زیب و زینت کے کام آتا ہے۔ ایک مشکل سمندروں اور دریاؤں سے یہ پیدا ہو گئی تھی کہ زمین کے خشکی کے حصے ایک دوسرے سے ان کی وجہ سے جدا ہو گئے تھے اور ایک جگہ کے رہنے والے دوسری جگہ کے رہنے والوں سے نہیں مل سکتے تھے مگر اس مہربان اور قدرت والے اللہ نے انسان کو عقل دی کہ جہاز اور کشتیاں بناتے تاکہ وہ پانی کو چیرتی پھاڑتی ایک کنارے پر رہنے والے انسانوں کو دوسرے کنارے والوں تک بآسانی پہنچا دیں۔ انسان کو اللہ عزوجل کی ان نعمتوں کا شکر گذار ہونا چاہیے۔

Marfat.com

زمینی نعمتیں

وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ
اور ڈالے زمین میں بوجھل پہاڑ کہ جھک نہ پڑے
بِکُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ
تمہیں لے کر اور نہریں اور راستے تاکہ تم
تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ
راستہ پاؤ اور نشانیاں اور ستاروں سے
هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾
وہ راستہ پا لیتے ہیں

وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ
اور زمین پر پہاڑ رکھ دیئے کہ کبھی تم کو لے کر جھک
بِکُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ
نہ پڑے اور ندیاں بنائیں اور راستے تاکہ تم
تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ
راہ پاؤ اور علامتیں بنائیں اور لوگ ستاروں
هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾
سے راہ پاتے ہیں

رَوَاسِیَ اکڑی ہوئی، یہ رَاسِیَۃٌ کی جمع ہے۔ یہ لفظ اس سے پہلی سورت میں گذر چکا ہے اس سے مراد پہاڑ ہیں۔
تَمِیْدَ (جھک جائے) مضارع کا صیغہ ہے م۔ ی۔ د سے مَیْدٌ کے معنی ہیں ایک طرف جھک جانا۔

ارشاد ہے کہ یہ جو زمین پر اونچے اونچے پہاڑ کھڑے دیکھتے ہو، جانتے ہو یہ کس نے اور کیوں بنائے سنو! اللہ عزوجل نے ان بوجھل اور اور وزنی پہاڑوں کو زمین کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی اندر ہی اندر اپنا کام کرتا رہے اور زمین تمہیں لے کر کسی دن بتاشے کی طرح بیٹھ جائے۔ پہاڑوں کے پتھریلے سخت اور وزنی اجزا پانی میں نہیں گھلتے اور سمندر کی زبردست ٹکریں جھیلتے ہیں۔ پھر انہی پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف وغیرہ گر کر جمع ہو جاتی ہے اور پگھل کر بلندی سے بہ پڑتی ہے اور دریا بن کر خشک زمینوں کو سیراب کرتی ہے۔ پھر ان بلند پہاڑوں میں درے اور راستے بھی بنا دیئے۔ تاکہ یہ انسانوں کے باہم ملنے جلنے میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ یہ پہاڑ، چشمے، درے وغیرہ منفرق چیزوں، مقاموں کی جگہیں مقرر کرنے کے لیے علامتوں کا کام بھی دیتے ہیں۔ اسی طرح ستارے بھی رات کے وقت ٹھیک راستے اور سیدھا رخ معلوم کرنے کے بہت کام آتے ہیں یہ سب چیزیں اللہ عزوجل نے انسان کی مدد کے لیے بنائی ہیں۔

Marfat.com

خالق رحیم اور علیم

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۚ أَفَلَا

کیا پس جو پیدا کرے اس جیسا ہے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا پس نہیں

تَذَكَّرُونَ (۱۷) وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ

دھیان کرتے تم اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمت

لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۸)

پوری گن سکو گے اس کو تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (۱۹)

اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہو تم اور جو ظاہر کرتے ہو تم

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۚ أَفَلَا

بھلا جو پیدا کرے وہ اس کے برابر ہے جو کچھ نہ پیدا کرے

تَذَكَّرُونَ (۱۷) وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ

کیا تم سوچتے نہیں اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو تو ان کو

لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۸)

پورا نہ کر سکو گے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ (۱۹)

اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو

لَا تُحْصُوْا: نہ گن سکو گے۔ مضارع کا صیغہ ہے اِحْصَاءٌ سے جو ح ص ی سے بنا ہے۔ حَصٰی کے معنی چھوٹے چھوٹے کنکروں کے ہیں۔ اِحْصَاءٌ کے معنی ان کا گننا یا سمیٹنا ہیں یہ اصل میں لَا تُحْصُوْنَ ہے۔ نون اِنْ کی وجہ سے گر گیا جو حرف شرط ہے اور شروع میں آیا ہے مطلب یہ ہے کہ گن نہ سکو گے۔

پہلے ذکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے، زمین بنائی، مینہ برسایا، زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کیے۔ لیکن تعجب ہے کہ انسان، پتھر، درخت، سورج، چاند اور خبر نہیں کس کس کی پوجا کرنے لگتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہراتا ہے۔ کیا خلاق عالم اور اس کی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اس مخلوق کے برابر ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ جو ایک مکھی کا پر بلکہ ایک خاک کا ذرہ بنانے سے بھی عاجز ہے۔ اللہ کی نعمتیں انسان پر اتنی ہیں کہ وہ گننے بیٹھے تو ساری گن نہیں سکتا پھر شکر کیا خاک ادا کرے گا۔ اللہ اس کی کوتاہیوں اور تقصیروں کا معاف کرنے والا الغفور الرحیم ہے۔ ورنہ زمین پر ایسے خطاکار گستاخ کے بسے رہنے کا کیا کام۔ لوگو! یاد رکھو کہ اللہ عزوجل سے تمہاری کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس کی نافرمانی کر کے سزا سے نہیں بچ سکتے اور اس کو مان کر جزا سے محروم نہیں رہ سکتے۔

Marfat.com

غیر اللہ کی حقیقت

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور جنہیں وہ پکارتے ہیں

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝

نہیں پیدا کرتے کچھ اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

مرے ہوئے ہیں زندہ نہیں ہیں اور نہیں جانتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾

کب اٹھائے جائیں گے

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾

وہ کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

مُردے ہیں جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾ ع ۲/۱۲

وہ کب اٹھائے جائیں گے

دنیا کی ساری نعمتیں کیا چھوٹی کیا بڑی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور انسان کے تابع کر دیں۔ ان کا جدا جدا حال بیان کرنا تو بڑی بات ہے کوئی انہیں گننا بھی چاہے تو گن نہیں سکتا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ پیدا کرنے والا اور پالنے والا جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا وہ اچھا، یا نکمے بے کار گھڑے ہوئے معبود اچھے جو ایک گھاس کا تنکا بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود اللہ عزوجل کے پیدا کیے ہوئے ہیں ظاہر بات ہے کہ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اس کے بعد ان سب سے تمہیں کیا نتیجہ نکالنا چاہیئے۔

اس آیت میں وہ نتیجہ صاف کھول کر سامنے رکھ دیا گیا ہے ارشاد ہے کہ کیا تمہارے ہوش و حواس درست ہیں؟ یہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ تو خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ ان کی ہستی ہی خود اپنی نہیں ہے دوسرے کو تو ہستی کیا دیں گے۔ یہ تو مُردہ بے جان ہیں۔ یہ تو اتنا شعور بھی نہیں رکھتے کہ قیامت کب آئے گی۔ اور وہ اور ان کے پوجنے والے کب اللہ عزوجل کے روبرو پیش کیے جائیں گے۔ یہ بے جان اور بے بس بے شعور مورتیں اور صورتیں کیا اس قابل ہو سکتی ہیں کہ اللہ قادر و ذوالجلال کے مقابلہ میں انہیں معبود مان کر ان کی تعظیم کی جائے اور ان کے آگے عاجزی کے ساتھ جھکا جائے اور ان کو حاجت روا سمجھا جائے ہرگز نہیں۔

Marfat.com

ایمان کیوں نہیں لاتے

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
تمہارا معبود معبود ہے اکیلا پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے
بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ
آخرت پر ان کے دل انکار کرتے ہیں اور وہ
مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ
تکبّر کرنے والے ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ
يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ
جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾
تحقیق وہ پسند نہیں کرتا تکبّر کرنے والوں کو

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
تمہارا معبود اکیلا معبود ہے سو جن کو آخرت کا
بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ
یقین نہیں ان کے دل نہیں مانتے اور وہ
مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ
مغرور ہیں بات ٹھیک ہے کہ جو کچھ
يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ
وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اللہ جانتا ہے
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾
وہ غرور والوں کو پسند نہیں کرتا

لَاجَرَمَ (قطعاً، یقیناً) لا کے معنی نہیں جرم کے معنی کاٹنا یعنی اس بات کو کوئی نہیں کاٹ سکتا۔ یہ قطعی ہے۔

شروع سورت ہی سے اللہ عزّ و جلّ کی خوبیوں اور فیاضیوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔ جو ٹھنڈے دل سے غور کرے گا۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ وہ معبود یکتا ہے کوئی اس کا نہ شریک ہے نہ مقابل ہے۔ لیکن جن کے دلوں میں دنیا اور اس کے عارضی ساز و سامان کی محبّت بھری ہوئی ہے اور وہ مرنے کے بعد کی زندگی کے قائل نہیں وہ اس کو نہیں مانتے اور تکبّر میں مبتلا ہیں لیکن وہ سُن رکھیں کہ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سارے کاموں اور بھیدوں سے آگاہ ہے۔ سو وہ ان کے کچّے چِٹھے سے واقف ہے اور وہ تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم سچی باتوں کو چاہے جتنا جھٹلائیں اور لوگوں کی چاہے جتنی حق تلفی کریں ہم سے کوئی اس کی بابت پوچھنے والا نہیں۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں ہمیں سب سے بڑے زور آور ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے اور یہی ان کو ایمان سے روک رہا ہے۔

Marfat.com

تکبّر کے معنی

پچھلی آیت میں تکبّر کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ یہ انسان کو اچھے کاموں سے روکتا ہے اور اللہ عزّوجل تکبّر کرنے والے انسان کو پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا، حالانکہ اسے اللہ نے حکم دیا تھا کہ سجدہ کرے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ اس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بڑا سمجھا۔ اسی کو تکبّر کہتے ہیں۔ تکبّر کی وجہ سے شیطان نے اللہ کی نافرمانی کی اور ہمیشہ کے لیے مردود اور ملعون قرار دیا گیا۔

آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تکبّر انسان میں آخرت پر یقین نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ آخرت پر یقین نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ انسان جو چاہے کرے، اسے اس کے اعمال کی سزا نہ ملے گی۔ یہ خیال اگر دل میں جم جائے۔ تو ضرور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اپنے آپ سے بڑا کسی کو نہ سمجھے گا اور کہے گا کہ جو کچھ ہوں میں ہی ہوں۔ موت سے پہلے جو کچھ مجھ سے ہو سکے کر لوں۔

اس بنا پر وہ اپنے آپ کو اور اپنی قوتوں اور طاقتوں کو اہمیّت دینی شروع کر دیتا ہے۔ دوسروں کو اپنے آگے کچھ نہیں سمجھتا اور جو اسے سمجھاتا چاہے اسے ذلیل کرنے پر تُل جاتا ہے۔ اللہ عزّوجل کو ایسا شخص مان نہیں سکتا۔ کیوں کہ اس کے ساتھ اسے اس کے حکم کا پابند ہونا لازم آتا ہے اور وہ سوا اپنی خواہشوں کے کسی کا پابند ہو کر رہنا نہیں چاہتا۔

لیکن اس آیت سے بھی اور دیگر آیات، روایات اور احادیث سے بھی یہ سمجھ میں آتا ہے۔ کہ ہر تکبّر مذموم نہیں۔ بلکہ ایک تکبّر وہ ہے۔ جسے خودداری کہتے ہیں۔ تکبّر کا لفظ کبر سے بنا ہے کبر کے معنی بڑائی کے ہیں۔ جو تکبّر اسے سچّی بات اور حق کے قبول کرنے سے روکے اور لوگوں کے حق مارنے پر اکسائے وہ بُرا اور بہت بُرا ہے اور کسی طرح انسان کے شایانِ شان نہیں۔

لیکن جو تکبّر اسے برائیوں اور ذلیل کاموں سے روکے اور ظالموں اور بدکاروں کے آگے جھکنے سے منع کرے وہ قابلِ تحسین و آفرین ہے۔ ایسے تکبّر کو ہم خودداری، شرافت، عزّتِ نفس وغیرہ نام دیتے ہیں اور بعض لوگ اس کو خودی کہتے ہیں۔ کیونکہ تکبّر کا لفظ بُرے معنی میں مستعمل ہو گیا ہے۔

Marfat.com

بھکانے والا وبال

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ
اور جب کہا جاتے ان سے کیا ہے بہ جو اتارا تمہارے رب نے
قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا
کہیں کہانیاں اگلوں کی تاکہ اٹھائیں وہ
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ
اپنے بوجھ پورے قیامت کے دن اور کچھ
اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ
بوجھ ان کے جنہیں گمراہ کرتے ہیں بے سمجھے بوجھے
اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾
خبردار رہو بُرا ہے جو وہ اٹھاتے ہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ
اور جب ان سے کہا جائے کہ تمہارے رب نے کیا اتارا ہے
قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا
تو کہیں پہلوں کی کہانیاں ہیں تاکہ وہ
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ
قیامت کے دن اپنے پورے بوجھ اٹھائیں اور کچھ
اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ
ان کے بوجھ جنہیں وہ بہکاتے ہیں بلا تحقیق۔
اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع ۳
سُن رکھو بُرا بوجھ ہے جو وہ اُٹھاتے ہیں

اَسَاطِيْرُ (کہانیاں) اُسْطُوْرَةٌ کی جمع ہے جو س۔ط۔ر سے بنا ہے۔ سطر کے معنی لکھنے کے ہیں۔ سیدھی لکیر کو بھی کہتے ہیں۔ اسطورہ: قصہ۔ کہانی جو لکھ لی جائے۔ يَزِرُوْنَ (بوجھ اٹھاتے ہیں وہ) مضارع کا صیغہ ہے و۔ز۔ر سے۔ وِزْرٌ بوجھ کو کہتے ہیں۔ اسی کی جمع اَوْزَارٌ ہے جو اسی آیت میں اس سے پہلے آئی ہے۔

قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تو مکہ میں گھر گھر اس کا چرچا ہوا۔ مکہ میں جو لوگ باہر سے آتے تو وہ قرآن مجید کا چرچا سن کر قریش مکہ سے پوچھتے کہ یہ کیا چیز ہے۔ مکہ والے آپس میں بھی ایک دوسرے سے یہی پوچھتے رہتے ان سب کو بڑے لوگ یہ جواب دیتے کہ اس میں کچھ نہیں رکھا۔ یونہی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں جمع کر دی ہیں۔ اس طرح وہ دوسروں کو راہِ راست سے روکنے کا سبب بنتے ہیں۔ ان کی اپنی غلط کاریوں کا بوجھ تو ان کے سر پڑے ہی گا۔ دوسروں کے بہکانے کی وجہ سے ان کی غلط کاریوں کا کچھ بوجھ بھی قیامت کے دن ان کے سر پر لادا ہی جائے گا۔

Marfat.com

پچھلوں سے عبرت

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى

تحقیق داؤ کیا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے پس آیا

اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ

اللہ کا حکم ان کے گھر پر بنیادوں سے پس گر پڑی

عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ

ان پر چھت ان کے اوپر سے اور آیا ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

عذاب جہاں سے وہ نہیں جانتے تھے

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى

جو ان سے پہلے تھے وہ البتہ دغا بازی کر چکے ہیں

اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ

پھر اللہ کا حکم ان کی عمارت پر بنیاد سے پہنچا

عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ

پھر ان پر چھت اوپر سے گر پڑی اور ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر بھی نہ تھی

اَتٰی (آیا) ماضی کا صیغہ ہے ا۔ت۔ی سے اَتْیٌ اور اِتْیَانٌ کے معنی ہیں آیا۔ اَتَی اللّٰهُ سے مراد ہے اللہ کا حکم آیا۔

خَرَّ (گر پڑا) ماضی کا صیغہ ہے خ۔ر۔ر سے خَرٌّ کے معنی ہیں گر جانا۔ ڈھے پڑنا۔

ارشاد ہے کہ یہ ہتھکنڈے جن کو یہ کام میں لا رہے ہیں کوئی نئے نہیں ہیں۔ ان سے پہلی قوموں نے بھی انہی کی طرح اللہ تعالیٰ اس کے رسولوں اور کتابوں کی ہنسی اڑائی۔ آپ بھی ہدایت سے محروم رہے اور اپنا بُرا اثر ڈال کر دوسروں کو بھی اس سے محروم رکھا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا تھوڑی مدت میں انہیں ڈھیل دے کر کہ شاید وہ اب بھی سنبھل جائیں۔

اللہ عزوجلّ نے ان کی بنیادیں ہلا دیں اور ان کی چھتیں ان کے سروں پر گر پڑیں۔ وہ لوگ بے خوف بیٹھے تھے کہ کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہم نے اپنا سب انتظام کر لیا ہے۔ ہم اپنے بچاؤ کے سامان سے لیس ہیں۔ اگر کوئی ہماری طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے تو ہم اس کی آنکھیں نکال لیں۔ یہ خبر نہ تھی کہ پس پردہ ان کی تباہی کے اسباب ان کی کرتوتوں کی وجہ سے اکٹھے ہو رہے ہیں آخر ان پر اچانک عذاب آیا اور ایسی جگہ سے آیا کہ جس کا انہیں سان گمان بھی نہ تھا اور وہ دنیا ہی میں چشم زدن میں تباہ ہو گئے۔

Marfat.com

آخرت کا عذاب

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ

پھر دن قیامت کے رسوا کرے گا ان کو اور کہے گا

اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

کہاں ہیں میرے شریک وہ کہ تھے تم

تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ

لڑتے جھگڑتے جن کی بابت کہیں گے وہ لوگ جو

اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ

دیئے گئے علم تحقیق رسوائی آج کے دن

وَ السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور برائی کافروں پر

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ

پھر قیامت کے دن ان کو رسوا کرے گا اور کہے گا

اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم

تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ

لڑنے کھڑے ہوجاتے تھے وہ لوگ جن کو خبر دی گئی

اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ

تھی کہیں گے بے شک آج کے دن رسوائی

وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور برائی منکروں پر ہے

يُخْزِيْ (رسوا کرے گا) مضارع کا صیغہ ہے اِخْزَاءٌ سے رجوع خ۔ز۔ی سے بنا ہے خِزْيٌ پہلے گذر چکا ہے۔ اس کے معنی رسوائی کے ہیں۔ اِخْزَاءٌ۔ رسوا کرنا۔

تُشَآقُّوْنَ (لڑتے تھے) مضارع کا صیغہ ہے جس کا مصدر مُشَاقَّةٌ اور شِقَاقٌ دونوں طرح ہے۔ اس کا مادہ ش۔ق۔ق ہے۔ شقّ کے معنی ایک جانب کے ہیں مُشَاقَّةٌ کسی کے مقابلہ پر دوسری جانب ڈٹ جانا۔

قیامت کے دن اللہ انہیں ذلیل کرے گا اور کہے گا کہ تمہارے جھوٹے معبود جنہیں تم میرا شریک قرار دیتے تھے اور ان کی حمایت میں لڑنے جھگڑنے کھڑے ہوجاتے تھے آج کہاں ہیں اس کا جواب وہ کچھ نہ دے سکیں گے۔ آخر وہی لوگ جنہیں اللہ نے حقیقت سے آگاہ کردیا تھا اور وہ دنیا میں ان شریروں کو شرک سے منع کرتے تھے بولیں گے۔ کہ آج اللہ کے انکار کرنے والوں کی رسوائی کا دن ہے!

Marfat.com

کفر کا انجام

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ
وہ جو جان قبض کرتے ہیں ان کی فرشتے ظلم کرتے ہوئے
اَنْفُسِهِمْ ص فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
اپنے آپ پر پس ڈالیں گے صلح کا پیغام نہ تھے
نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ط بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ
ہم کرتے کچھ برائی کیوں نہیں تحقیق اللہ
عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾
جاننے والا ہے جو تھے تم کرتے
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط
پس داخل ہو جاؤ دروازوں میں جہنم کے ہمیشہ رہنے والے اس میں
فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾
پس البتہ برا ہے ٹھکانا اکڑ اکڑ کرنے والوں کا

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ
جن کی جان فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ اپنے
اَنْفُسِهِمْ ص فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
حق میں برا کر رہے ہیں تب وہ اطاعت ظاہر کریں گے کہ ہم
نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ط بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ
تو کچھ برائی نہ کرتے تھے کیوں نہیں اللہ خوب
عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾
جانتا ہے جو تم کرتے تھے
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط
سو تم داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں میں سدا اسی میں رہا کرو
فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾
سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور والوں کا

ظَالِمِيْٓ ظلم کرنے والے ظالم کی جمع ہے اصل میں ظالمین ہے اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔

اَلْقَوْا ڈالا انہوں نے ماضی کا صیغہ ہے اِلْقَاءٌ سے جو ل۔ق۔ی سے بنا ہے لَقِیَ کے معنی کسی کے نزدیک پہنچنا۔ اِلْقَاءٌ اس کا متعدی ہے یعنی کسی کے نزدیک کر دینا۔ محاورے میں اس سے مراد بات سنانا۔

ارشاد ہے کہ کافر لوگ عذاب دیکھ کر صاف مکر جائیں گے کہ ہم نے تو برے کام نہیں کیے یہ وہی داؤ ہو گا جو مجرم دنیا کے حاکموں کے سامنے کرتے ہیں۔ یعنی جرم کا اقرار نہیں کرتے اور اگر گواہ نہ ہوں تو سزا سے بچ جاتے ہیں لیکن اللہ فرمائے گا کہ میں تمہاری بدکاریوں سے واقف ہوں۔ تم واقعی مجرم ہو۔ جاؤ جہنم میں اور ہمیشہ وہیں رہو۔ مغرور لوگوں کا ٹھکانا یقیناً بہت برا ہے۔

Marfat.com

نیک لوگ

وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

اور کہا گیا ان سے جو پرہیزگار ہوئے کیا اتارا

رَبُّكُمْ ۚ قَالُوْا خَیْرًا ۗ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا

تمہارے رب نے بولے اچھی بات ان کے لیے جنہوں نے بھلائی کی

فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ۗ وَلَدَارُ

اس دنیا میں بھلائی ہے اور البتہ گھر

الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ۗ وَ لَنِعْمَ دَارُ

آخرت کا بہتر ہے اور البتہ اچھا ہے گھر

الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۰﴾

متقیوں کا

وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

اور پرہیزگاروں سے کہا گیا تمہارے رب نے

رَبُّكُمْ ۚ قَالُوْا خَیْرًا ۗ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا

کیا اتارا بولے نیک بات جنہوں نے اس دنیا میں

فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ۗ وَلَدَارُ

بھلائی کی ان کے لیے بھلائی ہے اور گھر

الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ۗ وَلَنِعْمَ دَارُ

آخرت کا بہتر ہے اور کیا خوب گھر ہے

الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۰﴾

پرہیزگاروں کا

خَیْرًا اچھی بات۔ ہر مفید اور کام کی بات کو خیر کہتے ہیں۔ خَیْرًا اصل میں اَنْزَلَ خَیْرًا پورا جملہ ہے۔ انزل محذوف کر دیا گیا۔ دوسری جگہ خیر اسم صفت ہے جس میں مقابلہ کا مفہوم پایا جاتا ہے سب چیزوں سے اچھا۔

ارشاد ہے کہ جب متقیوں سے جو اللہ عزوجل کے فرمانبردار بندے ہیں پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے یہ کیا چیز نازل ہوئی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے رب نے ایسی کتاب اتاری ہے جس میں وہ ساری باتیں جن میں انسان کی بھلائی ہے درج ہیں۔ ان لوگوں نے ٹھیک جواب دیا ہے۔ ان کو دنیا کی محبت نے اتنا اندھا نہیں کر دیا تھا کہ وہ سچ بات کو چھپا کر اپنی طرف سے غلط سلط باتیں پھیلائیں نیکوکار لوگ ہیں اور نیک کام کرنے والے اس دنیا میں بھی بہت اچھی حالت میں رہیں گے اور آخرت میں تو ان کے لیے چین ہی چین ہے۔ تو یہ ہے کہ جو لوگ اللہ سے ڈر کر برے کاموں سے بچتے ہیں ان کو آخرت میں بہت اچھا گھر ملے گا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کے عارضی لے حاصل کرنے کے لیے جھوٹ اور دغا بازی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے اور اللہ سے ڈر کر ساری بری باتیں چھوڑ دینی چاہئیں۔ اس نیک کی کے لیے جو قربانی انہیں دینی پڑے گی اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی قیمت ہے اور اس کا بڑا اجر ملے گا۔

Marfat.com

مُتّقیوں کا گھر

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا تَجۡرِیۡ
باغات ہمیشہ رہنے کے داخل ہوں گے ان میں بہتی ہیں
مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ لَهُمۡ فِیۡهَا
ان کے نیچے نہریں ان کے لیے اس میں ہے
مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجۡزِی
جو وہ چاہیں ایسا ہی بدلہ دیتا ہے
اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾
اللہ برے کاموں سے بچنے والوں کو

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا تَجۡرِیۡ
ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ جائیں گے
مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ لَهُمۡ فِیۡهَا
نیچے ان کے نہریں بہتی ہیں ان کے واسطے جو چاہیں
مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجۡزِی
وہاں ہے اللہ پرہیزگاروں کو ایسا
اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾
ہی بدلہ دے گا

عَدۡنٍ: ہمیشہ رہنے کی جگہ/ عدن جنّت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

ارشاد ہے کہ بڑے خوبصورت باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کوئی انہیں وہاں سے نہ نکال سکے گا۔ نہ وہ ان سے کبھی چھینے جائیں گے۔ انہیں وہاں اچھی سے اچھی چیز جس کی وہ خواہش کریں گے ملے گی۔

اللہ عزوجلّ کے ہاں نیک لوگوں کے لیے ایسا ہی بدلہ تیار ہے۔ جو اللہ سے ڈر کر ان کاموں سے بچتے ہیں جن سے اس نے روکا ہے اس آیت میں جنّت کی دو خاص باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہاں کا عیش و آرام کبھی نہ ختم ہوگا اور نہ اس سے دل اکتائے گا۔

اس دنیا میں کبھی انسان کے پاس روپیہ نہیں ہوتا جو وہ آرام کی چیزیں خریدے۔ بلکہ کبھی ضرورت کی چیزیں باوجود روپیہ کے بھی اسے نہیں ملتیں، دوسرے لوگ چھین لیتے ہیں یا کوئی مصیبت مثلاً کال وغیرہ پڑ جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کو جی چاہے گا وہاں فوراً ہی مل جائے گی۔ دُنیا میں یہ بات کسی کو بھی میسّر نہیں۔ آدمی اکثر ترستا ہی رہ جاتا ہے۔ مگر وہاں جس چیز کو بھی دل چاہا وہ اسی وقت حاضر ہوگی۔ ذرا بھی دیر نہ لگے گی۔

Marfat.com

خوب سمجھ لو

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ

وہ جو لے آتے ہیں ان کو فرشتے (اس حال میں کہ) وہ پاک ہیں

يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا

کہتے ہیں فرشتے سلام تم پر داخل ہو تم

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۳۲)

جنت میں بدلے اس کے جو تھے تم کرتے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

کیا انتظار کرتے ہیں وہ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ

فرشتے یا آئے حکم تیرے رب کا

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ

جن کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں اور وہ ستھرے ہیں

يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا

فرشتے کہتے ہیں سلامتی تم پر بہشت میں

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۳۲)

جاؤ اس کا بدلہ ہے جو تم کرتے تھے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

کیا کافر اب اس کے منتظر ہیں کہ ان پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ

فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم پہنچے

تَتَوَفّٰی: لے لیتے ہیں مضارع کا صیغہ ہے تَوَفِّی سے جو و ف ی سے بنا ہے وَفَاۃٌ کے معنی ہیں ختم ہونا۔ تَوَفِّی ختم کر دینا۔

یہاں اس سے مراد ہے کسی کی دنیا کی عمر ختم کر دینا۔ جان نکالنا۔

ارشاد ہے کہ وہ پرہیزگار لوگ جو مرتے دم تک ایمان پر قائم رہے ہوں گے اور اپنی روح پر گناہوں کا دھبہ نہ لگنے دیا ہوگا۔ جب فرشتے ان کی روح نکالنے آئیں گے تو اس وقت بھی ان کے دل میں کفر اور شرک کی خباثت کا گذر نہ ہوگا۔ فرشتے ان کی روح قبض کرتے وقت خوش خبری دیتے جائیں گے اور ان سے کہیں گے۔ تم پر سلام ہو چلو اب جنت میں رہنے کے لیے چلو۔

اب کافروں کا جو بُرے کاموں میں پھنسے ہوئے ہیں ان کا کیا خیال ہے۔ اگر وہ اپنی عاقبت درست کرنا چاہتے ہیں؟ تو انہیں چاہیے کہ ان باتوں کو سُن کر ایمان لے آئیں۔ ورنہ جب فرشتے آگئے یا اللہ کے حکم سے قیامت ہی آگئی تو پھر کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑے گا اور سر پکڑ کر روئیں گے۔

Marfat.com

سزا کا قانون

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
ایسا ہی کیا تھا ان لوگوں نے جو پہلے تھے ان سے
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ نے اور لیکن تھے وہ
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ
اپنے آپ پر ظلم کرتے پس پہنچیں ان کو
سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ
برائیاں اس کی جو کیا تھا انہوں نے اور گھیر لیا ان کو
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾
اس نے کہ تھے جس کے ساتھ وہ ہنسی کرتے

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
اسی طرح جو ان سے پہلے تھے انہوں نے کیا تھا
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ
اپنا بُرا کرتے رہے پھر ان کے سر
سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ
ان کے بُرے کام آپڑے اور الٹ پڑا
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع ۹
ان پر جو وہ ٹھٹھا کرتے تھے

سَيِّاٰتُ (برائیاں) سَيِّئَةٌ کی جمع ہے جو س۔و۔ء سے بنا ہے سُوْءٌ کے معنی ہیں ستانا۔ سَيِّئَةٌ برائی یہاں اس سے مراد بُرا نتیجہ ہے حَاقَ (گھیر ڈالا) ماضی کا صیغہ ہے ح۔ی۔ق سے حیق کے معنی گھیرنا۔ حَاقَ بِهِمْ۔ گھیرا ڈال لیا ان کے گرد۔

ان آیات میں مکّہ والوں کو اور ان کے ذریعے دُنیا بھر کے انسانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ پہلی قوموں نے رسولوں کا کہنا نہ مان کر اپنا کام دُنیا ہی میں بگاڑ لیا اور آخر ان کی ڈھٹائی اور شورہ پشتی اپنا رنگ لائی۔ ہمارے قانون نے اپنا کام کیا۔ اور انہیں اپنے کرتوتوں کا نتیجہ بھگتنا پڑا۔ ہم نے انہیں پہلے ہی سمجھا دیا تھا۔ کہ دیکھو فعل بد کا نتیجہ بد ہے۔ لیکن انہوں نے کچھ نہ سُنا۔ رسولوں کی نصیحت کی باتوں کی ہنسی اڑائی اور عذاب کو نری دھمکی سمجھا اور اپنی طاقت پر مغرور ہو گئے اور کہا کہ کسی کی کیا مجال ہے جو ہمارا کچھ بگاڑ سکے۔ تمہاری قسمت ہی میں دنیا کا عیش و آرام نہیں لکھا۔ یہ دیکھو کیسی کیسی نفیس چیزیں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں اور تم ان سے محروم ہو۔ افسوس آخر کار ان کو اسی عذاب نے آگھیرا جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے ؏

Marfat.com

عجیب منطق

وَ قَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ
اور کہا انہوں نے جو مشرک ہوئے اگر چاہتا اللہ
مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ
نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو ہم
وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ
اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کرتے اس کے بغیر
مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ
کوئی چیز ایسا ہی کیا انہوں نے جو
مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا
ان سے پہلے تھے پس کیا رسولوں پر ہے سوا
الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾
پہنچا دینے کے صاف صاف

وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ
اور شرک کرنے والے بولے اگر اللہ چاہتا تو
مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ
اس کے سوا ہم کسی چیز کو نہ پوجتے نہ ہم
وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ
اور نہ ہمارے باپ اور نہ بغیر اس کے حکم کے حرام
مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ
ٹھہرالیتے ہم کوئی چیز اسی طرح کیا ان سے
مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا
اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں مگر
الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾
صاف صاف پہنچا دینا

ارشاد ہے کہ تم اللہ کی دانائی اور حکمت کو نہیں سمجھے۔ اس نے دُنیا کا نظام اس قانون پر قائم کر رکھا ہے کہ بدکاروں کو فوراً سزا نہیں دی جاتی پہلے رسولوں کے ذریعے انہیں سمجھایا جاتا ہے کہ اللہ کے قانون کو سمجھیں۔ وہ اگر چاہتا تو سب کو سیدھے راستے پر ڈال دیتا۔ لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ انسان کو اختیار اور مہلت دے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر خود ٹھیک ہونے کی کوشش کرے۔ تمہارا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس نے ہمیں شرک سے منع نہیں کیا۔ اس کے رسولوں اور کتابوں نے شرک کی بُرائی صاف صاف سمجھا دی ہے تم ان کی سنو ہی نہیں تو اس کا کیا علاج۔ یہ کہنا کہ ہم اور ہمارے باپ دادا ہمیشہ یہی کرتے رہے اور کچھ نہ ہوا، جو چاہا حلال کیا، جو چاہا حرام کر لیا۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ غلط ہے رسول برابر صحیح بات سمجھاتے رہے ہیں۔ پہلے لوگ بھی یہی کہتے رہے۔ آخر ان کو سزا ملی۔ اسی طرح اگر تم نہ مانے تو تمہیں بھی سزا مل کر رہے گی ؛

Marfat.com

رسول کا کام

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ
اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں رسول کہ
اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ
بندگی کرو اللہ کی اور بچتے رہو سرکش سے
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ
پس بعض ان میں سے وہ ہیں کہ ہدایت کی اللہ نے اور بعض
مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ط
وہ ہیں کہ ثابت ہوئی ان پر گمراہی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ
اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی بندگی
اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ
کرو اور بچو ہر ڈنگے سے
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ
پھر اللہ نے ان میں سے کسی کو راہ سجھائی
مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ط
اور کسی پر گمراہی ثابت ہوئی

طَاغُوْتَ: سرکش۔ یہ لفظ پہلے سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء میں گذر چکا ہے۔ اس کا ترجمہ یہاں ہر ڈنگا کیا ہے جس میں ہر شخص جو ناحق بڑا بنے اور اپنے سوا کسی کی نہ سنے جیسے شیطان، فرعون اور ہامان کی قسم کے لوگ اور ظالم سب داخل ہیں۔

ارشاد ہے کہ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا۔ اس غرض سے کہ انہیں سمجھا دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کی پوجا مت کرو۔ خالص اسی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کسی کے آگے مت جھکو شیطان کے بہکاوے میں مت آؤ اور ان سب سے بچو جو اس کے پھندے میں پھنس کر تنتے اور اکڑتے پھرتے ہیں اپنا خراب اثر ڈال کر دوسروں کو سیدھی راہ سے بھٹکاتے ہیں اور ہنکارتے پھرتے ہیں کہ ہم سب سے بڑے سب سے طاقت ور اور سب سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ ہم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہمارا کہنا مانو اور ہماری ڈگر پر چلو۔

رسولوں نے ان سب کے ہتھکنڈوں سے خبردار کیا اور کہا کہ یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں۔ ان کے سائے سے بھاگو کبھی ان کے پاس نہ پھٹکو لیکن ان کی باتوں کو تھوڑے ہی لوگوں نے سنا، بہت سوں نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی۔ گمراہی نے اپنا اثر ان پر جما لیا اور وہ شیطان اور اس کے گرگوں کے پھندے میں پھنس گئے۔ کیا تم بھی انہیں گمراہوں کی طرح ہونا چاہتے ہو جو رسول کو اپنا رہنما نہیں مانتے اور اس کی باتوں پر کان بالکل نہیں دھرتے ⁂

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
پس چلو پھرو زمین میں پھر دیکھو کیسا
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۳۶) اِنْ
ہوا انجام جھٹلانے والوں کا اگر
تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ
تمنا ہو تجھے ان کی ہدایت کی پس تحقیق اللہ
لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ
نہیں ہدایت کرتا جسے وہ بچلاتا ہے اور نہیں ان کے لیے
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۳۷)
کوئی مددگار

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
سو ملکوں میں سفر کرو پھر دیکھو کیسا انجام ہوا
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۳۶) اِنْ
جھٹلانے والوں کا اگر
تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ
تُو ان کو راہ پر لانے کی طمع کرے تو اللہ
لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ
اُسے راہ نہیں دکھاتا جسے بچلاتا ہے اور ان کا
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۳۷)
مددگار کوئی نہیں

انسان جب بُرا راستہ اختیار کر لیتا ہے تو اُس کو برائی اچھی معلوم ہونے لگتی ہے شیطان پہلے اس کے جذبات کو اُبھارتا ہے اور عقل جذبات کا مقابلہ کرتی ہے ان دونوں میں کشمکش پیدا ہوتی ہے اگر عقل نے جذبات کو دبا لیا تو آدمی انسان بن جاتا ہے اور اگر جذبات کا قابو چل گیا تو پھر آدمی حیوان بلکہ اس سے بھی بدتر کوئی چیز بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذرا ہوش سے کام لو۔ دنیا میں چلو پھرو۔ دیکھو کہ پہلے لوگوں نے رسولوں کی مخالفت کر کے کیا پھل پایا۔ اس پر غور کرو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا جی تو بہت چاہتا ہے کہ جذبات کے شکار عقل کے دشمن بُرے کام چھوڑ کر اچھے کام اختیار کر لیں لیکن اگر وہ تمہاری نہ سنیں تو تم اداس نہ ہو تم اپنا کام کر چکے۔ ان لوگوں پر جو سنتے نہیں، شیطان کا داؤ چل گیا۔ اور اللہ عزوجل کے ہاں اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ جو شیطان کے پھندے میں پھنس جائے گا۔ اسے میں ہدایت سے محروم کر دوں گا۔ یہ لوگ شیطان کے بہکانے سے خواہشوں کے غلام بن چکے ہیں اور اللہ انہیں گمراہ کر چکا ہے۔ اب اس گمراہی کی سزا سے انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔

Marfat.com

غلط یقین

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا
اور قسم کھائی انہوں نے اللہ کی زوردار اپنی قسموں کی نہ
يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا
اٹھائے گا اللہ اس کو جو مرتا ہے ہاں ہاں وعدہ ہے
عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
اس پر پکا اور لیکن اکثر لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾
نہیں جانتے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا
اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں سخت قسمیں کہ نہ
يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا
اٹھائے گا اللہ جو کوئی مرجائے بے شک اٹھائے گا
عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
وعدہ ہوچکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾
نہیں جانتے

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اپنی قسموں کی پختہ قسم ۔ جہد وہ کوشش جس میں پوری طاقت لگادی جائے ۔ اَیْمَان جمع یمین کی ہے یمین: قسم۔ یہ فقرہ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے۔ معمولی محنت کو جُہد اور سخت محنت کو جَہد کہتے ہیں۔

بہت سے لوگوں کی عقل، انسان کی حقیقت فقط بدن اور اس کی شکل و صورت ہی کو سمجھتی ہے۔ ایسی عقل جو جسمانی خواہشوں کی غلام بن چکی ہے اس سے آگے نہیں جاتی اور اس سے وہ یہ غلط نتیجہ نکالتی ہے کہ جب بدن بگڑ گیا اور اس کے اجزا منتشر ہوگئے تو پھر دوبارہ زندگی کی کوئی صورت نہیں۔

اس آیت میں اسی یقین کو غلط کہا گیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کر لیا ہے اس کا پورا کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ وہ ضرور بالضرور انسان کو اس کے مرجانے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ جس کے لیے اُسے فقط اتنا ہی تو کرنا ہے کہ رُوح کو دوبارہ بدن عطا کر دے۔ جو اللہ انسان کی روح کو بچپن میں ایک بدن، جوانی میں دوسرا بدن، بڑھاپے میں تیسرا بدن عطا کرتا رہتا ہے۔ وہی اس بدن کے مٹ جانے کے بعد بھی ایسا ہی بدن عطا کرے گا۔ تجربے سے سائنس والوں نے معلوم کیا ہے کہ انسان کا بدن زندگی کے ہر مرحلے میں نیا بنتا ہے اور پرانا بگڑتا رہتا ہے۔

Marfat.com

مرنے کے بعد جینا

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ
تاکہ بیان کردے ان کے لیے وہ کہ اختلاف کرتے ہیں وہ اس میں
وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا
تاکہ جان لیں وہ لوگ جو کافر ہوئے کہ وہ تھے
كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ
جھوٹے سوا اس کے نہیں کہ ہمارا کہنا کسی چیز کے لیے جب
اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع
ہم اس کا ارادہ کریں یہ ہے کہ کہیں ہم اس کو ہوجا پس وہ ہوجائے

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ
اٹھائے گا تاکہ ان پر وہ بات ظاہر کردے جس میں جھگڑتے ہیں
وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا
اور تاکہ کافر معلوم کرلیں کہ وہ
كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ
جھوٹے تھے ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم اس کو کرنا چاہیں
اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع ۵
کہ اس کو کہیں ہوجا تو وہ ہوجاتے

اس آیت میں ارشاد ہے کہ دُنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد انسان اس لیے دوبارہ اٹھایا جائے گا کہ اس کو اپنے کیے کا پھل ملے۔ دنیا میں ہر انسان کو آزادی دی گئی ہے کہ خوب سوچ سمجھ کر جو جی چاہے کرے اور جیسے خیالات چاہے قائم کرے یہاں اس کے خیالات اور اعمال اگر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں یہاں تک کہ دنیا کے قیام ہی میں خلل ہونے کا اندیشہ ہوجاتا ہے تب تو فسادیوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔

دُنیا کے قائم رہنے کے لیے لازم ہے کہ امن وامان قائم رہے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرسکے۔ تاکہ ہر ایک اپنی حد کے اندر رہ کر اپنی زندگی گذارے لیکن دنیا کے امن وامان میں خلل نہ ڈالنے عقیدوں کا بدلہ مرنے کے بعد ملے گا۔ وہاں غلط عقیدے والوں کو ان کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ صحیح عقیدے والوں کو ان کے عقائد و اعمال کا اچھا بدلہ ملے گا۔

جب مرنے کے بعد دوبارہ جینا اس غرض کے پورا کرنے کے لیے ضروری ہوا۔ تو اب سمجھ لو کہ ہم اسے کر کے رہیں گے اور ہمارے لیے دوبارہ جلانا کچھ دشوار نہیں۔ ہر چیز چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہمارے ارادہ کے تابع ہے اس سے باہر نکل کر نہیں جاسکتی۔ جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ ہوگیا۔ پھر اس کے ہونے میں دیر نہیں لگتی ہمارے ارادے کے بعد نہ کوئی رکاوٹ رہ سکتی ہے اور نہ کوئی کمی بیشی واقع ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

دونوں جہانوں کا باہمی رشتہ

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

اور جو لوگ گھر چھوڑا انہوں نے اللہ کے حکم پر اس کے بعد کہ ظلم کیا گیا ان پر

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ

البتہ ٹھکانا دینگے ہم ان کو دنیا میں اچھا اور البتہ ثواب

(وقف لازم) الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

آخرت کا سب سے بڑا ہے اگر ہوتے وہ جانتے

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا اس کے بعد کہ ظلم اٹھایا

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ

البتہ ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

ثواب تو بہت بڑا ہے اگر انہیں معلوم ہوتا

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

جو ثابت قدم رہے اور اپنے رب پر بھروسا کیا

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ (البتہ ٹھکانا دیں گے ہم ان کو) ل کے معنی البتہ نُبَوِّءُ ٹھکانا دیں گے ہم. نُون ثقیلہ تاکید کے لیے هُمْ کے معنی ان کو نُبَوِّءُ مضارع کا صیغہ ہے تَبَوُّءٌ سے اس کا مادہ ب. و. ء ہے. اسی سے بنا ہُوا لفظ بَوَّأْنَا پہلے سورۃ یونس میں گذر چکا ہے تَبَوُّءٌ کے معنی ٹھکانا دینا.

دُنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں. ایک وہ جنہوں نے اللہ عزوجل کو مانا. اس پہ ایمان لائے. دوسرے وہ جنہوں نے اللہ عزوجل کا انکار کر دیا اور اپنے ہی زور میں مست رہے. ایمان لانے والے ایمان کا مزہ پا کر چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اس کی لذّت چکھائیں. لیکن منکر لوگ دُنیا ہی کے مزوں کو سب کچھ سمجھ کر ان کی مخالفت پر کمر کس لیتے ہیں اور اُن کو ستانا شروع کر دیتے ہیں. اللہ کے ماننے والے ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتے ہیں، مصیبتیں جھیلتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ کے لیے اپنا گھر بار اور وطن کا چین و آرام تک چھوڑ دیتے ہیں.

ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کو ان کی وفاداری کا بدلہ ملے گا. دُنیا میں ان کو پہلے سے بہتر گھر اور آرام نصیب ہوگا. اس کے بعد آخرت میں ایسے ایسے انعام پائیں گے جن کے آگے یہ دُنیا کے عارضی آرام کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے. یہ خوش قسمت لوگ وہ ہیں جنہوں نے صبر کے ساتھ دنیا کی ساری مصیبتیں برداشت کیں اور سوا اپنے رب یعنی اللہ کے کسی پر بھروسا نہ کیا.

Marfat.com

رسولوں اور کتابوں کا سلسلہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر کچھ آدمیوں کو کہ
نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ
وحی کی ہم نے ان کی طرف پس پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۴۳) بِالْبَيِّنٰتِ
اگر ہو تم نہ جانتے ساتھ نشانیوں کے
وَالزُّبُرِ
اور کتابوں کے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے کچھ مرد ہی بھیجے کہ ان کی
نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ
طرف حکم بھیجتے تھے سو یاد کرنے والوں سے پوچھو
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۴۳) بِالْبَيِّنٰتِ
اگر تمہیں معلوم نہیں بھیجا نشانیاں
وَالزُّبُرِ
اور کتابیں دے کر

زُبُر: صحیفے، زبور کی جمع ہے جس کے معنی لکھی ہوئی کتاب کے ہیں۔ یہ لفظ سورۃ نساء میں گذر چکا ہے۔

اس سے پہلے ذکر تھا کہ دنیا کی بناوٹ میں یہ بات داخل ہے کہ یہاں ہر قسم کے لوگ رہیں ان سب کو سمجھ اور عقل دے کر سیدھا راستہ رسول اور کتابوں کے ذریعہ واضح کر دیا جائے۔ اور ہر ایک کو اختیار رہے کہ ان کی بات مانے یا نہ مانے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہمارا ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ آدمیوں کے لیے آدمی ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس کی طرف فرشتہ کے ذریعے حکم بھیجتے رہتے ہیں کہ ان کو فلاں باتوں کے کرنے کے لیے کہو اور فلاں باتوں سے رکنے کی ہدایت کرو۔ ان رسولوں کو ایسی نشانیاں عطا کیں اور کتابیں بھی دیں۔ جن سے ان کے پہچاننے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ اگر تمہیں یہ بات معلوم نہیں تو جو دنیا میں اصل حالات جاننے والے اور سمجھنے والے موجود ہیں۔ ان سے پوچھ کر اپنی تسلی کر لو۔ کیونکہ نہ جاننے والوں کے لیے اس کے سوا اور کیا تدبیر ہو سکتی ہے کہ وہ واقف کار لوگوں سے پوچھیں اور ان کے کہنے کے مطابق چلیں۔ یہاں سے صاف معلوم ہو گیا کہ دنیا میں ایک سے ایک زیادہ سمجھ دار زندگی کے ہر شعبہ میں موجود رہے گا۔ ناسمجھ اور نادان اپنی مشکلات ان کے ذریعے حل کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

آخری رسول اور قرآن

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ
اور اتارا ہم نے تیری طرف یہ ذکر تاکہ بیان کردے تو
لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ
لوگوں کے سامنے جو اتارا گیا ان کی طرف اور تاکہ وہ
یَتَفَکَّرُوْنَ (۴۴)
فکر کریں

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ
اور ہم نے تجھ پر یہ یادداشت اتاری تاکہ تو
لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ
لوگوں کے سامنے کھول دے وہ چیز جو ان کے واسطے اتری
یَتَفَکَّرُوْنَ (۴۴)
اور تاکہ وہ غور کریں

النصف

ذِکْر: یاد داشت۔ ذکر کے معنی یاد کرنے کے ہیں نیز ایسی باتیں اور ہدایتیں جو ایک جگہ لکھ لی جائیں اور جن کے دیکھنے سے پچھلی باتیں یاد آجائیں یہاں اس سے مراد قرآن مجید ہے جو ان تمام اچھی باتوں کو یاد دلاتا ہے جو پہلے لوگوں کو سمجھائی گئی ہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اسی سلسلہ کی آخری کڑی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں آخری کتاب یعنی قرآن مجید دے کر ہم نے دُنیا میں بھیجا تاکہ رسولوں کے ذریعے انسان کی ہدایت کرنے کا جو کام شروع ہُوا تھا۔ اس کی تکمیل ہو جائے اب اے رسول تیرا کام یہ ہے کہ اس آخری کتاب کو جو قیامت تک تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجی گئی ہے اور جس میں پہلی تمام شریعتوں کا خلاصہ اور نچوڑ درج کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کو اچھی طرح کھول کھول کر سمجھا دے تاکہ وہ اپنے تمام مشکل مسئلے اس کی بدولت حل کرنے کے قابل ہو جائیں۔

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید میں وہ تمام اچھی باتیں جو پہلے رسولوں کی کتابوں میں موجود تھیں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں عقل مند لوگ غور کر کے اس کتاب میں سے ہر جگہ اور ہر زمانے میں اپنی تمام مشکلات کا حل ڈھونڈ کر نکال سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ طریقہ بھی اپنی زبانی اور عملی ہدایتوں اور اپنے اقوال و افعال سے واضح کر دیا ہے جس سے ہمیں اپنے مسائل کا حل نکالنے میں آسانی ہو۔ اس لیے حدیث اور اقوال ائمہ مجتہدین و سلف صالحین ہمارے لیے مشعل راہ ہیں جن کے بغیر ہم اپنا کام نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

غرور کی جڑ

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ
کیا بس نڈر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے داؤ کیے بُرے
اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ
کہ دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا
يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
آجائے ان پر عذاب اس جگہ سے کہ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾
وہ خبر نہ رکھتے ہوں

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ
سو کیا وہ لوگ جو بُرے داؤ کرتے ہیں نڈر ہو گئے
اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ
اس بات سے کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دیوے
يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
یا ان پر عذاب آپہنچے جہاں سے وہ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾
خبر نہ رکھتے ہوں

مَکَرُوْا داؤ کیے انہوں نے ماضی کا صیغہ ہے م ک ر سے۔ مکر پہلے کئی جگہ آچکا ہے اس کے معنی خفیہ داؤ کرنا مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ ایسی تدبیریں سوچیں جن کی بنیاد شرارت اور فساد پر ہو مثلاً یہ کہ اچھے لوگوں کو نہ ابھرنے دیں گے اور سب پر زبردست ہو کر رہیں گے۔

ارشاد ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ باتیں بنا کر دوسروں پہ دھونس جمانے اور کچھ ہتھیار اور مال پر قبضہ جما بیٹھنے سے ساری خدائی کے تمہیں مالک ہو گئے۔ کیا تمہیں اس سے ڈر نہیں لگتا کہ زلزلہ آجائے اور تم زمین میں دھنس جاؤ یا کوئی ایسا عذاب اچانک آجائے جو تمہارے سان گمان میں بھی نہ ہو۔ سنو یہ جو تم چھپا چھپا کر خفیہ داؤ کرتے ہو اور ہر آیندہ مصیبت سے اپنے زعم میں بچاؤ کا سامان کر رکھتے ہو کیا یہ تمہیں ہر آفت سے بچا سکتا ہے۔ اگر اس خیال میں ہو تو ہوش کی دوا کرو۔ اللہ عزوجل کے ہاں ایسے بے شمار داؤ کرتب تیار ہیں کہ تمہارے وہم میں بھی نہیں آتے اور وہ اس جگہ سے تم پہ عذاب بھیج سکتا ہے جہاں سے تمہیں عذاب کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ تمہیں ڈھیل دیئے ہوتے ہے تو اس سے دھوکا مت کھاؤ یہ اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اپنے نادان بندوں کو سوچنے سمجھنے کا موقعہ دے رکھا ہے اور ان کو فوراً سزا نہیں دیتا۔ ورنہ اگر انہوں نے ڈھٹائی اختیار کی تو اسے عذاب بھیجتے کیا دیر لگتی ہے۔ معاذ اللہ!

Marfat.com

عذاب کی صورتیں

اَوۡ یَاۡخُذَہُمۡ فِیۡ تَقَلُّبِہِمۡ فَمَا ہُمۡ
یا پکڑلے ان کو ان کے چلنے پھرنے میں پس نہیں وہ
بِمُعۡجِزِیۡنَ ﴿۴۶﴾ اَوۡ یَاۡخُذَہُمۡ عَلٰی
عاجز کرنے والے یا پکڑلے ان کو ذرا
تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ
ڈرا کر پس تحقیق تمہارا رب البتہ نرم ہے
رَّحِیۡمٌ ﴿۴۷﴾
مہربان

اَوۡ یَاۡخُذَہُمۡ فِیۡ تَقَلُّبِہِمۡ فَمَا ہُمۡ
یا ان کو چلتے پھرتے پکڑلے سو وہ
بِمُعۡجِزِیۡنَ ﴿۴۶﴾ اَوۡ یَاۡخُذَہُمۡ عَلٰی
عاجز کرنے والے نہیں یا ان کو ڈرانے کے بعد
تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ
پکڑلے سو تمہارا رب نرم ہے
رَّحِیۡمٌ ﴿۴۷﴾
مہربان

تَقَلُّبٌ (چلنا پھرنا) یہ ق۔ل۔ب سے بنا ہے قلب کے معنی بدل دینے کے ہیں۔ تَقَلُّبٌ جگہ بدلنا، چلنا، پھرنا
تَخَوُّفٌ (ڈرنا) خ۔و۔ف سے بنا ہے خَوۡفٌ کے معنی ڈرنا تَخَوُّفٌ کے بھی یہی معنی ہیں مگر اس میں رفتہ رفتہ کا مفہوم آگیا ہے۔

اس آیت میں ذکر ہے کہ جب تم اپنے کاروبار میں بے پرواہی سے لگے ہوئے ہو اور بے فکری سے چل رہے ہو، ایسی حالت میں ممکن ہے کہ اللہ عزوجل کا عذاب اچانک تمہیں آپکڑے۔ کیونکہ تم میں کوئی طاقت نہیں کہ اللہ عزوجل پر پابندی لگاؤ۔ اور اسے عذاب دینے سے زبردستی روک سکو۔ یا وہ ایسا کرے کہ سسکا سسکا کر اور سہما سہما کر رفتہ رفتہ تمہیں ختم کر دے اور تم دیکھتے ہی رہ جاؤ۔ کہ ہماری حالت دن بدن تباہ ہوتی چلی جا رہی ہے لیکن کچھ تدارک نہ کر سکو۔ جیسا کہ بعض موذی امراض ٹی۔بی وغیرہ میں دیکھا جاتا ہے۔ یا بعض دفعہ آمدنی گھٹنی شروع ہو جاتی ہے اور کچھ بنائے نہیں بنتی۔ آخر گھٹتے گھٹتے ایک دن صفر رہ جاتی ہے اور آدمی ایسی حالت میں جیتا ہے جو موت سے بھی بدتر ہے۔

یاد رکھو کہ اللہ عزوجل یہ سب کچھ کر سکتا ہے اور تمہارے لچھن ہیں بھی ایسے ہی کہ تم کو اچانک یا گھلا گھلا کر تباہ کر دیا جائے مگر اللہ عزوجل اپنے بندوں پر بڑا شفیق اور مہربان ہے اس کی شفقت اور مہربانی عذاب کے آڑے آجاتی ہے۔

Marfat.com

کائنات کا مطالعہ

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ
کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف اس کے جو پیدا کی اللہ نے کوئی
شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ
چیز ڈھلتے ہیں اس کے سائے دائیں سے
وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَ ہُمۡ
اور بائیں سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ
دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾
عاجزی کرنے والے ہیں

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ
کیا وہ نہیں دیکھتے جو اللہ نے پیدا کی ہے
شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ
کوئی چیز ڈھلتے ہیں اس کے سائے دائیں طرف سے
وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَ ہُمۡ
اور بائیں طرف سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے اور
دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾
وہ عاجزی کرتے ہیں

یَتَفَیَّؤُ (ڈھلتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے جو فَیۡءٌ سے بنا ہے فَیۡءٌ ڈھلتے ہوئے سایہ کو کہتے ہیں جو دوپہر کے بعد ہوتا ہے۔

ظِلٰلُہٗ (سائے اس کے) ظِلٌّ کی جمع ہے ظلّ اس سایہ کو کہتے ہیں جو دوپہر سے پہلے ہوتا ہے دوپہر کے بعد یہی سایہ فَیۡءٌ ہو جاتا ہے

دَاخِرُوۡنَ (ذلیل، تابع) داخر کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے د۔خ۔ر سے۔ دخر کے معنی بے بس ہو کر کسی کے کہنے پر چلنا اس کے ہم معنی لفظ صَاغِرُوۡنَ ہے جو سورۃ التوبہ میں گذر چکا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اے غافلو! سایہ دار چیز کو کبھی دیکھا ہے۔ صبح کو ہر چیز کا سایہ پیدا ہوتا ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے دوپہر کو قائم ہو جاتا ہے۔ زوال کے بعد ڈھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ان سب حالتوں میں زمین پر پڑا رہتا ہے۔ اور کبھی اِدھر اُدھر جھکتا ہے۔ کبھی اُدھر مائل ہو جاتا ہے۔ پیشانی ہر وقت اللہ کے سامنے ٹکی رہتی ہے۔ کیا یہ انہیں اس بات کے سمجھانے کے لیے کافی نہیں کہ وہ بھی اللہ کے قانون سے ذرہ بھر نہیں مڑتا۔ پھر خود وہ چیزیں جن کا سایہ اللہ کی اطاعت میں سر بسجود ہے اللہ عزوجل کے سامنے بے بس ہے اور اس قانون سے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں سرک سکتیں جو اس نے ان کے لیے مقرر کر دیا ہے کیا یہ ذلّت اور عاجزی اللہ عزوجل قادر و توانا کے وجود کی دلیل نہیں ہے؟ چیزوں کو دیکھ کر فقط یہی نتیجہ نکالنا کہ یہ ہمارے کھانے کی ہے۔ یہ ہمارے رہنے کی ہے یہ ہماری خدمت کرنے کے لیے ہے' ہماری بے وقوفی ہے ان کو دیکھ کر اللہ عزوجل کو پہچاننا ہے۔

Marfat.com

اللہ کی حکومت

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو

فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ

زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے اور وہ

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ

نہیں بڑے بنتے ڈرتے ہیں اپنے رب سے

مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ۩

اپنے اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم دیئے جاتے ہیں

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو

فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ

زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتوں سے اور وہ

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ

تکبّر نہیں کرتے اپنے اوپر سے اپنے رب کا

مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ۩

ڈر رکھتے ہیں اور جو حکم پاتے ہیں کرتے ہیں

ع ۶ ۱۲ السجدۃ ۳

دَآبَّةٌ: (چلنے والا) یہ لفظ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے جو جاندار چیز زمین پہ چلتی پھرتی ہے وہ دَآبَّۃٌ ہے۔

ارشاد ہے کہ آسمانوں کی ہر چیز خواہ کیسی ہی شاندار نظر آئے اور ایسی ہی زمین کی ہر جاندار چیز اللہ عزوجل کے آگے سربسجود ہے اور جب جاندار ہی جھک گئے تو بے جان کا کہنا ہی کیا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے حکم سے سر پھیر سکے۔ نیز وہ شاندار مخلوق جنہیں فرشتے کہتے ہیں۔ باوجود طاقت اور مرتبہ والے ہونے کے اللہ عزوجل کے آگے عاجزی کے ساتھ سر سجدہ میں رکھے ہوئے ہیں۔

وہ جانتے ہیں کہ ہماری ساری قوّت اور عزّت اللہ عزوجل کی عطا کی ہوئی ہے ہم اس کے سامنے بالکل عاجز ہیں اور بغیر اس کے حکم اور اس کی اجازت کے کچھ نہیں کر سکتے۔ ان کے دل میں اپنی بڑائی کا خیال تک نہیں آتا۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ ہم سب سے اوپر ہمارا رب اللہ عزوجل ہے اور ہم سب اس کے نیچے اس کے حکم کے مطابق اپنے اپنے مقررہ کام انجام دیتے ہیں۔ اس لیے ہمارا منصب سوا اس کے کچھ نہیں کہ اس کی بندگی کریں اور جو وہ حکم دے بسر و چشم بجا لائیں چنانچہ وہ وہی کرتے ہیں جو حکم ہوتا ہے۔ یہ سجدہ کی آیتیں ہیں یعنی ان دو آیتوں کے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ کرنا واجب ہے۔

Marfat.com

شرک غلط ہے

وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ

اور کہا اللہ نے مت اختیار کرو معبود

اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

دو بات یہی ہے کہ وہ معبود ایک ہی ہے

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَ لَهٗ مَا

پس مجھی سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کے لیے عبادت ہے

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾

ہمیشہ کیا پس غیر اللہ سے ڈرتے ہو

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ

اور اللہ نے کہا کہ دو معبود مت

اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

بناؤ معبود وہ ایک ہی ہے

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا

سو مجھ ہی سے ڈرو اور جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی کا ہے اور عبادت

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾

ہمیشہ اسی کے لیے ہے سو کیا اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے ہو

اِرْهَبُوْنِ (ڈرو مجھ سے) اُرْهُبُوْا امر کا صیغہ ہے رہ۔ب سے رھب کے معنی ڈرنا جس کے ساتھ دل میں کپکپی، بے چینی بھی ہو۔ اس کے بعد نون زائد ہے۔ نون کے بعد ی ہے جس کے معنی مجھ سے ہیں۔ وقف کی وجہ سے ی گر پڑی۔

وَاصِبٌ (ہمیشہ) یہ اسم فاعل ہے وص ب سے جس کے معنی دوام کے ہیں۔ اس لیے واصب کے معنی دائم کے ہیں۔

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ بہکانے سے بہک جاتا ہے۔ اس لیے اس کو سیدھا راستہ بتانے کی ضرورت ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کی فطرت کا خیال کر کے اپنا رسول اور اپنی کتاب دونوں اس کے پاس بھیجے۔ اور فرمایا کہ دیکھو دو معبود کبھی مت بنانا حقیقت یہی ہے کہ معبود ایک ہی ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ میں ہوں۔ سو اس لیے میرے خوف سے کانپتے رہو۔ سنو! جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ اللہ کا ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ تابعداری ہمیشہ اسی کی لازم ہے جب سارے کے سارے اس کے آگے بے بس ہیں تو کسی کی کیا مجال کہ بغیر اس کے حکم کے کسی کو نفع یا ضرر پہنچا سکے پھر کسی اور سے ڈرنے کے کیا معنی؟

Marfat.com

منعم حقیقی

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا

اور جو تمہارے پاس نعمت ہے سو اللہ کی طرف سے ہے پھر جب

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾

پہنچتی ہے تمہیں سختی تو اسی کے آگے چیختے ہو

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا

پھر جب کھول دے سختی تم سے ناگاہ

فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

ایک گروہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ شریک کرتا ہے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ

تاکہ انکار کریں اس کا جو ہم نے انہیں دیا سو مزے اڑا لو

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

پس عنقریب جان لو گے

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا

اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے پھر

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾

جب تمہیں سختی پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا

پھر جب تم سے سختی کھول دیتا ہے تو اسی وقت تم میں

فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

سے ایک فریق اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتا ہے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ

تاکہ اس چیز سے جو ہم نے ان کو دی منکر ہو جاویں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

سو مزے اڑا لو آخر معلوم کر لو گے

تَجْـَٔرُوْنَ (فریاد کرتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے ج۔ء۔ر سے جُؤَارٌ گائے کے سخت آواز نکالنے یا ڈکرانے کو کہتے ہیں جس سے اس کی حاجت معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد ہے کہ ہر نعمت جو تمہیں ملی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے بعض دفعہ کسی چیز سے سخت تکلیف پہنچتی ہے اور اس حالت میں لوگ سب کچھ بھول کر اللہ ہی کو پکارتے ہیں انجام کار وہی اس تکلیف کو دور کرتا ہے تھوڑی ہی دیر میں لوگ اللہ کو بھول بھال جاتے ہیں اور دوسروں کو اپنا مشکل کشا سمجھنے لگتے ہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہوئے۔ کہ وہ اللہ عزوجل کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور جو چیزیں سامنے دکھائی دیتی ہیں۔ انہیں اپنا داتا اور مددگار سمجھتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کی گواہی دے رہی ہیں۔ ایسی حالت میں اس ناشکری کا بدلہ دے سکتا تھا لیکن وہ حلیم اور بردبار ہے جلدی گرفت نہیں کرتا۔ اس لیے تمہیں برابر موقع دیے جاتا ہے۔ کہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائے جاؤ۔ آخر ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ مہلت ختم ہو جائے گی۔ اس دن انسان کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ کس قدر حماقت میں مبتلا تھا۔

Marfat.com

بے انصافی

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
اور مقرر کرتے ہیں اس کے لیے جسے نہیں جانتے حصہ
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا
اس سے جو دیا ہم نے انہیں قسم اللہ کی البتہ پوچھے جاؤ گے تم اس سے جو
كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ
تھے تم جھوٹ گھڑتے اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لیے
الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا
بیٹیاں وہ تو اس سے پاک ہے اور اپنے لیے جو
يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾
وہ چاہیں

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
اور ایک حصہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے ان کے لیے
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا
ٹھہراتے ہیں جن کی وہ خبر نہیں رکھتے اللہ کی قسم تم سے پوچھنا ہے جو تم
كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ
بہتان باندھتے ہو اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے
الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا
لیے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے اور اپنے لیے وہ جو ان
يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾
کا دل چاہتا ہے

يَشْتَهُوْنَ: چاہتے ہیں مضارع کا صیغہ ہے اِشْتِہَاءٌ سے جو ش۔ ہ۔ و سے بنا ہے شَہْوَۃٌ کے معنی خواہش جیسے ہم شہوت لمبی ت سے لکھتے ہیں اور فقط جنسی خواہش کے لیے استعمال کرتے ہیں حالانکہ عربی میں ہر خواہش شہوت ہے۔ اشتہا کے معنی دل چاہنا۔

قرآن مجید سکھاتا ہے کہ بتوں کے لیے نذر نیاز چڑھانی چھوڑ دو تمہیں جو کچھ ملتا ہے اللہ کی طرف سے ملتا ہے زراعت مویشی تجارت سب اسی کی دین ہے پھر اس کی پیداوار میں سے بتوں کا حصہ کیوں نکالتے ہو اس آیت میں یہی بیان ہے فرماتے ہیں کہ یہ کافر لوگ اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے بتوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں۔ یہ سخت بے انصافی ہے یہ جھوٹے موٹے معبود جو تم نے گھڑ رکھے ہیں اس کی بابت تم سے ایک وقت سوال ہوگا کہ یہ کہاں سے آئے شیطان نے تمہیں بہکا رکھا ہے اور تم اللہ عزوجل کو منہ سے تو مانتے ہو لیکن تمہارا دل اسے کچھ اہمیت نہیں دیتا اور نہ اس کی صفتوں کو تم اچھی طرح پہچانتے ہو سنو! وہ اولاد سے پاک ہے تم اس کے لیے اولاد مقرر کرتے ہو اور وہ بھی بیٹیاں۔ توبہ کرو اللہ کو اس کی حاجت نہیں۔ وہ محتاجی سے بالاتر ہے اور پھر طرّہ یہ کہ اپنے لیے اچھی سے اچھی چیز پسند کرتے ہو اور ہمیشہ بیٹا مانگتے ہو اور گری پڑی نکمی چیزوں کو اللہ سے نسبت دیتے ہو۔

Marfat.com

لڑکیوں سے نفرت

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ

اور جب خوشخبری دی جائے کسی کو ان میں سے لڑکی کی دن بھر رہے

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾

منہ اس کا سیاہ اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا ہے

یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا

چھپتا پھرے لوگوں سے برائی سے اس کی کہ

بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ

خوشخبری دیا گیا وہ جس کی کہ کیا رکھے اس کو رسوائی کے ساتھ

اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ

یا دبا دے اس کو مٹی میں خبردار بُرا ہے

مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

جو وہ فیصلہ کرتے ہیں

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری ملے تو سارا دن

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾

اس کا منہ سیاہ رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے

یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا

اور اس خوشخبری کی برائی کے مارے جو اس نے لوگوں سے سُنی

بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ

چھپتا پھرے کیا اس کو ذلت قبول کر کے زندہ رہنے

اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ

دے یا اس کو مٹی میں دبا دے خبردار بُرا

مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں

مُسْوَدًّا (سیاہ) اسم فاعل ہے اِسْوِدَادٌ سے جس کا مادہ س۔و۔د ہے۔ سَوَادٌ کے معنی سیاہی کے ہیں۔ اسواد کے معنی سیاہ ہو جانے کے ہیں
كَظِیْمٌ (غم چھپائے) یہ صفت کا صیغہ ہے ک۔ظ۔م سے (دم گھونٹے ہوتے) یَتَوَارٰی (چھپتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے تَوَارِی سے جو و۔ر۔ی سے بنا ہے وَرْیٌ کے معنی پوشیدگی کے ہیں تَوَارِی چھپنا۔

ارشاد ہے کہ جب کسی کو کوئی آکر یہ خوشخبری سناتا ہے کہ تیرے لڑکی پیدا ہوئی ہے تو اس پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے چہرہ مارے غم کے کالا سیاہ ہو جاتا ہے وہ اس سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ اسے زندہ رہنے دوں اور عمر بھر ذلت و رسوائی اور طعنے برداشت کروں یا اس کو زمین میں گاڑ دوں تاکہ زندگی میں رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑے اپنی تو بیٹی کے معاملے میں یہ حالت ہے اور اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ خوب سن لو یہ ان کی دھاندلی ہے۔

Marfat.com

لفظی تصویر

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ
ان لوگوں کی جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر صورت حالات
السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ
بُری ہے اور اللہ کے لیے شان ہے سب سے بلند اور وہ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع
زبردست ہے حکمت والا

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ
جو آخرت کو نہیں مانتے ان کی مثال
السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ
بُری ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر ہے اور وہی
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع ۱۰/۱۴
زبردست ہے حکمت والا

ان آیتوں میں مشرکوں کے حالات جو بیان کیے گئے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے جو منعم حقیقی ہے۔ ناشکر گزار اور نافرمان بندے ہیں۔ اس کے قابو سے باہر تو وہ ہو ہی نہیں سکتے اور اتنی بات وہ بھی جانتے ہیں چنانچہ مصیبت میں اسی کو پکارتے ہیں لیکن جب مصیبت دور ہو جاتی ہے تو اسے بھول جاتے ہیں اور بتوں وغیرہ کی نذر نیاز اس کی دی ہوئی روزی میں سے نکالتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ لوگ خود غرض ہیں۔ اچھی اچھی چیزیں آپ لینا چاہتے ہیں۔ اور بُری چیزیں اللہ عزوجل کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے ہیں۔ اور ان کے ہاں اگر بیٹی ہو تو اسے اپنے لیے باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں۔ ان کے اوصاف کا یہ بیان ان کی لفظی تصویر ہے۔ اور اس سے ان کی یہ تشکل ذہن میں آتی ہے۔ نافرمان غلام، آقا کو (معاذ اللہ) بھولا بھالا سمجھنے والا پرلے درجے کا خود غرض ہے۔

ان کی خرابی کی اصل جڑ یہ ہے کہ یہ آخرت کو نہیں مانتے۔ ایسے لوگوں کے حالات سُن کر سوا ان کی برائی کے اور کوئی چیز ذہن میں نہیں جمتی۔ یہ تصویر نری بُرائی دکھاتی ہے۔ کیوں کہ ان میں اچھی صفتیں ہیں ہی نہیں جو بیان کی جائیں۔ برخلاف اس کے اللہ عزوجل کی صفات پر غور کرو۔ ان سے ان کا سب سے بڑا اور عظیم الشان ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس کا تصوّر ذہن میں یہ آتا ہے کہ وہ سب سے زبردست اور ساری حقیقت سے واقف ہے ؟

Marfat.com

دُنیا میں مہلت

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ
اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے
مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ
نہ چھوڑے زمین پر کوئی چلنے والا اور لیکن
يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا
مہلت دیتا ہے ان کو ایک وقت تک جو مقرر ہے پس جب
جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
آجائے گا ان کا وقت نہ پیچھے ہٹیں گے ایک گھڑی
وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾
اور نہ آگے بڑھیں گے

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ
اور اگر اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر پکڑے تو زمین
مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ
پر ایک چلنے والا نہ چھوڑے لیکن ان کو
يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا
ایک وقت موعود تک ڈھیل دیتا ہے پھر جب
جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
ان کا وعدہ آپہنچے گا نہ ایک گھڑی پیچھے سرک
وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾
سکیں گے اور نہ آگے

ارشاد ہے کہ تم لوگوں کی ہٹ دھرمی، خود غرضی، گستاخانہ روش تو یہی چاہتی ہے کہ تمہاری ہستی سے زمین کو پاک کر دیا جائے اور تمہیں حرف غلط کی طرح یک قلم مٹا دیا جائے یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے جو عرب سے باہر کی دنیا میں رہتے ہیں، تم سب کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ تم میں زیادہ لوگ بُرے ہیں اور تھوڑے سے اچھے تم تقریباً سب کے سب ظالم ہو اب اگر اللہ تعالیٰ تمہاری بدمعاشی اور ظلم کے بدلے تمہیں ہلاک کر دے تو دُنیا بسے کس طرح، نیک لوگ پہلے ہی دُنیا سے بیزار اور آخرت کے طلبگار ہیں ان کی یہاں طبیعت ہی نہیں لگتی اور ساری جاندار چیزیں انسان کے لیے پیدا کی گئی ہیں جب وہی نہ رہا تو یہ رہ کر کیا کریں گی غرض ظالموں کے تباہ ہوتے ہی ساری زمین جانداروں سے خالی ہو جائے گی لیکن اللہ عزوجل علیم و حکیم ہے۔ اس نے اپنے علم و حکمت کی رو سے فیصلہ کیا ہے کہ دُنیا کو ایک مقررہ وقت تک قائم رکھنا ہے تاکہ بُروں میں سے اچھے نکلتے اور چھٹتے رہیں۔ اس لیے اس وقت تک کے لیے انسان کو باوجود شرارت کے باقی رکھنا ضرور ہے تاکہ جس کو اچھا بننا ہو بن جائے جب وقت مقررہ آپہنچے گا سب وقت پر فنا ہو جائیں گے نہ ایک گھڑی آگے نہ پیچھے ؛

Marfat.com

عجیب منطق

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ
اور کر دیتے ہیں اللہ کے لیے وہ جو خود ناپسند کرتے ہیں اور
تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ
کہتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ کہ
لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ
ان کے لیے خوبی ہے قطعی ہو گیا کہ ان کے لیے
النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾
آگ ہے اور یہ کہ وہ بڑھائے جا رہے ہیں

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ
اور کر دیتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے اور
تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ
ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں۔ کہ ان کے
لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ
واسطے خوبی ہے ثابت ہو گیا کہ ان کے لیے
النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾
آگ ہے اور وہ بڑھائے جا رہے ہیں

لَاجَرَمَ (نہیں رد اس کا) یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے لا کے معنی نہیں جرم کاٹ یعنی اس کی کاٹ نہیں یہ قطعی ہے۔

مُفْرَطُوْنَ (آگے کیے جا رہے ہیں) اسم مفعول مُفْرَطٌ کی جمع ہے جو افراط سے بنا ہے اور جس کا مادہ ف۔ ر۔ ط ہے۔ فَرْطٌ کے معنی آگے بڑھنا اِفْرَاطٌ حد سے آگے بڑھانا تیزی سے دھکیلنا یعنی یہ لوگ آگ کی طرف تیزی سے دھکیلے جا رہے ہیں۔

فرمایا کہ اللہ کی بابت غلط بیانی ظلم ہے لیکن اکثر آدمی اسی میں مبتلا ہیں۔ ان کو ایک مقررہ وقت تک مہلت ہے کہ وہ اپنے آپ کو درست کر لیں۔ اور یہ اللہ کی رحمت کا تقاضا ہے۔ یہ لوگ بُری باتیں تو اللہ عزوجل کے سر تھوپتے ہیں اور خود اپنی زبان سے بکتے پھرتے ہیں۔ کہ اچھی چیزیں تو ہماری ہیں اور ہم ان کے مستحق ہیں۔ یہ ان کی سراسر جھوٹ اور گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ ایسی باتیں ان کو قطعی طور پر دوزخ کا مستحق بنا رہی ہیں۔

قرآن مجید کی ان آیتوں کو سُن کر کون عقلمند اللہ کے نام وہ صفتیں یا کام لگائے گا جو اس کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ وہ ہمیشہ اسے انہیں ناموں اور صفتوں والا مانتا رہے گا۔ جو قرآن مجید نے بتائی ہیں ٭

Marfat.com

سمجھ کا پھیر

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ

قسم اللہ کی البتہ تحقیق ہم نے بھیجے رسول طرف اُمتوں کے

مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

تجھ سے پہلے پس مزین کیے ان کے لیے شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ

ان کے اعمال پس وہی ان کا رفیق ہے آج کے دن

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

اور ان کے لیے عذاب ہے درد ناک

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ

قسم اللہ کی ہم نے تجھ سے پہلے مختلف فرقوں میں

مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

رسول بھیجے پھر شیطان نے انہیں ان کے کام اچھے

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ

کر کے دکھائے سو آج وہی ان کا رفیق ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے

اس آیت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے ارشاد ہے کہ دُنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ انسان شیطان کے داؤ میں پھنس جاتا ہے اور ہمارے رسولوں کے کہنے کو خاطر میں نہیں لاتا بہت سے لوگ اپنے بُرے کاموں ہی کو اچھا سمجھتے رہیں گے یہاں تک کہ آخر میں ان کی شامت اعمال انہیں ہر طرف سے گھیر لے گی اور وہ عذاب میں مبتلا ہو کر دُنیا سے غارت ہو جائیں گے اور آخرت میں دائمی عذاب کے اندر پھنس جائیں گے۔ اللہ اپنی قسم کھا کر اپنے رسول سے کہہ رہا ہے۔ کہ تجھ سے پہلے ہم نے مختلف اُمتوں میں رسول بھیجے اور انہوں نے ان کے سمجھانے میں کسر نہیں رکھی لیکن شیطان نے کہا۔ واہ جی کیا ان کے کہنے سے دنیا کے مزے کھیل تماشے چھوڑ دو گے۔ دیکھو کیسے کیسے تفریح کے سامان تمہارے سامنے موجود ہیں تم نے ان سے کام نہ لیا۔ تو دوسرے ان پر اپنا قبضہ جما لیں گے اور تم منہ دیکھتے رہ جاؤ گے۔ تم اپنے ساتھیوں سے مل کر گل چھرّے اُڑاؤ۔

وہ لوگ تو شیطان کے بہکانے میں آ کر اپنے ان کرتوتوں کی وجہ سے برباد ہوئے لیکن بدمعاشوں کا آج بھی وہی رویّہ ہے وہی اکڑ، وہی ضد، وہی شیطانی وسوسے اپنا کام آج بھی بدستور کر رہے ہیں اور لامحالہ ان کا بھی وہی حشر ہو گا جو ان کا ہُوا یہ دونوں جگہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہ عذاب انہی کے اعمال کا نتیجہ ہو گا ::

Marfat.com

نزول قرآن

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ

اور نہیں اتاری ہم نے تجھ پر یہ کتاب مگر اس لیے کہ تو واضح کردے

لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى

ان پر وہ چیز کہ اختلاف کر رہے ہیں وہ اس میں اور ہدایت

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۶۴)

اور رحمت واسطے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ

اور ہم نے تجھ پر کتاب اسی واسطے اتاری کہ تو ان کو وہ

لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى

چیز کہ جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں کھول کر سنا دے اور تاکہ

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۶۴)

ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہو

انسان نے جب سے سوچنا شروع کیا۔ اس کے سامنے برابر یہ سوال آتا رہا ہے کہ اس سارے عالم کا بنانے والا کون ہے‘ ان تمام چیزوں کو اس کے اندر قرینے سے کس نے سجایا اور اس کا مربّی اور محافظ کون ہے انسان کو کس نے پیدا کیا۔ اسے سمجھ بوجھ کس نے عنایت کی۔ اسے کون مارتا ہے‘ مرنے کے بعد یہ کہاں جاتا ہے‘ قانون اور قاعدے کس نے بنائے ہیں حکم کس کا چلتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ عزوجل نے دنیا میں اپنے رسول بھیجے اور ان کو حکم دیا کہ ان سے کہہ دو کہ اس عالم کو بنانے والا اس کی تربیت اور حفاظت کرنے والا فقط میں ہوں اور میرا ہی یہاں حکم چلتا ہے اور میری صفتیں یہ ہیں‘ اس لیے مجھے مانو میری عبادت کرو اور کسی کو میرے ساتھ شریک مت ٹھیراؤ۔

اس آیت میں بیان ہے کہ سب سے آخر میں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے اپنا رسول بنا کر ان کی طرف بھیجا اور تجھ پر کتاب اتاری جس کا نام قرآن مجید ہے۔ اس کے نازل کرنے کی غرض یہ ہے کہ جن باتوں میں لوگوں کا اختلاف چلا آرہا ہے اور باوجود پہلے رسولوں کے سمجھانے کے شیطان نے اپنا اثر ڈال کر اس کو دفع نہ ہونے دیا۔ ان کا قطعی اور دو ٹوک جواب دے دیا جائے اور جھگڑے کی جڑ ہمیشہ کے لیے کاٹ دی جائے۔ اب اگر اکثر لوگ پھر بھی نہ مانیں تو تجھے کڑھنے اور رنج کرنے کی ضرورت نہیں جو لوگ اس کتاب کے فیصلے سنیں گے اور ان کو دل سے مانیں گے ان کے لیے یہ کتاب ہدایت کا سرچشمہ ثابت ہوگی اور وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ آرام و آسایش سے زندگی بسر کریں گے ؛

Marfat.com

رحمت کا نمونہ

وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا

اور اللہ نے آتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کیا

بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد تحقیق اس کے اندر

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع

البتہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں

وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا

اور اللہ نے آسمان سے پانی آتارا پھر اس نے زمین کو

بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اس میں ان

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع ۵ ۱۴

لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سنتے ہیں

قرآن مجید ان لوگوں کے لیے جو اسے مان لیتے ہیں ہدایت بھی ہے اور سرچشمۂ آرام و راحت بھی۔ جس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ وہ انسان کی زندگی کو سارے خرخشوں سے پاک کرتا ہے اور ایسا اطمینان اور سکون دل کو بخشتا ہے۔ جو نہ دولت سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ جاہ و جلال سے اور نہ نام نہاد سائنس اسے مہیا کر سکتی ہے۔ یہی وہ رحمت اور بخشش ہے، جو سوا قرآن مجید کے اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارانِ رحمت کہ جس سے خشک کھیتی ہری بھری ہو جاتی ہے۔ اور مُردہ زمین میں جان پڑ جاتی ہے۔ یہی اس آیت میں بیان ہے کہ قرآن مجید کے اثر کو سمجھنا ہے۔ تو بارانِ رحمت پر غور کرو۔

اللہ عزوجل آسمان سے مینہ برساتا ہے تو مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ سبزہ اور کھیت لہلہانے لگتے ہیں۔ آدمیوں اور جانوروں کے کھانے پینے کا سامان افراط کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان سب کو دیکھ کر ان پہ جو غور کرو گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ قرآن مجید سے بھی اسی طرح مُردہ روحوں میں جان پڑ جاتی ہے۔

دل میں پاک جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جان بخش ہواؤں کے جھونکے دل اور جان کو ہر وقت تر و تازہ رکھتے ہیں۔ جسم اور جان دونوں میں نشاط کی لہر دوڑ جاتی ہے:

Marfat.com

رحمت کے اور نمونے

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ
اور تحقیق تمہارے لیے چوپایوں میں البتہ عبرت ہے
نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ
پلاتے ہیں ہم تم کو اس سے جو ان کے پیٹوں میں ہے درمیان
فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا
گوبر اور خون کے دودھ صاف ستھرا
سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ (۶۶)
خوشگوار پینے والوں کے لیے

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ
اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں سوچنے کی جگہ ہے
نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ
ہم ان کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو
فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا
کے درمیان سے تمہیں دودھ پلاتے ہیں صاف ستھرا
سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ (۶۶)
پینے والوں کے لیے خوشگوار

سَآئِغًا خوشگوار اسم فاعل ہے س و غ سے سَوْغٌ کے معنی کسی چیز کا گلے میں سہولت اور آسانی سے اُتر جانا جس کے لیے لازم ہے کہ مزے دار ہو۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ زمین کی پیداوار کے علاوہ جانوروں سے بھی تمہاری ضرورت کی چیزیں پیدا کیں۔ دیکھو جو کچھ وہ کھاتے ہیں۔ وہ ان کے پیٹ کے اندر جا کر ان کل پرزوں کے ذریعے جو اندر ہی اندر اپنا کام کر رہے ہیں تین چیزوں کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک حصّہ تو گوبر وغیرہ بن کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ ایک حصّہ خون بن کر ان کی زندگی کو برقرار رکھتا ہے۔ ان دونوں کے بیچ میں ایک تیسری چیز بنتی ہے جسے دودھ کہتے ہیں۔ یہ گوبر اور خون کے درمیان ہی بنتا ہے۔ لیکن ان دونوں گندگیوں اور بدمزگیوں سے پاک ہے۔ یہ ایک سنہری، خوشنما، خوش ذائقہ گلے میں باآسانی اُتر جانے والی غذا ہے جسے پینے والے مزے لے لے کر پیتے ہیں اور جو بچ رہتا ہے۔ اس سے مکھن، دہی اور پنیر وغیرہ بناتے ہیں، جو بہت مقوی اور مزیدار غذائیں ہیں اور جو قوت غلّوں، ترکاریوں، پھلوں وغیرہ سے انسان کو نہیں ملتی یا ملتی ہے تو کم ملتی ہے وہ دودھ کے ذریعے مہیا کی جاتی ہے تاکہ انسان کی جسمانی نشو و نما میں کوئی کمی نہ رہے۔

Marfat.com

پینے کی چیزیں

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَ الْاَعْنَابِ
اور میووں میں سے کھجور اور انگور کے
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا
وہ کہ بناتے ہو تم اس سے نشہ اور روزی
حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً
اچھی تحقیق اس میں نشانی ہے
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾
واسطے ان لوگوں کے جو سمجھتے ہیں

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ
اور کھجور کے اور انگور کے میووں میں سے وہ
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا
کہ بناتے ہو تم اس سے نشہ اور روزی
حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً
اچھی اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾
لیے جو سمجھتے ہیں

سَکَر: نشہ اسکر کے معنی بیہوشی کے ہیں لیکن اس سے مراد وہ شئے ہے جس سے بیہوشی ہو یعنی خمر، شراب

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ تمہارے لیے کھجور اور انگور اور اس جیسے میوے اور پھل پیدا کیے جس میں سے تم اپنی ضرورت اور تفریح کی چیزیں تیار کرتے ہو جن میں سے بعض اچھی ہیں اور بعض بری۔ مثلاً کھجور اور انگور سے تم شراب بناتے ہو۔ حالانکہ اس میں تمہارے لیے نقصان ہے پھر انہیں میں سے سرکہ چھوہارے کشمش وغیرہ بناتے ہو جو اچھی اور تمہارے کام کی چیزیں ہیں۔ یہ سب چیزیں اللہ عزوجل نے تمہارے لیے بنائی ہیں اور تم کو قوت اور عقل دی ہے کہ تم سوچ سمجھ کر ان میں سے مفید چیزیں لے لو اور نقصان دینے والی چیزوں سے بچو۔

سب سے زیادہ ضروری کام جو تمہیں عقل سے لینا ہے وہ یہ ہے کہ ان سب چیزوں کو دیکھ کر اور ان کے قواعد اور نظام پر نظر کر کے ان کے بنانے والے کو پہچانو اور اس کے تمام احسانات کا جو اس نے تم پر کیے ہیں شکر ادا کرو اور ان چیزوں کا استعمال اسی طرح کرو جس طرح وہ حکم دے اور ہر اس چیز اور بات سے بچنے کے لیے تیار رہو جس سے وہ اپنے رسول کے ذریعے منع کر دے۔ یقیناً انسان کی عقل اس قابل ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر اللہ عزوجل کو پہچان لے۔

Marfat.com

ایک اور نعمت

وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ
اور دل میں ڈالا تیرے رب نے شہد کی مکھی کے کہ
اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ
بنا پہاڑوں میں گھر اور
الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ﴿۶۸﴾
درختوں میں اور اس جگہ جسے لوگ بلند کرتے ہیں
ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ
پھر کھا ہر قسم کے میووں میں سے پھر چل
سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ
اپنے رب کے راستوں میں آسان کیے ہوئے

وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ
اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ
اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ
پہاڑوں میں اور درختوں میں اور جہاں وہ
الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ﴿۶۸﴾
ٹٹیاں باندھتے ہیں گھر بنا لے
ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ
ہر طرح کے میووں میں سے کھا پھر چل اپنے رب کے
سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ
راستوں میں جو صاف پڑے ہیں

یَعۡرِشُوۡنَ: (بلند کرتے ہیں) اس لفظ کا مادہ ع۔ر۔ش ہے عرش کے معنی اونچا اٹھانے یا اونچی اٹھائی ہوئی چیز کے ہیں۔

ذُلُلًا (آسان کیے ہوئے) یہ ذَلُوۡلٌ کی جمع ہے جو صفت کا صیغہ ہے ذ۔ل۔ل سے ذُلٌّ کے معنی نرمی عاجزی اور سہل ہونے کے ہیں۔ ذَلُوۡلٌ کے معنی نرم جس میں کوئی سختی یا دشواری نہ ہو۔ یہ صفت کا صیغہ ہے جو مذکر اور مونث کے لیے یکساں بولا جاتا ہے۔

ارشاد ہے کہ تیرے رب نے نحل (شہد کی مکھی) کی فطرت میں یہ رکھ دیا ہے کہ وہ ہمیشہ پہاڑوں، اونچے درختوں یا بلند مکانوں اور انگور کی ٹٹیوں پر گھر بنائے اور خوش ذائقہ میٹھے پھلوں اور پھولوں کا رس چوسے اور پھر اپنے بنائے اونچے گھروں میں واپس آجائے۔ اور وہاں سب مل کر عجیب و غریب نظام کے تحت شہد تیار کریں۔ شہد کی مکھی کو اللہ عزوجل نے انسان کے لیے پینے کی ایک نہایت لذیذ اور نفیس چیز تیار کرنے کے کام میں لگا رکھا ہے۔ اس کی باقاعدہ ایک قانون کے مطابق چال ڈھال مل جل کر متفقہ طور پر اپنے کام میں کوشش کرنا نہایت محفوظ گھر کاری گری سے بنانا انسان کے لیے بجائے خود سبق آموز ہے۔

Marfat.com

شہد کی پیدائش

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے ایک پینے کی چیز کہ الگ الگ ہیں
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ
رنگ اس کے اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
تحقیق اس کے اندر البتہ نشانی ہے اس قوم کے لیے
يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾
جو سوچتے ہیں

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
ان کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کے
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ
مختلف رنگ ہیں اس سے لوگوں کے مرض اچھے ہوتے ہیں
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اس میں ان لوگوں کے لیے جو دھیان کرتے ہیں
يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾
نشانی ہے

پچھلی آیتوں میں بنایا گیا ہے۔ کہ شہد کی مکھی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور قدرت سے یہ بات رکھ دی۔ کہ پہاڑوں، بلند درختوں اور اونچی اونچی جگہوں پر اپنے مکان بنائے اور اس میں خاص انتظام کے ساتھ باطمینان ہر جگہ سے پھر پھرا کر آئے جائے۔ یہاں فرمایا کہ جیسے مویشیوں کے اندر دودھ بنتا ہے۔ اسی طرح شہد کی مکھی ہر پھل اور شیرینی سے نفیس حصہ کھا کر شہد بناتی ہے جو ایک نہایت لذیذ اور شیریں چیز ہے اور اس کے کھانے سے آدمیوں کو بہت سی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ استعمال کرنے والے اس سے فائدے اٹھاتے ہیں اور غور کرنے والے اس میں اللہ عزوجل کی قدرت کی ایک خاص جھلک دیکھتے ہیں اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس کا اقرار کر کے اسی کی فرماں برداری میں مشغول ہو جانا چاہیئے جن لوگوں کی نظر اس کی قدرت کے یہ سب کرشمے دیکھ کر بھی اس تک نہیں پہنچتی۔ بلکہ خود چیزوں ہی تک محدود رہتی ہے۔ اور وہ خود غرضی کے ساتھ ان سے فائدے اٹھانے ہی میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ان میں عزوجل کے تمام بندوں کا حق تسلیم کریں خود اپنا ہی پیٹ بھرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے سوا اس کے کیا کہا جائے کہ وہ تنگ نظر، کم ہمت اور انسانیت سے گرے ہوئے ہیں ؎

Marfat.com

خود اپنی حالت

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ قف

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ ختم کرتا ہے تمہیں

وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

اور بعض تم میں سے وہ ہیں کہ لوٹایا جاتا ہے طرف نکمی عمر کے

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ط اِنَّ

تاکہ نہ جانے بعد جاننے کے کچھ تحقیق

اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾

اللہ جاننے والا قدرت والا ہے

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ قف

اور اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو موت دیتا ہے

وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کو پہنچ جاتا ہے کہ

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ط اِنَّ

سمجھنے کے پیچھے اب کچھ نہ سمجھے تحقیق

اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع ۹ ۵ ۱۵

اللہ قدرت والا خبردار ہے

اس آیت میں انسان کو بتایا گیا ہے کہ وہ خود اپنی حالت پر بھی غور کرے۔ خود اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کے لیے بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ ارشاد ہے کہ تم کو جس نے بنایا وہ اللہ عزوجل ہے۔ بنانے کے بعد بھی وہ تم پر ہر طرح قادر ہے تم اس کے حکم کے تابع ہو۔ اس کے حکم کے باہر جانا تمہارے بس کا نہیں پس تم میں سے جس جس کی عمر ختم ہوتی جائے گی اسے وہ اٹھاتا چلا جائے گا بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جو بڑی عمر تک زندہ رہیں گے اور عمر کے اس حصہ تک پہنچ جائیں گے جس میں آدمی نکما ہو جاتا ہے۔ اعضاء اچھی طرح کام نہیں کر سکتے۔ سوچنے سمجھنے کی طاقت بھی گھٹ جاتی ہے پڑھا پڑھایا بھولتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو کچھ سیکھا تھا اس میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ اس نے جیسا چاہا اسے بنا دیا جیسی چاہی شکل صورت دے دی اسے ہر چیز کا علم ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ جیسے اسے ہر فرد پر قدرت ہے ایسے ہی اسے تمہاری قوموں اور جماعتوں پر بھی پوری طرح قدرت ہے اور ان میں بھی یہی قاعدہ جاری ہے کہ پیدا ہوتی ہیں اور اپنی عمر پوری کر کے ختم ہو جاتی ہیں بعض کمزور اور ناطاقت ہو کر برے احوال جھیلتی رہتی ہیں یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں ۔

Marfat.com

غلام اور آقا برابر نہیں

وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ
اور اللہ نے بڑھایا تم میں بعض کو بعض پر
فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا
روزی میں پس نہیں وہ لوگ جو بڑھائے گئے
بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ
دینے والے اپنا رزق انہیں جن کے مالک ہوتے
اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ
ان کے ہاتھ تاکہ وہ اس میں برابر ہوں
اَ فَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾
کیا پس اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں

وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ
اور اللہ نے تم میں ایک کو ایک پر روزی میں
فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا
بڑائی دی سو جن کو اللہ نے بڑائی دی وہ
بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ
اپنی روزی ان کو نہیں پہنچا دیتے جن کے مالک ان کے
اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ
ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں
اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾
کیا پس وہ اللہ کی نعمت کے منکر ہیں

رِزْقِ (روزی) یہ لفظ پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے۔ جو چیز انسان کو ملے۔ مال، دولت، صحت، عافیت، علم و ہنر، خوش حالی وغیرہ۔ اس آیت میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ ہر مخلوق کو اللہ کا بندہ اور مملوک مان لینے کے بعد یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ وہ اللہ عزوجل کے برابر کسی طرح بھی ہو سکتے ہیں۔ تم خود سوچو کہ کیا تم خود اپنے غلاموں کو کسی طرح اپنے برابر مان سکتے ہو۔ تم ان سے مال و دولت، قوّت، جاہ و جلال میں بڑھے ہوئے ہو۔ کیا وہ تمہارے غلام ہوتے ہوئے تمہارے برابر ہو سکتے ہیں یا تم برضا و رغبت ان کو اپنے مال وغیرہ میں سے اتنا دے سکتے ہو کہ وہ تمہارے برابر ہو جائیں اور پھر غلام کے غلام رہیں۔ کیا تم اس سے اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی مخلوق اللہ کی بندگی اور غلامی سے کبھی نہیں نکل سکتی۔ اتنا مان کر پھر کسی کو اللہ عزوجل کے برابر کیسے ٹھیرا سکتے ہو یہ مرتبوں کا فرق جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان رکھا ہوا ہے۔ یہ اس کی نعمت ہے۔ کیا غضب ہے کہ خود آپ تو اس نعمت کی بدولت اپنے غلاموں سے بڑے بنتے ہو اور اللہ کے غلاموں کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہو۔

Marfat.com

اللہ کی نعمت

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اور اللہ نے بنائیں تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ

اور دیئے تم کو تمہاری بیویوں سے بیٹے

وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

اور پوتے اور عطا کیا تم کو پاکیزہ چیزوں میں سے

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ

پس کیا جھوٹی بات پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمت کو

هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

وہ جھٹلائیں گے

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری ہی قسم سے عورتیں پیدا کیں

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ

اور تم کو تمہاری عورتوں سے بیٹے

وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

اور پوتے دیئے اور کھانے کو تمہیں ستھری چیزیں دیں

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ

سو کیا جھوٹی باتیں مانتے اور اللہ کے فضل

هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

کو نہیں مانتے

حَفَدَةً: پوتے، حافد کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے ح۔ف۔د سے۔ حفد کے معنی خدمت انجام دینے کے لیے آگے بڑھنا۔ دعائے قنوت میں نَحْفِدُ اسی سے فعل مضارع ہے جس کے معنی "ہم دوڑتے ہیں تیری طرف تیرا حکم بجالانے کو"۔ حافد وہ جو خدمت کے لیے فوراً حاضر ہو جائے۔ اس میں غلام، نوکر، چاکر، رشتہ دار، داماد، پوتے وغیرہ سب آ گئے۔ حَفِيْدٌ کے بھی یہی معنی ہیں اور اس کی جمع بھی یہی ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری ہی نوع میں سے عورت کو پیدا کر دیا تاکہ وہ تمہارا جوڑا بنے اور اس سے بچے پیدا ہوں اور تمہارے گرد تمہارے مددگاروں، رشتہ داروں، اولاد در اولاد کا ڈھیر لگ جائے پھر تمہاری زندگی قائم رکھنے کے لیے کھانے پینے کی صاف ستھری چیزیں بہ کثرت پیدا کیں تاکہ تمہاری زندگی کے سب کام چلتے رہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نوعی اور شخصی زندگی کے قائم رکھنے کا انتظام سوا اللہ عزوجل کے کسی اور نے نہیں کیا تو تم دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو جس نے تم پر سارے احسان اور انعام کیے۔ اس کو تو بھلا دیا اور جنہوں نے کچھ بھی نہیں کیا اس کی پوجا پاٹ کرنے لگے ناشکری کی انتہا ہے ۞

Marfat.com

غلط طریقہ

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ

اور عبادت کرتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر ان کی جن کے بس میں نہیں

لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

ان کے لیے رزق آسمانوں سے اور زمین سے

شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا

کچھ اور نہ وہ قدرت رکھتے ہیں پس مت چھپاں کرو

لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ

اللہ پر پھبتیاں تحقیق اللہ جانتا ہے اور

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

تم نہیں جانتے

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ

اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کی روزی

لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کے آسمانوں اور زمین میں کچھ بھی مختار

شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا

نہیں اور نہ وہ قدرت رکھتے ہیں پس اللہ پر

لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ

مثالیں مت چھپاں کرو بے شک اللہ جانتا ہے اور

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

تم نہیں جانتے

ان آیتوں میں عقل کے دشمنوں یعنی مشرکوں کی بابت بتایا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں سے بھرپور فائدے اٹھاتے ہیں اور پھر اس کو اپنا منعم حقیقی نہیں مانتے۔ ان چیزوں کو اس کے برابر ٹھیراتے ہیں جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکتیں۔ وہ نہ آسمان سے مینہ برسا سکتے ہیں تاکہ کھانے کے لیے غلّہ پیدا ہو اور پینے کو پانی ملے۔ نہ زمین ہی سے کچھ اگانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر غیروں سے پیٹھ موڑ لو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ پھر بھی آسمان سے مینہ برستا ہے اور وقت پر زمین سے غلّہ پیدا ہوتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو انسان کے رزق دینے میں کوئی دخل نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ اس لیے تمہیں چاہیئے کہ سب کو چھوڑ کر اللہ ہی کی طرف جھکو اور اس کی قدرت کو پہچانو۔ اس کے لیے دُنیا کے بادشاہوں کی مثالیں مت ڈھونڈو۔ یہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ عزوجل ایک بڑے بادشاہ کی طرح ہے اس تک ہماری رسائی بغیر بتوں یا پہنچے ہوئے لوگوں کی وساطت کے نہیں ہو سکتی۔ یہ نادانی کی باتیں ہیں اللہ کی صفتیں وہی ہیں جو اس نے بتا دیں۔ ان کو وہی جانتا ہے تم نہیں جانتے ۔

Marfat.com

ایک مثال

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا
بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک غلام دوسرے کی ملک
لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ
نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر اور وہ کہ دیا ہم نے اُسے
مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ
اپنی طرف سے رزق خوب پس وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے
سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ
چھپاکر اور کھلم کھلا کہیں برابر ہوتے ہیں یہ یہ خوبی سب
لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾
اللہ کیلیے ہے۔ پر اکثر ان کے نہیں جانتے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا
اللہ نے ایک مثال بتلائی ایک بندہ پرایا مال جو کسی چیز پر
لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ
اختیار نہیں رکھتا اور ایک جس کو ہم نے اپنی طرف سے اچھی
مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ
روزی دی سو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے
سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ
چھپاکر اور برملا کہیں برابر ہوتے ہیں۔ ساری خوبی اللہ
لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾
کے لیے ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے

ایک مثال پر غور کرو۔ دیکھو ایک طرف تو ایک ایسا شخص ہے جو ہر طرح دوسرے کا محتاج ہے وہ غلام ہے اور اپنے مالک کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی کام انجام دے سکتا ہے دوسری طرف ایک ایسا آدمی ہے جو مال اور جاہ کا مالک ہے اور اللہ عزوجل کی عنایت سے اس کے پاس بہت کچھ ہے خرچ کرنے میں اسے کسی اور سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دن رات چھپاکر اور دکھاکر ہر طرح کھلے بندوں خرچ کرتا ہے کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ اب بتاؤ کہ کیا وہ محتاج غلام اور یہ مالدار آزاد دونوں کسی طرح ایک دوسرے کے برابر ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد پھر اس پر غور کرو کہ اللہ عزوجل ساری خوبیوں کا مالک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں تمام عالم کا مال اور خزانہ اس کے پاس ہے جو چاہے حکم دے اور جو چاہے کرے کیا اس کے برابر دنیا کی کوئی چیز ہو سکتی ہے بڑی سے بڑی خوبیوں والی چیز اس کے سامنے عاجز و لاچار ہے پھر اس کا کوئی شریک اور اس کی خدائی میں کوئی حصہ دار کیسے ہو سکتا ہے یہ نادانی کی انتہا ہے کہ تم ان بے جان مورتوں اور پتھر مٹی کے گھڑے ہوئے بلکہ ان گھڑ بتوں کو اس کا شریک اور مقابل ٹھیراتے ہو اور کہتے ہو کہ ان کے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ نعوذ باللہ پھر بھی اکثر لوگ یا تو جانتے ہی نہیں یا جان کر انجان بنتے ہیں:۔

Marfat.com

ایک اور مثال

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ

اور بیان کی اللہ نے ایک اور مثال دو مرد ہیں ایک ان میں

اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ

گونگا نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر اور وہ بوجھل ہے

عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ

اپنے آقا پر جہاں بھیجے اُسے نہ لائے کوئی بھلائی

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ

کیا برابر ہے وہ اور وہ جو حکم کرتا ہے انصاف سے

وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾

اور وہ راستہ پر ہے سیدھا

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ

اور اللہ نے ایک دوسری مثال بتائی دو مردوں میں ایک

اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ

گونگا جو کچھ کام نہیں کرسکتا اور وہ بھاری ہے

عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ

اپنے صاحب پر جس طرف اس کو بھیجے کوئی بھلائی کر کے نہ لائے

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ

کہیں برابر ہے وہ اور وہ شخص جو انصاف سے حکم کرتا ہے

وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع

اور وہ سیدھی راہ پر ہے

کَلٌّ بھاری۔ بوجھل۔ اس کا مادہ ک۔ل۔ل ہے اور یہ اس سے صفت کا صیغہ ہے۔ کلال اس کا مصدر ہے جس کے معنی نکان، بوجھ، ثقل اور بھاری پن کے ہیں۔ مَوْلیٰ: مالک، قریبی رشتہ دار، آقا اور مصاحب کو کہتے ہیں۔ کل علی مولاہ: اپنے آقا یا ساتھی پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ ارشاد ہے کہ ایک گونگا اور بہرا آدمی جو نہ سمجھ سوچ سکتا ہے اور نہ ٹھیک طرح کوئی کام کرسکتا ہے ہر طرح اپنے مربّی اور سرپرست پر ایک بوجھ بنا ہوا ہے۔ اگر وہ اس سے کبھی کسی کام کے کرنے کو کہتا بھی ہے تو وہ اسے بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اوّل تو سمجھتا ہی نہیں کہ میرے مالک نے کیا کہا اور اگر کچھ اوٹ پٹانگ سمجھا بھی تو کرتے وقت سٹ پٹا جاتا ہے۔ اور جو کچھ کرتا ہے۔ اس کی بابت یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر کچھ نہ کرتا تو اچھا ہوتا۔ کیا وہ ایسے شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو ہر طرح سے چاق چوبند ہے، اپنے سارے کام خود ہی کرتا ہے اور ہمیشہ سب سے آگے رہتا ہے اور دوسروں کو بھی یہی سکھاتا رہتا ہے کہ دیکھو آپس کے معاملات میں عدل و انصاف سے کام لو جب یہ دونوں شخص برابر نہیں ہوسکتے تو پھر تم نکمّے اپاہجوں کو اللہ عزوجل کے برابر کیسے ٹھیرا سکتے ہو؟

Marfat.com

مثالوں کا مطلب

اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنے والے وہی ہو سکتے ہیں جنہوں نے اس کو ٹھیک طور پر نہیں پہچانا۔ اس کی بابت انہوں نے بس یہی خیال قائم کیا کہ وہ ایک زبردست بادشاہ ہے۔ جیسے دنیا میں زبردست بادشاہ ہوتے ہیں۔ وہ اوروں پر حکم چلاتے ہیں۔ لیکن یہ حکم وزیروں، امیروں اور مقرب درباریوں کے واسطے سے چلتا ہے۔ ان کے دربار میں انہی کی رسائی ہو سکتی ہے جس کی سفارش ان میں سے کوئی کر دے۔

عرب کے مشرک اللہ عزوجل کے لیے دُنیا کے بادشاہوں کی مثال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو بتوں کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہماری سفارش کر کے اللہ کے دربار میں ہمیں پہنچا دیں اور ہم اس کے قریب ہو جائیں۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ مخلوقات کے اندر ایک دوسرے کی مثال مل سکتی ہے۔ اور وہ مثال اس کی حقیقت کو واضح کر سکتی ہے لیکن خالق اور مخلوق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک کے حالات دوسروں پر چسپاں نہیں ہو سکتے۔ تم انسانوں ہی کے اندر دیکھو۔ کہ ایک مفلس، قلاش، دوسرے کا غلام، ایک مالدار صاحب مقدور، اور آزاد شخص کے برابر نہیں ہو سکتا اور نہ ایک معذور، اپاہج۔ ایک تندرست و توانا کی ہمسری کر سکتا ہے۔ اس سے تمہیں دو باتیں سمجھنی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ جب مخلوقات کے مرتبوں میں برابری نہیں۔ قوت اقتدار اور دیگر حالات کے لحاظ سے باہم فرق ہوتا ہے تو اللہ عزوجل تو پورے اقتدار کا مالک ہے۔ اس سے زیادہ قوت والا کوئی نہیں ہے اور نہ کسی اور کی صفتیں اس کی صفتوں کے برابر ہو سکتی ہیں۔ اس لیے کوئی اس کا شریک اور برابر والا کیسے ہو سکتا ہے۔ دوسرے ایک اور بات بھی سمجھنی چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ان بتوں سے کہیں زیادہ ہے۔ بت تو گونگے بہرے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود سیدھے راستے پر چلنے والے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرنے والے۔ کیا یہ انتہائی غلطی نہ ہو گی۔ کہ ایک ٹنڈ منڈ بے جان، عاجز و ناچار کے آگے تو بے کار سر جھکایا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تک سننے سے انکار کر دیا جائے اگر تم نے ان مثالوں سے فرق مراتب سمجھ لیا ہے تو اللہ عزوجل کو معبود یکتا اور اس کے رسول کو رہبر کامل ماننا تمہارا فرض ہے ۔

Marfat.com

مخلوقات کا بھید

وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ کے پاس ہے بھید آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

اور نہیں حال قیامت کا مگر جیسے جھپکنا آنکھ کا

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

یا وہ اس سے بھی قریب ہے تحقیق اللہ اوپر ہر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۷۷)

چیز کے قادر ہے

وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

اور بھید آسمانوں کے اور زمین کے اللہ ہی کے پاس ہیں

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

اور قیامت کا کام تو ایسا ہے جیسے نگاہ کی جھپک

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

یا اس سے بھی قریب اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۷۷)

قادر ہے

لَمْحِ الْبَصَرِ: آنکھ بند کرنا اور فوراً کھولنا لمح کے معنی ہیں اشارہ کرنا۔ آنکھ بند کرنا اور پھر کھولنا۔ لمح البصر آنکھ جھپکنا۔ اسی معنی میں دوسرا لفظ طرفۃ العین ہے۔

کسی آدمی کی بابت کوئی دوسرا آدمی ساری باتیں نہیں جانتا۔ اور نہ جان سکتا ہے۔ ہر ایک میں ایک نہ ایک بھید ہے جس سے دوسرے پورے طور پر واقف نہیں۔ بس وہ اتنا ہی جانتا ہے۔ جتنا وہ اپنے تخمینے سے یا خود اس کے بتلانے سے ہی معلوم کر سکتا ہے۔ ایسے ہی باقی مخلوقات بھی اپنی اپنی الگ خاصیتیں رکھتی ہیں۔ جسے انسان اپنے تجربہ سے یا کسی کے بتانے سے ہی معلوم کر سکتا ہے جب کوئی کسی کی حالت سے پورے طور پر آگاہ نہیں۔ تو پھر ظاہر ہے کہ ہر چیز کا بھید جاننے والا اللہ عزوجل ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اس لیے انسان سے اس کا پورا پورا حساب سوا اللہ کے کوئی نہیں لے سکتا۔ اس آیت میں یہی سمجھایا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک کا بھید اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وہ اس کا حساب لے گا۔ اس لیے قیامت کا آنا ضروری ہے اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا۔ پلک جھپکنے میں آ جائے گی۔ آنکھیں بند کر کے کھولنے میں جتنی دیر لگتی ہے۔ اتنی بھی دیر اس کے آنے میں نہ لگے گی۔ ہر کام کی اس کی قدرت کے آگے یہ حالت ہے کہ ادھر کہا ادھر ہوا۔ چیزوں کے اسی اختلاف نے اول تو اللہ عزوجل کا وحدہ لاشریک ہونا ثابت کیا اور اس کے بعد قیامت اور حساب کتاب کا ضروری ہونا ثابت کیا۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

اور اللہ نے نکالا تم کو پیٹوں سے تمہاری ماؤں کے

لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

نہ جانتے تھے تم کچھ اور بنائے تمہارے لیے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

اور آنکھیں اور دل تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ

شکر گزار بنو کیا نہیں دیکھا انہوں نے پرندوں کو

مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ

قاعدے کے پابند آسمان کی فضا میں اڑتے نہیں تھامتا انہیں

اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

مگر اللہ تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

اور اللہ نے تم کو تمہاری ماں کے پیٹ سے نکالا

لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

تم کسی چیز کو نہ جانتے تھے اور دیئے تم کو کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

اور آنکھیں اور دل تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ

احسان مانو کیا انہوں نے آسمان کی ہوا

مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ

میں اڑتے جانور حکم کے پابند نہیں دیکھے اللہ کے سوا

اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

نہیں کوئی نہیں تھام رہا اس میں ان لوگوں کے لیے جو یقین

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

لاتے ہیں نشانیاں ہیں

ارشاد ہے کہ اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں کچھ مدّت رکھ کر باہر نکالا تمہاری حالت اس وقت کیا تھی؟ سوا چند فطری احساسات کے کچھ سمجھ نہ تھی پھر تم کو رفتہ رفتہ ترقی دی یہاں تک کہ تم چیزوں کو سن کر اور دیکھ کر پہچاننے لگے اس کے ساتھ ہی تمہیں دل عطا کیا جو سوچ سمجھ کر ان چیزوں کی بابت رائے قائم کرے اور رفتہ رفتہ تمہیں اللہ عزوجل کی معرفت کی طرف لے جائے اور اس منعم حقیقی کا ہر وقت شکر گزار رہنا سکھلائے۔ اس کے بعد ایک اور مخلوق یعنی پرندوں کی طرف توجہ دلاتی ہے ان کی ساخت اور بناوٹ کا تقاضا یہ تھا کہ وہ فضائے آسمانی میں اڑتے پھریں۔ ان کی ہر نوع انہی قاعدوں کے تحت اڑتی پھرتی ہے جو اللہ عزوجل نے اس کے لیے مقرر کر دیئے ہیں۔ دیکھو ان کا سنبھالنے والا اور تھامنے والا فقط اللہ تعالیٰ ہے اپنے اور ان کے حالات میں ایمانداروں کو اللہ کی قدرت کی نشانیاں صاف نظر آتی ہیں۔

Marfat.com

انسان کا آرام

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا

اور اللہ نے بنایا تمہارے لیے تمہارے گھروں سے ٹھکانا

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا

اور بنائے تمہارے لیے کھالوں سے چوپاؤں کی گھر

تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ

کہ ہلکے پاتے ہو تم انہیں کوچ کے دن اور ٹھیرنے کے دن

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ

اور ان کی اون سے روؤں اور بالوں سے

اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

گھر کا سامان اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا

اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے لیے گھر تمہارے بسنے کی جگہ

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا

اور بنا دیئے تم کو چوپایوں کے کھال سے ڈیرے جو تم پر ہلکے

تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ

رہتے ہیں جس دن سفر میں ہو اور جس دن گھر میں ہو

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ

اور اُن کی اون اور روؤں اور بالوں سے کتنے

اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقررہ تک

تَسْتَخِفُّوْنَ ہلکا پاتے ہو تم۔ مضارع کا صیغہ ہے اِسْتِخْفَاف سے جو خ۔ ف۔ ف سے بنا ہے۔ خِفَّۃٌ کے معنی ہلکے پن کے ہیں۔ اسی سے خفیف بنا ہے جس کے معنی ہلکے کے ہیں۔ اِسْتِخْفَافٌ ہلکا محسوس کرنا۔ ہلکا پانا۔ اَصْوَافٌ اون۔ صوف کی جمع ہے۔ بھیڑ دنبے وغیرہ کی اُون کو کہتے ہیں۔ اَوْبَارِ: وَبْرٌ کی جمع ہے اونٹ وغیرہ کی نرم روؤں کو کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں سے اپنے آرام کا سامان تیار کرتے ہو تمہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ سب ہماری دین ہے ہمیں نے تمہیں راستہ دکھایا کہ اپنے رہنے سہنے کے لیے اینٹ پتھر، لکڑی۔ لوہا وغیرہ جمع کر کے اچھے اچھے مکان بناؤ۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ جانوروں کی کھالوں سے ڈیرے، خیمے وغیرہ بناؤ۔ تاکہ وہ سفر اور حضر میں ہلکے مکانوں کا کام دیں۔ پختہ مکان جگہ سے نہیں ہل سکتے۔ لیکن تمہیں کسی سفر میں جانا پڑتا ہے کبھی رہائش کے لیے ہی مکان کی جگہ بدلنی پڑتی ہے۔ یہ ڈیرے، خیمے اپنے ساتھ اٹھا کر جہاں جی چاہے گاڑ کر بہت اچھا آرام کا عارضی یا مستقل مکان بنا سکتے ہو۔ اس کے علاوہ بھیڑ بکریوں کی اون، اونٹوں کی روؤں اور بکری وغیرہ کے بالوں سے بہت سے گھر کے سامان کمبل قالین وغیرہ بناتے ہو اور بہت سی برتنے کی چیزیں مثلاً رسّی وغیرہ تیار کرتے ہو اور مرتے دم تک کرتے رہو گے۔

Marfat.com

مزید انعامات

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ
اور اللہ نے بنائے تمہارے لیے اس سے جو پیدا کیا سائے اور
جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ
بنائیں تمہارے لیے پہاڑوں سے پناہ گاہیں اور بنائے
لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ
تمہارے لیے کرتے بچاتے ہیں تمہیں گرمی سے اور کرتے
تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ
بچاتے ہیں تمہیں لڑائی میں اسی طرح پورا کرتا ہے اپنی نعمت
عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾
تم پر تاکہ تم فرمانبردار بنو

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ
اور اللہ نے تمہارے لیے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے
جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ
بنا دیے اور تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں
لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ
بنا دیں اور تمہارے لیے کرتے بنا دیے جو بچاؤ ہیں گرمی کا
تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ
اور بچاؤ ہیں لڑائی کے اسی طرح اپنا احسان تم پر
عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾
پورا کرتا ہے تا کہ تم حکم مانو

اَكْنَانٌ: كِنٌّ کی جمع ہے، چھپنے کی جگہ

سَرَابِيْلَ: سربال کی جمع ہے۔ کرتے کو کہتے ہیں۔

تَقِيْ: بچاتا ہے تمہیں، مضارع کا صیغہ ہے و ق ی سے وَقْیٌ اور وَقَايَةٌ کے معنی ہیں بچانا۔

بَاْس: شدت، سختی، لڑائی۔

ارشاد ہے کہ ہم نے بہت سی چیزوں کے گہرے سائے بنائے مثلاً پہاڑ، درخت، عمارتوں اور بادلوں کے سائے کہ جن کے نیچے تم آرام کے ساتھ ٹھنڈک میں بیٹھتے ہو، نیز پہاڑوں کے اندر چھپنے کی جگہیں بنائیں جن میں تم دھوپ، بارش یا دشمن سے پناہ لے سکتے ہو، پھر گرمی سے بچاؤ کے لیے تمہیں کرتے بنانے سکھائے جن کو پہن کر دھوپ کی تپش سے اپنے بدن محفوظ رکھتے ہو، پھر لوہے کے حلقوں کو جوڑ کر ایک اور قسم کے کرتے بنانے سکھائے جنہیں زرہ کہتے ہیں۔ وہ لڑائی کے وقت تمہارے بدن کو زخمی ہونے سے بچاتے ہیں یہ سارے انعامات تمہارے اوپر کس کی طرف سے ہیں؟ یقیناً یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے فضل سے تمہارے لیے مہیا کیا ہے اسی نے اس کا سارا سامان تمہیں دیا اور اسی نے تمہیں عقل اور سمجھ دی کہ اس سامان سے اپنے لیے ساری ضرورتوں کی چیزیں تیار کرو۔

Marfat.com

ہٹ دھرمی

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
پس اگر منہ پھیر لیں تو کچھ نہیں تجھ پر مگر پہنچا دینا
الْمُبِيْنُ (۸۲) يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ
کھلم کھلا پہچانتے ہیں وہ اللہ کی نعمت پھر
يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ (۸۳)
اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور اکثر ان میں ناشکرے ہیں

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو فقط کھول کر
الْمُبِيْنُ (۸۲) يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ
سُنا دینا ہے اللہ کا احسان پہچانتے ہیں پھر
يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ (۸۳) ع ۱۷
منکر ہو جاتے ہیں اور ان میں اکثر ناشکر گزار ہیں

قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان دُنیا کی چیزوں سے فائدہ اٹھا کر یہ سمجھے کہ ان میری فائدے کی چیزوں کو اللہ عزوجل نے اپنی عنایت سے پیدا کیا ہے اور مجھے اتنی قوت دی ہے اور اتنا اختیار دیا ہے کہ میں ان سے فائدہ اٹھاؤں، ساتھ ہی عقل بھی دی ہے جس سے میں اتنی بات سمجھ سکوں کہ ان چیزوں کا استعمال اس طرح نہ کرنا چاہیئے کہ وہ میرے لیئے بجائے فائدہ پہنچانے کے اُلٹا نقصان پہنچانے کا سبب بن جائیں چیزوں کے استعمال کا طریقہ قرآن مجید میں صاف صاف کھول کر بیان کر دیا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے ہمیشہ کے واسطے انسان کے لیے طرزِ عمل معین کر دیا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتا ہے کہ یہ نادان اور غافل لوگ تیری نہ سنیں اور اپنی ہی ادھیڑ بن میں لگے رہیں ان کے اس رویّہ سے تجھے ہراساں اور بددل نہ ہونا چاہیئے۔ تیرا کام تو یہی ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر سُنا دے۔ ان پر عمل کرنے کا طریقہ زبانی بتا دے اور ان کے سامنے اس پر عمل کر کے دکھا دے۔ اس کے بعد اگر کوئی نہ سنے اور نہ مانے تو وہ جانے۔ مر کر ہمارے ہی پاس آئے گا اور ہم اس سے نمٹ لیں گے۔ اس دنیا میں ہم نے انہیں ماننے نہ ماننے کا اختیار دے رکھا ہے۔ ان کی عقل تو انہیں یہی بتائے گی۔ کہ یہ سب نعمتیں آپ ہی آپ پیدا نہیں ہوئیں۔ اللہ عزوجل نے اپنی رحمت اور عنایت سے ان کے موجود ہونے اور جاری رہنے کا پورا پورا بندوبست کر دیا ہے لیکن اکثر لوگوں کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اتنی کھلی ہوئی بات بھی نہیں سوجھتی وہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے کہ آخر یہ سب چیزیں آئیں کہاں سے جن پر وہ قبضہ جما کر بیٹھے ہیں ؛

Marfat.com

قیامت میں کیا ہوگا؟

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقے میں سے ایک بتانے والا
ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا
پھر نہ اجازت دی جائے گی ان کو جنھوں نے کفر کیا اور نہ
هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ (۸۴) وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ
وہ منا سکیں گے اور جب وہ دیکھیں گے جنھوں نے
ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ
ظلم کیا عذاب کو پس نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے
وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۸۵)
اور نہ وہ ڈھیل دیے جائیں گے

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
اور جس دن ہم ہر فرقے میں ایک بتلانے والا کھڑا کریں گے
ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا
پھر منکروں کو اجازت نہ دی جائے گی اور نہ
هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ (۸۴) وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ
ان کی توبہ قبول ہوگی اور جب ظالم
ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ
عذاب دیکھیں گے پھر نہ ان سے ہلکا کیا جائے گا
وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۸۵)
اور نہ ان کو ڈھیل ملے گی

شَهِيدٌ (آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے والا) یہ صفت کا صیغہ ہے ش۔ ہ۔ د سے جس سے مصدر شہادت ہے شہادت کے معنی ہیں جو دیکھا وہ بیان کر دینا۔ یہاں اس سے مراد رسول ہیں جو قیامت میں اپنی اپنی امت کا سچا سچا حال جو انہوں نے دیکھا ہے بیان کریں گے۔

يُسْتَعْتَبُونَ (منانے کی اجازت دیئے جائیں گے) مضارع مجہول ہے استعتاب سے جو ع۔ ت۔ ب سے بنا ہے عتاب، عتبیٰ اور مُعْتَبَةٌ ناراضی اور غصہ کو کہتے ہیں۔ استعتاب کے معنی ہیں دوسرے کو یہ کہہ کر منانا کہ میں قابل عتاب ہوں مجھے معاف کر دیجیے۔ دنیا میں یہ موقعہ حاصل ہے کہ اللہ عزوجل کے سامنے یہ عرض کر کے اسے منانے کی کوشش کریں۔ قیامت میں اس کا موقعہ نصیب نہ ہوگا۔

ارشاد ہے کہ اس دن تو ہر رسول کو کھڑا کر دیا جائے گا کہ اپنی اپنی امت کا سلوک بتا اور وہاں اللہ عزوجل کا انکار کرنے والوں کو اجازت نہ ہوگی کہ وہ اپنی بابت کچھ بول سکیں یا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ عذاب کو آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد نہ توبہ استغفار کا موقعہ رہے گا۔ اور نہ عذاب میں کوئی تخفیف ہو سکے گی یہ بھی نہ ہوگا کہ سزا ملنے میں کچھ مہلت مل جائے؛

Marfat.com

مشرکوں کا رویہ

وَ اِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا شُرَکَآءَهُمْ
اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اپنے شریکوں کو
قَالُوْا رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا الَّذِیْنَ
کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک جنہیں
کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَیْهِمُ
تھے ہم پکارتے سوا تیرے پس ڈالیں گے وہ ان کی طرف
الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾
یہ قول یقیناً البتہ تم جھوٹے ہو

وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا شُرَکَآءَهُمْ
اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے
قَالُوْا رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا الَّذِیْنَ
بولیں گے اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم
کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَیْهِمُ
تجھے چھوڑ کر پکارتے تھے تب وہ انہیں جواب
الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾
دیں گے کہ تم جھوٹے ہو

شُرَکَآءَهُمْ (اپنے شریکوں کو) مراد یہ ہے کہ وہ جاندار یا بے جان چیزیں جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کا کسی صفت میں شریک سمجھتے تھے۔ اِلْقَاءُ الْقَوْلِ (بات ڈالنا) کسی سے کچھ کہنا، بات سننا، جواب دینا۔

قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے۔ کہ اس دنیا کو اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور ہر شے قرینے سے اسی نے سجائی ہے۔ یہاں جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے۔ یا ہو گا۔ سب کچھ اسی کے حکم سے ہے لیکن اس دنیا میں انسان، شیطان کے بہکانے سے اور چیزوں کو اپنا داتا سمجھنے لگا۔

قیامت کے دن انسان کو اپنی غلطی صاف طور پر معلوم ہو جائے گی۔ وہاں جب انہیں وہ چیزیں نظر آئیں گی جن کو دنیا میں وہ اپنا معبود بنائے ہوئے تھے تو عرض کریں گے اے ہمارے رب انہی کو ہم آپ کا شریک بنائے ہوئے تھے۔ گویا مطلب یہ تھا کہ انہیں نے ہمیں بہکایا۔ یہ سُن کر سب کے سب انہیں یہ جواب دیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بے جان تو کہیں گے ہمیں خبر ہی نہیں تھی کہ تم ہماری پوجا کر رہے ہو۔ بڑے لوگ کہیں گے ہم نے تو تمہیں اپنی زندگی بھر یہی سمجھایا۔ کہ صرف اللہ عزوجل کی عبادت کرو۔ ہمارے بعد جو تم نے کیا ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔ شیطان کہے گا کہ میں نے تم پر زبردستی نہیں کی تھی تم خود اللہ کے کہنے کو چھوڑ کر اپنی خوشی سے میرے کہنے پر چلنے لگے اس لیے مجھ پر کوئی الزام نہیں۔

Marfat.com

ہوش وحواس گم

وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِۨالسَّلَمَ

اور ڈالیں گے طرف اللہ کے اس دن اطاعت

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۸۷)

اور کھو جائیگی ان سے وہ چیز کہ تھے وہ جھوٹ گھڑتے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جن لوگوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کے راستے سے

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

بڑھائیں گے ہم ان پر عذاب اوپر عذاب کے

بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (۸۸)

بدلے اس کے جو تھے وہ فساد کرتے

وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِۨالسَّلَمَ

اور اس دن عاجز ہو کر اللہ کے آگے پڑیں گے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۸۷)

اور بھول جائیں گے جو جھوٹ باندھتے تھے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جو لوگ منکر ہوئے اور اللہ کے راستے سے روکتے رہے

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

ان کے لیے بڑھا دیں گے ہم عذاب پر عذاب

بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (۸۸)

اس کے بدلے جو وہ فساد کرتے تھے

انسان کو بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی محنت اور ہوشیاری سے روپیہ کما لیتا ہوں بیمار ہوتا ہوں تو دوا ڈاکٹر تجویز کر دیتا ہے اور اس سے میں اچھا ہو جاتا ہوں لیکن ایسے موقعے بھی اکثر لوگوں کو پیش آتے ہیں کہ محنت کر کے بھی کافی پیسہ نہیں ملتا۔ دوا اور ڈاکٹر بھی بعض وقت بے کار ثابت ہوتے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کام اور ہی کوئی بناتا ہے۔ اتنا سوچتے ہی قرآن مجید اس کی مدد کو پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ کام بنانے والا فقط اللہ عزوجل ہے۔ آج اگر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں تو کیا ہوا۔ قیامت کے دن سارے پردے اٹھ جائیں گے اور ہر شخص اللہ عزوجل کی قدرت کا اعتراف کرے گا اور اس کی اطاعت کے لیے تیار ہو جائے گا۔

آگے ارشاد ہے کہ قیامت کے دن دیکھ لینے کے بعد ماننا کسی کام نہ آئے گا۔ دنیا میں جو ان کے کرتوت تھے ان کی سزا انہیں مل کر رہے گی۔ وہ اللہ عزوجل سے منہ موڑتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی بہکاتے تھے کہ اللہ نعوذ باللہ کوئی ہستی نہیں ہے۔ دل کھول کر دل کے ارمان نکالو۔ پرہیزگاروں کے کہنے میں آ کر خواہشوں کا خون مت کرو لیکن خواہشوں کی پیروی بہرحال فساد کی جڑ ہے۔ ان کی اس گمراہی کی باتوں سے دنیا میں جو فساد پھیلا اس کے باعث ان کو عذاب پر عذاب دیا جائے گا۔

Marfat.com

قرآن عظیم

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا
اور جس دن اٹھائیں گے ہم ہر امت میں سے ایک حال بتانے والا
عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ
ان کے اوپر انہی میں سے اور لائیں گے ہم تجھ کو
شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
گواہ ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر
الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى
کتاب کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت
وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع
اور رحمت اور خوشخبری حکم برداروں کے لیے

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا
اور جس دن ہم ہر فرقے میں سے ان کے اوپر انہی میں سے
عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ
حال بتانے والا کھڑا کریں گے اور تجھ کو ان
شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
لوگوں پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے تجھ پر
الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى
کتاب اتاری ہر چیز کا کھلا بیان اور ہدایت
وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع ۱۲ ۱۸
اور رحمت اور خوشخبری حکم ماننے والوں کے لیے

انسان کو ان آیتوں میں یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ دنیا میں وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے جو کام کرتا ہے۔ وہ قرآن مجید کے قانون شرعی کے مطابق ہونے چاہئیں۔ ورنہ اس کے کاموں کا انجام برا ہوگا۔ یہ خیال ہرگز نہ کرے کہ وہ یوں ہی چھوٹ جائے گا۔ ایک دن ضرور آنے والا ہے۔ جب انسان کے ہر گروہ میں سے ان کا نبی ان کے سارے حالات بتانے کے لیے کھڑا ہو جائے گا۔ اور پھر ان سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی گواہی دیں گے کہ یہ نبی سچ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا حال مجھے بتا دیا گیا ہے۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص اپنا حال چھپا سکے معلوم ہوا کہ آخری گواہی قرآن مجید کی ہوگی۔ اور گواہی دینے والے اللہ عزوجل کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور اسی کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

آگے ارشاد ہے کہ ہم نے اے رسول تیری طرف ایک عظیم الشان کتاب اتاری جس کا نام قرآن مجید ہے اور جس میں قیامت کے دن تک کے لیے ہر چیز جو دنیا اور آخرت میں انسان کے کام آنے والی ہے خوب کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔ اس سے ہر انسان ہدایت حاصل کر سکتا ہے اس میں اسے اس کے فائدے کی ہر چیز ملے گی اور ہر مضر چیز کا نقصان ظاہر ہو جائے گا۔

Marfat.com

قرآنی تعلیم کا خلاصہ

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

تحقیق اللہ حکم کرتا ہے عدل کا اور احسان کا

وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

اور دینے کا رشتہ داروں کو اور منع کرتا ہے بے حیائی سے

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور ناشائستہ کاموں سے اور سرکشی سے سمجھاتا ہے تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾

نصیحت مانو

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا

وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

اور قرابت والوں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے سمجھاتا ہے تمہیں تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾

یاد رکھو

پچھلی آیت میں فرمایا تھا کہ اس کتاب یعنی قرآن مجید میں ہر کام کی چیز کا پورا پورا بیان ہے اس آیت میں ان ساری چیزوں کو چند لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔ جن پر انسان کی بہبودی کا دارومدار ہے۔

ارشاد ہے کہ انسان کو اپنے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں تین چیزوں کا خیال رکھنا چاہیئے (۱) عدل و انصاف (۲) رحم اور مروت (۳) داد و دہش۔ اور تین چیزوں سے بچنا چاہیئے (۱) بے حیائی (۲) ناشائستہ کام (۳) ظلم اور زیادتی پھر ان نیک کاموں کا کرنا اور بُرے کاموں کا چھوڑنا بھی اس خیال سے چاہیئے کہ اللہ عزوجل کا حکم ہے۔ یہی دین اسلام کا پیغام ہے۔ جو وہ دنیا بھر کے انسانوں کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ہر وہ شخص جو جمعہ کا خطبہ سنتا ہے اسے یاد ہوگا کہ دوسرے خطبہ کے آخر میں ہر خطیب اس آیت کو پڑھتا ہے۔ اس آیت میں بتلا دیا گیا ہے کہ آدمی ہر کام میں بیچ کی چال اختیار کرے۔ افراط و تفریط سے بچے۔ نہ حد سے آگے بڑھے نہ حد سے پیچھے ہٹے۔ ہر ایک پر ترس کھائے اور ہر جگہ مروّت سے کام لے۔ اپنی ضرورت سے جو بچے۔ وہ کسی دوسرے حاجت مند کو دے دے۔ آیت میں کہا گیا ہے کہ کسی قریبی رشتہ دار کو دے دے۔

آخر میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ آیت تم کو اس لیے سنائی جا رہی ہے کہ تم اپنے حقوق و فرائض کو سمجھو اور ہر وقت یاد رکھو کہ تمہیں کیا کام کرنا ہے اور کیا چھوڑنا ہے ؎

Marfat.com

آئین اور دستور

انسان دُنیا میں اگر ہر طرح سے کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ اس چھوٹی سی آیت کو ہر وقت نگاہ کے سامنے رکھے اور اس کی ہدایت پر ایمانداری کے ساتھ چلے۔ پہلی بات جو اس سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی اصل زندگی اجتماعی زندگی ہے اور ہر فرد کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کے سنوارنے میں اپنا سارا زور لگا دے۔ اگر دنیا میں فقط ایک ہی انسان ہوتا تو اوّل تو اس کو جینا ہی دوبھر ہو جاتا اور اگر جیتا بھی تو بُرے حال سے کیوں کہ اس کی زندگی وحشی جانوروں سے لڑتے ہی گذرتی۔ عقل مند آدمی کو اتنی بات سمجھ لینا آسان ہے۔ کہ دُنیا ایک اکھاڑا ہے جس میں مختلف قوتیں ایک دوسرے سے ہر وقت ٹکرا رہی ہیں کچھ قوتیں اسے برقرار رکھنا چاہتی ہیں اور کچھ ایسی بھی ہیں۔ جو اس کے ویران کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ خود ہر فرد کے اپنے اندر یہ دونوں قسم کی قوتیں موجود ہیں۔ اس کی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی زندگیاں اس پر موقوف ہیں کہ بگاڑنے کی قوتیں بنانے کی قوتوں سے بڑھنے نہ پائیں جب کوئی قوت حد سے بڑھنے لگے تو اس کو دبا دیا جائے تاکہ پلّہ بھاری رہے۔ اس توازن کے قائم رکھنے کا نام عدل ہے اور اس کا قائم رکھنا ہر فرد کا فرض ہے۔

پھر افراد کے اجتماع یا سوسائٹی کا اور ان کی قائم کی ہوئی گورنمنٹ یا حکومت کا بھی فرض اوّلین یہی ہے۔ عدل سے زندگی کا قیام تو یقینی طور پر ہو جائے گا۔ لیکن ابھی اس کے اچھی حالت پر لانے اور ترقی دینے کا کام باقی ہے۔ جو احسان سے حاصل ہو گا۔ احسان یہ ہے کہ فرد۔ سوسائٹی اور حکومت تینوں نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اپنی اپنی خدمات دیانت داری سے انجام دیں اور ہر ایک اپنا اپنا ذخیرہ جو اسے میسّر ہے لے کر دوسروں کی مدد کے لیے حاضر ہو جائے۔ اور تیسری چیز کا یعنی داد و دہش کا دروازہ کھل جائے اور گورنمنٹ دینے والے سے کام کی چیز لے کہ ان لوگوں کو دے جنھیں اس کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد تین چیزیں ایسی ہیں۔ جن سے اجتماعی زندگی کا خراب ہونا لازم ہے۔ سوسائٹی اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہر فرد کو ان چیزوں سے روکے۔ ان میں سے ایک چیز تو فحش باتیں اور بے حیائی ہے یعنی بُری خواہشوں کے ابھارنے والی چیزوں کو کھلم کھلا بے دھڑک اختیار کرنا۔ دوسری چیز نیکیوں کو چھوڑ کر برائیوں کا اختیار کرنا ہے تیسری بات اپنی قوّت کو دوسروں کی امداد کی بجائے ان کی ایذا رسانی اور بے جا دبانے میں صرف کرنا ہے۔ ان چیزوں کا جڑ سے اکھاڑنا انسانی سوسائٹی اور اس کی خادم یعنی حکومت کا پہلا فرض ہے۔

Marfat.com

عہد و پیمان

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ
اور پورا کرو عہد اللہ کا جب تم آپس میں عہد کرو
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا
اور نہ توڑو قسموں کو بعد ان کے پختہ کرنے کے
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ
اور تحقیق کر دیا ہے تم نے اللہ کو اپنے اوپر ذمہ دار
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾
تحقیق اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ
اور اللہ کا عہد پورا کرو جب تم آپس میں عہد کرو
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا
اور قسموں کو نہ توڑو پکا کرنے کے بعد
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ
اور تم نے اللہ کو اپنا ضامن کیا ہے
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾
اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

انسان جبھی ترقی کر سکتا ہے جب آپس کے معاملات میں ان اخلاقی اصولوں کی سختی کے ساتھ پابندی کرے جو انہیں بتائے گئے ہیں ان میں سے ایک بات قول و قرار کی پابندی ہے۔ عرب میں یہ بُری عادت رواج پکڑ گئی تھی کہ جب اپنا کام نکالنا ہوتا تو ایک فریق کسی دوسرے سے سمجھوتہ کر لیتا اور اللہ کا نام لے کر عہد کر لیتا۔ کہ ہم آپس میں ان شرائط کی پابندی کریں گے جو ہمارے درمیان طے ہو گئی ہیں۔ پھر اگر دیکھتا کہ کسی اور زبردست قوم سے سمجھوتہ کرنا زیادہ مفید ہے۔ تو پہلے سمجھوتے کو بلا تامل توڑ ڈالتا۔ اور اس دوسرے سے اسی طرح قسمیں کھا کر پکا معاہدہ کر لیتا۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ اگر آپس میں قول و قرار کا پاس نہ کیا تو دنیا میں بے اعتباری پھیل جائے گی۔ اور اجتماعی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ جب تم قول و قرار کرتے وقت اللہ کا نام بیچ میں لاتے ہو۔ اور ایک دوسرے سے کہتے ہو کہ ہم اس وقت جو کہہ رہے ہیں اس کے خلاف نہ کریں گے تو پھر اس کے توڑنے کے کیا معنی؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ اللہ تمہارے کاموں سے واقف نہیں۔ ایسا خیال کرنا تمہاری نادانی ہے۔ اللہ تمہارے ہر کام سے بخوبی واقف ہے۔ اس کے نام سے جو قول و قرار کرو اس کو پورا کرو۔ ورنہ وہ تمہیں سزا دے گا۔ قول و قرار کر کے توڑ دینا عدل کے خلاف ہے۔

Marfat.com

خود غرضی

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا
اور مت ہو مانند اس عورت کے کہ جس نے توڑا اپنا کتا ہوا سوت
مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ
پیچھے مضبوطی کے ٹکڑے ٹکڑے بناتے ہو
أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ
اپنی قسموں کو دخل کا بہانہ اپنے درمیان تاکہ ہو جائے
أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ
ایک گروہ وہی بڑھا ہوا دوسرے پر

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا
اور ایسے مت ہو جیسی وہ عورت کہ جس نے اپنا کاتا ہوا سوت
مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ
مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کر اپنی
أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ
قسموں کو ایک دوسرے کے درمیان دخل دینے کا بہانہ بناؤ
أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ
اس واسطے کہ ایک فرقہ چڑھا ہوا رہے دوسرے پر ؞

غَزْلٌ: اکتا ہوا سوت (غزل کے معنی کاتنے ہیں مِغْزَلٌ اسی سے بنا ہے جو عربی میں تکلے کو کہتے ہیں۔

اَنْکَاثًا: ٹکڑے ٹکڑے نِکْثٌ کی جمع ہے نَکْثٌ کے معنی مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالنا۔ اَنْکَاثٌ یعنی بہت سے ٹکڑے۔ دَخَلٌ زیچ میں گھسنا، دَخَل کسی کے درمیان میں گھس جانا تاکہ ان میں فساد یا لڑائی کرا دے۔ اَرْبٰی (زیادہ بڑھا ہوا) اسم تفضیل ر۔ب۔و سے۔ رَبْوٌ کے معنی زیادہ ہو جانا۔ بڑھ جانا۔ رِبٰوا بھی اسی سے ہے جس کے معنی بڑھوتری کے ہیں۔

اس آیت میں اسی بات کو ایک مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ قول دے کر پھر جانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک دیوانی عورت بڑی بڑی محنت سے مضبوط سوت کاتتی ہے اور جب تیار ہو جاتا ہے تو اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اور ہمیشہ اسی ادھیڑ بُن میں رہتی ہے۔ ارشاد ہے کہ قسمیں کھا کھا کر لوگوں کے اندر گھس جانا اور یقین دلانا کہ ہم دھوکا نہ دیں گے۔ لیکن اس کے بعد کسی اور قوم کو زیادہ مضبوط دیکھ کر پہلی قوم کے عہد کو بغیر اس کے اطلاع دیئے پارہ پارہ کر دینا اور اپنے فائدے کے لیے اس مضبوط قوم سے یارانا گانٹھ لینا۔ انتہا درجے کی بداخلاقی ہے۔ ایسے لوگ آخر اپنا اعتبار کھو بیٹھیں گے۔ اگر فرض کرو یہی عادت عام طور پر ہر جگہ رائج ہو جائے تو اجتماعی زندگی کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔ یہ بات عدل کے منافی ہے جو اجتماعی زندگی کی پہلی شرط ہے ؞

Marfat.com

قوت وضعف

إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ
بات یہی ہے کہ آزماتا ہے تم کو اللہ اس سے اور البتہ ضرور کھول دے گا
لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ
تم پر قیامت کے دن وہ کہ تھے تم اس میں
تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾
اختلاف کرتے

إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ
یہ تو اللہ تم کو اس سے پرکھتا ہے اور آئندہ قیامت
لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ
کے دن تم پر کھول دے گا جس بات میں تم
تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾
جھگڑتے تھے

ارشاد ہے کہ وہ قوت ہی کیا جو اخلاق کے اصول کو توڑ کر حاصل کی ہو۔ اصل قوت تو اخلاقی قوت ہے۔ کسی کے ساتھ عہد و پیمان کر لینے سے اصلی قوت حاصل نہیں ہوتی۔ دنیا میں افراد اور اقوام کے اختلاف حالات کا سبب اللہ عزوجل کی مشیت ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعے تمہارے اخلاق کی آزمائش کرے اور یہ بھی دیکھے کہ تم عقل سے کتنا اور کیسے کام لے سکتے ہو۔ عقل تمہیں بتائے گی کہ جس سے ملاپ کا عہد و پیمان کرو خوب سوچ سمجھ کر کرو۔ اس کی غرض یہ نہ ہونی چاہیئے کہ اس میل ملاپ سے ہمیں دُنیوی فوائد زیادہ حاصل ہوں گے۔ بلکہ اصل غرض یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ہم دونوں مل کر آپس میں ایک دوسرے کی حالت درست کریں گے اور ہر شخص ضروریات زندگی کو بخوبی حاصل کر سکے گا۔ اخلاق تمہیں بتائے گا۔ کہ جب تم سوچ سمجھ کر ہر ایک کے حالات درست کرنے کے لیے ایک دفعہ کسی سے عہد و پیمان کر چکے تو اسے اس وقت تک نبھانا چاہیئے جب تک وہ غرض پوری ہوتی دکھائی دے اس کو اس لیے توڑ نہ دینا چاہیئے کہ کسی اور سے مل کر ہم طاقت میں بڑھ جائیں گے اور کمزوروں کو دبا کر اپنا اُلّو سیدھا کریں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی سے عہد و پیمان کرنے کی غرض کسی اور کا دبانا نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ انسان کی بہبودی عہد و پیمان کا اصل مقصد ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی حالتیں ایک دوسرے سے مختلف بنائی ہیں۔ کہ دیکھیں لوگ اخلاقی معیار کو سامنے رکھتے ہیں یا محض کمزوروں کو دبانے کے لیے زبردستوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں اور خود غرضی سے پہلا عہد توڑ کر نیا یارانا گانٹھ لیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اعمال اور نیتوں کا حال اللہ قیامت کے دن کھول کر رکھ دے گا۔ اور نیک نیت اور بدنیت لوگ صاف پہچانے جائیں گے۔

Marfat.com

اختلاف مشیّتِ ایزدی ہے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً

اور اگر چاہتا اللہ البتہ کردیتا تم کو امت

وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ

ایک اور لیکن بھلاتا ہے جس کو چاہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔلُنَّ

اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے اور البتہ تم پوچھے جاؤ گے

عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اس کی بابت جو تھے تم کرتے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً

اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی فرقہ کردیتا

وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ

لیکن وہ جس کو چاہے راہ بھلاتا ہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔلُنَّ

اور جس کو چاہے راہ سجھاتا ہے اور تم سے پوچھ ہوگی

عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

جو تم کام کرتے ہو

پہلے ارشاد ہوا تھا کہ قوت و ضعف، خوش حالی اور بدحالی، عقائد کا اختلاف دنیا میں سب کچھ موجود رہے گا اور اسی میں انسان کا امتحان لینا ہے کہ دیکھیں وہ ایسے ماحول میں اپنا اخلاق درست رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل کو منظور ہوتا۔ تو سب کو ایک ہی قسم کا بنا دیتا۔ سب کی ایک حالت ہوتی اور سب کے عقیدے بھی ایک ہی ہوتے۔ لیکن نہیں۔ اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا۔ کہ انسانوں میں مختلف خیالات والے لوگ ہوں اور اسی کے مطابق کسی کو سیدھے راستے سے ہٹا دیا جائے اور کسی کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا کی جائے۔ دُنیا میں گمراہ اور راہ یاب، ایمان دار اور کفر کرنے والے سب زندہ رہیں۔ کوئی کسی کو نہ ستائے۔ آپس میں اخلاق کا برتاؤ کریں۔ اور قول و قرار کا خیال رکھیں۔ عارضی فائدے کے لیے اخلاق کا خون نہ کریں۔ خیالات کے اختلاف کی وجہ سے آپس میں تُو تُو مَیں مَیں نہ کریں۔ انسان کے تمام کاموں کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ وہاں ایمان دار، بے ایمان، خوش اخلاق، بد اخلاق، ٹیڑھے اور سیدھے سب کا کچا چٹھا کھول دیا جائے گا اور کہا جائے گا۔ بولو دُنیا میں کیا کیا، برائیوں میں کیوں پھنسے، نیک کام کیوں نہ کیے؟

Marfat.com

بداخلاقی کا نتیجہ

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ
اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو ذریعہ فریب آپس میں
فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا
پس پھسلے قدم بعد اس کے جم جانے کے اور چکھو تم
السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ
وبال اس کا کہ روکا تم نے اللہ کی راہ سے
وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾
اور تمہارے لیے ہو عذاب بڑا

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ
اور اپنی قسموں کو آپس میں دھوکا دینے کا ذریعہ مت بناؤ
فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا
کہ کسی کا پاؤں جمنے کے بعد پھسل جائے اور تم بھگتو سزا
السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ
اس کی کہ تم نے اللہ کی راہ سے روکا
وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾
اور تمہیں بڑا عذاب ہو

دَخَلٌ (فریب دینے کا ذریعہ) یہ لفظ ابھی اس سے پہلے گذرا۔ یہاں اس سے مراد ہے۔ دوسروں کو بہکانے اور آپس میں فساد ڈلوانے کا ذریعہ۔

تَزِلَّ: (ڈگمگا جائے) مضارع کا صیغہ ہے ز۔ل۔ل سے زَلَّۃٌ کے معنی قدم کا پھسل جانا۔ ڈگمگا جانا۔

صَدَدْتُّمْ: (روکا تم نے) ماضی کا صیغہ ہے ص۔د۔د سے صَدٌّ کے معنی ہیں روکنا۔

ارشاد ہے کہ بدعہدیاں کرو گے تو وہ لوگ جو تمہاری ایمانداری دیکھ کر تم میں شامل ہیں۔ تم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ کہ یہ لوگ تو دھوکے باز ہیں۔ اور جو تم میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ وہ بھی اپنا ارادہ بدل دیں گے۔ کہ ایسے لوگوں کا کیا اعتبار جو اپنے تھوڑے سے نفع کی خاطر پرانے دوستوں کو چھوڑ کر نئے یارانے گانٹھنے میں کچھ دیر نہیں لگاتے۔ ایسے طرزِ عمل سے تمہارے پکّے دوست بھی تم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اسلام بدنام ہو جائے گا۔ اور تمہارا برتاؤ دیکھ کر لوگ اللہ کے مقرر کیے ہوئے راستے سے ڈگمگا جائیں گے یا اسے اختیار کرتے کرتے ایک دم چھوڑ بیٹھیں گے۔ اس سے تمہاری جماعت کو سخت نقصان پہنچے گا اور انجام کار تم سب بڑے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ایسی باتیں ہرگز نہ کرنی چاہئیں جن سے اسلام بدنام ہو اور لوگ اس سے بھاگنے لگیں۔

Marfat.com

اللہ کا عہد

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

اور نہ قبول کرو اللہ کے عہد کے بدلے مول تھوڑا سا

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

تحقیق جو اللہ کے ہاں ہے وہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ

ہو تم جانتے جو تمہارے پاس ہے

يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ

ختم ہوگا اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

اور اللہ کے عہد پر تھوڑا سا مول نہ لو

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

بے شک جو اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ

تم جانتے ہو جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا

يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ

اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا

يَنْفَدُ (نبڑ جائے گا) مضارع کا صیغہ ہے ن۔ف۔د سے۔ نفد کے معنی ہیں نبڑ جانا۔ ہو چکنا۔ بَاقٍ: (رہنے والا) اسم فاعل ہے۔ ب۔ق۔ی سے۔ بقار کے معنی بچ جانا۔ کبھی نہ نبڑنا۔ اصل میں باقی ہے۔ وقف کی وجہ سے ی گر گئی۔

ارشاد ہے کہ جب عارضی فائدے کے لالچ سے پرانا قول و قرار توڑ کر کسی سے نیا عہد و پیمان کر لینا غداری اور بے وفائی ہے تو پھر اللہ عزوجل سے عہد و پیمان کر کے اس سے پھر جانا تو یقیناً عقل کی کمزوری کی قطعی دلیل ہے اور بداخلاقی کی انتہا ہے۔

دُنیا کے عارضی فائدوں پر نظر کر کے ایسی باتیں کر بیٹھنا کہ جس سے اللہ عزوجل کی حکم عدولی ہوتی ہو۔ اس عہد و پیمان کا توڑ دینا ہے۔ جو اللہ عزوجل سے کیا تھا۔ یقیناً اللہ عزوجل کے پاس جو کچھ ہے۔ وہ انسان کے لیے دُنیا اور اس کے عارضی عیش و آرام سے کہیں بہتر ہے۔ اگر تم اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو تو کبھی ایسی حماقت نہیں کر سکتے کہ اس کے حکم کی پروا نہ کر کے دنیا ہی سمیٹنے میں لگ جاؤ اور انعام و اکرام کی قدر نہ کرو جو اس نے اپنے حکم برداروں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو آخرت میں انہیں ملے گا۔ ایک موٹی سی بات یہ یاد رکھو کہ دُنیا کا سارا طمطراق آخر ایک نہ ایک دن ختم ہو کر رہے گا مگر جو اللہ کے پاس انعام تیار ہے وہ کبھی ختم ہونے کا نام نہ لے گا اب خوب سمجھ لو:

Marfat.com

پاکیزہ زندگی

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

اور البتہ ضرور دینگے ہم ان کو جنہوں نے ۔ صبر کیا ان کا اجر

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۶) مَنْ

ان اچھے کاموں کا جو تھے وہ کرتے جو

عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ

کام کرے نیک مرد ہو یا عورت اور وہ

مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

ایمان دار ہو پس دیں گے ہم اس کو زندگی پاکیزہ

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

اور عطا کریں گے ہم ان کو ان کا اجر ان بہتر کاموں کا

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۷)

جو تھے وہ کرتے

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا اجر دیں گے

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۶) مَنْ

اچھے کاموں پر جو وہ کرتے تھے جس نے

عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ

نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ

مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

ایمان دار ہے پس ہم ان کو زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

اور بدلے میں دیں گے ان کو اجر بہتر کاموں کا

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۷)

جو وہ کرتے تھے

لَنُحْيِيَنَّ (البتہ جلائیں گے ہم) اصل میں نُحْيِیْ ہے جس کے اوّل میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ لگا ہوا ہے۔ نُحْيِیْ مضارع کا صیغہ ہے اِحْیَاءٌ سے جس کے معنی ہیں زندگی دینا، جلانا۔ یہ لفظ حیات سے بنا ہے جس کے معنی زندگی کے ہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ جنہوں نے دنیا میں صبر سے کام لیا اور اندھے باؤلوں کی طرح دنیا کے مزوں اور کھیل تماشوں پر نہ گرے تو ان کو ان کے اچھے کاموں کا پھل ملے گا اور یہاں کی بیہودہ خواہشوں سے رکنے کا اجر بہت بڑا ہوگا۔ اس کے آگے ارشاد ہے کہ ہمارے ہاں مقرر قاعدہ ہے کہ انسان مرد ہو یا عورت جو ایمان لا کر اچھے کام کرے گا ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور اس کے بہترین کاموں کا اجر اور ثواب عطا فرمائیں گے۔ اس آیت میں ایمان لانے والوں کے لیے بڑی زبردست خوشخبری ہے کہ ان کی زندگی دنیا میں بھی اطمینان بخش اور آسایش کی ہوگی اور جو اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کے لیے وہ اچھے اچھے کام کریں گے ان کا اجر انہیں آخرت میں بھی بھرپور ملے گا۔

Marfat.com

قرآن مجید پڑھنے کا طریقہ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

پس جب پڑھے تو قرآن تو پناہ لے اللہ کی

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ

شیطان مردود سے واقعہ یہ ہے کہ نہیں

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اس کا کچھ زور ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور

عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

سو جب تو قرآن پڑھنے لگے تو شیطان مردود

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ

سے اللہ کی پناہ لے اس کا زور ان

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور

عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

اِسْتَعِذْ (پناہ مانگ) امر کا صیغہ ہے اِسْتِعَاذَۃٌ سے جو ع۔و۔ذ سے بنا ہے۔ عَوْذٌ کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں۔ اِستعاذہ کے معنی بھی یہی ہیں مگر بالمبالغہ یعنی دل سے بھی اور زبان سے بھی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہنا۔ اس آیت میں یہی حکم ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ قرآن مجید کو دل لگا کر پڑھنے اور اس کے مطلب پر غور کرنے سے انسان کو شیطان روکتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ انسان کو ایمان نصیب ہو اور نیک کام کرنے لگے۔ اس لیے قرآن مجید پڑھنے لگو۔ تو دل اللہ عزوجل کی طرف متوجہ کرو اور اس سے عرض کرو کہ اے اللہ شیطان مردود کے داؤ گھات سے ہمیں بچا اور زبان سے کہو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اگر تم اس کی طرف سچے دل سے متوجہ ہوگے اور اس کے اوپر بھروسا کر کے قرآن مجید پڑھ کر اس کے معنی پر توجہ کرو گے تو شیطان کے بہکانے کا تم پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ کیونکہ ایمان لانے والوں پر اور اپنے کل کام اللہ عزوجل کو سونپ کر اس کی مدد اور پناہ مانگنے والوں پر شیطان ملعون کا کچھ زور نہیں چلتا ورنہ وہ مردود اپنی ریشہ دوانیوں سے نہیں چُوکتا۔ کبھی کہتا ہے کہ اے آدمی! قرآن پڑھ کر کیا کرے گا؟ دُنیا میں اور کیا تھوڑے کام ہیں جو تو نعوذ باللہ اس میں وقت گنواتا ہے۔ کبھی یہ کہتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہی نہیں نہ اللہ کوئی چیز ہے اور نہ اس کا کوئی رسول اور کلام ہے۔ (نعوذ باللہ)

Marfat.com

شیطان کا داؤ

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

بات یہی ہے اس کا زور انہی پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (۱۰۰) وَ اِذَا

اور وہ لوگ جو اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں • اور جب

بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ

ہم بدلتے ہیں ایک آیت بجائے ایک آیت کے اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

خوب جانتا ہے اس کو جو وہ نازل کرتا ہے کہتے ہیں بات یہی ہے کہ تو

مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۱)

گھڑ لاتا ہے نہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

اس کا زور تو انہی پر ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (۱۰۰) وَاِذَا ع ۱۳/۱۹

جو اس کو شریک مانتے ہیں۔ اور جب

بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ

ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو کہتے ہیں تو تو

مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۱)

بنا لاتا ہے نہیں بلکہ اکثر ان میں بے خبر ہیں

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر شیطان قابو پا لیتا ہے اور وہ اللہ کی مدد اور اس کی خاص عنایت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اچھی باتوں سے علیحدگی اختیار کر لیں اور ہمیشہ دنیا ہی کے جھگڑوں میں پھنسے رہیں اور یہیں کے کھیل تماشوں میں دل بہلانے کے عادی ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ لوگ شیطان کو اپنا رفیق اور ساتھی بنا چکے ہیں۔

شیطان اپنے ماننے والوں کو پہلے یہی سکھاتا ہے کہ قرآن مجید کو اللہ کا کلام نہ مانیں۔ اس سے آگے کی آیت میں ارشاد ہے کہ شیطان لوگوں کے دلوں میں قرآن مجید کی بابت کیا کیا شبہے پیدا کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے احکام تو بدلتے رہتے ہیں۔ پہلے نماز کا کوئی وقت نہ تھا۔ پھر پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔ پہلے قبلہ اور تھا پھر اور ہو گیا پہلے حکم تھا کہ کسی سے نہ لڑو۔ پھر حکم آیا کہ ہتھیار سنبھالو اور مخالفوں سے جنگ کرو۔ اللہ اس آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم حالات کے بدل جانے سے احکام بدل دیتے ہیں اس پر یہ لوگ جو مصلحت کو ذرا نہیں سمجھتے۔ کہنے لگتے ہیں کہ یہ تو ایک گھڑا ہوا کلام ہے جیسا چاہا وقت پر بنا لیا۔ یہ لوگ اکثر حقیقت حال سے ناواقف ہیں۔

Marfat.com

قرآن کی حقیقت

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ
کہدے اتارا اس کو پاکیزگی کی روح نے تیرے رب کی طرف سے
بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
بلاشبہ تاکہ پختہ کرے ان کو جو ایمان لائے اور
هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
ہدایت اور خوش خبری مسلمانوں کے لیے

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ
تو کہہ دے کہ اس کو پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے
بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
اتارا ہے بلاشبہ تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم کرے اور
هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
مسلمانوں کے لیے ہدایت اور خوش خبری ہو

رُوْحُ الْقُدُسِ: پاکیزگی کی روح۔ اقدس کے معنی پاکیزگی کے ہیں۔ پاکیزگی کی روح یعنی پاکیزہ روح۔ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ اس آیت میں قرآن مجید کی اصل حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اس عظیم الشان کتاب کو اے رسول تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے اور اس کو اس کے پاس سے تجھ تک لانے والا ایک فرشتہ ہے جو تمام ظاہری اور باطنی آلائشوں اور گندگیوں سے پاک ہے۔ ظاہری آلائش تو اس لیے نہیں کہ وہ نری روح ہی روح ہے۔ ظاہری آلائش تو بدن کی وجہ سے ہوتی ہے اور بدن ہی سے متعلق ہوتی ہے۔ روح کو آلائش ظاہری سے کیا کام۔ باطنی آلائش مثلاً جھوٹ بولنے، دھوکا دینے، خیانت وغیرہ سے بھی پاک روحیں پاک صاف ہوتی ہیں۔

آگے ارشاد ہے کہ اس کے بھیجنے سے دنیا میں تین بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں اوّل تو یہ کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کے دل قوی ہوتے ہیں اور موقع بہ موقع حسب مصلحت آیتیں اترتی دیکھ کر انہیں اطمینان ہو جاتا ہے کہ اللہ عزوجل ہمارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے حالات سے واقف ہے جیسا موقع ہوتا ہے اسی کے مطابق حکم نازل فرماتا ہے۔

دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو اس سے ہر حال میں بہ آسانی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت کیا کام کرنا چاہیے۔ اوّل تو خود حکم ہی صاف ہوتا ہے کہ اس وقت یہ کرو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کام میں شریک ہو کر بتا دیتے ہیں۔ کہ اس طرح کام کرو۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ تمہارے کاموں کا تمہیں بہت اچھا پھل ملے گا۔ دنیا میں بھی کامیاب رہو گے اور آخرت میں بھی دائمی عیش و آرام حاصل کرو گے۔

Marfat.com

عجیب بات

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا
اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں بات یہی ہے کہ
يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ
سکھاتا ہے ایک آدمی زبان اس شخص کی کہ اشارہ کرتے ہیں وہ
اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ
جس کی طرف عجمی ہے اور یہ زبان عربی ہے
مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
صاف تحقیق جو لوگ ایمان نہیں لاتے
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ
اللہ کی نشانیوں پر نہیں راہ سمجھاتا ان کو اللہ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾
اور ان کے لیے ہے عذاب دردناک

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا
اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کو تو
يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ
ایک آدمی سکھلاتا ہے اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ
اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ
اشارہ کرتے ہیں عجمی ہے۔ اور یہ قرآن صاف عربی
مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
زبان ہے وہ لوگ جنہیں اللہ کی باتوں پر یقین
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ
نہیں اللہ انہیں راہ نہیں بتاتا
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾
اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

يُلْحِدُوْنَ: اشارہ کرتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ ہے اِلحاد سے جس کا مادہ ل۔ح۔د ہے لحد ڈھکانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ الحاد کے معنی ہیں کسی چیز کی طرف مائل ہونا جھکانا ڈھونڈنا ڈھکانے لگانا یہاں اس سے مراد تعریض ہے یعنی صاف نام نہ لینا۔ اشارے کنائے کرنا۔

ارشاد ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ قرآن بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانے والا ایک ایسے شخص کو بتاتے ہیں جس کی زبان بھی عربی نہیں۔ ایسے شخص کی بابت یہ کہنا کہ وہ ایسی فصیح وبلیغ عربی عبارت میں قرآن مجید جیسی کتاب لکھ کر تیار کرسکتا ہے۔ انتہا درجے کی حماقت ہے اور ایسی حماقتیں انہی لوگوں سے سرزد ہوسکتی ہیں جو اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر اللہ کو نہیں پہچانتے۔ اللہ انہیں ان کی غفلت کی وجہ سے گمراہی میں رہنے دیتا ہے۔ ہاں قیامت کے دن ان کے لیے بہت ہی دکھ دینے والا عذاب تیار ملے گا۔

Marfat.com

کافروں کا انجام

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

بات یہ ہے کہ گھڑتے ہیں جھوٹ وہی لوگ جو نہیں ایمان لاتے

بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾

اللہ کی نشانیوں پر اور یہ لوگ وہی جھوٹے ہیں

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا

جس نے انکار کیا اللہ کا پیچھے ایمان لانے کے مگر وہ نہیں

مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ

جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان پر

وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

اور لیکن وہ جس نے کھول دیا کفر کے لیے سینہ پس ان پر

غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾

غضب ہے اللہ کا اور ان کے لیے ہے عذاب بڑا

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جنہیں اللہ کی باتوں پر

بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾

یقین نہیں اور وہی لوگ جھوٹے ہیں

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا

جو کوئی یقین لانے کے بعد منکر ہوا مگر وہ نہیں

مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ

جس پر زبردستی کی گئی ہو اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہے

وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا سو ان پر

غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾

اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے اللہ کا عذاب ہے

کافروں کا کہنا تھا کہ قرآن مجید آپ نے خود گھڑ لیا ہے۔ اللہ نے فرمایا جھوٹ تو وہ لوگ بولتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر ایمان نہیں لاتے۔ آگے ارشاد ہے کہ ان لوگوں کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے جو شخص کسی کے دبانے سے جان بچانے کے لیے کفر کا کلمہ کہہ دے مگر اس کے دل میں ایمان رچا ہوا ہو۔ وہ تو قابل معافی ہے۔ لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد دل ہی سے کافر ہو جائے اور سچ مچ ہی اسلام سے پھر جائے تو اس سے زیادہ غدار کوئی نہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہو گا اور ان کو بڑا عذاب دیا جائے گا۔ مرتدوں کی سزا دنیا میں بھی مقرر ہے جس کا ذکر سورۃ المائدہ میں گذر چکا ہے۔ جو لوگ جان بچانے کے لیے بھی اسلام سے ظاہری طور پر بھی نہ پھریں ان کا درجہ بہت بلند ہے مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

Marfat.com

ڈھٹائی کی وجہ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
یہ اس لیے کہ انہوں نے پسند کی زندگی دُنیا کی
عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
آخرت پر اور اس لیے کہ اللہ نہیں ہدایت کرتا
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
ان لوگوں کو جو کافر ہوئے یہی ہیں وہ لوگ کہ
طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ
مہر لگادی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور
اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
ان کی آنکھوں پر اور یہی ہیں وہ جو غافل ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
یہ اس واسطے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو
عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
آخرت سے عزیز رکھا اور اللہ منکروں کو
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
راہ نہیں دکھاتا یہ لوگ وہی ہیں کہ
طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ
اللہ نے مہر لگادی ان کے دلوں پہ اور ان کے کانوں پر
اَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
اور ان کی آنکھوں پر اور یہی ہیں بالکل غافل

ارشاد ہے کہ ان سب لوگوں میں ایک چیز مشترک ہے جو ان کے کفر، شرک اور مرتد ہو جانے کا باعث بنتی ہے۔ ان کے دل میں دنیا کی زندگی کی اہمیّت اور اس کی محبت بیٹھی ہوئی ہے یہ آخرت کے قائل نہیں یہ کہتے ہیں کہ اس وقت کے مزے عیش و عشرت آرام و راحت چھوڑ کر آخرت کی امید پر بیٹھ جانا اور مال و دولت طاقت و قوّت جاہ و حشمت سب کو یونہی برباد کر دینا یا نہ ہونے کی حالت میں ان کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا عقل کے خلاف ہے۔ جب انسان اس چکر میں پھنس جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ عزوجل کا انکار کر دیتا ہے اور اس کی نشامتِ اعمال اسے اللہ کی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھانے دیتی۔ انہی لوگوں کے دل، کان، آنکھ، اللہ کی آیتوں پر نہ غور کرتے ہیں اور نہ انہیں سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل کا مقرر کیا ہوا قانون اپنا اثر دکھاتا ہے اور ان کے کرتوتوں کی نحوست ان کی ساری قوّتوں کو گھیر کر بند کر دیتی ہے اور اللہ عزوجل ان پر مہر لگا دیتا ہے تاکہ ان کے اندر کوئی ٹھیک بات آہی نہ سکے ان کے دل میں حق کی باتیں گذرتی رہتی ہیں مگر وہ ان کی جانب توجہ نہیں کرتے حق کی آوازیں کانوں میں پڑتی رہتی ہیں آنکھوں کے آگے اس کی نشانیاں گذرتی رہتی ہیں لیکن یہ کسی اور ہی دھن میں لگے رہتے ہیں اور ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے ؛

Marfat.com

کافر نقصان میں ہیں

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

یقینی ہے کہ یہی لوگ آخرت میں خاص نقصان والے ہیں

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

پھر تحقیق تمہارا رب ان کے لیے جو ہجرت کر گئے اس کے بعد

مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ

کہ مصیبت اٹھائی انہوں نے پھر جدوجہد کرتے رہے اور صبر کیا تحقیق

رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾

تیرا رب بعد اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

خود ظاہر ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

پھر یہ بات ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر جنہوں نے وطن چھوڑا

مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ

مصیبت اٹھانے کے بعد پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے بیشک

رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۴/۲۰

ان باتوں کے بعد تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے

ارشاد ہے کہ جب وہ دُنیا کا اس قدر خیال کرتے ہیں کہ اس سے اوپر ان کی آنکھ اٹھتی ہی نہیں تو پھر یہ آخرت میں کیا خاک پائیں گے سوا نقصان کے اور کچھ ان کے پلّے پڑ ہی نہیں سکتا۔ مکّہ والوں نے مسلمانوں پہ ابتدا میں اس قدر ظلم توڑے کہ جن کو پڑھ کر آج بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں حتّٰی کہ بعض لوگ شہید بھی ہو گئے۔ انہی شہید ہونے والوں میں ایک بزرگ حضرت یاسرؓ اور ان کی زوجہ سُمیّہؓ تھیں۔ ایک دن ابوجہل نے حضرت یاسرؓ کے چاروں ہاتھ پاؤں چار مضبوط جوان اونٹوں سے باندھ کر انہیں ہانک دیا۔ اور ہاتھ پاؤں کٹ کے جسم سے علیحدہ ہو جانے پر وہ تڑپ تڑپ کر شہید ہو گئے۔

پھر ان کی بیوی سُمیّہؓ کی شرم گاہ میں نیزہ مارا جو کمر تک نکل گیا اور وہ بھی شہید ہو گئیں یہ اسلام کے پہلے شہید ہیں لیکن ان کے جوان فرزند نے جان بچانے کے لیے منہ سے ایسا لفظ کہہ دیا جو قابلِ اعتراض تھا مگر دل میں ایمان پختہ تھا۔ آخر روتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ جان لیوا مصیبتوں سے بچنے کے لیے منہ سے اسلام کا انکار کر دینا لیکن دل میں ایمان پر قائم رہنا پھر گھر بار چھوڑ کر دین کی خاطر ہجرت کر جانا اور پھر مسلمانوں کے ساتھ مل کر اسلام کے بچانے کے لیے جدوجہد کرتے رہنا اور صبر و استقلال سے دین پر جمے رہنا ان سب باتوں کے بعد اللہ تعالیٰ پہلی لغزشیں معاف کر دے گا وہ غفور رحیم ہے ؞

Marfat.com

ناشکری کی سزا

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا

جسدن آئے گا ہر شخص جواب سوال کرتاہے اپنی طرف سے

وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور پورا دیا جائیگا ہر شخص کو جو اس نے کیا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً

اور بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بستی کی کہ تھی بے خوف

مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

چین سے آتا تھا اس کے پاس اس کا رزق بافراغت ہر جگہ سے

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ

پس ناشکری کی اس نے اللہ کی نعمتوں کی پس چکھایا اس کو اللہ نے لباس

الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

بھوک اور ڈر کا بدلے اس کے جو وہ کرتے تھے

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا

جس دن ہر جی اپنی طرف سے سوال کرتا آئے گا

وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور ہر کسی کو جو اس نے کیا پورا ملے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً

اور اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک بستی تھی امن

مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

چین سے جس کی روزی ہر جگہ سے فراغت کے ساتھ چلی آتی

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ

پھر اس نے اللہ کے احسان کی ناشکری کی پھر اللہ نے اس کو مزہ چکھایا

الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

کہ اس کے کپڑے بھوک اور ڈر ہو گئے اس کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے

اَذَاقَ (چکھایا) ماضی کا صیغہ ہے اِذَاقَۃٌ سے جو ذوق سے بنا ہے۔ ذوق کے معنی مزا چکھنا محاورے میں اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی حالت میں اس طرح پھنس جانا کہ اس کا اثر دل میں محسوس ہو۔ اَذَاقَ اس کا متعدی ہے یعنی مزہ چکھانا۔

پہلی آیت میں ارشاد ہے کہ یاد رکھو ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ ہر شخص اپنی ہی مصیبت میں گرفتار ہوگا اور اپنی جان مصیبت سے چھڑانے کے لیے کبھی کچھ کہے گا کبھی کچھ لیکن اسے ملے گا وہی جس کا وہ اپنے دُنیا کے اعمال کی وجہ سے سزاوار ہوگا۔ دوسری آیت میں مکّہ والوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اس بستی کا تصوّر کرو جہاں اللہ کے فضل سے امن وامان اور چین کا دور دورہ ہے۔ کھانے پینے کا سامان موجود ہے۔ وہاں کے لوگ ایسے مغرور ہوتے کہ اللہ کا خیال بھولے سے بھی ان کے دل میں نہ آیا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ پڑے اللہ نے اس سرکشی کا مزہ انہیں چکھایا اور ہر طرف سے ان کو قحط اور خوف نے گھیر لیا۔

Marfat.com

رسولوں کی آمد

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

اور تحقیق آیا ان کے پاس رسول انہی میں سے پس جھٹلایا انہوں نے اس کو

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (۱۱۳)

پس پکڑا ان کو عذاب نے درآں حالیکہ وہ ظالم تھے

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا

پس کھاؤ اس سے جو دیا تمہیں اللہ نے حلال

طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ

ستھرا اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۱۴)

ہو تم اس کی عبادت کرتے

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

اور ان کے پاس انہی میں کا رسول پہنچ چکا پھر اس کو جھٹلایا

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (۱۱۳)

پھر ان کو عذاب نے آ پکڑا اور وہ گنہگار تھے

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا

سو کھاؤ جو تم کو روزی دی اللہ نے حلال اور

طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ

پاک اور اللہ کے احسان کا شکر کرو اگر

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۱۴)

تم اس کو پوجتے ہو

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ہم نے اپنے قاعدے کے مطابق ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی کو چن کر اپنا رسول مقرر کیا اور اس سے کہا کہ جاؤ انہیں سمجھاؤ۔ کیونکہ ہم کسی قوم کو تباہ نہیں کرتے جب تک اپنا رسول بھیج کر ان پر حقیقت حال واضح نہ کر دیں لیکن انہوں نے رسول کے کہنے پر کچھ دھیان نہ دیا اور غلط باتوں میں پھنسے رہے۔ انہی غلط کاریوں کے دوران میں انہیں عذاب نے آ دبوچا اور وہ اپنی بے جا زیادتیوں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ آگے ارشاد ہے کہ تم لوگوں کو چاہیئے ان باتوں پر غور کر کے ان سے عبرت حاصل کرو اور دیکھو کہ مکہ میں اللہ عزوجل نے تمہارے لیے کھانے پینے اور آرام و آسائش کے سارے سامان مہیا کر دیئے ہیں اس لیے تمہیں یہ کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ ان سے فائدے تو اٹھاتے رہو۔ اور اللہ کے شکر گذار بندے بن کر نہ رہو۔ تمہیں چاہیئے کہ اللہ عزوجل نے جو حلال اور ستھری چیزیں تمہیں دی ہیں انہیں کھاؤ پیو۔ اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال اور حرام مت ٹھیراؤ اور سمجھو کہ یہ سب نعمتیں تمہیں اللہ عزوجل نے دی ہیں۔ اس لیے اگر اس کا بندہ بن کر رہنا ہے اور اسی کی عبادت میں زندگی بسر کرنی ہے تو شکر گذار بن کر رہو ورنہ سرکشوں میں لکھے جاؤ گے اور احسان فراموشی اور ناشکری کا وبال تمہارے سر پر پڑے گا۔

Marfat.com

حرام چیزیں

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ
یہی تو حرام کیا اللہ نے تم پر مردار اور لہو
وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
اور گوشت سور کا اور جو کہ پکارا جائے اللہ کے سوا
بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
اس پر پس جو لاچار ہُوا نہ حکم سے نکلنے والا اور نہ حد سے بڑھنے والا
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾
پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ
اللہ نے تم پر حرام کیا ہے مردار اور لہو
وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
اور سور کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام
بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
پکارا جائے پھر جو لاچار ہو جائے نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾
تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ارشاد ہے کہ مُردہ جانور کا گوشت، بہتا ہوا لہو، سور کا گوشت اور جس کو اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے ان چیزوں کو چھوڑ دو۔ ہاں اگر کسی کی بھوک کے مارے جان نکلنے لگے اور ان کے سوا اور کوئی چیز میسر نہ ہو، وہ ان میں سے اتنا کھا سکتا ہے جس سے جان بچ جائے اس میں نہ تو اس کی یہ نیت ہو کہ اللہ کی حکم عدولی کرے اور نہ مقرر حد سے آگے نکل جائے۔ ایسی صورت میں اللہ اس کے قصور کو معاف کر دے گا۔ وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ قرآن مجید میں جس خاص بات پر زور ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ قانون بنانے کا اختیار کسی اور کے یا اپنے اندر ماننا بھی شرک ہے اور شاید بدترین قسم کا شرک یہی ہے اور استعمال کی بعض چیزوں کا اپنے اوپر اپنی مرضی سے حرام کر لینا یا جس چیز کو جی چاہے حلال کر لینا قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینا ہے جس کی اجازت اللہ کی عظمت کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتی۔

سب انسان اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔ اس کے سوا نہ کسی کو اجازت دینے کا اختیار ہے اور نہ روکنے کی مجال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں مالک مطلق اور مختار کل اللہ عزوجل ہے اس کے سوا نہ کسی میں کسی کو کچھ دینے کی طاقت ہے اور نہ چھین لینے کی۔ جو شخص اس بات کو نہ سمجھا وہ درحقیقت اسلام ہی کو نہیں سمجھا۔

Marfat.com

اختیار اللہ کو ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

اور مت کہو اس لیے کہ بناتی ہیں تمہاری زبانوں سے جھوٹ باتیں

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا

یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ باندھو

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

اللہ پر جھوٹ تحقیق جو لوگ باندھتے ہیں

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ (۱۱۶) مَتَاعٌ

اللہ پر جھوٹ فلاح نہ پائیں گے فائدہ ہے

قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۱۷)

تھوڑا سا اور ان کے لیے ہے عذاب دردناک

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

اور مت کہو اپنی زبان کے جھوٹ بنا لینے سے کہ

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا

یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے ۔ کہ اللہ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

پر بہتان باندھو بے شک جو اللہ پر بہتان

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ (۱۱۶) مَتَاعٌ

باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا سا

قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۱۷)

فائدہ اٹھالیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

اس آیت میں انسان کے کان اچھی طرح کھول دیئے گئے ہیں کیا اختیار والا بنا پھرتا ہے۔ جامے سے باہر ہی ہوا چلا جاتا ہے تجھے یہ کس نے اختیار دیا ہے کہ بیٹھ کر اپنے قانون گھڑے اور جن چیزوں کو اپنا جی چاہے ان کی اجازت دے، اور جنہیں اپنا جی نہ چاہے ان سے روک دے۔

ارشاد ہے کہ چیزوں کے حلال حرام کرنے کا تمہارا دعویٰ جھوٹا ہے یہ تو فقط تمہاری زبان کی گھڑی ہوئی بے بنیاد باتیں ہیں۔ اللہ عزوجل کے ذمہ بہتان مت لگاؤ۔ کیونکہ جو لوگ اللہ کا اور شرع کا نام لے کر اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ کیا ہوا اگر تھوڑا بہت عارضی فائدہ ان کو پہنچ گیا۔ اس سے کب تک کام چلے گا۔ آخر منہ کی کھائیں گے اور آخرت میں بھی بہت بے قرار کر دینے والا اور دکھ دینے والا عذاب ان کے لیے تیار ہے۔ اس میں الگ مبتلا ہوں گے۔ مسلمانوں میں بھی بعض دنیادار علماء نے اللہ، رسول اور شرع کے نام سے اپنے کام خوب نکالے اور بعض سرکش حاکموں نے لوگوں کو دبا کر جیسا چاہا الٹے سیدھے حکم چلائے۔ آخر کب تک سلطنت ان سے چھن گئی مگر افسوس اکڑ نہ گئی۔

Marfat.com

رحمت کی وسعت

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا
اور ان لوگوں پر جو یہودی ہوئے ہم نے حرام کیا جو ہم نے بتایا
عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ
تجھ کو اس سے پہلے اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر اور لیکن
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ
تھے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے پھر تحقیق
رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ
تیرا رب ان کے لیے جنہوں نے کی برائی نادانی سے
ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ
پھر توبہ کی اس کے بعد اور اصلاح کی تحقیق
رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾
تیرا رب ان باتوں کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا
اور جو لوگ یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو
عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ
پہلے سنا چکے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ
وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے پھر بات یہ ہے
رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ
کہ تیرا رب ان لوگوں پر جنہوں نے نادانی سے برائی کی
ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ
پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنا کام سنوارا سو
رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع ۱۵
تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے

ارشاد ہے کہ یہود نے بھی اللہ کے دیئے ہوئے حکموں پر عمل نہ کیا اور اپنی خوشی سے جو چاہا کیا۔ پھر آخر دیکھو کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ ان کی سرکشی کی وجہ سے ہم نے ان پر بعض چیزیں حرام کر دیں۔ ان چیزوں کا ذکر اے رسول ہم پہلے تجھے سنا چکے ہیں۔ ہم نے زبردست ہوتے ہوئے بھی انہیں بلا وجہ سزا نہیں دی۔ ہمارے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ کوئی خود اپنے آپ پر ظلم کرے تو کرے ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ اگر کوئی نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھے۔ پھر اس پر نادم ہو اور پختہ ارادہ کر لے کہ اب کبھی ایسا برا کام نہ کروں گا۔ اور پھر اپنی حالت سنوارنے کی کوشش میں لگ جائے تو ہم اس کا قصور معاف کر دیتے ہیں اور اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں۔ اگر وہ سو دفعہ توبہ کر کے بہک جائے اور پھر توبہ کرے تو ہم اس کی توبہ سو دفعہ ہی قبول کر لیتے ہیں ۔

Marfat.com

ابراہیمؑ کا نمونہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ
تحقیق ابراہیم تھا امام مقتدا فرمانبردار اللہ کا
حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۲۰)
سب سے منہ موڑ کر اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے
شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ وَ هَدٰىهُ
شکرگذار تھا اس کی نعمتوں کا اللہ نے اسے چُنا اور چلایا اسے
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۱۲۱) وَ اٰتَيْنٰهُ
سیدھی راہ پر اور دی ہم نے اسے
فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ
دنیا میں خوبی اور تحقیق وہ آخرت میں
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۲۲)
نیک لوگوں میں ہے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ
اصل میں تو ابراہیم راہ ڈالنے والا اللہ کا فرمان بردار سب سے
حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۲۰)
ایک طرف ہوکر اور نہ تھا شرک کرنے والوں میں
شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ
اس کے احسانوں کا حق ماننے والا اللہ نے اسے چن لیا اور چلایا
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۱۲۱) وَاٰتَيْنٰهُ
سیدھی راہ پر اور ہم نے
فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ
دنیا میں اسے خوبی دی اور وہ آخرت میں
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۲۲)
اچھے لوگوں میں سے ہے

اُمَّةً: (پیشوا) یہ لفظ ام مم سے بنا ہے یہاں اس کے معنی امام اور پیشوا کے ہیں یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو متبرک ہستیاں ایسی گذری ہیں جو بجائے خود ایک پوری امت ہیں۔ اُن کے نمونے پر جو سوسائٹی بنائی جائے گی وہی ان کی خلیفہ اور قائم مقام ہوسکتی ہے۔ اس آیت میں اسی کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ انسانوں کے اندر اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھے وہ اللہ کے فرماں بردار، سب سے ہٹ کر اسی کے ہو رہنے والے تھے وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتے تھے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہتے تھے اللہ نے انہیں اپنا منتخب بندہ بنایا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ دُنیا میں بھی خیر وخوبی کے ساتھ رکھا اور آخرت میں بھی وہ اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہوں گے۔

Marfat.com

ابراہیمی ملّت

ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ

پھر وحی بھیجی ہم نے تیری طرف کہ پیروی کر ملت

اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ

ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۲۳﴾

شرک کرنے والوں میں سے

ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ

پھر ہم نے تیری طرف حکم بھیجا کہ ابراہیم کے دین

اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ

پر چل جو ایک طرف کا تھا اور شرک کرنے والوں

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۲۳﴾

میں سے نہ تھا ۔

اس آیت میں ملّت ابراہیمی کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے ہی میں دین کے پختہ اصول لکھ کر رکھ لیے گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی اصول بنی اسرائیل کے سامنے پیش کیے۔ جن میں سے کچھ انہوں نے مانے اور کچھ نہ مانے اور اس طور پر ان یہودیوں نے تمام ملّت کی شکل بگاڑ کر رکھ دی۔ اسی دین کو دوبارہ دُنیا میں رواج دینے اور مکمل طریقے سے ضبط کر کے انسان کے سامنے پیش کرنے کے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان کو قرآن مجید دیا گیا جس میں اس دین کی تشریح کر دی گئی اور دُنیا بھر کے انسانوں کے لیے اس کو ایک مکمّل اور منضبط شکل میں پیش کیا گیا۔

ان سب اصولوں کی اصل یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ غرض نہ رکھے۔ اور سب سے منہ موڑ کر خالص نیّت کے ساتھ صرف اسی کی طرف متوجّہ ہو۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ عزّوجل کے ساتھ ذات یا صفات میں کسی کو ذرّہ بھر بھی شریک نہیں کرتے تھے صرف اسی ایک کو تنہا سب کا خالق، مالک اور مربّی مانتے تھے' جو کچھ مانگنا ہوتا اسی سے مانگتے' وہ یقین رکھتے تھے کہ دُنیا کی ساری نعمتیں اسی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ اس لیے اسی خدا کا شکر گذار رہنا چاہیئے۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنی چاہیئے۔ اسلام کا خلاصہ یہی ہے اور اس دین کو یہ نام بھی انہی کا دیا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہی باتوں کے جاری کرنے کے لیے دُنیا میں تشریف لائے ہیں۔ انسان کی سرکشی دور کرنے کے لیے یہی ایک مجرّب دوا ہے ؛

Marfat.com

ہفتہ کا دن

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا

بات یہی ہے کہ مقرر کیا گیا ہفتہ ان لوگوں پر جو اختلاف کرتے تھے

فِيهِ ۚ وَ إِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

اس میں اور تحقیق تیرا رب ضرور فیصلہ کرے گا ان میں

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (۱۱۴)

قیامت کے دن اس چیز کا کہ تھے وہ اس میں اختلاف کرتے

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا

ہفتہ کا دن جو مقرر کیا سو انہی پر جو اس میں اختلاف

فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

کرتے تھے اور تیرا رب حکم کرے گا ان میں قیامت

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (۱۱۴)

کے دن جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ: (جنھوں نے اختلاف کیا اس میں) اس سے مراد یہود ہیں۔ یہاں یہود کہنے کے بجائے ان کی ایک صفت بیان کی ہے تاکہ یہ جتلا دیا جائے کہ یہ صفت ان کا خاصہ لازم بن گئی تھی اور اسی وجہ سے ان کے لیے سخت احکام مقرر کیے جاتے تھے تاکہ اس کی اصلاح ہو اس سے ہمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ تم اس بُری عادت میں مبتلا نہ ہونا بلکہ جو تم کو حکم دیا جائے۔ اس کو سب مل کر بے چون وچرا بجا لانا۔

ارشاد ہے کہ سبت تو فقط یہودیوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا اس لیے کہ انہیں اللہ کے حکم کی پابندی کی عادت سکھائی جائے اور نافرمانی کی سزا دنیا ہی میں دے کر دوسروں کے لیے موجب عبرت قرار دیا جائے۔ پھر بھی اس قوم میں فرمانبرداری کی عادت نہ ہونی تھی نہ ہوئی، جو حکم ان کو دیا جاتا۔ اس میں وہ اپنی رائے ضرور ٹھونستے۔ کہ یوں نہیں یوں ہونا چاہیئے وہ بالکل ایک خود رائے، شریر ضدی بچے کی طرح تھے جس کی عادت یہ ہو کہ جو کچھ اس سے کہا جائے اس کے کرنے سے انکار کر دے۔ یہود حسب عادت سبت کے بارے میں بھی مختلف فرقے ہو گئے بعض نے مانا بعض نے نہ مانا۔ آخر نہ ماننے والوں کو دُنیا ہی میں بندر اور سوّر بنا دیا گیا۔

اس کے بعد عذاب آخرت ابھی باقی ہے جو انہیں ملے گا چنانچہ اسی آیت میں ارشاد ہے کہ جن باتوں میں انہوں نے جھگڑا اور اختلاف کیا۔ ان کی حقیقت انہیں قیامت کے دن معلوم ہو جائے گی یہاں سے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ جب ثابت ہو جائے کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول کا حکم یہ ہے پھر اس کی تعمیل میں حیل وحجت نہ کرنی چاہیئے۔ حکم معلوم ہو جانے کے بعد عذر کا بہانہ تلاش کرنا یہود کی خصلت تھی یہ اسلام کے خلاف ہے یہاں تو حکم کے آگے سر جھکا دینا شرطِ اولین ہے ۔

Marfat.com

کرنا کیا چاہیئے؟

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ
بلا اپنے رب کے راہ کی طرف پکی باتوں سے اور وعظ و نصیحت سے
الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ
جو اچھی طرح ہو اور بحث کر ان سے ایسے طریقے سے کہ وہ بہتر ہو تحقیق تیرا رب
هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ
وہی زیادہ جانتا ہے اس کو جو بہکا اس کے راستے سے اور وہی زیادہ جانتا ہے
بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا
راہ پانے والوں کو اور اگر بدلہ لو تو بدلہ لو اتنا ہی جتنی
عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾
برائی کی گئی تم سے اور اگر صبر کرو تم تو یقیناً وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے
وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ
اور صبر کر تو اور نہیں صبر تیرا مگر اللہ کی مدد سے اور نہ کر غم ان پر
وَلَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ
اور نہ ہو تنگی میں اس سے جو وہ مکاری کرتے ہیں بے شک اللہ
مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾
ساتھ ہے ان کے جو بچ کر چلیں اور ان کے کہ وہ نیکو کار ہیں

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ
اپنے رب کی راہ کی طرف بلا پکی باتیں سمجھا کر اور بھلی طرح نصیحت
الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ
سنا کر اور انہیں دلیل دے جس طرح بہتر ہو تیرا رب ہی اس کو
هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ
بہتر جانتا ہے جو اس کی راہ بھول گیا اور وہی بہتر جانتا ہے
بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا
ان کو جو راہ پر ہیں اور بدلہ لو تو بدلہ لو ایسی قدر جس قدر تمہیں
عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾
تکلیف پہنچائی جائے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے
وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ
اور تو صبر کر اور تجھ سے اللہ ہی کی مدد سے صبر ہو سکے گا اور ان پر غم نہ کھا
وَلَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ
اور ان کے فریب سے تنگ مت ہو بے شک اللہ
مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶/۹/۲۲
ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

ارشاد ہے کہ اصلی باتیں اپنے قول اور برتاؤ کے ذریعے لوگوں کے سامنے رکھ دو (۲) وعظ و نصیحت بے غرضی کے ساتھ کرو (۳) مناسب وقت پر اچھی سے اچھی بات کہہ کر لوگوں کو قائل کرو۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون بہکا ہوا ہے اور کون ٹھیک چل رہا ہے پھر ارشاد ہے کہ لوگوں سے جو برائی پہنچے اس کا اگر بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی برائی ہے اور اگر صبر کرو تو صبر کا پھل بہت ہی اچھا ملتا ہے صبر کی توفیق اللہ سے مانگو۔ مخالفین کی ضد اور ہٹ دھرمی سے غمگین اور ان کی چالبازیوں سے تنگ دل مت ہو یقین رکھو کہ اللہ ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر کر برے کام چھوڑتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے نیک کام اختیار کرتے ہیں ؛

Marfat.com

سورۃ النحل کا خلاصہ

سورۃ النحل ختم ہوئی۔ اوّل ارشاد ہوا کہ دُنیا کی زندگی تھوڑی ہے اس لیے سب کچھ چھوڑ کر پہلے اللہ عزوجل کو پہچانو۔ اس نے انسان کو پیدا کیا، جانوروں کو تمہارا تابعدار کر دیا۔ ان سے دُودھ، اون، شہد وغیرہ حاصل کرتے ہو۔ بارش برسا کر زمین سے رنگ برنگ کے میوے، پھل، پھول، پیدا کر دیئے، سمندر سے مچھلی، موتی اور قیمتی چیزیں عطا کیں۔ پھر کشتی، جہاز چلانے کا ہنر سکھایا۔ چاند، سورج، تارے، پہاڑ، دریا سب کو تمہارے فائدے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ عزوجل کی نعمتوں کو کہاں تک گنوگے وہ بے شمار ہیں جب اللہ عزوجل کو مان چکے تو اسی کے مقرر کیے ہوئے دین پر چلو اور اپنی گفتار اور کردار سے ثابت کر دو کہ اللہ کے ماننے والے ہی اخلاق و عادات میں سب سے زیادہ ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ پھر ارشاد ہے کہ اللہ کے ماننے اور اس کے کہنے کے مطابق چلنے سے دُنیا کی زندگی بھی درست ہوگی اور آخرت میں بھی عیش و آرام ملے گا اور اس کا انکار کرنے اور ٹیڑھا ترچھا راستے اختیار کرنے میں دنیا میں بھی دیر یا سویر بُری گت ہوگی اور آخرت میں بھی انتہائی دکھ درد بھگتنا ہوگا۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے دین کا خلاصہ پہلے سمجھ لو۔ اللہ عدل، احسان، فیاضی کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، نامناسب باتوں اور دوسروں پر دست درازی کرنے سے روکتا ہے۔ اللہ کے دین کو دانائی کی باتوں، مفید وعظ و نصیحت اور عالمانہ بحث و مباحثہ کے ذریعے جوش اور دل خراش باتوں سے پاک ہو، لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ اور تبلیغ کے راستہ میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کی گوشمالی اس کی برائی کی حد کے مطابق کرو۔ زیادتی اور ظلم مت کرو۔ دوسرے کی زیادتی پر صبر کرنا بہت ہی اچھا ہے۔ اللہ سے صبر کی توفیق مانگنی چاہیئے۔ لوگوں کی بد اخلاقی پر رنج مت کرو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اس کا صاف اعلان ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جو میرے بتائے ہوئے قانون کے مطابق چلتے ہیں اور مجھ سے ڈر کر بُری باتوں سے بچتے ہیں اور ہر وقت نیکی کرنے کی دھن ہی میں رہتے ہیں۔ اس سورت سے سمجھ میں آتا ہے کہ دنیا کا مالک اور منتظم اللہ عزوجل ہے۔ انسان اس کا خلیفہ ہے۔ کچھ لوگ دنیا میں ایسے ہوتے ہیں جو مجمع خوبی ہیں اور وہ انسان کی سوسائٹی کے لیے پورا نمونہ ہیں وہی اللہ کے خلیفہ ہیں۔ جب ان کے نمونے پر سوسائٹی بن جائے گی تو وہ ان کے بعد اللہ کا خلیفہ ہوگی ان میں سے سب سے بڑا سوسائٹی کا نمونہ پہلے حضرت ابراہیم اور ان کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

الحمد للہ تیسری منزل ختم ہوئی

طابع:- ملک سراج الدین اینڈ سنز۔ لاہور (۸)

مطبع:- سراج محمدی پریس۔ لاہور (۷)

محمد شفیع کاتب دارالعلوم ڈاکخانہ رسول نگر ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com